فیض الباری

علامہ محمد ابو الحسن سیالکوٹی

اردو ترجمہ

فتح الباری

ابن حجر العسقلانی

شرح صحیح بخاری

جلد ۲۴

تصدیر
حافظ محمد اسماعیل الخطیب

تقدیم
حافظ محمد اسماعیل اسد حافظ آبادی

بحسن اہتمام
عبداللطیف ربانی مدیر

مکتبہ اصحاب الحدیث
حافظ پلازہ مچھلی منڈی
نیو اردو بازار لاہور
042-37321823
0301-4227379

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بَابُ رُقْيَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیچ بیان دم حضرت ﷺ کے، یعنی جس کے ساتھ آپ جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے اور اس میں تین حدیثیں ذکر کیں۔

٥٣٠١ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ دَخَلْتُ أَنَا وَثَابِتٌ عَلٰى أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ فَقَالَ ثَابِتٌ يَا أَبَا حَمْزَةَ اشْتَكَيْتُ فَقَالَ أَنَسٌ أَلَا أَرْقِيْكَ بِرُقْيَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَلٰى قَالَ اللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ مُذْهِبَ الْبَاسِ اشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شَافِيَ إِلَّا أَنْتَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا.

٥٣٠١ ۔ حضرت عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں اور ثابت رضی اللہ عنہ دونوں انس رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے تو ثابت رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابوحمزہ! (یہ انس رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) میں بیمار ہوں تو انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا میں تم کو حضرت ﷺ کے دم سے جھاڑ پھونک نہ کروں؟ اس نے کہا کہ کیوں نہیں! کہا کہ الٰہی، اے لوگوں کے پالنے والے! سختی کے دور کرنے والے شفا دے تو ہی ہے شفا دینے والا تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں ایسی شفا دے کہ بیماری کو نہ چھوڑے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تو ہی ہے شافی تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جائز ہے نام رکھنا اللہ تعالیٰ کا ساتھ اس اسم کے کہ نہیں ہے قرآن میں ساتھ دو شرطوں کے ایک یہ کہ نہ ہو اس میں وہ چیز جو نقص کا وہم پیدا کرے دوسرے یہ کہ قرآن میں اس کی اصل ہو اور یہ بھی اسی قبیل سے ہے اس لیے کہ قرآن میں ہے ﴿وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾ اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے اور یہ جو کہا کہ تو ہی ہے شافی تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ ہر چیز کہ واقع ہوتی ہے دعا اور دوا کرنے سے اسی وقت فائدہ دیتی ہے جب کہ اللہ کی تقدیر کے موافق پڑے ورنہ فائدہ نہیں دیتی اور نیز اس حدیث سے لیا جاتا ہے کہ اضافت ترجمہ میں واسطے فاعل کے ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ اضافت ترجمہ میں طرف مفعول کی ہے اور یہ اس حدیث میں ہے جو روایت کی ہے مسلم نے ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جبریل علیہ السلام حضرت ﷺ کے پاس آئے کہا کہ اے محمد! کیا تو بیمار ہے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہاں! کہا بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُّؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ نَفْسٍ اَوْ عَيْنِ حَاسِدٍ اَللّٰهُ يَشْفِيْكَ یعنی میں جھاڑ پھونک کرتا ہوں تجھ کو ہر چیز سے کہ تجھ کو ایذا دے ہر چیز کی برائی سے یا حسد کرنے والے کی آنکھ سے اللہ شفا دے گا اور واسطے اس کے شاہد ہے نزدیک اس کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے۔

٥٣٠٢ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُعَوِّذُ بَعْضَ أَهْلِهِ يَمْسَحُ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَاسَ اشْفِهِ وَأَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَآءَ إِلَّا شِفَآؤُكَ شِفَآءً لَا يُغَادِرُ سَقَمًا قَالَ سُفْيَانُ حَدَّثْتُ بِهِ مَنْصُوْرًا فَحَدَّثَنِي عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ نَحْوَهُ.

۵۳۰۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعض گھر والوں کے واسطے پناہ مانگا کرتے تھے اپنا ہاتھ اس پر پھیرتے درد پر اور کہتے الٰہی! اے لوگوں کے پالنے والے سختی کو لے جا اور اس کو شفا دے اور تو ہی شفا دینے والا ہے شفا نہیں بغیر تیری شفا کے ایسی شفا دے جو بیماری کو نہ چھوڑے۔

کہا سفیان نے یعنی ساتھ اسناد مذکور کے کہ حدیث بیان کی میں نے ساتھ اس کے منصور کو سو حدیث بیان کی اس نے مجھ کو ابراہیم سے اس نے مسروق سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مانند اس کی۔

فائدہ: کہا طبری نے کہ یہ بطریق تقاول کے ~~ہے واسطے~~ دور ہونے اس درد کے۔ اور ہوں گی ساتھ اس کے واسطے اس حدیث کے مسروق تک دو طریق اور جب ضم کیا جائے ساتھ اس کے وہ طریق جو اس کے بعد ہے تو ہو جائیں گے عائشہ رضی اللہ عنہا تک دو طریق اور جب جوڑا جائے اس کو ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے تو اس حدیث کے واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک دو طریق ہو جائیں گے۔ (فتح)

٥٣٠٣ ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَآءٍ حَدَّثَنَا النَّضْرُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْقِي يَقُوْلُ امْسَحِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ بِيَدِكَ الشِّفَآءُ لَا كَاشِفَ لَهُ إِلَّا أَنْتَ.

۵۳۰۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھاڑ پھونک کیا کرتے تھے فرماتے سختی کو لے جا اے آدمیوں کے پالنے والے! تیرے ہی ہاتھ میں شفا ہے تیرے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں۔

فائدہ: اس حدیث میں یرقی کا لفظ ہے اور وہ ساتھ معنی یعوذ کے ہے جو اس سے پہلے طریق میں ہے یعنی پناہ مانگتے تھے اور شاید کہ عروہ کے طریق کے وارد کرنے میں بھی یہی راز ہے اگرچہ سیاق مسروق کا پورا ہے لیکن عروہ نے تصریح کی ہے ساتھ ہونے اس کے رقیہ یعنی منتر سو موافق ہو گا انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کو اس امر میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رقیہ ہے۔

٥٣٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ رَبِّهِ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ

۵۳۰۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار کے واسطے کہتے تھے یعنی جھاڑ پھونک میں یہ مٹی ہے ہماری

عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ لِلْمَرِيْضِ بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.

زمین کی ساتھ لب ہماری بعض کے شفا پاتے ہیں ہمارے بیمار۔

فائدہ: اور مسلم کی ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کوئی آدمی بیمار ہوتا یا اس کے کوئی زخم ہوتا تو حضرت ﷺ اپنی شہادت کی انگلی زمین پر رکھتے پھر اس کو اٹھاتے پھر یہ دعا پڑھتے بسم اللہ الخ اور اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ﷺ جھاڑ پھونک کے وقت بیمار پر لب ڈالتے تھے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی اس حدیث کے یہ ہیں کہ حضرت ﷺ اپنی شہادت کی انگلی سے اپنی لب لیتے پھر اس کو زمین پر رکھتے سو کچھ مٹی اس کے ساتھ لگ جاتی پھر اس کو درد یا زخم کی جگہ پر پھیرتے اس حال میں کہ کلام مذکور کو کہتے انگلی پھیرنے کی حالت میں کہا قرطبی نے کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ جائز ہے جھاڑ پھونک کرنا سب بیماریوں اور دردوں سے اور اس پر کہ یہ امر ان کے درمیان مشہور معلوم تھا کہا اور حضرت ﷺ کا اپنی شہادت کی انگلی کو زمین پر رکھنا دلالت کرتا ہے اس پر کہ یہ مستحب ہے وقت جھاڑ پھونک کے پھر کہا کہ ہمارے بعض علماء نے گمان کیا ہے کہ راز اس میں یہ ہے کہ مٹی اپنی سردی اور خشکی کی وجہ سے اچھا کرتی ہے بیماری کی جگہ کو اور اپنی خشکی کے سبب اس کی مواد کو گرنے نہیں دیتی باوجود منفعت اس کی کے بیچ خشک کرنے زخموں کے اور مدہم ہونے ان کے اور کہا تھوک میں کہ وہ خاص ہے ساتھ تحلیل کے اور پکانے مواد کے اور اچھے کرنے زخم کے اور ورم کے خاص کر بھوکے روزے دار سے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے کہ یہ توجیہ تو صرف اسی وقت تمام ہوتی ہے جب کہ واقع ہو معالجہ اپنے قانون پر رعایت مقدار مٹی اور تھوک کے اور ملازمہ اس کے سے اس کے اوقات میں ورنہ لب کے ساتھ دم کرنا اور شہادت کی انگلی زمین پر رکھنا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ متعلق ہوتی ہے ساتھ اس کے وہ چیز کہ نہیں ہے واسطے اس کے بال اور نہ اثر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ باب تبرک سے ہے ساتھ اسماء الٰہی کے اور آثار رسول اس کے اور بہر حال رکھنا انگلی کا زمین پر سو شاید وہ واسطے کسی خاصیت کے ہے جو اس میں ہے یا واسطے حکمت چھپانے آثار قدرت کے ساتھ مباشرت اسباب معتادہ کے، کہا بیضاوی رحمہ اللہ نے کہ مباحث طب کے شاہد ہیں اس پر کہ تھوک کو دخل بیچ نضج کے اور تعدیل مزاج کے اور وطن کی مٹی کو تاثیر ہے بیچ حفظ مزاج کے اور دفع ضرر کے سو البتہ ذکر کیا ہے اطباء نے کہ مسافر کو لائق ہے کہ اپنی زمین کی مٹی کو اپنے ساتھ لے جائے اگر عاجز ہو اس کے پانے کے ساتھ لے جانے سے یعنی تا کہ جب مختلف پانیوں پر وارد ہو تو اس میں سے کچھ مٹی اپنے پینے کے پانی میں ڈال لے تا کہ اس کے ضرر سے نہ ڈر ہو پھر اس کے بعد جاننا چاہیے کہ منتروں اور تعویذوں کے واسطے عجیب اثر ہیں کہ انسان کی عقل ان کی کنہ اور حقیقت کو نہیں پہنچ

سکتی اور کہا تورپشتی نے کہ شاید مراد ساتھ مٹی کے اشارہ طرف فطرآدم علیہ السلام کے اور تھوک اشارہ ہے طرف نطفہ کی گویا کہ عاجزی اور زاری کی زبان سے کہ تو نے اصل اول کو مٹی سے پیدا کیا پھر پیدا کیا اس کو اس سے پانی بے قدر سے سو آسان ہے تجھ پر یہ کہ شفا دے تو اس شخص کو جس کی پیدائش کا یہ حال ہو اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بعض نے کہا کہ مراد مٹی سے خاص مدینہ منورہ کی مٹی ہے واسطے برکت اس کی کے اور بعضنا سے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں واسطے متبرک ہونے لب آپ کی کے پس ہوگا یہ خاصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اس میں نظر ہے اور روایت کی ہے ابوداؤد وغیرہ نے وہ چیز کہ تفسیر کیا جاتا ہے ساتھ اس کے وہ شخص جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جھاڑ پھونک کی اور یہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ پر داخل ہوئے اور وہ بیمار تھا سو فرمایا کہ سختی کو لے جا اے آدمیوں کے پالنے والے! پھر بطحان کی مٹی لی پھر اس کو پیالے میں ڈالا پھر اس پر اپنی لب ڈالی پھر اس کو بیمار پر ڈالا۔ (فتح)

۵۳۰۵۔ حَدَّثَنِیْ صَدَقَةُ بْنُ الْفَضْلِ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ رَبِّهِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِي الرُّقْيَةِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا وَرِيْقَةُ بَعْضِنَا يُشْفٰى سَقِيْمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا.

۵۳۰۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جھاڑ پھونک میں کہتے تھے یہ مٹی ہے ہماری زمین کی اور تھوک ہم میں سے بعض کی شفا دیتی ہے ہمارے بیمار کو ہمارے اللہ کے حکم سے۔

بَابُ النَّفْثِ فِي الرُّقْيَةِ.

دم کرنے جھاڑ پھونک میں۔

فائدہ: اور اس ترجمہ میں اشارہ ہے طرف رد کے اس شخص پر جو دم کرنے کو مطلق مکروہ جانتا ہے مانند اسود بن یزید تابعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کا تمسک اللہ کے اس قول سے ہے ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ﴾ اور اس پر جو مکروہ رکھا ہے دم کرنے کو وقت پڑھنے قرآن کے خاص کر مانند ابراہیم نخعی کے روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ وغیرہ نے پس لیکن اسود سو نہیں حجت ہے واسطے اس کے بیچ اس کے اس واسطے کہ مذموم وہ دم ہے جو جادوگروں وغیرہ اہل باطل کے دم سے ہو اور نہیں لازم آتا ہے اس سے کہ مطلق دم کرنا منع ہو خاص کر بعد ثابت ہونے اس کے صحیح حدیثوں میں اور بہر حال نخعی پس حجت اس پر وہ چیز ہے جو ثابت ہو چکی ہے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو باب کی تیسری حدیث ہے سو البتہ اصحاب نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قصہ بیان کیا اور اس میں ہے کہ اس نے سورہ فاتحہ پڑھی اور دم کیا ساتھ لب خفیف کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر انکار نہ کیا سو ہوگی یہ حجت اور اسی طرح حدیث دوسری سو وہ واضح ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے اور نفث کا بیان کئی بار گزر چکا ہے اور جو کہتا ہے کہ اس میں تھوک نہیں ہوتی ہے اور ٹھیک بات یہ ہے کہ اس میں تھوڑی سی تھوک ہوتی ہے۔ (فتح)

۵۳۰۶۔ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا

۵۳۰۶۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے

سُلَيْمَانُ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا قَتَادَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الرُّؤْيَا مِنَ اللَّهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ شَيْئًا يَكْرَهُهُ فَلْيَنْفِثْ حِينَ يَسْتَيْقِظُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَيَتَعَوَّذْ مِنْ شَرِّهَا فَإِنَّهَا لَا تَضُرُّهُ وَقَالَ أَبُو سَلَمَةَ وَإِنْ كُنْتُ لَأَرَى الرُّؤْيَا أَثْقَلَ عَلَيَّ مِنَ الْجَبَلِ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ فَمَا أُبَالِيهَا.

حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اچھی خواب اللہ کی طرف سے ہے اور پریشان خواب شیطان کی طرف سے ہے سو جب کوئی خواب میں بری چیز دیکھے تو چاہیے کہ تھوکے تین بار جب جاگے اور اس کی بدی سے پناہ مانگے سو بے شک وہ اس کو ضرر نہ کرے گی، اور کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے اور بے شک میں خواب کو اپنے اوپر پہاڑ سے زیادہ تر بھاری دیکھتا تھا یعنی اس واسطے کہ اس کی بدی کی توقع رکھی جاتی تھی سو نہ تھا شان میرا مگر کہ میں نے اس حدیث کو سنا سو میں اس کی بدی کی پرواہ نہیں کرتا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ چاہیے کہ تھوکے تین بار تو یہی مراد ہے حدیث مذکور سے ترجمہ میں اس واسطے کہ دلالت کرتی ہے اس کے فائدہ پر اور اس حدیث کی شرح کتاب التعبیر میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٣٠٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْأُوَيْسِيُّ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ يُونُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ نَفَثَ فِي كَفَّيْهِ بِقُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ وَبِالْمُعَوِّذَتَيْنِ جَمِيعًا ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهُ وَمَا بَلَغَتْ يَدَاهُ مِنْ جَسَدِهِ قَالَتْ عَائِشَةُ فَلَمَّا اشْتَكَى كَانَ يَأْمُرُنِي أَنْ أَفْعَلَ ذٰلِكَ بِهِ قَالَ يُونُسُ كُنْتُ أَرَى ابْنَ شِهَابٍ يَصْنَعُ ذٰلِكَ إِذَا أَتَى إِلَى فِرَاشِهِ.

٥٣٠٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب اپنے بستر پر ٹھکانہ پکڑتے تو قل ھو اللہ احد اور معوذتین تینوں سے اپنے دونوں ہاتھ میں دم کرتے پھر دونوں کو اپنے منہ پر پھیرتے اور جہاں آپ کے دونوں ہاتھ پہنچتے آپ کے بدن سے، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو جب حضرت ﷺ بیمار ہوئے تو مجھ کو حکم کرتے تھے کہ میں آپ کے ساتھ یہ کام کروں کہا یونس نے کہ میں ابن شہاب کو دیکھتا تھا کہ جب بستر پر آتے یہ کرتے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ پھر مسح کرتے ساتھ دونوں ہاتھوں کے یعنی سر اور منہ پر اور اپنے بدن کی اگلی طرف کرتے اس طرح تین بار اور اس حدیث میں اشارہ ہے اس شخص کے رد کی طرف جو گمان کرتا ہے کہ یہ روایت شاذ ہے اور محفوظ یہ ہے کہ یہ حضرت ﷺ بیماری کی حالت میں کرتے تھے نہ ہر وقت جیسا کہ مالک رحمہ اللہ وغیرہ کی روایت

میں ہے سو دلالت کی اس زیادتی نے کہ حضرت ﷺ کرتے تھے اس کو جب کہ بستر پر آتے اور کرتے تھے اس کو جب کہ بیمار ہوتے سونہیں ہے کوئی منافات دونوں روایتوں میں ۔ (فتح)

٥٣٠٨ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَوَانَةَ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ أَبِي الْمُتَوَكِّلِ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ أَنَّ رَهْطًا مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْطَلَقُوْا فِيْ سَفْرَةٍ سَافَرُوْهَا حَتّٰى نَزَلُوْا بِحَيٍّ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ فَاسْتَضَافُوْهُمْ فَأَبَوْا أَنْ يُّضَيِّفُوْهُمْ فَلُدِغَ سَيِّدُ ذٰلِكَ الْحَيِّ فَسَعَوْا لَهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ لَّا يَنْفَعُهٗ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لَوْ أَتَيْتُمْ هٰٓؤُلَاءِ الرَّهْطَ الَّذِيْنَ قَدْ نَزَلُوْا بِكُمْ لَعَلَّهٗ أَنْ يَّكُوْنَ عِنْدَ بَعْضِهِمْ شَيْءٌ فَأَتَوْهُمْ فَقَالُوْا يَا أَيُّهَا الرَّهْطُ إِنَّ سَيِّدَنَا لُدِغَ فَسَعَيْنَا لَهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ لَّا يَنْفَعُهٗ شَيْءٌ فَهَلْ عِنْدَ أَحَدٍ مِّنْكُمْ شَيْءٌ فَقَالَ بَعْضُهُمْ نَعَمْ وَاللّٰهِ إِنِّيْ لَرَاقٍ وَلٰكِنْ وَاللّٰهِ لَقَدِ اسْتَضَفْنَاكُمْ فَلَمْ تُضَيِّفُوْنَا فَمَا أَنَا بِرَاقٍ لَّكُمْ حَتّٰى تَجْعَلُوْا لَنَا جُعْلًا فَصَالَحُوْهُمْ عَلٰى قَطِيْعٍ مِّنَ الْغَنَمِ فَانْطَلَقَ فَجَعَلَ يَتْفُلُ وَيَقْرَأُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ حَتّٰى لَكَأَنَّمَا نُشِطَ مِنْ عِقَالٍ فَانْطَلَقَ يَمْشِيْ مَا بِهٖ قَلَبَةٌ قَالَ فَأَوْفَوْهُمْ جُعْلَهُمُ الَّذِيْ صَالَحُوْهُمْ عَلَيْهِ فَقَالَ بَعْضُهُمُ اقْسِمُوْا فَقَالَ الَّذِيْ رَقٰى لَا تَفْعَلُوْا حَتّٰى نَأْتِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَذْكُرَ

٥٣٠٨ ۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اصحاب کی ایک جماعت چلے ایک سفر میں جس میں انہوں نے سفر کیا یہاں تک کہ عرب کی ایک قوم پر اترے سو انہوں نے ان سے مہمانی طلب کی تو انہوں نے ان کی مہمانی کرنے سے انکار کیا سو اس قوم کے سردار کو سانپ نے کاٹا سو کوشش کی انہوں نے واسطے اس کے ساتھ ہر چیز کے اس حال میں کہ نہ فائدہ دیتی تھی اس کو کچھ چیز تو ان میں سے بعض نے کہا کہ اگر تم ان لوگوں کے پاس آؤ جو تمہارے یہاں اترے ہیں یعنی اصحاب کے تو شاید کہ ان میں سے کسی کے پاس کچھ چیز ہو یعنی جو اس کو فائدہ دے سو وہ ان کے پاس آئے اور کہا کہ اے جماعت! بے شک سانپ نے ہمارے سردار کو کاٹا سو ہم نے اس کے لیے ہر چیز کے ساتھ کوشش کی اس کو کوئی چیز فائدہ نہیں دیتی سو کیا تم میں سے کسی کے پاس کچھ چیز ہے؟ تو بعض نے کہا کہ ہاں قسم ہے اللہ کی البتہ میں منتر پڑھنے والا ہوں لیکن قسم ہے اللہ کی البتہ ہم نے تم سے مہمانی طلب کی سو تم نے ہماری مہمانی نہیں کی سو میں تمہارے لیے جھاڑ پھونک نہیں کروں گا یہاں تک کہ تم ہمارے لیے اجرت مقرر کرو سو انہوں نے ان سے چند بکریوں پر صلح کی سو وہ چلا سو اس نے شروع کیا تھوکنا اس پر اور سورۂ الحمد پڑھنا یہاں تک کہ البتہ جیسے وہ کھولا گیا ہے بندھی ہوئی سے سو وہ چلا اس حال میں کہ اس کو کوئی درد نہ تھا جس کے سبب سے بستر پر لوٹے راوی نے کہا سو پوری دی انہوں نے ان کو مزدوری ان کی جس پر ان سے صلح کی تھی سو بعض نے ان میں سے کہا کہ بکریوں کو بانٹو تو

لَهُ الَّذِیْ كَانَ فَنَنظُرَ مَا يَأْمُرُنَا فَقَدِمُوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرُوْا لَهُ فَقَالَ وَمَا يُدْرِيْكَ أَنَّهَا رُقْيَةٌ أَصَبْتُمْ اِقْسِمُوْا وَاضْرِبُوْا لِیْ مَعَكُمْ بِسَهْمٍ.

منتر پڑھنے والے نے کہا کہ نہ کرو یہاں تک کہ ہم حضرت ﷺ کے پاس آئیں اور جو حال ہے آپ ﷺ سے ذکر کریں سو دیکھیں حضرت ﷺ ہم کو کیا حکم کرتے ہیں سو وہ حضرت ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے یہ حال ذکر کیا حضرت ﷺ نے فرمایا اور تجھ کو کس چیز نے معلوم کروایا کہ سورۂ فاتحہ منتر ہے تم ٹھیک بات کو پہنچے آپس میں بانٹ لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ لگاؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاجارہ میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ شروع کیا اس نے تھوکنا اور پڑھنا اور البتہ میں نے اول بیان کیا ہے نفث تفل سے کم ہے یعنی نفث سے تفل میں تھوک کم ہوتی ہے اور جب تفل جائز ہے تو نفث بھی جائز ہوگا بطریق اولیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَسْحِ الرَّاقِی الْوَجَعَ بِيَدِهِ الْيُمْنٰى.

بیماری میں جھاڑ پھونک کرنے والے کا اپنا دایاں ہاتھ پھیرنا یعنی بیمار پر۔

٥٣٠٩ ـ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِیْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ بَعْضَهُمْ يَمْسَحُهُ بِيَمِيْنِهِ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ إِلَّا شِفَآؤُكَ شِفَآءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا فَذَكَرْتُهُ لِمَنْصُوْرٍ فَحَدَّثَنِیْ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ بِنَحْوِهٖ.

٥٣٠٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ بیماری میں بعض کے واسطے پناہ مانگتے تھے اپنا دایاں ہاتھ اس پر پھیرتے دور کر سختی کو اے آدمیوں کے پالنے والے! اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے شفا نہیں بغیر تیری شفا کے ایسی شفا دے کہ بیماری کو نہ چھوڑے سو ذکر کیا میں نے اس کو واسطے منصور کے سو حدیث بیان کی اس نے مجھ کو ابراہیم سے اس نے مسروق سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مانند اس کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح عنقریب گزر چکی ہے اور ذکرتہ کا فاعل سفیان ہے۔

بَابُ فِی الْمَرْأَةِ تَرْقِی الرَّجُلَ.

باب ہے بیچ بیان جھاڑ پھونک کرنے عورت کے مرد کو۔

٥٣١٠ ـ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ الْجُعْفِیُّ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ

٥٣١٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ دم کرتے تھے اپنی جان پر ساتھ معوذات کے اس بیماری میں

الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَنْفِثُ عَلٰى نَفْسِهٖ فِيْ مَرَضِهِ الَّذِيْ قُبِضَ فِيْهِ بِالْمُعَوِّذَاتِ فَلَمَّا ثَقُلَ كُنْتُ أَنَا أَنْفِثُ عَلَيْهِ بِهِنَّ فَأَمْسَحُ بِيَدِ نَفْسِهٖ لِبَرَكَتِهَا فَسَأَلْتُ ابْنَ شِهَابٍ كَيْفَ كَانَ يَنْفِثُ قَالَ يَنْفِثُ عَلٰى يَدَيْهِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا وَجْهَهٗ.

جس میں آپ کا انتقال ہوا سو جب حضرت ﷺ کو بیماری کی شدت ہوئی تو میں حضرت ﷺ کو ان کے ساتھ دم کرتی تھی اور میں حضرت ﷺ کا ہاتھ حضرت ﷺ کے بدن پر پھیرتی تھی واسطے برکت. اس کی کے سو میں نے ابن شہاب سے پوچھا کہ کس طرح دم کرتے تھے؟ کہا کہ اپنے دونوں ہاتھوں پر پھونک مارتے پھر ان کو اپنے منہ پر ملتے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کا حکم کیا تھا۔

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرْقِ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جس نے جھاڑ پھونک نہیں کیا یا جو جھاڑ پھونک نہیں کیا گیا۔

۵۳۱۱ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حُصَيْنُ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ حُصَيْنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَقَالَ عُرِضَتْ عَلَيَّ الْأُمَمُ فَجَعَلَ يَمُرُّ النَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلُ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّجُلَانِ وَالنَّبِيُّ مَعَهُ الرَّهْطُ وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهٗ أَحَدٌ وَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَرَجَوْتُ أَنْ تَكُوْنَ أُمَّتِيْ فَقِيْلَ هٰذَا مُوْسٰى وَقَوْمُهٗ ثُمَّ قِيْلَ لِيْ انْظُرْ فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيْلَ لِيْ انْظُرْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا فَرَأَيْتُ سَوَادًا كَثِيْرًا سَدَّ الْأُفُقَ فَقِيْلَ هٰؤُلَاءِ أُمَّتُكَ وَمَعَ هٰؤُلَاءِ سَبْعُوْنَ أَلْفًا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَلَمْ يُبَيَّنْ لَهُمْ فَتَذَاكَرَ

۵۳۱۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت ﷺ ہمارے پاس باہر تشریف لائے سو فرمایا کہ میرے سامنے کی گئیں اگلی امتیں سو پیغمبروں نے گزرنا شروع کیا سو ایک پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ ایک مرد تھا اور ایک پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ دو مرد تھے اور ایک پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ ایک جماعت تھی اور ایک پیغمبر گزرا اور اس کے ساتھ جماعت نہ تھی اور ایک پیغمبر گزرا اس کے ساتھ کوئی نہ تھا اور میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی کہ اس نے آسمان کے کنارے کو ڈھانکا تھا سو میں امید وار ہوا کہ وہ میری امت ہے سو کہا گیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں اپنی قوم میں یعنی یہ لوگ موسیٰ علیہ السلام کی امت ہیں پھر مجھ سے کہا گیا کہ دیکھو سو میں نے ایک بڑا جھنڈا دیکھا جس نے آسمان کے کنارے کو ڈھانکا تھا پھر مجھ سے کہا گیا کہ دیکھ اس طرح اس طرح سو میں نے ایک بڑی جماعت دیکھی جس نے آسمان کے کنارے کو ڈھانکا تھا سو کہا گیا کہ یہ لوگ آپ کی امت کے ہیں اور ان کے ساتھ

أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا أَمَّا نَحْنُ فَوُلِدْنَا فِي الشِّرْكِ وَلٰكِنَّا آمَنَّا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ هُمْ أَبْنَآؤُنَا فَبَلَغَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هُمُ الَّذِيْنَ لَا يَتَطَيَّرُوْنَ وَلَا يَسْتَرْقُوْنَ وَلَا يَكْتَوُوْنَ وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ فَقَامَ عُكَّاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَقَامَ آخَرُ فَقَالَ أَمِنْهُمْ أَنَا فَقَالَ سَبَقَكَ بِهَا عُكَّاشَةُ.

ستر ہزار ایسے ہیں جو بغیر حساب کے بہشت میں داخل ہوں گے سو لوگ جدا جدا ہوئے اور حضرت ﷺ نے ان سے کچھ بیان نہ کیا کہ وہ لوگ کون ہیں سو حضرت ﷺ کے اصحاب نے آپس میں چرچا کیا یعنی ان کی تعیین میں سو کہا کہ ہم تو کفر میں پیدا ہوئے لیکن ہم ایمان لائے ساتھ اللہ کے اور اس کے رسول کے لیکن یہ لوگ وہ ہمارے بیٹے ہیں سو یہ خبر حضرت ﷺ کو پہنچی سو فرمایا کہ وہ لوگ وہ ہیں جو شگون نہیں لیتے اور نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ داغتے ہیں اور اپنے رب پر توکل اور بھروسہ کرتے ہیں سو عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اٹھ کھڑا ہوا اور کہا کہ کیا میں بھی ان میں سے ہوں یا حضرت! فرمایا ہاں! پھر اور مرد کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ کیا میں بھی ان میں سے ہوں؟ یا حضرت! فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ اس دعا میں تجھ سے سبقت لے گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی اور غرض اس سے اس جگہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ وہ لوگ وہ ہیں جو شگون بد نہیں لیتے اور نہ جھاڑ پھونک کرتے ہیں اور نہ داغتے ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں سو شگون بد لینے کا ذکر تو آئے گا اور لیکن داغنا سو اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور جھاڑ پھونک کرنے سو تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو مکروہ رکھتا ہے جھاڑ پھونک کو اور داغنے کو سب دواؤں میں اور اس نے گمان کیا ہے کہ یہ دونوں توکل میں قادح ہیں اور ان کے سوائے اور دوائیں توکل میں قادح نہیں اور علماء نے اس کا جواب کئی وجہ سے دیا ہے ایک یہ کہ کہا طبری اور مازری اور ایک گروہ نے کہ وہ محمول ہے اس شخص پر جو طبعی علم والوں کے اعتقاد سے بچے کہ ان کا اعتقاد یہ ہے کہ دوائیں بالطبع نفع دیتی ہیں اور بالطبع مؤثر ہیں جیسا کہ جاہلیت والے اعتقاد رکھتے تھے اور اس کے غیر نے کہا کہ جس منتر کا ترک کرنا محمود ہے وہ منتر وہ ہے جو اہل جاہلیت کے کلام سے ہو اور اس قسم سے کہ اس کے معنی معلوم نہ ہوں واسطے اس احتمال کے کہ کفر ہو برخلاف جھاڑ پھونک کرنے کے ساتھ ذکر کے اور مانند اسی کے اور تعصب کیا ہے اس کا عیاض وغیرہ نے ساتھ اس کے کہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ ستر ہزار کے واسطے زیادتی ہے ان کے غیروں پر اور فضیلت ہے کہ تنہا ہوئی ہیں ساتھ اس کے ان لوگوں سے جو شریک ہیں ان کو اصل فضیلت اور دیانت میں اور جو اعتقاد کرتا ہو کہ دوائیں بالطبع مؤثر ہیں یا استعمال کرے جاہلیت کے منتروں کو اور

مانند اس کے کو سونہیں ہے وہ مسلمان پس نہیں تسلیم کرتا ہے اس جواب کو دوسرا جواب کہا داؤدی نے اور ایک گروہ نے
کہ مراد ساتھ حدیث کے وہ لوگ ہیں جو بچتے ہیں اس کے فعل سے صحت میں واسطے خوف واقع ہونے بیماری کے اور
بہر حال جو استعمال کرے دوا کو بعد واقع ہونے بیماری کے ساتھ اس کے تو نہیں اور پہلے بیان کیا ہے میں نے اس کو
ابن قتیبہ وغیرہ سے باب من اکتوی میں اور اسی کو اختیار کیا ہے ابن عبدالبر نے لیکن اعتراض کیا گیا ہے اوپر اس
کے ساتھ اس چیز کے کہ پہلے بیان کیا ہے میں نے اس کو ثبوت استعاذہ سے پہلے واقع ہونے بیماری کے تیسرا جواب
کہا حلیمی نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ ان لوگوں کے جو مذکور ہیں حدیث میں وہ لوگ جو غافل ہیں احوال دنیا کے
سے اور جو اس میں ہے اور اسباب سے جو تیار کیے گئے ہیں واسطے دفع عوارض کے سو وہ نہیں پہچانتے داغنے کو اور نہ
جھاڑ پھونک کروانے کو اور نہیں ہے واسطے ان کے جگہ پناہ اس چیز میں کہ عارض ہو ان کو مگر دعا اور تمسک کرنا ساتھ
اللہ کے اور راضی ہونا ساتھ قضا اس کی کے سو وہ غافل ہیں اطباء کی طب سے اور منتر والوں کے منتر سے اور نہیں
جانتے اس سے کسی چیز کو، واللہ اعلم۔ چوتھا جواب یہ ہے کہ مراد ساتھ ترک کرنے منتر اور داغنے کے اعتماد کرنا ہے اللہ
پر بیچ دفع کرنے بیماری کے اور راضی ہونا ہے ساتھ تقدیر اس کی کے نہ قدح کرنا اس کے جائز ہونے میں واسطے
ثبوت وقوع اس کے صحیح حدیثوں میں اور واسطے واقع ہونے اس کے کی سلف صالح سے لیکن مقام رضا اور تسلیم کا اعلیٰ
ہے اسباب کے استعمال کرنے سے اور اس کی طرف مائل کی ہے خطابی اور اس کے تابعداروں نے کہا ابن اثیر نے
کہ یہ اولیاء کی صفت سے ہے جو منہ پھیرنے والے ہیں دنیا سے اور اس کے اسباب اور علائق سے اور یہی لوگ ہیں
خاص اولیاء اور نہیں وارد ہوتا اس پر واقع ہونا اس کا حضرت ﷺ سے بطور فعل کے اور امر کے اس واسطے کہ تھے
حضرت ﷺ بیچ اعلیٰ مقامات عرفان کے اور درجات توکل کے سو ہو گا یہ حضرت ﷺ سے واسطے تشریع کے اور بیان
جواز کے یعنی یہ بھی جائز ہے اگرچہ اعلیٰ مقام نہیں اور باوجود اس کے پس نہیں کم کرتا ہے یہ حضرت ﷺ کے توکل
سے کچھ اس واسطے کہ تھے حضرت ﷺ کامل توکل والے از روئے یقین کے پس نہ تاثیر کرے گا اس میں استعمال کرنا
اسباب کا کچھ برخلاف غیر آپ کے اور اگرچہ ہو بہت توکل والا لیکن جس نے اسباب کو چھوڑا اور کام کو اللہ کے سپرد
کیا اور اس میں اخلاص کیا ہو گا زیادہ تر بلند مقام میں کہا طبری نے بعض نے کہا کہ نہیں مستحق ہے توکل کا مگر وہ شخص کہ
نہ مخلوط ہو اس کے دل میں خوف کسی چیز کا البتہ یہاں تک کہ درندے ضرر دینے والے اور دشمن تعدی کرنے والے کا
اور نہ وہ شخص جو سعی کرے بیچ طلب کرنے رزق کے اور نہ دوا کرنے درد کے اور حق یہ ہے کہ جو اعتماد کرے اللہ پر
اور یقین کرے کہ قضاء اس پر جاری ہونے والی ہے تو نہیں قادح ہے اس کے توکل میں استعمال کرنا اسباب کا واسطے
پیروی کرنے سنت اس کی کے اور سنت رسول اس کی کے سو البتہ حضرت ﷺ نے لڑائی میں دو زرہوں کو نیچے اوپر پہنا
اور اپنے سر پر خود پہنی اور تیر اندازوں کو گھاٹی کے درے پر بٹھلایا اور مدینے کے گرد خندق کھودی اور ملک حبش اور

مدینے کی طرف ہجرت کا حکم دیا اور خود بھی حضرت ﷺ نے ہجرت کی اور کھانے پینے کا اسباب لیا اور اپنے گھر والوں کے واسطے ان کا خرچ ذخیرہ کیا اور نہ انتظار کیا کہ آسمان سے آپ پر اتارا جائے اور تھے وہ لائق تر سب مخلوق سے یہ کہ حاصل ہو واسطے ان کے یہ اور فرمایا واسطے اس کے جس نے آپ کو سوال کیا تھا کہ میں اپنی اونٹنی کا گھٹنا رسی سے باندھوں یا نہ باندھوں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا گھٹنا رسی سے باندھ اور توکل کر سو اشارہ کیا کہ پرہیز کرنا دفع کرتا ہے توکل کو، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ الطِّيَرَةِ. باب ہے بیچ بیان شگون بد لینے کے۔

فائدہ: اور اصل تطیر کی یہ ہے کہ تھے لوگ جاہلیت کے اعتقاد کرتے جانور پرندے پر سو جب کوئی کسی کام کے واسطے نکلتا سو اگر دیکھتا پرندے کو کہ دائیں طرف اڑا تو اس کو بابرکت سمجھتا اور بدستور چلا جاتا اور اگر اس کو دیکھتا کہ بائیں طرف اڑا ہے تو شگون بد لیتا اور پلٹ آتا اور اکثر اوقات بعض آدمی پرندے کو چھیڑتا تا کہ اڑے سو اس پر اعتماد کرے سو آئی شرع ساتھ منع کرنے کے اس سے اور اس کا نام سانح رکھتے تھے اور سانح وہ ہے جو بائیں طرف سے دائیں طرف اڑے اور بارح بالعکس اس کے ہے اور سانح کو بابرکت جانتے تھے اور بارح کو منحوس جانتے تھے اس واسطے کہ نہیں ممکن ہے تیر مارنا اس کو مگر ساتھ اس طرح کے کہ منحرف ہو طرف اس کے اور نہیں ہے کسی چیز میں سانح اور بارح سے وہ چیز جو تقاضا کرے اس کو جو ان کا اعتقاد تھا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تکلف ہے ساتھ استعمال کرنے اس چیز کے کہ نہیں ہے کوئی اصل واسطے اس کے اس واسطے کہ پرندہ نہ بولتا ہے اور نہ اس کو کوئی تمیز ہے پس استدلال کیا جائے ساتھ فعل اس کے اوپر مضمون کسی معنی کے جو اس میں ہے اور طلب کرنا علم کا غیر مظان اس کے سے جہل ہے اس کے فاعل سے اور البتہ بعض عقلاء جاہلیت کے شگون بد لینے سے انکار کرتے تھے اور اس کے ترک کی مدح کرتے تھے اور باقی رہا بقایا اس کا بہت مسلمانوں میں اور البتہ روایت کی ہے ابن حبان نے اپنی صحیح میں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ نہیں ہے شگون بد لینا اور شگون بد اس پر ہے جو شگون لے اور روایت کی ہے عبدالرزاق نے اسماعیل سے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تین چیزیں ہیں کہ ان سے کوئی سلامت نہیں ہے شگون بد لینا اور بدگمانی کرنا اور حسد کرنا اور یہ مرسل ہے لیکن واسطے اس کے شاہد ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے کہ جب تم شگون بد لو تو گزرو اور اللہ پر توکل کرو اور روایت کی ہے طبرانی نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ نہیں پہنچتا ہے بلند درجوں کو جو بہت تکلف کا ہن ہے یا اپنے آپ کو کاہن کی مانند بنا دے یا تیروں سے فال لے اور سفر سے پلٹ آئے شگون بد کے سبب سے اور اس حدیث میں انقطاع ہے اور واسطے اس کے شاہد ہے عمران رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور روایت کیا ہے اس کو بزار نے ساتھ سند جید کے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ شگون لینا شرک ہے اور نہیں ہے ہم میں سے کوئی مگر کہ اس نے شگون بد لیا لیکن اللہ دور کرتا ہے اس کو ساتھ توکل کے اور یہ جو کہا کہ نہیں ہم میں

سے کوئی جس نے شگون بد نہ لیا ہو تو یہ کلام ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے مدرج ہے حدیث میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ٹھہرایا گیا ہے یہ شرک واسطے اعتقاد ان کے کہ یہ نفع حاصل کرتا ہے اور ضرر کو دور کرتا ہے سو گویا کہ انہوں نے اس کو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اور یہ جو کہا کہ لیکن اللہ اس کو توکل کے ساتھ دور کرتا ہے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ جس کے واسطے یہ واقع ہو سو وہ اس کو اللہ کے سپرد کرے اور نہ اعتبار کرے شگون کا تو نہیں مواخذہ کیا جاتا ساتھ اس چیز کے کہ عارض ہوئی اس کو اور روایت کی ہے بیہقی نے عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی حدیث سے موقوف کہ جو عارض ہو واسطے اس کے شگون بد سے کوئی چیز تو چاہیے کہ کہے اَللّٰهُمَّ لَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُكَ وَلَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ یعنی نہیں ہے کوئی شگون مگر تیرا شگون اور نہیں ہے خیر مگر تیری خیر اور نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے تیرے۔ (فتح)

۵۳۱۲۔ حَدَّثَنِیْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا یُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَالشُّؤْمُ فِیْ ثَلَاثٍ فِی الْمَرْأَةِ وَالدَّارِ وَالدَّابَّةِ.

۵۳۱۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور شگون بد لینا کچھ حقیقت نہیں اور بے برکتی تین چیز میں ہے عورت میں اور گھر میں اور چوپائے میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے پس نفی کی اول ساتھ طریق عموم کے جیسے کہ نفی کی عدوے کے پھر ثابت کیا شوم کو تین چیز میں جو حدیث میں مذکور ہیں اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں کہ اگر شگون بد لینا کسی چیز میں ہے تو ان تین چیزوں میں ہے۔

۵۳۱۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْیَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَیْبٌ عَنِ الزُّهْرِیِّ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عُبَیْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا طِیَرَةَ وَخَیْرُهَا الْفَأْلُ قَالُوْا وَمَا الْفَأْلُ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ یَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ.

۵۳۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ شگون بد لینا کچھ حقیقت نہیں اور بہتر شگون نیک فال لینا ہے اصحاب نے عرض کیا کہ کیا ہے فال؟ فرمایا کہ نیک بات کہ اس کو کوئی سنے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح آئندہ باب میں آئے گی اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے اس کی طرف کہ نفی طیرہ میں ظاہر ہے لیکن بدی میں اور مستثنیٰ کی جاتی ہے اس سے وہ چیز جو واقع ہو خیر سے کما سیاتی۔ (فتح)

بَابُ الْفَالِ.

باب ہے بیچ بیان فال کے۔

٥٣١٤ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا طِيَرَةَ وَخَيْرُهَا الْفَأْلُ قَالَ وَمَا الْفَأْلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْكَلِمَةُ الصَّالِحَةُ يَسْمَعُهَا أَحَدُكُمْ.

۵۳۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شگون بد لینا بے حقیقت بات ہے اور بہتر شگون نیک فال لینا ہے کہا اور کیا ہے فال لینا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک بات کہ اس کو کوئی سنے۔

٥٣١٥ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَيُعْجِبُنِي الْفَأْلُ الصَّالِحُ الْكَلِمَةُ الْحَسَنَةُ.

۵۳۱۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور شگون بد لینا کچھ حقیقت نہیں اور خوش لگتی ہے مجھ کو فال نیک یعنی نیک بات۔

فائدہ: اور روایت کی ہے ابوداؤد نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس شگون بد کا ذکر ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہتر نیک فال ہے اور نہیں رد کرتی مسلمان کو سو جب کوئی مکروہ چیز دیکھے تو چاہیے کہ کہے اَللّٰهُمَّ لَا يَأْتِيْ بِالْحَسَنَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا يَدْفَعُ السَّيِّئَاتِ إِلَّا أَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ اور یہ جو فرمایا کہ بہتر شگون فال ہے تو کہا کرمانی نے کہ یہ اضافت مشعر ہے ساتھ اس کے کہ فال منجملہ شگون سے ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں بلکہ وہ اضافت واسطے توضیح کے ہے پھر کہا اور نیز منجملہ طیرہ سے برکت لینا ہے جیسے کہ پہلے گزر چکی ہے تقریر اس کی سو بیان کیا ساتھ اس حدیث کے کہ نہیں ہے ہر فال مردود مانند شگون بد لینے کے بلکہ بعض فال مقبول ہے میں کہتا ہوں اور پہلے جواب میں دفع ہے صدر سوال میں اور دوسرے میں تسلیم کرنا سوال کا ہے اور دعویٰ تخصیص کا اور یہ قریب تر ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن ماجہ نے ساتھ سند حسن کے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فال خوش لگتی تھی اور شگون بد کو برا جانتے تھے اور روایت کی ہے ترمذی نے حابس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ آنکھ کی تاثیر سچ ہے اور زیادہ تر سچا شگون فال ہے سو اس حدیث میں تصریح ہے ساتھ اس کے کہ فال منجملہ شگون کے ہے لیکن وہ اس سے مستثنیٰ ہے اور کہا طیبی نے کہ ضمیر مؤنث کا بیچ قول اس کے کی خیرھا راجع ہے طرف طیرہ کے اور البتہ معلوم ہو چکا ہے کہ کل طیرہ میں خیر نہیں سو وہ مانند اس آیت کے ہے ﴿أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ خَيْرٌ مُّسْتَقَرًّا﴾ نہ یہ کہ طیرہ میں حقیقت خیر ہے یا وہ مانند ان کے اس قول کے ہے الصیف احر من الشتاء یعنی فال اپنے باب میں ابلغ ہے طیرہ سے اپنے باب میں اور حاصل یہ ہے کہ افعل التفضیل اس میں تو فقط واسطے قدر مشترک کے ہے درمیان

دو چیزوں کے اور قدر مشترک درمیان فال اور طیرہ کے تاثیر ہر ایک کے ہے دونوں میں سے اس چیز میں کہ وہ اس میں ہے اور فال اس میں ابلغ ہے کہا خطابی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ اس طرح ہے اس واسطے کہ جگہ صادر ہونے فال کے کی نطق اور بیان سے ہے سو گویا کہ وہ خبر ہے کہ آئی ہے عیب سے برخلاف غیر اس کے کی کہ وہ مستند ہے طرف حرکت پرندے کے یا بولنے اس کے اور نہیں ہے اس میں بیان ہرگز اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تکلف ہے اس شخص سے جو اس کو استعمال کرتا ہے اور البتہ روایت کی ہے طبری نے عکرمہ سے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا سو ایک پرندہ گزرا اور چیخا تو ایک مرد نے کہا خیر خیر تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ کیا ہے پاس اس کے نہ خیر ہے نہ شر ہے اور نیز کہا کہ فرق درمیان فال اور طیرہ کے یہ ہے کہ فال میں حسن ظن ہے ساتھ اللہ کے اور طیرہ نہیں ہوتا ہے مگر بدی میں اسی واسطے مکروہ ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ فال مستعمل ہوتی ہے اس چیز میں کہ بری لگے اور خوش کرے اور طیرہ نہیں ہوتا ہے مگر شوم میں اور شاید یہ باعتبار واقع کے ہے اور شرع نے تو خاص کیا ہے طیرہ کو ساتھ اس چیز کے کہ بری لگے اور فال کو ساتھ اس چیز کے کہ خوش کرے اور اس کی شرط سے ہے کہ اس کی طرف قصد نہ کرے سو ہوگی منجملہ طیرہ سے کہا ابن بطال نے کہ ڈالی ہے اللہ نے لوگوں کی فطرت میں محبت اچھی بات کی جیسا کہ ڈالا ہے ان میں خوش ہونا ساتھ دیکھنے شکل خوب کے اور پانی صاف کے اگرچہ نہ اس کا مالک ہو اور نہ اس کو پیئے اور روایت کی ہے ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کسی کام کے واسطے نکلتے تو آپ کو خوش لگتا یہ کہ سنیں یا نجیح یا راشد اور روایت کیا ہے ابو داؤد نے ساتھ سند حسن کے بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے شگون بد نہیں لیتے تھے اور جب کسی عامل کو کسی جگہ بھیجتے تو اس کا نام پوچھتے سو جب آپ کو اس کا نام پسند آتا تو خوش ہوتے اور اگر اس کے نام کو مکروہ جانتے تو اس کی کراہت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں معلوم ہوتی اور ذکر کیا ہے بیہقی نے شعب میں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جاہلیت کے وقت عرب میں شگون بد یہ تھا کہ جب کوئی کسی کام کے واسطے نکلتا تو پرندے کو اڑاتا اسے ذکر کیا مثل اس چیز کی کہ پہلے گزری ہے کہا اور اسی طرح شگون بد لیتے تھے ساتھ آواز کوے کے اور ساتھ گزرنے ہرن کے سو انہوں نے سب کا نام تطیر رکھا اور عجم میں شگون بد یہ تھا کہ جب کوئی لڑکے کو معلم کی طرف جاتے دیکھتا تو شگون بد لیتا اور جب پھرتے دیکھتا تو فال نیک لیتا اور مانند اس کی پس آئی شرع ساتھ اٹھانے اس سب کے اور کہا کہ جو کاہن بنے یا شگون بد لے کر پھر آئے تو وہ ہم میں سے نہیں اور مانند اس کی حدیثوں سے اور یہ اس وقت ہے جب کہ اعتقاد کرے کہ شگون بد واجب کرتا ہے اس چیز کو کہ اس نے گمان کیا اور نہ منسوب کرے تدبیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف اور اگر جانتا ہے کہ اللہ ہی ہے مدبر لیکن وہ ڈرا بدی سے اس واسطے کہ تجربہ نے حکم کیا ہے کہ کوئی آواز معلوم یا حال پیچھے اس کے ناخوش چیز آتی ہے سو اگر جگہ دی اس نے نفس اپنے کو اوپر اس کے تو برا کیا اور اگر اللہ سے خیر طلب کرے اور بدی سے اس کے ساتھ پناہ مانگے اور گزرے کام میں ساتھ توکل کے

تو نہیں ضرر کرتی ہے اس کو وہ چیز جو اس نے اپنے جی میں پائی اور نہیں تو اس کے ساتھ مواخذہ کیا جائے گا اور اکثر اوقات واقع ہوتی ہے ساتھ اس کے وہی مکروہ چیز بعینہ جس کو اعتقاد کرتا تھا واسطے سزا اس کی کے جیسا کہ واقع ہوتا تھا بہت واسطے اہل جاہلیت کے اور کہا حلیمی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حضرت ﷺ کو فال خوش لگتی ہے اس واسطے کہ شگون بد لینا بدگمانی ہے ساتھ اللہ تعالیٰ کے بغیر سبب محقق کے اور فال لینا حسن ظن ہے ساتھ اس کے اور ایمان دار مامور ہے ساتھ اس کے کہ اللہ کے ساتھ ہر حال میں نیک گمان رکھے کہا طیبی نے کہ یہ جو حضرت ﷺ نے فال کی رخصت دی اور شگون بد سے منع فرمایا تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر آدمی کوئی چیز دیکھے اور گمان کرے اس کو خوب رغبت دلانے والے اوپر طلب کرنے حاجت اس کی کے تو چاہیے کہ اس کو کرے اور اگر اس کو اس کے برخلاف دیکھے تو اس کو نہ قبول کرے بلکہ گزرے اس کام میں اور اگر اس شگن کو قبول کرے اور کام کرنے سے باز رہے تو وہ طیرہ ہے جو خاص کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ استعمال ہو منحوس چیز میں، واللہ اعلم۔

بَابُ لَا هَامَةَ. نہیں ہے ہامہ۔

فائدہ: یعنی ہامہ کی کچھ حقیقت نہیں اور ہامہ ایک آواز ہے کہ رات کو سنی جاتی ہے اور بعض نے کہا کہ ایک جانور ہے کہ اس کی آواز کو نحس جانتے ہیں اور وہ اُلو ہے اور بعض اہل جاہلیت کہتے ہیں کہ مردہ کے ہڈیوں کو کہتے ہیں کہ ہامہ ہو جاتی ہیں اور رات کو اڑتے ہیں تا کہ اپنا بدلہ ظالم سے لیں اور ذکر کی بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی کہ نہیں ہے عدوی اور نہ طیرہ اور نہ ہامہ پھر ترجمہ باندھا ہے بعد سات باب کے باب لا ہامہ اور ذکر کیا ہے اس میں حدیث مذکور کو مطول اور نہیں ہے اس میں ولا طیرۃ اور یہ عجیب اتفاق پڑا ہے واسطے بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے کہ ترجمہ باندھا ہے اس نے واسطے ایک حدیث کے دو جگہوں میں ساتھ لفظ ایک کے اور میں ذکر کروں گا شرح ہامہ کے اس باب میں انشاء اللہ تعالیٰ پھر ظاہر ہوا واسطے میرے یہ کہ اشارہ کیا ہے اس نے ساتھ تکرار اس ترجمہ کے طرف خلاف کے بیچ تفسیر ہامہ کے۔ (فتح)

٥٣١٦ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْحَكَمِ حَدَّثَنَا النَّضْرُ أَخْبَرَنَا إِسْرَآئِيلُ أَخْبَرَنَا أَبُوْ حَصِيْنٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ.

۵۳۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور شگون بد لینا بے حقیقت بات ہے اور نہیں ہے آواز الو کی اور نہیں ہے صفر۔

بَابُ الْكِهَانَةِ. باب ہے بیچ بیان کہانت کے۔

فائدہ: کہانت کے معنی ہیں علم غیب کا دعویٰ کرنا جیسے خبر دینا کہ آئندہ زمین میں اس طرح واقع ہو گا یعنی آئندہ

ہونے والی خبریں بتلانا ساتھ استناد کے طرف سبب کے اور اصل اس کا چرانا جن کا ہے کسی بات کو فرشتوں کی کلام سے یعنی جن آسمان پر جا کر کوئی بات فرشتوں کی کلام سے چرا لاتا ہے پھر اس کو کاہن کے کان میں ڈال دیتا ہے اور کاہن اس کو کہتے ہیں کہ غیب کی خبریں بتلا دے اور کہا خطابی نے کہ کاہن لوگ ایک قوم ہیں کہ واسطے ان کے ذہن ہیں تیز اور نفوس شریرہ اور طبائع آتشی پس الفت کی ساتھ ان کے شیطانوں نے واسطے اس چیز کے کہ درمیان ان کے ہے مناسبت سے ان امروں میں اور موافق ہونے ان کے ساتھ ہر چیز کے کہ ان کے زیر قدرت ہے اور جاہلیت کے زمانے میں کہانت بہت مروج تھی خاص کر عرب میں واسطے منقطع ہونے نبوت کے بیچ ان کے اور وہ کہانت کئی قسم پر تھی اس میں سے وہ غیب کی خبریں تھیں جن کو کاہن لوگ جنوں سے سیکھ کر لوگوں کو بتلاتے اور اس میں سو جھوٹ ملاتے تھے اور اس کا بیان یہ ہے کہ جن آسمان کی طرف چڑھتے تھے سو ایک دوسرے پر سوار ہوتے یہاں تک کہ قریب ہوتا اعلیٰ اس طور سے کہ کلام کو سنے سو اس کو آپ سے نیچے والے کی طرف ڈالے یہاں تک کہ لے اس کو وہ جن جو اس کو کاہن کے کان میں ڈالے اور وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر لوگوں کو بھلائے سو جب اسلام آیا اور قرآن اترا تو چوکیدار بٹھلائے گئے آسمانوں پر تا کہ کوئی جن آسمان کے قریب نہ آئے اور نہ بھیجے گئے ان پر شعلے آگ کے سو باقی رہی ان کی چوری سے وہ چیز جو اُچک لے اس کو شعلہ آگ کا اور اس کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ﴾ اور اسلام سے پہلے کاہنوں کے اصابت یعنی موافق ہونا خبر کا ساتھ واقع کے نہایت بہت تھا جیسا کہ آیا ہے بیچ اخبار شق اور سطیح کے اور مانند ان کی کے اور بہر حال اسلام میں سو نہایت کم یاب ہوا یہاں تک کہ قریب ہے کہ بالکل معدوم ہو جائے اور واسطے اللہ کے ہے حمد دوسری قسم وہ ہے جو خبر دے جن اپنے دوست کو آدمیوں سے ساتھ اس چیز کے کہ غائب ہو اس کے غیر سے اس چیز سے کہ نہیں اطلاع ہوتی ہے اس پر آدمی کو غالبا یا خبر پاتا ہے اس پر وہ شخص جو اس سے قریب ہو نہ جو اس سے دور ہو۔ تیسری وہ چیز ہے جو مستند ہے طرف گمان اور انکل اور حدس کے اور کبھی کرتا ہے کہ اللہ اس میں واسطے بعض آدمیوں کے قوت باوجود بہت جھوٹ کے اس میں۔ چوتھی وہ چیز ہے جو مستند ہے طرف تجربہ اور عادت کے سو استدلال کیا جاتا ہے اوپر حادث کے ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہو پہلے اس سے اور اس قسم اخیر سے ہے وہ چیز جو مشابہ ہوتی ہے جادو کو اور کبھی قوت پاتا ہے بعض ان کا اس میں ساتھ زجر اور طرق اور نجوم کے اور یہ سب مذموم ہے شرع میں اور وارد ہوئی ہے بیچ ذم کہانت کے وہ چیز جو روایت کی ہے اصحاب سنن نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ جو کاہن یا رملی پاس آیا اور جو اس نے کہا اس کو سچا جانا تو وہ کافر ہوا اس چیز سے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی اور وعید کبھی آتی ہے ساتھ نہ قبول ہونے نماز کے اور کبھی ساتھ کافر کہنے کے سو محمول ہوگی دو حالوں پر۔ (فتح)

٥٣١٧ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي امْرَأَتَيْنِ مِنْ هُذَيْلٍ اقْتَتَلَتَا فَرَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَأَصَابَ بَطْنَهَا وَهِيَ حَامِلٌ فَقَتَلَتْ وَلَدَهَا الَّذِيْ فِيْ بَطْنِهَا فَاخْتَصَمُوْا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَضٰى أَنَّ دِيَةَ مَا فِيْ بَطْنِهَا غُرَّةٌ عَبْدٌ أَوْ أَمَةٌ فَقَالَ وَلِيُّ الْمَرْأَةِ الَّتِيْ غَرِمَتْ كَيْفَ أَغْرَمُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ لَّا شَرِبَ وَلَا أَكَلَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ فَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ.

٥٣١٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا قبیلہ ہذیل کی دو عورتوں کو جو آپس جھگڑیں سو ایک نے دوسری کو پتھر مارا سو اس کے پیٹ میں لگا اور حالانکہ وہ حاملہ تھی سو اس نے اس کے پیٹ کے بچے کو مار ڈالا سو وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑتے آئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا کہ بے شک اس کے پیٹ کے بچے کی دیت ایک بردہ ہے غلام یا لونڈی یعنی اس کے بچے کے عوض میں اس کو غلام یا لونڈی دی جائے تو کہا اس عورت کے ولی نے جس پر تاوان ڈالا گیا تھا کیوں تاوان دوں یا حضرت! جس نے نہ پیا نہ کھایا نہ بولا نہ چلایا ایسے کا بدلہ تو عبث دلایا یعنی ایسا خون معاف ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ کاہنوں کے بھائیوں سے ہے۔

فائدہ: یعنی اس واسطے کہ کلام اس کا کاہنوں کے کلام کے مشابہ ہے کہ یہ شخص بھی کاہنوں کی طرح واہی تباہی بات کو تک بندی سے کہتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بسبب تک بندی اس کی کے جو اس نے تک جوڑ کر کہا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا سجع ہے مانند سجع اعراب کے اور سجع کے معنی ہیں مناسب ہونا کلمات کے آخر کا لفظ میں کہا ابن بطال نے کہ اس میں مذمت ہے کفار کی اور مذمت ہے اس شخص کی جو مشابہ ہو ساتھ ان کے بیچ الفاظ ان کے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کو عقاب نہ کیا تو یہ اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا کہ جاہلوں سے درگزر کریں اور البتہ سند پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے اس نے جو مکروہ رکھتا ہے تک بندی کو کلام میں اور حالانکہ یہ مطلق مکروہ نہیں بلکہ مکروہ وہ تک بندی ہے جو واقع ہے ساتھ تکلف کے بیچ معرض مدافعت حق کے اور بہر حال وہ چیز کہ واقع ہو بلا تکلف کے مباح کاموں میں پس جائز ہے اور اسی پر محمول ہے وہ چیز جو وارد ہوئی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور زیادہ بیان اس کا کتاب الدعوات میں آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور حاصل یہ ہے کہ اگر جمع کرے دونوں امروں کو تکلف سے اور ابطال حق سے تو یہ مذموم ہے اور اگر ایک پر اقتصار کرے تو ہوگا خفیف تر ذم میں اس سے معلوم ہوا کہ تک بندی چار قسم پر ہے اس حدیث میں اور بھی فوائد ہیں مرافعہ کرنا جنائت کا ہے طرف

حاکم کی اور واجب ہونا دیت کا جنین یعنی پیٹ کے بچے میں اگرچہ مرا ہوا پیدا ہو اور باقی فوائد اس کے کتاب الدیات میں آئیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۵۳۱۸ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ عَنْ مَّالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ امْرَأَتَيْنِ رَمَتْ إِحْدَاهُمَا الْأُخْرٰى بِحَجَرٍ فَطَرَحَتْ جَنِيْنَهَا فَقَضٰى فِيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيْدَةٍ وَعَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَضٰى فِي الْجَنِيْنِ يُقْتَلُ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ بِغُرَّةٍ عَبْدٍ أَوْ وَلِيْدَةٍ فَقَالَ الَّذِيْ قُضِيَ عَلَيْهِ كَيْفَ أَغْرَمُ مَا لَا أَكَلَ وَلَا شَرِبَ وَلَا نَطَقَ وَلَا اسْتَهَلَّ وَمِثْلُ ذٰلِكَ يُطَلُّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا هٰذَا مِنْ إِخْوَانِ الْكُهَّانِ.

۵۳۱۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے دوسری کو پتھر مارا سو اس کے پیٹ کے بچے کو گرایا تو حکم کیا اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ایک برد کے غلام یا لونڈی کے اور سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا اس جنین کے بارے میں جو اپنی ماں کے پیٹ میں قتل کیا گیا ساتھ بردے کے غلام ہو یا لونڈی سو کہا اس نے جس پر حکم ہوا کیوں تاوان دوں اس کا جس نے نہ کھایا نہ پیا اور نہ بولا نہ چلایا ایسے کا بدلہ تو عبث دلایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو کاہنوں کے بھائیوں سے ہے۔

۵۳۱۹ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ بَكْرِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ أَبِيْ مَسْعُوْدٍ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ثَمَنِ الْكَلْبِ وَمَهْرِ الْبَغِيِّ وَحُلْوَانِ الْكَاهِنِ.

۵۳۱۹۔ حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کتے کی قیمت اور حرام کار عورت کی خرچی اور کاہن کی شیرینی سے منع فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیع میں گزر چکی ہے۔

۵۳۲۰ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ

۵۳۲۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعض لوگوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کاہنوں کا حال پوچھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ چیز نہیں تو لوگوں نے عرض کی کہ یا حضرت! کاہن لوگ ہم کو کبھی کسی چیز کی خبر دیتے ہیں تو ہم اس کو سچ

عَنْهَا قَالَتْ سَأَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسٌ عَنِ الْكُهَّانِ فَقَالَ لَيْسَ بِشَيْءٍ فَقَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّهُمْ يُحَدِّثُوْنَا أَحْيَانًا بِشَيْءٍ فَيَكُوْنُ حَقًّا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا مِنَ الْجِنِّيِّ فَيَقُرُّهَا فِيْ أُذُنِ وَلِيِّهٖ فَيَخْلِطُوْنَ مَعَهَا مِائَةَ كَذْبَةٍ قَالَ عَلِيٌّ قَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مُرْسَلٌ الْكَلِمَةُ مِنَ الْحَقِّ ثُمَّ بَلَغَنِيْ أَنَّهُ أَسْنَدَهُ بَعْدَهُ.

پاتے ہیں یعنی جیسا وہ کہتے ہیں ویسا ہوتا ہے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس سچ بات کو جن فرشتوں سے لے بھاگتا ہے سو اس کو اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے تو وہ اس میں اور سو جھوٹ ملاتے ہیں کہا علی نے کہا عبدالرزاق نے کہ یہ لفظ جو اس حدیث میں ہے الکلمۃ من الحق تو یہ مرسل ہے پھر مجھ کو خبر پہنچی کہ اس نے اس کو مسند کیا ہے اس کے بعد۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ جن لوگوں نے حضرت ﷺ سے پوچھا تھا ان میں سے معاویہ بن حکم ہیں اس نے کہا کہ یا حضرت! بعض کام ہم جاہلیت میں کیا کرتے تھے ہم کاہنوں کے پاس جاتے تھے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کاہنوں کے پاس نہ جایا کرو، الحدیث کہا خطابی نے کہ یہ کاہن لوگ اس چیز میں کہ معلوم ہوا ہے شہادت امتحان سے ایک قوم ہے کہ واسطے ان کے ذہن تیز ہیں اور نفوس شریرہ اور طبائع آتشی سو وہ رجوع کرتے ہیں اپنے کاموں میں جنوں کی طرف اور دریافت کرتے ہیں ان سے حکم حوادث میں سو جن ان کی طرف کلمات ڈالتے ہیں پھر تعرض کیا طرف مناسبت ذکر شعراء کے بعد ذکر ان کے کہ اللہ کے اس قول میں ﴿هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلٰى مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِيْنُ﴾ اور یہ جو فرمایا لیس بشیء یعنی کاہن جھوٹے اور بے حقیقت ہیں ان کی بات کا کچھ اعتبار نہیں کہ اس پر اعتبار کیا جائے کہا قرطبی نے کہ جاہلیت میں لوگ واقعات اور الہام میں کاہنوں کی طرف مقدمات لے جاتے تھے اور ان کے قول کی طرف رجوع کرتے تھے اور البتہ بند ہوئی کہانت ساتھ پیغمبری محمد ﷺ کے لیکن باقی رہا وجود میں جو ان کے مشابہ ہو اور ثابت ہو چکی ہے نہی آنے سے پاس ان کے سو نہیں حلال ہے جانا ان کے پاس اور نہ سچا جاننا ان کو اور یہ جو کہا کہ کاہن لوگ کبھی ہم کو کسی چیز کی خبر دیتے ہیں تو ہم اس کو سچا پاتے ہیں تو یہ اشکال ہے کہ وارد کیا اس کو سائل نے آپ کے اس قول کے عموم پر کہ ان کی بات کا کچھ اعتبار نہیں اس واسطے کہ سائل نے اس سے سمجھا کہ ان کی بالکل تصدیق نہ کی جائے سو جواب دیا اس کو حضرت ﷺ نے اس سچ ہونے کے سبب سے اور یہ کہ اگر کاہن اتفاقاً کبھی سچ بھی بولے تو اس کو خالص نہیں چھوڑتا بلکہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا دیتا ہے اور یہ جو کہا کہ یہ بات یعنی جو جن سے سنی گئی ہے اور سچ واقع ہوتی ہے اور البتہ روایت کیا ہے مسلم نے اور حدیث میں اصل پہنچنا جن کا طرف لے بھاگنے بات کے سو روایت کی ہے مسلم نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ حدیث بیان کی مجھ سے چند انصاری مردوں

نے کہ جس حالت میں کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ ایک رات بیٹھے تھے کہ اچانک تارا ٹوٹا سو روشن ہوا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب جاہلیت میں ایسا تارا ٹوٹتا تھا تو تم کیا کہتے تھے؟ اصحاب نے کہا کہ ہم کہتے تھے کہ آج رات کوئی بڑا مرد پیدا ہوا یا کوئی بڑا مرد مر گیا تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ وہ کسی کے مرنے جینے کے سبب سے نہیں ٹوٹتا لیکن رب ہمارا جب کسی بات کا حکم کرتا ہے تو سبحان اللہ کہتے ہیں فرشتے عرش کے اٹھانے والے پھر سبحان اللہ کہتے ہیں جو ان سے ملے ہوئے ہیں یہاں تک کہ پہنچتی ہے تسبیح طرف اس آسمان دنیا کے کی سو کہتے ہیں یعنی نیچے والے اوپر والوں سے پوچھتے ہیں کہ تمہارے رب نے کیا کہا؟ تو اوپر والے ان کو خبر دیتے ہیں یہاں تک کہ وہ خبر دنیا کے آسمان کی طرف پہنچتی ہے یعنی اور جن آسمان کے پاس تاک میں لگے رہتے ہیں کوئی جن اس کو چوری سے سن لیتا ہے اور اس کو لے بھاگتا ہے اور اس کو کاہن کے کان میں ڈال دیتا ہے سو جو بات ہو بہو بتلا دیں وہ سچ ہوتی ہے لیکن وہ اس میں کمی بیشی کرتے ہیں گھٹاتے بڑھاتے ہیں اور البتہ پہلے گزر چکا ہے بیچ تفسیر سورہ سبا وغیرہ کے بیان کیفیت ان کی کا وقت چرانے ان کے اور بدء الخلق میں عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرشتے بادل میں اترتے ہیں سو آپس میں چرچا کرتے ہیں اس امر میں جس کا آسمان میں حکم ہوا سو شیطان بات کو چرا لیتے ہیں سو احتمال ہے کہ مراد ساتھ سحاب کے آسمان ہو اور احتمال ہے کہ حقیقت پر ہو اور یہ کہ بعض فرشتے جب وحی کے ساتھ زمین کی طرف اترتے ہیں تو اس سے شیاطین سن لیتے ہیں یا مراد وہ فرشتے ہیں جو مؤکل ہیں ساتھ اتارنے مینہ کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ باقی ہے چرانا جنوں کا اس بات کو جس کا آسمان میں حکم ہوتا ہے لیکن قلیل اور کم یاب ہے یہاں تک کہ عنقریب ہے کہ ناپید ہو بہ نسبت اس کی کہ جاہلیت کے وقت تھا یعنی حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے سے پہلے اور اس سے معلوم ہوا کہ منع ہے جانا پاس کاہنوں کے کہا قرطبی نے کہ واجب ہے قاضی اور کوتوال وغیرہ پر جو اس کی قدرت رکھتا ہے کہ جو کہانت اور رمل وغیرہ سے کچھ کرتا ہو اس کو بازار سے اٹھائے اور انکار کرے اس پر سخت انکار کرنا اور ان لوگوں پر جو اس کے پاس آئیں اور نہ مغرور ہو وہ ساتھ سچے ہونے اس کے بعض بات میں اور نہ مغرور ہو وہ ساتھ کثرت اور بہتات ان لوگوں کے جو اس کی طرف آئیں یعنی اس پر مغرور نہ ہو جائے کہ ہزار ہا لوگ اہل علم ان کے پاس آتے جاتے ہیں اس واسطے کہ وہ نہیں مضبوط ہیں علم میں بلکہ وہ جاہلوں میں سے ہیں ان کو معلوم نہیں کہ ان کو کاہنوں کے پاس جانے سے کیا گناہ ہے اور ذکر سو کا واسطے مبالغہ کے ہے نہ واسطے تعیین عدد کے۔

تنبیہ: وارد کرنا باب کہانت کا کتاب الطب میں واسطے مناسبت باب سحر کے ہے اس واسطے کہ مرجع دونوں کا طرف شیاطین کی ہے اور شامل ہے کتاب طب کی اوپر دواؤں حسیہ کے مانند کالے دانے اور شہد کے پھر شامل ہے معنوی دواؤں پر مانند جھاڑ پھونک کرنے کے ساتھ قرآن کے پھر ذکر کی گئی ہیں وہ بیماریاں جو فائدہ دیتی ہیں حسی دواؤں کو بیچ دفع کرنے ان کے مانند جذام کے۔ (فتح)

بَابُ السِّحْرِ. باب ہے بیچ بیان جادو کے۔

فائدہ: کہا راغب وغیرہ نے کہ سحر کا اطلاق کئی معنوں پر آتا ہے ایک وہ چیز ہے جو لطیف اور دقیق ہو اور اسی قبیل سے ہے کہ میں نے لڑکے کو جادو کیا یعنی اس کو فریب دیا دوسری وہ چیز ہے جو واقع ہو ساتھ دھوکے اور تخیلات کے کہ ان کی کوئی حقیقت نہ ہو جیسے شعبدہ باز مداری وغیرہ لوگوں کی چشم بندی کرتا ہے اس چیز سے کہ استعمال کرتا ہے اس کو ساتھ خفت ہاتھ اپنے کے اور اسی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ کے ﴿يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى﴾ یعنی خیال کیا جاتا تھا موسیٰ علیہ السلام کو ان کے جادو کے سبب سے کہ وہ دوڑتے ہیں اور قول اللہ تعالیٰ ﴿سَحَرُوْا اَعْيُنَ النَّاسِ﴾ یعنی بند کیا انہوں نے لوگوں کی آنکھوں کو اور اسی سبب سے انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کا نام ساحر رکھا اور کبھی مدد لیتا ہے اس میں ساتھ اس چیز کے کہ ہو اس میں کوئی خاصیت مانند پتھر مقناطیس کے کہ لوہے کو کھینچتا ہے تیسری وہ چیز ہے جو حاصل ہوتی ہے ساتھ مدد شیطانوں کے ساتھ حاصل کرنے قسم تقرب کے طرف ان کی اور اسی بات کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾ یعنی لیکن شیطانوں نے کفر کیا کہ لوگوں کو جادو سکھاتے تھے، چوتھی وہ چیز ہے جو حاصل ہوتی ہے ساتھ مخاطبت تاروں کے اور طلب نزول ان کی روحانی چیزوں کے ان کے گمان میں کہا ابن حزم رحمہ اللہ نے اور اس میں سے وہ چیز ہے جو پائی جاتی ہے طلسمات سے مانند طابع کی کہ منقوش ہے اس میں صورت بچھو کی بیچ وقت ہونے چاند کے عقرب کے برج میں سو فائدہ دیتا ہے پکڑنا اس کا بچھو کے کاٹنے سے اور مانند مشاہد کے مغرب کے بعض شہروں میں اور وہ سرقسط ہے کہ اس میں سانپ کبھی داخل نہیں ہوتا مگر یہ کہ ہو بغیر ارادے اپنے کے اور کبھی بعض آدمی دونوں امر کو جمع کرتا ہے شیطانوں سے مدد لیتا ہے اور کواکب سے خطاب کرتا ہے اور یہ ان کے گمان میں قوی تر ہوتا ہے اور کہا ابو بکر رازی نے احکام میں کہ بابل والے ایک صابئین کی قوم تھی سات تاروں کو پوجتے تھے ان کو اللہ کہتے تھے اور اعتقاد کرتے تھے کہ جو کچھ جہان دنیا میں ہوتا ہے سب یہی کرتے ہیں اور انہوں نے ان کے نام پر بت بنائے تھے اور واسطے ہر ایک کے ایک شکل تھی کہ اس میں اس کا بت تھا قربت ڈھونڈتا تھا اس کی طرف ساتھ اس چیز کے کہ ان کے گمان میں اس کے موافق ہوتی باسنوں سے اور دھونیوں سے اور وہ لوگ وہی ہیں جن کی طرف ابراہیم علیہ السلام پیغمبر کر کے بھیجے گئے تھے اور ان کا علم نجوم کے احکام تھے اور باوجود اس کے پس تھے جادوگر ان میں سے استعمال کرتے تمام وجوہ جادو کو اور منسوب کرتے تھے اس کو طرف فعل کواکب کی تاکہ بحث نہ کی جائے ان سے اور کھل جائے ملمع ان کا پھر بولا جاتا ہے سحر اور مراد رکھی جاتی ہے اس سے آلہ جس کے ساتھ سحر کیا جاتا ہے اور بولا جاتا ہے سحر اور مراد رکھا جاتا ہے اس سے فعل ساحر کا اور آلہ کبھی ہوتا ہے معنی معانی سے فقط مانند منتر کی اور پھونکنے کی گرہوں میں اور کبھی ہوتا ہے ساتھ محسوس چیزوں کے مانند تصویر صورت کے اوپر صورت مسحور کے یعنی جس پر جادو کیا گیا ہو اس کی تصویر بنائی جاتی ہے اور کبھی

ہوتا ہے جادو ساتھ جمع کرنے حسی اور معنوی دونوں امروں کے اور وہ ابلغ ہے اور اختلاف کیا گیا ہے سحر میں سو بعض نے کہا کہ وہ فقط تخیل ہے یعنی خیال بندی ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں اور یہ مختار ہے نزدیک ابو جعفر استر آبادی شافعی کے اور ابو بکر رازی حنفی کے اور ابن حزم ظاہری کے اور ایک گروہ کے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح یہ ہے کہ واسطے اس کے حقیقت ہے اور ساتھ اس کے قطع کیا ہے جمہور نے اور اس پر ہیں عام علماء اور دلالت کرتی ہے اس پر کتاب اور سنت صحیحہ مشہورہ لیکن محل نزاع کا یہ ہے کہ کیا جادو سے چیز کی ذات بدل جاتی ہے یا نہیں سو جو کہتا ہے کہ وہ فقط تخیل ہے یعنی دوسری کو خیال بندی تو اس نے اس کو منع کیا ہے یعنی وہ کہتا ہے کہ چیز کی اصل ذات نہیں بدلتی لیکن مسحور کے خیال میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بدل گئی اور جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ اس کے واسطے حقیقت ہے ان کو اختلاف ہے کہ کیا فقط اس کے واسطے تاثیر ہے اس طور سے کہ مزاج کو بدل دے سو ایک قسم کی بیماری ہو یا نوبت پہنچائے طرف انقلاب ذات کے اس طور سے کہ مثلاً بے جان چیز جیسے پتھر جاندار ہو جائے اور عکس اس کا سو جس پر جمہور ہیں وہ پہلی بات ہے اور ایک تھوڑے گروہ کا یہ مذہب ہے کہ اس کی ذات بدل جاتی ہے سو اگر ہو یہ ساتھ نظر کرنے کے طرف قدرت الٰہی کی تو مسلم ہے اور اگر ہو ساتھ نظر کرنے کے طرف واقع کے تو وہ محل خلاف کا ہے اس واسطے کہ بہت لوگ جو اس کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اس پر دلیل نہیں قائم کر سکتے اور نقل کیا ہے خطابی نے کہ ایک قوم نے جادو سے مطلق انکار کیا ہے اور شاید کہ مراد اس کی وہ لوگ ہیں جو قائل ہیں ساتھ اس کے کہ فقط تخیل ہے نہیں تو وہ مکابرہ ہے کہا مازری نے کہ جمہور علماء نے سحر کو ثابت کیا ہے اور یہ کہ واسطے اس کے حقیقت ہے اور بعض نے اس کی حقیقت کی نفی کی ہے اور منسوب کیا اس چیز کو جو واقع ہوتی ہے اس سے طرف خیالات باطلہ کے اور وہ مردود ہے واسطے وارد ہونے نقل کے ساتھ ثابت کرنے سحر کے اور اس واسطے کہ عقل انکار نہیں کرتی اس سے کہ اللہ تعالیٰ کبھی خارق عادت پیدا کرے وقت بولنے ساحر کے ساتھ کلام ملفق کے یا مرکب کرنے اجسام کے یا ملانے کے درمیان قوتوں کے اوپر ترتیب مخصوص کے اور نظیر اس کی وہ چیز ہے جو واقع ہوتی ہے بعض حذاق اطباء سے ملانے بعض عقاقیر کے سے ساتھ بعض کے یہاں تک کہ جو چیز مفرد ضرر کرنے والی ہو وہ ترکیب سے نافع ہو جاتی ہے اور بعض نے کہا کہ نہیں زیادہ ہوتی ہے تاثیر سحر کی اوپر اس کے جو ذکر کیا ہے اللہ تعالیٰ نے بیچ قول اللہ تعالیٰ ﴿يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ﴾ واسطے ہونے مقام کے مقام تہویل کا سو اگر اس سے زیادہ واقع ہو سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو ذکر کرتا کہا مازری نے کہ صحیح عقل کی جہت سے یہ ہے کہ جائز ہے کہ اس سے زیادہ واقع ہو اور آیت نہیں ہے نص اس میں کہ اس سے زیادہ منع ہے پھر کہا اس نے کہ معجزہ اور کرامت اور جادو کے درمیان فرق ہے کہ جادو ہوتا ہے ساتھ مدد اقوال اور افعال کے یہاں تک کہ پوری ہو مراد جادوگر کی اور کرامت نہیں محتاج ہے اس کی طرف بلکہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتی ہے اکثر اوقات اتفاقاً یعنی نہ جب کہ ولی چاہے اور بہر حال معجزہ سو جدا ہوتا ہے کرامت سے

ساتھ تحدی یعنی مقابلہ کے اور نقل کیا ہے امام الحرمین نے اجماع اس پر کہ سحر نہیں ظاہر ہوتا ہے مگر فاسق سے اور یہ کہ کرامت فاسق سے ظاہر نہیں ہوتی اور نقل کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے روضہ میں متولی سے مانند اس کی اور لائق ہے کہ اعتبار کیا جائے ساتھ حال اس شخص کے کہ واقع ہو خارق اس سے یعنی اس کے حال میں نظر کی جائے اگر ہو تمسک کرنے والا ساتھ شریعت کے پرہیز کرنے والا ہلاک کرنے والی چیزوں سے سو جو خارق عادت کہ اس کے ہاتھ پر ظاہر ہو وہ کرامت ہے نہیں تو سحر ہے اس واسطے کہ وہ پیدا ہوتا ہے ایک قسم اس کی سے مانند مدد شیطانوں کے اور کہا قرطبی نے کہ سحر حیلے ہیں مصنوعی پہنچتا ہے آدمی ان کی طرف ساتھ کسب کے لیکن ان کے وقت کے سبب سے نہیں پہنچتے ہیں ان کی طرف مگر کم لوگ اور مادہ اس کا واقف ہونا ہے اوپر خواص چیزوں کے اور علم ساتھ وجوہ ترکیب ان کی کے اور اوقات اس کے اور وہ اکثر خیالات ہیں بغیر حقیقت کے اور وہم ہیں بغیر ثبوت کے سو بڑی بات معلوم ہوتی ہے نزدیک اس کے جو اس کو نہیں پہنچتا جیسا کہ اللہ نے فرمایا فرعون کے جادوگروں کے حال سے ﴿وَجَآءُوْا بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ﴾ باوجود اس کے کہ ان کی رسیاں اور لاٹھیاں اپنی ذات سے نہیں نکلی تھیں بلکہ لاٹھیاں اور رسیاں ہی رہی تھیں پھر کہا اور حق یہ ہے کہ بعض قسم جادو کو تاثیر ہے دلوں میں مانند حب اور بغض کی اور ڈالنے خیر اور شر کے کی اور بدنوں میں ساتھ درد اور بیماری کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انکار اس سے ہے کہ بے جان چیز جاندار ہو جائے یا عکس اس کا۔ (فتح)

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور لیکن شیطانوں نے کفر کیا لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے۔

فائدہ: اور اس آیت میں بیان ہے اصل سحر کا جس کے ساتھ یہود عمل کرتے تھے پھر وہ اس قسم سے ہے کہ گھڑ لیا ہے اس کو شیطان نے اوپر سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے اور اس چیز سے کہ اتاری گئی اوپر ہاروت اور ماروت کے بابل کی زمین میں اور دوسری قسم کا زمانہ مقدم ہے پہلے سے اس واسطے کہ قصہ ہاروت اور ماروت کا نوح علیہ السلام کے زمانے سے پہلے تھا بنا بر اس کے کہ ذکر کیا ہے اس کو ابن اسحاق وغیرہ نے اور جادو نوح علیہ السلام کے زمانے میں موجود تھا اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے نوح علیہ السلام کی قوم سے کہ انہوں نے نوح علیہ السلام کو ساحر کہا اور فرعون کی قوم میں بھی جادو بہت مروج تھا اور یہ سب کچھ سلیمان علیہ السلام سے پہلے کا ذکر ہے اور اختلاف کیا گیا ہے اس میں کہ آیت سے مراد کیا ہے؟ سو بعض نے کہا کہ سلیمان علیہ السلام نے جادو اور کہانت کی سب کتابوں کو جمع کر کے اپنے تخت کے نیچے دفن کیا تھا سو کوئی شیطان ان کے تخت کے پاس نہ آ سکتا تھا سو جب سلیمان علیہ السلام فوت ہوئے اور جاتے رہے وہ علماء جو اس کام کو پہچانتے تھے تو شیطان آدمی کی صورت بن کے ان کے پاس آیا سو اس نے یہود سے کہا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو وہ خزانہ جس کی نظیر نہیں؟ تو انہوں نے کہا ہاں! سو اس نے کہا کہ تخت کے نیچے سے کھودو تو انہوں نے کھودا سو انہوں نے ان کتابوں کو پایا تو شیطان نے ان سے کہا کہ سلیمان علیہ السلام آدمیوں اور جنوں کو اسی کے ساتھ قابو رکھتا تھا سو مشہور

ہوا ان میں کہ سلیمان علیہ السلام جادو گر تھا سو جب قرآن میں سلیمان علیہ السلام کا ذکر پیغمبروں میں اترا اور اللہ نے بتلایا کہ سلیمان علیہ السلام بھی پیغمبر تھے تو یہود نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ وہ تو جادو گر تھا سو یہ آیت اتری، روایت کیا ہے اس کو طبری وغیرہ نے سدی سے اور ایک روایت میں ہے کہ خود شیطانوں ہی نے وہ جادو کی کتابیں لکھی تھیں اور ان کو سلیمان علیہ السلام کے تخت کے نیچے دبا دیا تھا پھر جب سلیمان علیہ السلام فوت ہوئے تو ان کو نکالا اور کہا کہ یہی ہے وہ علم جس کو سلیمان علیہ السلام نے لوگوں سے چھپایا تھا اور ایک روایت میں ہے کہ جب انہوں نے ان کتابوں کو پایا تو کہا کہ یہ اس چیز سے ہے جو اللہ نے سلیمان علیہ السلام پر اتاری سو اس نے ان کو ہم سے چھپایا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ چلے شیاطین ان دنوں میں جن میں سلیمان علیہ السلام مبتلا ہوئے سو انہوں نے کتابیں لکھیں جن میں سحر اور کفر تھا پھر ان کو سلیمان علیہ السلام کے تخت کے نیچے دبا دیا پھر ان کو اس کے بعد نکالا اور اس کو لوگوں پر پڑھا اور مراد آیت میں اتبعوا سے اہل کتاب ہیں اور البتہ استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس آیت کے اس پر کہ جادو کفر ہے اور اس کا سیکھنے والا کافر ہے اور وہ واضح ہے اس کی بعض قسموں میں جن کو میں نے پہلے بیان کیا ہے اور وہ پوجنا ہے شیطانوں کو یا تاروں کو اور وہ شعبدہ بازی کے باب سے ہے پس نہیں کافر ہوتا ہے سیکھنے والا اس کا ہرگز کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ عمل سحر کا حرام ہے اور وہ کبیرہ گناہ ہے بالاجماع اور البتہ گنا ہے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے اور بعض قسم اس کی کفر ہے اور بعض گناہ کبیرہ سو اگر ہو اس میں قول یا فعل جو تقاضا کرے کفر کو تو وہ کفر ہے ورنہ نہیں کفر ہے اور بہر حال سیکھنا اس کا اور سکھلانا اس کا سو حرام ہے سو اگر اس میں وہ چیز ہو جو کفر کو چاہتی ہے تو کافر ہو جاتا ہے اور اس سے توبہ طلب کی جائے اور نہ قتل کیا جائے سو اگر توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول کی جائے اور اگر نہ ہو اس میں وہ چیز جو کفر کو تقاضا کرے تو اس کو تعزیر دی جائے اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ جادو گر کافر ہے قتل کیا جائے ساتھ جادو کرنے کے اور نہ توبہ طلب کی جائے اس سے بلکہ ضروری ہے قتل کرنا اس کا مانند زندیق کے اور ساتھ قول مالک رحمہ اللہ کے قائل ہے امام احمد رحمہ اللہ اور ایک جماعت اصحاب اور تابعین کی اور اس مسئلے میں اختلاف ہے نہیں ہے یہ جگہ ذکر اس کے کی اور البتہ جائز رکھا ہے علماء نے جادو کے سیکھنے کو واسطے دو امروں کے یا واسطے جدا کرنے اس چیز کے کہ اس میں کفر ہے اس کے غیر سے اور یا واسطے دور کرنے اس کے اس شخص سے کہ واقع ہوا ہے بیچ اس کے سو پہلی صورت میں تو کچھ گناہ نہیں مگر اعتقاد کی جہت سے اور جب اعتقاد سلامت ہو تو مجرد معرفت چیز کی نہیں مستلزم ہے منع کو مانند اس شخص کے کہ پہچانے کیفیت بت پرستوں کی عبادت کی کہ وہ بتوں کو کس طرح پوجتے ہیں اس واسطے کہ کیفیت اس چیز کی کہ کرتا ہے اس کو ساحر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ حکایت ہے قول یا فعل کے برخلاف خود استعمال کرنے اس کے اور عمل کرنے کے ساتھ اس کے اور بہر حال دوسری صورت سو اگر نہ تمام ہو جیسا کہ گمان کیا ہے بعض نے مگر ساتھ ایک نوع کفر کے یا فسق کے تو نہیں حلال ہے ہرگز ورنہ جائز ہے واسطے معنی مذکور کے اور زیادہ

بیان اس کا آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ اور یہ فیصلہ ہے اس مسئلے میں اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو اس آیت کو وارد کیا ہے تو اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس نے اختیار کیا ہے حکم کو ساتھ کفر ساحر کے واسطے قول اللہ کے بیچ اس کے ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلٰكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوْا﴾ اس واسطے کہ ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ کافر ہوئے اور نہیں کافر ہوتا ہے ساتھ تعلیم شے کے مگر اور حالانکہ وہ چیز کفر ہو اور اسی طرح قول اللہ کا آیت میں فرشتوں کی زبان پر ﴿إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ کہ اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جادو کا سیکھنا کفر ہے سو ہو گا عمل کرنا ساتھ اس کے کفر اور یہ سب واضح ہے بنا بر اس کے کہ میں نے تقریر کی عمل کرنے سے ساتھ بعض قسم اس کی کے اور البتہ گمان کیا ہے بعض نے کہ نہیں صحیح ہے سحر مگر ساتھ اس کے بنا بر اس کے پس اس کے ماسوائے کو جادو کہنا باعتبار مجاز کے ہے مانند اطلاق سحر کے اوپر قول بلیغ کے اور قصہ ہاروت اور ماروت کا آیا ہے ساتھ سند حسن کے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مسند میں اور طول کیا ہے طبری نے بیچ وارد کرنے اس کے طریقوں کے اس واسطے کہ ان کا مجموع تقاضا کرتا ہے کہ اس قصے کے واسطے اصل ہے برخلاف اس کے جو گمان کرتا ہے اس کے باطل ہونے کا مانند عیاض کے اور جو اس کے تابع ہے اور محصل اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں میں شہوت ڈال دی ان کے امتحان کو اور ان کو حکم کیا کہ زمین میں حکمرانی کریں سو دونوں آدمی کی صورت بن کے زمین میں اترے اور ایک مدت عدل سے حکمرانی کی پھر مبتلا ہوئے ساتھ ایک عورت خوبصورت کے سو اس سبب سے دونوں کو سزا دی گئی ساتھ اس کے کہ بابل کے کنوئیں میں الٹے کر کے لٹکائے گئے اور مبتلا کیے گئے ساتھ سکھلانے علم جادو کے سو جس کو جادو کی طلب ہوتی ہے وہ ان کی طرف قصد کر کے جاتا تھا تا کہ ان سے جادو سیکھے اور حالانکہ وہ دونوں اس کو جانتے تھے سو نہیں جادو بتلاتے تھے کسی کو یہاں تک کہ اس کو ڈراتے اور منع کرتے سو جب وہ اصرار کرتا تو اس کے ساتھ کلام کرتے سو سیکھتا ان سے جو بیان کیا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حال ان کے سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَمَا أُنْزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوْتَ وَمَارُوْتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتّٰى يَقُوْلَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ فَيَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُوْنَ بِهٖ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِهٖ وَمَا هُمْ بِضَآرِّيْنَ بِهٖ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللّٰهِ وَيَتَعَلَّمُوْنَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَلَقَدْ عَلِمُوْا لَمَنِ اشْتَرَاهُ مَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ﴾.

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور جو اتارا گیا دو فرشتوں پر بابل میں ہاروت اور ماروت پر خلاق تک۔

وَقَوْلِهٖ تَعَالٰی ﴿وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ أَتٰى﴾. یعنی اور اللہ نے فرمایا اور نہیں خلاصی پاتا جادوگر جہاں آئے یعنی ساتھ جادو اپنے کے۔

فائدہ: اس آیت میں نفی فلاح کی ہے جادوگر سے اور نہیں ہے اس میں دلالت اوپر کفر ساحر کے مطلق اگرچہ بہت ہوا ہے قرآن میں اثابت فلاح کا واسطے ایماندار کے اور نفی اس کی کا کافر سے لیکن نہیں ہے اس میں وہ چیز جو نفی کرے نفی فلاح کو فاسق سے اور اسی طرح گنہگار سے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿أَفَتَأْتُونَ السِّحْرَ وَأَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ﴾. یعنی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا پس تم آتے ہو جادو کو اور حالانکہ تم دیکھتے ہو۔

فائدہ: یہ خطاب ہے ساتھ کفار قریش کے کہ وہ بعید جانتے تھے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہوں واسطے ہونے حضرت ﷺ کے آدمی آدمیوں سے سو ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا اس حال میں کہ انکار کرتا تھا اس پر جو حضرت ﷺ کے تابع ہوا کیا تم آتے ہو جادو کو یعنی کیا تم پیروی کرتے ہو اس کی یہاں تک کہ ہو جاؤ تم مثل اس شخص کی کہ تابع ہوا سحر کے اور حالانکہ وہ جانتا ہو کہ وہ جادو ہے۔ (فتح)

وَقَوْلِهٖ ﴿يُخَيَّلُ إِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ أَنَّهَا تَسْعٰى﴾. اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ خیال کیا جاتا تھا موسیٰ علیہ السلام کی طرف ان کے جادو سے کہ وہ دوڑتے ہیں۔

فائدہ: یہ آیت عمدہ دلیل ہے اس کی کو گمان کرتا ہے کہ جادو سوائے کچھ نہیں کہ وہ تخییل ہے یعنی خیال بندی ہے اور نہیں حجت ہے واسطے اس کے ساتھ اس کے اس واسطے کہ یہ آیت فرعون کے جادوگروں کے قصے میں وارد ہوئی تھی اور ان کا جادو اسی طرح تھا اور نہیں لازم اس سے کہ جادو کی سب قسمیں تخییل ہوں کہا ابوبکر رازی نے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ جو گمان کیا تھا موسیٰ علیہ السلام نے کہ وہ دوڑتے ہیں نہ تھا وہ دوڑنا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ خیال بندی تھی اور اس کا بیان یوں ہے کہ ان کی لاٹھیاں اندر سے پولی تھیں ان میں پارہ بھرا ہوا تھا اور اسی طرح رسیاں چمڑے کی تھیں ان میں بھی پارہ بھرا ہوا تھا اور انہوں نے اس سے پہلے وہاں گڑھے کھودے ہوئے تھے اور ان میں آگ بھری ہوئی تھی سو جب وہ لاٹھیاں اور رسیاں اس جگہ پر ڈالی گئیں اور سیماب گرم ہوا تو ان کو حرکت دی اس واسطے کہ سیماب کی شان یہ ہے کہ جب اس کو آگ پہنچے تو اڑتا ہے سو جب ثقیل کیا اس کو لاٹھیوں اور رسیوں کی کثافت نے تو وہ حرکت میں آئے سیماب کی حرکت کے سبب سے جس نے ان کو دیکھا اس نے گمان کیا کہ وہ دوڑتے ہیں اور درحقیقت وہ دوڑتے نہ تھے۔

وَقَوْلِهٖ ﴿وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ﴾ وَالنَّفَّاثَاتُ السَّوَاحِرُ. یعنی بدی ان عورتوں کی سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں اور مراد نفاثات سے جادوگر عورتیں ہیں۔

فائدہ: یہ تفسیر حسن بصری کی ہے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے ساتھ سند ضعیف کے بیچ آخر قصے جادو کے جس کے ساتھ حضرت ﷺ کو جادو ہوا تھا کہ انہوں نے تانت پائی کہ اس میں گیارہ گرہیں تھیں اور سورۂ فلق اور ناس اتری سو جوں جوں حضرت ﷺ ایک آیت پڑھتے تھے توں توں ایک گرہ کھلتی جاتی تھی۔ (فتح)

﴿تُسْحَرُوْنَ﴾ تَعَمَّوْنَ.

اور تسحرون کے معنی ہیں کس طرح اندھے کیے جاتے ہو تم۔

فائدہ: یا کس طرح فریب دیئے جاتے ہو تم توحید سے اور اطاعت سے۔

۵۳۲۱ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوْسٰى أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ سَحَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ يُقَالُ لَهٗ لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ حَتّٰى كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهٗ كَانَ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهٗ حَتّٰى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ أَوْ ذَاتَ لَيْلَةٍ وَّهُوَ عِنْدِيْ لٰكِنَّهٗ دَعَا وَدَعَا ثُمَّ قَالَ يَا عَائِشَةُ أَشَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ أَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهٗ فِيْهِ أَتَانِيْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهٖ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ فَقَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ مَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ قَالَ فِيْ أَيِّ شَيْءٍ قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَّمُشَاطَةٍ وَّجُفِّ طَلْعِ نَخْلَةٍ ذَكَرٍ قَالَ وَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذَرْوَانَ فَأَتَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ نَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهٖ فَجَآءَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ كَأَنَّ مَآءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ أَوْ كَأَنَّ

۵۳۲۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بنی زریق کے قبیلے میں سے ایک مرد نے جس کا نام لبید تھا حضرت ﷺ کو جادو کیا تھا یہاں تک کہ حضرت ﷺ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ کچھ چیز کرتے ہیں اور حالانکہ اس کو نہ کیا ہوتا یہاں تک کہ جب ایک دن یا ایک رات ہوئی اور حالانکہ حضرت ﷺ میرے پاس تھے تو لیکن حضرت ﷺ نے دعا کی پھر فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو نے جانا کہ بے شک اللہ نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اس سے حکم طلب کیا یعنی میری دعا قبول کی اور جادو کا حال بتلایا میرے پاس دو مرد آئے سو ایک تو میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس سو ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا درد ہے اس مرد کو؟ یعنی حضرت ﷺ کو اس نے جواب میں کہا کہ اس پر جادو کیا گیا ہے اس نے کہا کہ کس نے اس کو جادو کیا ہے؟ کہا کہ لبید اعصم کی بیٹی نے اس نے کہا کہ کس چیز میں کیا ہے؟ اس نے کہا کہ کنگھی میں اور ان کے بالوں میں جو کنگھی سے جھڑے اور نر چھوہارے کی بالی کے غلاف میں اس نے کہا کہ یہ کہاں رکھا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ذی اروان کے کنوئیں میں سو حضرت ﷺ چند اصحاب کے ساتھ اس کنوئیں پر تشریف لے گئے یعنی اور اس کو کنوئیں میں سے نکالا اور اسی وقت آپ کو

رُؤُوسَ نَخْلِهَا رُؤُوسُ الشَّيَاطِيْنِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَفَلَا اسْتَخْرَجْتَهُ قَالَ قَدْ عَافَانِيَ اللّٰهُ فَكَرِهْتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ فِيْهِ شَرًّا فَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ تَابَعَهُ أَبُوْ أُسَامَةَ وَأَبُوْ ضَمْرَةَ وَابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ وَقَالَ اللَّيْثُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاقَةٍ يُقَالُ الْمُشَاطَةُ مَا يَخْرُجُ مِنَ الشَّعَرِ إِذَا مُشِطَ وَالْمُشَاقَةُ مِنْ مُشَاقَةِ الْكَتَّانِ.

صحت حاصل ہوئی پھر حضرت ﷺ آئے اور فرمایا کہ اے عائشہ! البتہ اس کنوئیں کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی یا اس کے کھجور کے درخت جیسے شیطانوں کے سر میں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس کو ظاہر کیوں نہیں کیا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو شفا دی سو میں نے برا جانا کہ اس میں لوگوں میں فتنہ انگیزی کروں سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ دبا ڈالنے اس کے کی سو دبا دیا گیا، متابعت کی عیسیٰ کی ابو اسامہ اور ابوضمرہ اور ابن ابی زناد نے ہشام سے یعنی جیسے کہ عیسیٰ نے ہشام سے روایت کی ہے اسی طرح ان تینوں نے بھی اس حدیث کو ہشام سے روایت کیا ہے اور کہا لیث اور ابن عیینہ نے ہشام یعنی ان دونوں نے ہشام سے اس کلمہ میں موافقت نہیں کی فی مشط ومشاطة کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ مشاط وہ بال ہیں جو کنگھی کرنے سے جھڑتے ہیں جب کہ کنگھی کی جائے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ پر کچھ مہینے تک جادو کا اثر رہا اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کی طرف خیال کیا جاتا تھا کہ آپ ایک چیز کرتے اور حالانکہ اس کو نہ کیا ہوتا کہا مازری نے کہ انکار کیا ہے بعض بدعتیوں نے اس حدیث سے اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ پست کرتا ہے نبوت کے منصب کو اور شک ڈالتا ہے بیچ اس کے اور جو اس کی طرف نوبت پہنچائے وہ باطل ہے اور گمان کیا ہے انہوں نے کہ اس کا جائز کرنا شرع سے اعتبار اٹھا دیتا ہے یا احتمال ہے اس پر کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ جبریل علیہ السلام کو دیکھتے ہیں اور حالانکہ وہ جبریل نہیں ہوتا تھا کہ آپ کو وحی ہوتی ہے یعنی خاص اس حالت میں کہا مازری نے اور یہ سب مردود ہے اس واسطے کہ قائم ہو چکی ہے دلیل اوپر صدق حضرت ﷺ کے اس چیز میں کہ پہنچاتے ہیں اس کو اللہ کی طرف سے اور اوپر معصوم ہونے آپ کے کی تبلیغ احکام میں اور معجزے شاہد ہیں ساتھ تصدیق حضرت ﷺ کے سو جائز رکھنا اس چیز کا کہ قائم ہو چکی ہے دلیل اس کی خلاف پر باطل ہے اور بہر حال وہ چیز کہ متعلق ہے ساتھ بعض امور دنیا کے جن کے لیے حضرت ﷺ مبعوث نہیں ہوئے اور نہ پیغمبری اس کے سبب سے تھی سو وہ اس میں بیماری ہے جو عارض ہوتی ہے بندے کو مانند اور بیماریوں کے سو نہیں بعید ہے کہ خیال کی جائے طرف آپ کے کسی کام میں دنیا کے کاموں سے وہ چیز جو نہیں حقیقت ہے واسطے

اس کے باوجود معصوم ہونے آپ کے کی ایسی چیز سے دین کے کاموں میں اور البتہ بعض نے کہا کہ مراد ساتھ حدیث کے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کو خیال ہوتا تھا کہ حضرت ﷺ نے اپنی بیویوں سے صحبت کی اور حالانکہ صحبت نہ کی ہوتی اور یہ چیز بہت ہوتا ہے کہ واقع ہوتا ہے خیال اس کا واسطے آدمی کے خواب میں کہ وہ عورت سے صحبت کرتا ہے اور حالانکہ صحبت نہیں کی ہوتی پس نہیں بعید ہے کہ خیال کیا جائے طرف آپ کی بیداری میں ، میں کہتا ہوں اور یہ ایک روایت میں صریح آچکا ہے اور کہا عیاض نے کہ ظاہر ہوا اس کے ساتھ کہ سحر سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مسلط ہوا تھا آپ کے بدن پر اور ظاہر جوارح پر نہ آپ کی عقل تمیز اور اعتقاد پر اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں کہ لبید نے بہن سے کہا کہ اگر پیغمبر ہو گا تو آپ کو خبر ہو جائے گی اور نہیں تو ست کر دے گا یہ جادو یہاں تک کہ لے جائے گا اس کی عقل کو، میں کہتا ہوں سو واقع ہوئی شق اول یعنی حضرت ﷺ کو خبر ہو گئی جیسا کہ واقع ہوا ہے اس حدیث صحیح میں اور بعض علماء نے کہا کہ حضرت ﷺ کو جو گمان ہوتا تھا کہ ناکردہ چیز کو کر چکا ہوں تو اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت ﷺ کو اس کے فعل کا جزم اور یقین ہو جاتا تھا اور سوائے اس کے نہیں کہ وہ ایک خیال ہوتا تھا کہ دل میں گزرتا تھا اور ثابت نہیں رہتا تھا سو نہ باقی رہے گی اس میں واسطے ملحد کے حجت اور کہا عیاض نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ خیال بندی مذکور کے یہ کہ ظاہر ہوتی تھی واسطے آپ کے خوش دلی ہو مالوف باعتبار سابق عادت کے قادر ہونے سے صحبت پر سو جب عورت سے قریب ہوتے تو صحبت کرنے سے ست ہو جاتے جیسے کہ معقود کا حال ہوتا ہے اور یہ جو ایک روایت میں ہے کہ حتی کاد ینکر بصرہ یعنی ہو گئے مانند اس کے جو اپنی بینائی سے انکار کرے اس طور سے کہ جب کوئی چیز دیکھے تو اس کو خیال ہو کہ وہ اپنی اصلی صفت اور حالت پر نہیں ہے اور جب اس میں تامل کرے تو اس کی حقیقت کو پہچان لے اور تائید کرتا ہے جمیع ما تقدم کو یہ کہ نہیں منقول ہے حضرت ﷺ سے کسی خبر میں کہ آپ نے اس حالت میں کوئی بات کہی ہو سو واقع ہوا ہو خلاف اس چیز کے کہ خبر دی اور کہا مہلب نے کہ محفوظ ہونا حضرت ﷺ کا شیطانوں سے نہیں منع کرتا ہے اس کو کہ شیطان آپ کے ساتھ کوئی مکر نہ کر سکیں سو بے شک گزر چکا ہے صحیح میں کہ شیطان نے چاہا کہ حضرت ﷺ کی نماز کو فاسد کرے سو اللہ نے حضرت ﷺ کو اس پر قابو دیا پس اسی طرح ہے جادو نہیں پہنچی آپ کو ضرر اس کی سے وہ چیز جو داخل کرے نقص کو اس چیز میں کہ متعلق ہے ساتھ پہنچانے احکام کے بلکہ وہ اس چیز سے ہے کہ پہنچتی تھی آپ کو ضرر بیماریوں کے سے ضعف کلام سے یا عجز بعض فعل سے یا پیدا ہونے خیال بندی سے جو نہ قائم رہے بلکہ زائل ہوا اور باطل کرتا ہے اللہ تعالیٰ کید شیطانوں کا اور یہ کہ استدلال کیا ہے ابن قصار نے اس پر کہ جو چیز حضرت ﷺ کو پہنچتی تھی وہ بیماری کی قسم سے تھی جیسا کہ ابن سعد کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ بیمار ہوئے سو باز رکھے گئے کھانے پینے سے اور عورتوں سے سو حضرت ﷺ پر دو فرشتے اترے، الحدیث اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے دعا کی تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس میں مستحب ہونا دعا کا ہے وقت حاصل

ہونے مکروہات کے اور مکرر مانگنا دعا کا اور التجا کرنا اللہ کی طرف بیچ دفع کرنے اس کے اور یہ جو کہا کہ میں نے اللہ سے حکم طلب کیا سو اللہ نے مجھ کو حکم کیا یعنی میری دعا قبول کی اور مجھ کو میری بیماری کی خبر دی اور حضرت ﷺ کی دعا یہ تھی کہ اللہ آپ کو اطلاع دے اس چیز کی حقیقت سے کہ اس میں تھی اس واسطے کہ مشتبہ ہوا تھا حضرت ﷺ کو امر یعنی حضرت ﷺ کو یہ معلوم ہوا تھا کہ مجھ کو جادو کا اثر ہے یا کوئی بیماری اور دونوں فرشتے جو آسمان سے اترے تھے وہ جبریل اور میکائیل تھے اور یہ اشارہ آپ کو خواب میں واقع ہوا تھا اس واسطے کہ اگر بیداری میں ہوتا تو البتہ دونوں حضرت ﷺ سے پوچھتے اور روبرو کلام کرتے اور احتمال ہے کہ ہوں حضرت ﷺ ساتھ صفت نائم کے اور حالانکہ وہ بیدار تھے سو دونوں نے آپس میں کلام کیا اور حضرت ﷺ سنتے تھے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ اس کنوئیں پر آئے اور اس میں سے جادو کو نکالا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کھجور کی بالی میں اپنی تصویر پائی سو اچانک اس میں سوئیں تھیں گاڑی ہوئیں اور اچانک تانت تھی کہ اس میں گیارہ گرہ تھیں سو جبریل علیہ السلام معوذتین کے ساتھ اترے سو جب ایک آیت پڑھتے تھے تو ایک گرہ کھل جاتی تھی اور اسی طرح ہر ہر آیت کے پڑھنے سے ایک ایک گرہ کھل گئی اور جب کوئی سوئی نکالتے تو اس کا درد پاتے پھر اس کے بعد آرام پاتے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس جبریل علیہ السلام آئے سو اتاری گئی حضرت ﷺ پر معوذتین یعنی سورہ فلق اور والناس اور اس میں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت ﷺ کو حکم کیا کہ ایک گرہ کھولیں اور ایک آیت پڑھیں سو حضرت ﷺ آیت پڑھنا اور گرہ کھولنا شروع ہوئے یہاں تک کہ اٹھ کھڑے ہوئے جیسے کھولے گئے رسی بندھی ہوئی سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو قتل نہ کیا اور نقل کیا گیا ہے واقدی سے کہ یہ صحیح تر ہے اس کی روایت سے جو کہتا ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو قتل کر ڈالا تھا کہا قرطبی نے کہ نہیں حجت ہے مالک پر اس قصے میں اس واسطے کہ ترک کرنا قتل لبید کا تھا سبب خوف فتنہ انگیزی کے کہ اس کے قتل سے لوگوں میں فتنہ انگیزی نہ ہو یا اس واسطے کہ تا کہ لوگ اسلام میں داخل ہونے سے نفرت نہ کر جائیں اور وہ اس چیز کی جنس سے ہے کہ اعانت کی اس کی حضرت ﷺ نے منع قتل منافقوں کے سے جہاں فرمایا کہ لوگ آپس میں چرچا نہ کریں کہ محمد ﷺ اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے اور یہ جو کہا فامر بھا یعنی حکم کیا گیا ساتھ کنوئیں کے سو دبایا گیا۔ (فتح)

بَابُ الشِّرْكُ وَالسِّحْرُ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ.

باب ہے اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور جادو کرنا ہلاک کرنے والی چیزوں سے ہے یعنی ان چیزوں میں سے ہے جو ایمان کو ہلاک کرنے والی ہیں۔

۵۳۲۲ ـ حَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ

۵۳۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بچو ان چیزوں سے جو ایمان کو ہلاک کرنے والی

أَبِی الْغَیْثِ عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اجْتَنِبُوا الْمُوْبِقَاتِ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَالسِّحْرُ.

ہیں اللہ کے ساتھ شرک کرنے سے اور جادو کرنے سے۔

فائدہ: وارد کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو اس جگہ مختصر اور پوری حدیث وصایا میں گزر چکی ہے اور بیچ اختصار کرنے کے دو چیزوں پر سات سے اس جگہ میں اشارہ ہے طرف تاکید امر سحر کے اور یہ حدیث دونوں سے وارد ہوئی ہے پورے طور سے بھی اور مختصر طور سے بھی۔ (فتح)

بَابُ هَلْ یَسْتَخْرِجُ السِّحْرَ.

کیا نکالا جائے جادو کو یا نہیں؟۔

فائدہ: اس میں اشارہ ہے طرف اختلاف کی اور ابتدا کیا ساتھ اس چیز کے کہ نقل کیا اس کو سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے جواز سے واسطے اشارہ کرنے کے طرف ترجیح اس کی کے۔

وَقَالَ قَتَادَةُ قُلْتُ لِسَعِیْدِ بْنِ الْمُسَیَّبِ رَجُلٌ بِهٖ طِبٌّ أَوْ یُؤَخَّذُ عَنِ امْرَأَتِهٖ أَیُحَلُّ عَنْهُ أَوْ یُنَشَّرُ قَالَ لَا بَأْسَ بِهٖ إِنَّمَا یُرِیْدُوْنَ بِهِ الْإِصْلَاحَ فَأَمَّا مَا یَنْفَعُ النَّاسَ فَلَمْ یُنْهَ عَنْهُ.

اور کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اگر کسی مرد کو جادو ہو یا روکا جائے اپنی عورت سے یعنی اس سے جماع نہ کر سکے تو کیا اس سے جادو کی گرہ کھولی جائے، یا علاج کیا جائے اس کا ساتھ علاج جادو کے؟ ابن مسیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس کا کوئی ڈر نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں ارادہ کرتے ہیں ساتھ اس کے اصلاح کا سو جو چیز کہ نفع دے سو نہیں منع کیا گیا ہے اس سے۔

فائدہ: ایک روایت میں قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے ہے کہ تلاش کرے جو اس کی دوا کرے سو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس چیز سے منع کیا ہے جو ضرر کرے اور نہیں منع کیا اس چیز سے کہ نفع دے اور روایت کی ہے طبری نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہ نہیں دیکھتا تھا وہ ڈر ساتھ اس کے جب کہ ہو کسی آدمی کو جادو یہ کہ چلے طرف اس شخص کی جو اس سے جادو کھولے اور اس کا علاج کرے کہ وہ اصلاح ہے کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے اور حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اس کو مکروہ جانتے تھے کہتے تھے کہ نہیں جانتا ہے علاج جادو کا مگر جو جادوگر ہو تو سعید نے کہا کہ اللہ نے اس چیز سے منع کیا ہے جو ضرر کرے نہ اس چیز سے جو نفع دے اور ایک روایت میں ہے کہ نشرہ یعنی جادو کا علاج شیطان کے فعل سے ہے کہا ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نشرہ کھولنا جادو کا ہے آدمی سے جس پر جادو کیا گیا اور نہیں قادر ہوتا ہے اس پر مگر وہ شخص جو جادو کو جانتا ہو اور البتہ کسی نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا اس کا حال جو دور کرے جادو کو اس شخص سے جس پر جادو کیا گیا ہو تو کہا کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے اور یہی ہے معتمد قول اور حدیث کا جواب یہ ہے کہ یہ جو فرمایا کہ نشرہ شیطان کا عمل ہے تو یہ اشارہ ہے طرف

اصل اس کے کی اور مختلف ہوتا ہے حکم ساتھ قصد کے سو جس کا قصد خیر ہو تو وہ خیر ہے اور جس کا قصد بد ہو تو وہ بد ہے پھر حصر منقول حسن سے نہیں ہے ظاہر پر اس واسطے کہ کبھی حاصل ہوتا ہے ساتھ منتر اور دعا کے اور تعویذ کے لیکن احتمال ہے کہ ہو نشرہ دو قسم اور نشرہ ایک قسم ہے علاج کی علاج کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اس کا جس کے ساتھ گمان ہو کہ کسی نے اس کو جادو کیا ہے یا اس کو جن بھوت نے ہاتھ لگایا ہو کہا گیا ہے اس کو نشرہ اس واسطے کہ کھل جاتی ہے ساتھ اس کے بیماری اس کی اور تائید کرتی ہے سعید کے قول کو وہ حدیث جو پہلے گزر چکی ہے مسلم سے جو مسلمانوں کو نفع پہنچا سکے تو چاہیے کہ پہنچائے اور تائید کرتی ہے اس کو کہ جادو کا علاج کرنا درست ہے وہ چیز جو پہلے گزر چکی ہے بیچ حدیث العین حق کے بیچ قصے نہانے نظر لگانے والے کے اور ذکر کیا ہے ابن بطال نے کہ وہب بن منبہ کی کتابوں میں ہے کہ سات پتے بیر سبز کے لے سو ان کو دو پتھروں میں کوٹے پھر اس کو پانی کے ساتھ ملائے اور اس میں آیۃ الکرسی اور قواقل پڑھے پھر اس سے تین چلو لے پھر اس کے ساتھ نہائے کہ اس سے اس کی بیماری انشاء اللہ تعالیٰ دور ہو جائے گی خواہ جادو ہو یا کچھ اور وہ جید ہے واسطے مرد کے جب کہ اپنی بیوی سے جماع نہ کر سکے اور قائل ہے ساتھ اس کے مزنی صاحب شافعی کا اور ابو جعفر طبری وغیرہ پھر واقف ہوا میں اوپر صفت علاج جادو کے بیچ کتاب طب نبوی کے جو واسطے جعفر مستغفری کے ہے کہا قتادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ میں نے سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ ایک مرد ہے اس کو جادو کا اثر ہے اپنی عورت سے جماع نہیں کر سکتا کیا اس کو جائز ہے کہ جادو کا علاج کرے؟ کہا کہ کچھ ڈر نہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ارادہ کرتا ہے ساتھ اس کے نفع کا سو جو چیز کہ نفع دے تو نہیں منع کیا گیا ہے اس سے بہر حال حل سو وہ مرد ہے جب کہ اپنی عورت سے جماع نہ کر سکے اور اس کے سوائے اور کام کر سکے سو جو اس کے ساتھ مبتلا ہو وہ لکڑیوں کا گھٹا لے اور بسولی کو لکڑیوں کے درمیان رکھ دے پھر ان لکڑیوں میں آگ لگا دے یہاں تک کہ جب بسولی گرم ہو جائے تو اس کو آگ میں سے نکال لے اور اس کی گرمی پر پیشاب کرے سو بے شک وہ تندرست ہو جائے گا ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور بہر حال نشرہ سو وہ یہ ہے کہ جمع کرے بیچ دنوں ربیع کے جو قادر ہو اس پر پھول جنگلی اور بستانی گلاب کے سے پھر ان کو ستھرے برتن میں ڈالے پھر اس گلام کو اس پانی میں تھوڑا سا جوش دے پھر اس کو مہلت دے یہاں تک کہ جب پانی ٹھنڈا ہو جائے تو اس کو اپنے اوپر ڈالے سو وہ تندرست ہو جائے گا ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے۔

٥٣٢٣ ۔ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُيَيْنَةَ يَقُوْلُ أَوَّلُ مَنْ حَدَّثَنَا بِهِ ابْنُ جُرَيْجٍ يَقُوْلُ حَدَّثَنِيْ آلُ عُرْوَةَ عَنْ عُرْوَةَ فَسَأَلْتُ هِشَامًا عَنْهُ فَحَدَّثَنَا عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ

٥٣٢٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جادو ہوا یہاں تک کہ آپ خیال کرتے تھے کہ آپ اپنی عورتوں سے صحبت کرتے ہیں اور حالانکہ ان سے نہیں کر سکتے تھے کہا سفیان نے اور یہ سخت تر ہے جادو سے جب کہ ہو اس طرح سو فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن نیند سے بیدار ہوئے سو

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُحِرَ حَتّٰى كَانَ يَرٰى اَنَّهٗ يَاْتِي النِّسَآءَ وَلَا يَاْتِيهِنَّ قَالَ سُفْيَانُ وَهٰذَا اَشَدُّ مَا يَكُوْنُ مِنَ السِّحْرِ اِذَا كَانَ كَذَا فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اَعَلِمْتِ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهٗ فِيْهِ اَتَانِيْ رَجُلَانِ فَقَعَدَ اَحَدُهُمَا عِنْدَ رَاْسِيْ وَالْاٰخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ فَقَالَ الَّذِيْ عِنْدَ رَاْسِيْ لِلْاٰخَرِ مَا بَالُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهٗ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ اَعْصَمَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ حَلِيْفٌ لِيَهُوْدَ كَانَ مُنَافِقًا قَالَ وَفِيْمَ قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَّمُشَاقَةٍ قَالَ وَاَيْنَ قَالَ فِيْ جُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ تَحْتَ رَاعُوْفَةٍ فِيْ بِئْرِ ذَرْوَانَ قَالَتْ فَاَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبِئْرَ حَتّٰى اسْتَخْرَجَهٗ فَقَالَ هٰذِهِ الْبِئْرُ الَّتِيْ اُرِيْتُهَا وَكَاَنَّ مَآءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ وَكَاَنَّ نَخْلَهَا رُءُوْسُ الشَّيَاطِيْنِ قَالَ فَاسْتُخْرِجَ قَالَتْ فَقُلْتُ اَفَلَا اَيْ تَنَشَّرْتَ فَقَالَ اَمَّا اللّٰهُ فَقَدْ شَفَانِيْ وَاَكْرَهُ اَنْ اُثِيْرَ عَلٰى اَحَدٍ مِّنَ النَّاسِ شَرًّا.

فرمایا کہ اے عائشہ! تو نے جانا کہ بے شک اللہ نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اللہ سے حکم طلب کیا دو مرد یعنی دو فرشتے میرے پاس آئے سو ایک تو دونوں میں سے میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس سو کہا اس نے جو میرے سر کے پاس تھا دوسرے سے کیا حال ہے اس مرد کا یعنی کیا بیماری ہے حضرت ﷺ کو؟ اس نے کہا کہ اس پر جادو کیا گیا ہے اس نے کہا کہ کس نے اس کو جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ لبید اعصم کے بیٹے نے جو ایک مرد ہے قبیلہ بنی زریق سے ہم قسم یہود کا اور منافق تھا اس نے کہا کہ کس چیز میں کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ کنگھی میں اور ان بالوں میں جو کنگھی سے جھڑتے ہیں نر کھجور کی بالی میں نیچے رعوفہ کے ذی اروان کے کنوئیں میں کہا سو حضرت ﷺ اس کنوئیں پر گئے یہاں تک کہ اس کو نکالا سو فرمایا کہ یہی کنواں ہے جو مجھ کو دکھلایا گیا تھا اور پانی اس کا جیسے مہندی کا بھگویا پانی اور اس کے کھجور کے درخت جیسے شیطانوں کے سر، کہا راوی نے سو حضرت ﷺ نے اس کو نکالا، کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے سو میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ جادو کا علاج نہیں کرتے، اس کو لوگوں میں ظاہر نہیں کرتے؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے مجھ کو تو شفا دی سو میں مکروہ جانتا ہوں کہ کسی پر لوگوں میں سے فتنہ انگیزی کروں۔

فائدہ: رعوفہ ایک پتھر ہے کہ اتارا جاتا ہے کنوئیں کی تہہ میں جب کہ کھودا جاتا ہے اس پر بیٹھتا ہے جو کنوئیں کو درست کرتا ہے اور وہ پتھر پایا جاتا ہے سخت وہاں سے نکل نہیں سکتا سو چھوڑا جاتا ہے تکمیل کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ نافع تر دواؤں میں اور قوی تر علاج جادو کا مقابلہ کرنا سحر کا جو ارواح خبیثہ کی تاثیر سے ہے ساتھ الٰہی دواؤں کے ذکر اور دعاء اور قرأت سے سو دل جب کہ ہو بھرا ہوا اللہ سے معمور اس کے ذکر سے اور واسطے اس کے ورد ہو ذکر اور دعاء اور توجہ سے تو یہ اعظم سبب ہے جو مانع ہے جادو کے اثر کرنے سے یعنی جو ہمیشہ اللہ کے ذکر کے ساتھ مشغول ہو اس پر

جادو کا اثر نہیں ہوتا اور جادو کی تاثیر تو ضعیف دلوں میں ہوتی ہے اسی واسطے غالبا تاثیر اس کی عورتوں اور لڑکوں اور جاہلوں میں ہوتی ہے کہ ان کے دل ضعیف ہوتے ہیں اور اعتراض کرتی ہے اس پر حدیث باب کی اور جائز ہونا جادو کا حضرت ﷺ پر باوجود عظیم ہونے مقام حضرت ﷺ کے اور صدق توجہ آپ کی کے اور ملازمت ورد آپ کی کے لیکن ممکن ہے خلاص ہونا اس سے ساتھ اس کے کہ جو ذکر کیا ہے اس نے محمول ہے غالب پر اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوا ساتھ حضرت ﷺ کے واسطے بیان تجویز اس کی کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ السِّحْرِ.

باب ہے جادو کے بیان میں۔

٥٣٢٤ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سُحِرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى إِنَّهُ لَيُخَيَّلُ إِلَيْهِ أَنَّهُ يَفْعَلُ الشَّيْءَ وَمَا فَعَلَهُ حَتّٰى إِذَا كَانَ ذَاتَ يَوْمٍ وَهُوَ عِنْدِيْ دَعَا اللَّهَ وَدَعَاهُ ثُمَّ قَالَ أَشَعَرْتِ يَا عَائِشَةُ أَنَّ اللَّهَ قَدْ أَفْتَانِيْ فِيْمَا اسْتَفْتَيْتُهُ فِيْهِ قُلْتُ وَمَا ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ قَالَ جَآءَنِيْ رَجُلَانِ فَجَلَسَ أَحَدُهُمَا عِنْدَ رَأْسِيْ وَالْآخَرُ عِنْدَ رِجْلَيَّ ثُمَّ قَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ مَا وَجَعُ الرَّجُلِ قَالَ مَطْبُوْبٌ قَالَ وَمَنْ طَبَّهُ قَالَ لَبِيْدُ بْنُ الْأَعْصَمِ الْيَهُوْدِيُّ مِنْ بَنِيْ زُرَيْقٍ قَالَ فِيْمَا ذَا قَالَ فِيْ مُشْطٍ وَمُشَاطَةٍ وَجُفِّ طَلْعَةٍ ذَكَرٍ قَالَ فَأَيْنَ هُوَ قَالَ فِيْ بِئْرِ ذِيْ أَرْوَانَ قَالَ فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ أُنَاسٍ مِّنْ أَصْحَابِهِ إِلَى الْبِئْرِ فَنَظَرَ إِلَيْهَا وَعَلَيْهَا نَخْلٌ ثُمَّ رَجَعَ إِلٰى عَائِشَةَ فَقَالَ وَاللَّهِ لَكَأَنَّ مَآءَهَا نُقَاعَةُ الْحِنَّآءِ وَلَكَأَنَّ نَخْلَهَا رُؤُوْسُ

٥٣٢٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ پر جادو ہوا یہاں تک کہ آپ کو خیال ہوتا تھا کہ آپ نے کوئی چیز کی اور حالانکہ آپ نے اس کو نہ کیا ہوتا یہاں تک کہ جب ایک دن ہوا اور آپ میرے پاس تھے تو اللہ سے دعا کی اور دعا کی پھر فرمایا کہ اے عائشہ! کیا تو نے جانا کہ بے شک اللہ نے مجھ کو حکم کیا جس میں میں نے اس سے حکم طلب کیا میں نے کہا اور کیا ہے وہ یا حضرت! فرمایا کہ میرے پاس دو مرد آئے سو ایک دونوں میں سے میرے سر کے پاس بیٹھا اور دوسرا میرے پاؤں کے پاس پھر ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کیا بیماری ہے اس مرد کو یعنی حضرت ﷺ کو؟ دوسرے نے کہا کہ اس کو جادو کیا گیا ہے اس نے کہا کہ کس نے اس کو جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ لبید اعصم کے بیٹے یہودی نے جو قبیلہ بنی زریق میں سے ہے کہا کہ کس چیز میں جادو کیا ہے؟ دوسرے نے کہا کہ کنگھی میں اور بالوں میں جو کنگھی سے جھڑتے ہیں اور نر کھجور کی بالی میں اس نے کہا کہ وہ کہاں ہے؟ دوسرے نے کہا کہ ذی اروان کے کنوئیں میں سو حضرت ﷺ چند اصحاب کے ساتھ اس کنوئیں پر تشریف لے گئے سو حضرت ﷺ نے اس کی طرف نظر کی اور اس پر کھجور کے درخت تھے پھر عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف پھرے سو فرمایا کہ

الشَّيَاطِيْنِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَفَأَخْرَجْتَهُ قَالَ لَا أَمَّا أَنَا فَقَدْ عَافَانِيَ اللهُ وَشَفَانِيْ وَخَشِيْتُ أَنْ أُثَوِّرَ عَلَى النَّاسِ مِنْهُ شَرًّا وَأَمَرَ بِهَا فَدُفِنَتْ.

البتہ اس کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی اور البتہ کھجور کے درخت جیسے شیطانوں کے سر میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ نے اس کو نکالا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا نہیں مجھ کو تو اللہ نے شفا دی اور میں ڈرا اس سے کہ لوگوں میں فتنہ انگیزی کروں اور حکم کیا ساتھ دبانے اس کے سو دبایا گیا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کا پانی جیسے مہندی کا بھگویا پانی کہا داؤد نے کہ مراد وہ پانی ہے کہ دھویا جائے اس سے وہ برتن جس میں مہندی گوندھی جائے یعنی سبز رنگ کہا قرطبی نے کہ اس کنوئیں کے پانی کا رنگ بدلا ہوا تھا یا تو واسطے دراز ہونے اقامت اس کی کے اور یا واسطے اس چیز کے کہ مخلوط ہوئی اور ملی ساتھ اس کے ان چیزوں سے کہ ڈالی گئیں کنوئیں میں اور رد کرتی ہے پہلے احتمال کو وہ چیز جو ایک روایت میں آچکی ہے اس کنوئیں سے میٹھا پانی منگوایا جاتا تھا اور یہ جو فرمایا کہ اس کے کھجور کے درخت جیسے شیطانوں کے سر تو کہا فراء وغیرہ نے کہ احتمال ہے کہ تشبیہ دی ہو اس کی کھجور کے درختوں کو ان کے قبیح ہونے میں ساتھ سر شیطانوں کے اس واسطے کہ وہ موصوف ہیں ساتھ قبیح کے اور البتہ مقرر ہو چکا ہے زبان میں کہ جو کہے کہ فلانا شیطان ہے تو اس کی مراد ہوتی ہے کہ خبیث یا قبیح ہے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ شیطانوں کے سانپ ہوں یعنی اس کے کھجور کے درخت سانپوں کی طرح ہیں بدشکل اور احتمال ہے کہ ہو مراد درخت جو کہتے ہیں کہ یمن میں پایا جاتا ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جادوگر نہ قتل کیا جائے بطور حد کے جب کہ اس کے واسطے عہد اور پیمان ہو اور یہ جو ترمذی کی حدیث میں آیا ہے کہ جادوگر کی حد قتل کرنا ہے ساتھ تلوار کے سو اس کی سند میں ضعف ہے اور اگر ثابت ہو تو البتہ خاص ہوگا اس سے وہ شخص ہو جو معاہد اور پہلے گزر چکا ہے جزیہ میں بجالہ کی روایت سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ قتل کرو ہر جادوگر مرد کو اور عورت کو کہا ابن بطال نے کہ نہ قتل کیا جائے ساحر اہل کتاب کا نزدیک مالک اور زہری کے مگر یہ کہ قتل کرے کسی کو ساتھ جادو اپنے کے سو قتل کیا جائے اس کے قصاص میں اور یہ قول ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اگر اپنے جادو سے کسی مسلمان کو ضرر دے تو اس کا عہد ٹوٹ جاتا ہے سو حلال ہے مار ڈالنا اس کا اور یہ جو حضرت ﷺ نے لبید کو قتل نہ کیا تو یہ اس واسطے کہ حضرت ﷺ اپنی جان کے واسطے کسی سے بدلہ نہیں لیتے تھے اور اس واسطے کہ حضرت ﷺ ڈرے کہ کہیں اس کے قتل سے مسلمانوں میں فتنہ نہ اٹھے اور وہ از قسم اس چیز کے ہے کہ رعایت کی اس کی حضرت ﷺ نہ قتل کرنے منافقوں کے سے برابر ہے کہ لبید یہودی ہو یا منافق بنا بر اس کے کہ گزرا اختلاف سے بیچ اس کے کہا اس نے اور نزدیک مالک کے حکم جادوگر کا حکم زندیق کا ہے سو نہ قبول کی جائے توبہ اس کی اور قتل کیا جائے بطور حد کے جب کہ ثابت ہو جائے یہ اوپر اس کے اور ساتھ اس کے قائل ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ

اور کہا شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ نہ قتل کیا جائے مگر جب کہ اقرار کرے کہ اس نے اپنے جادو سے قتل کیا ہے سو قتل کیا جائے بیچ قصاص اس کے اور اگر اعتراف کرے کہ اس کا سحر کبھی قتل کرتا ہے اور کبھی نہیں کرتا اور یہ کہ اس کو سحر کیا ہے اور یہ کہ وہ مر گیا تو نہیں واجب ہے قصاص اوپر اس کے اور واجب ہے دیت اس کے مال میں نہ اس کے عاقلہ پر اور نہیں متصور ہے قتل ساتھ سحر کے گواہوں سے اور دعویٰ کیا ہے ابو بکر رازی نے کہ شافعی متفرد ہے اس قول میں کہ جادوگر قتل کیا جائے بطور قصاص کے جب کہ اعتراف کرے کہ اس نے اس کو اپنے جادو سے قتل کیا ہے، واللہ اعلم۔ کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر ہو جادو میں قول یا فعل کہ جو تقاضا کرے کفر کا تو کافر ہو جاتا ہے جادوگر اور قبول کی جاتی ہے توبہ اس کی جب کہ توبہ کرے نزدیک ہمارے اور جب نہ ہو اس کے جادو میں وہ چیز جو تقاضا کرے کفر کا تو اس کو تعزیر دی جائے اور اس سے توبہ طلب کی جائے۔ (فتح)

بَابُ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ سِحْرًا.

بعض بیان جادو ہوتا ہے۔

٥٣٢٥ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ قَدِمَ رَجُلَانِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَخَطَبَا فَعَجِبَ النَّاسُ لِبَيَانِهِمَا فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا أَوْ إِنَّ بَعْضَ الْبَيَانِ لَسِحْرٌ.

٥٣٢٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو مرد مشرق کی جانب سے آئے سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے خطبہ پڑھا سو لوگوں کو ان کی خوش بیانی سے تعجب ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک بعض بیان تو جادو ہوتا ہے یعنی جیسے جادو سے آدمی لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے ویسے بعض آدمی کی تقریر ہوتی ہے۔

فائدہ: وہ دونوں آدمی بنی تمیم کی قوم میں سے تھے اور البتہ حمل کیا ہے بعض نے اس حدیث کو اوپر مدح کے اور ترغیب کے اوپر تحسین کلام کے اور سنوارنے الفاظ کے اور یہ واضح ہے اگر ثابت ہو کہ وارد ہوئی حدیث عمر کے قصے میں اور حمل کیا ہے اس کو بعض نے ذم پر واسطے اس شخص کے جو بناوٹ کرے کلام میں اور تکلف کرے واسطے تحسین اس کی کے اور پھیرے چیز کو اس کے ظاہر سے سو تشبیہ دے اس کو ساتھ جادو کے جو تخییل ہے واسطے غیر حقیقت اس کی کے اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ نے اور پہلے گزر چکی ہے خطبہ نکاح میں وہ چیز جو تائید کرتی ہے اس کی اور وہ یہ کہ مراد ساتھ اس کے وہ شخص ہے جس پر کسی کا حق ہو اور وہ زیادہ خوش تقریر ہو صاحب حق سے سو جادو کرے لوگوں کو اپنے بیان سے اور لے جائے حق کو اور حمل کرنا حدیث کا اس پر صحیح ہے لیکن نہیں منع کرتا یہ حمل کرنے اس کے کو اور معنی پر جب کہ ہو بیچ تزیین حق کے اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے ابن عربی وغیرہ نے فضلائے مالکیہ سے اور کہا ابن بطال نے کہ خوب تر معنی جو اس حدیث میں کہے جائیں یہ ہیں کہ نہیں ہے یہ حدیث ذم واسطے سب بیان کے اور نہ مدح واسطے سب کے واسطے قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے من البیان اس واسطے کہ من اس میں تبعیض کے واسطے لایا گیا

ہے اور البتہ اتفاق کیا ہے علماء نے اوپر مدح ایجاز کے اور اتیان کے ساتھ بہت معنوں کے تھوڑے لفظوں میں یعنی بیان کرنا بہت معنی کو ساتھ تھوڑے لفظوں کے اور اوپر مدح اطناب کے بیچ مقام خطابہ کے بحسب مقام کے ہاں افراط ہر چیز میں مذموم ہے اور بہتر میانہ روی ہے۔ (فتح)

بَابُ الدَّوَآءِ بِالْعَجْوَةِ لِلسِّحْرِ. دوا کرنا جادو کا ساتھ عجوہ کھجور کے۔

فائدہ: عجوہ ایک عمدہ قسم کی کھجور ہے مدینے میں نرم ہوتی ہے اور کہا ابن اثیر نے کہ عجوہ ایک قسم کھجور کی ہے بڑی ہوتی ہے صیحانی سے سیاہی کی طرف مائل ہوتی ہے اور وہ اس چیز سے ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو مدینے میں اپنے ہاتھ سے لگایا تھا۔

٥٣٢٦ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ أَخْبَرَنَا هَاشِمٌ أَخْبَرَنَا عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اصْطَبَحَ كُلَّ يَوْمٍ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ سُمٌّ وَّلَا سِحْرٌ ذٰلِكَ الْيَوْمَ إِلَى اللَّيْلِ وَقَالَ غَيْرُهُ سَبْعَ تَمَرَاتٍ.

٥٣٢٦۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو صبح کو ہر دن عجوہ کھجوریں کھائے تو اس دن اس کو کوئی زہر اور جادو ضرر نہ کرے گا رات تک اور اس کے غیر نے کہا کہ سات کھجوریں مراد حدیث علی کے ہے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ غیر کے جمعہ راوی ہے کہ اس کی روایت میں سات کا ذکر ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو صبح کو سات کھجوریں کھائے عالیہ کی کھجوروں سے اور عالیہ وہ گاؤں ہیں جو مدینے کے اونچان میں ہیں اور وہ نجد کی جانب ہے سو اس روایت میں مکان کی تقیید ہے اور ایک روایت میں ہے کہ عالیہ کے کھجوروں میں شفاء ہے اول صبح میں اور واقع ہوا ہے مسلم کی ایک روایت میں کہ جو سات کھجوریں کھائے ان کھجوروں سے جو مدینے کے دونوں طرف پتھریلی زمین کے درمیان ہیں اور یہ جو فرمایا کہ رات تک تو اس میں تقیید ہے واسطے شفاء مطلق کے جو دوسری روایت میں ہے کہ وہ شفاء ہے اول صبح میں اور ایک روایت میں ہے کہ عجوہ کھجور بہشت سے ہے اور وہ شفاء ہے زہر سے اور مفہوم اس کا یہ ہے کہ جو راز کہ قسم عجوہ میں ہے سحر اور زہر کے دفع کرنے سے وہ دور ہو جاتا ہے جب کہ داخل ہوتی ہے رات اس کے حق میں جو کھائے اس کو اول دن میں اور مستفاد ہوتا ہے اس سے اطلاق دن کا اس چیز پر جو طلوع فجر یا سورج کے درمیان ہے غروب سورج تک اور نہیں مستلزم ہے دخول رات کو اور نہیں واقف ہوا میں کسی طریق میں اوپر حکم اس شخص کے جو اس کو اول رات میں کھائے کہ کیا اس کا حکم بھی اس کی مانند ہے جو دن کو کھائے تا کہ دفع ہو اس سے ضرر زہر اور جادو کا صبح تک اور ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم خاص ہے ساتھ اس کے جو اول دن میں کھائے اور نیز ظاہر اطلاق کا مواظبت ہے اوپر اس کے یعنی جو اس کو ہمیشہ کھاتا ہے اس کو زہر اور جادو ضرر نہیں کرتا اور واقع ہوئی ہے طبرانی کی روایت میں

تقیید اس کی ساتھ سات دن کے یعنی جو سات صبح کھاتا رہے اس کو زہر اور جادو ضرر نہیں کرتا۔ (فتح)

٥٣٢٧ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُوْرٍ أَخْبَرَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ سَمِعْتُ عَامِرَ بْنَ سَعْدٍ سَمِعْتُ سَعْدًا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ تَصَبَّحَ سَبْعَ تَمَرَاتٍ عَجْوَةً لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سُمٌّ وَّلَا سِحْرٌ.

٥٣٢٧۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو صبح کو سات کھجوریں عجوہ کھائے اس کو اس دن کوئی زہر اور جادو ضرر نہیں کرے گا۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ عجوہ ایک قسم کی کھجور ہے جو زہر اور جادو سے فائدہ دیتی ہے تو یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ساتھ برکت دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے واسطے کھجور مدینے کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں برکت کی دعا کی تھی اس واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت کے سبب سے زہر اور جادو اثر نہیں کرتا نہ اس واسطے کہ مدینے کی کھجوروں میں کوئی خاصیت ہے اور کہا ابن تین نے احتمال ہے کہ مراد کوئی خاص درخت کھجور کے ہوں مدینے میں جن کو اب کوئی پہچانتا نہیں اور یہ واسطے خاصیت کے ہے بیچ اس کے اور احتمال ہے کہ یہ حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے ساتھ خاص ہو اور یہ احتمال بعید ہے اس واسطے کہ وصف کیا اس کو عائشہ رضی اللہ عنہا نے واسطے اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور کہا بعض نے کہ بہر حال خاص کرنا مدینے کی کھجوروں کا ساتھ اس کے سو یہ واضح ہے متن کے لفظوں سے اور بہر حال تخصیص زمانہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سو بعید ہے اور بہر حال خاص کرنا عدد سات کا پس ظاہر یہ ہے کہ وہ واسطے کسی راز کے ہے جو اس میں ہے ورنہ مستحب ہے کہ ہو طاق کہا مازری نے یہ اس قسم سے ہے کہ نہیں معلوم ہیں معنی اس کے بیچ طریق علم طب کے اور اگر صحیح ہو کہ نکلے واسطے منفعت کھجور کے زہر میں کوئی وجہ جہت طب سے تو نہیں قدرت ہے اوپر ظاہر کرنے وجہ اقتصار کے اس عدد پر کہ سات ہے اور نہ اوپر اقتصار کرنے کے اس جنس پر جو وہ عجوہ ہے اور شاید یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے واسطے خاص تھا یا واسطے اکثر ان کے اس واسطے کہ نہیں ثابت ہوا بدستور رہنا وقوع شفاء کا ہمارے زمانے میں غالبًا اور اگر پایا جائے یہ اکثر میں تو محمول ہوگا اس پر کہ مراد وصف غالب حال کے ہے اور کہا عیاض نے کہ خاص کرنا اس کا ساتھ عجوہ عالیہ کے اور ساتھ اس چیز کے کہ مدینے کی دونوں طرف پتھریلی زمین کے درمیان ہے اٹھاتا ہے اس اشکال کو اور ہوگا خصوص واسطے اس کے جیسے کہ پائی گئی ہے شفاء واسطے بعض بیماریوں کے بعض دواؤں میں کہ ان بعض شہروں میں ہوتے ہیں سوائے اس جنس کے بیچ غیر اس کے واسطے تاثیر کے کہ ہوتی ہے اس میں زمین سے یا ہوا سے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس حدیث میں تخصیص ہے عجوہ مدینے کے ساتھ اس کے جو ذکر کیا

گیا اور بہر حال خصوص ہونا اس کا سات پس نہیں معلوم ہیں معنی اس کے جیسے کہ نماز کے عددوں میں ہے اور زکوٰۃ کے نصابوں میں ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا هَامَةَ. نہیں ہے ہامہ۔

فائدہ: ہامہ واحد ہے ہوام کا اور ہوام ان جانوروں کو کہتے ہیں جو زہر دار ہیں اور بعض نے کہا کہ جانور زمین کے جو قصد کرتے ہیں ساتھ ایذا لوگوں کے اور نہیں صحیح ہے نفی اس کی مگر یہ کہ ارادہ کیا جائے کہ وہ بذاتہا ضرر نہیں کرتے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ضرر کرتے ہیں جب کہ ارادہ کرے اللہ تعالیٰ ضرر کا ساتھ اس کے جس کو کاٹیں اور ذکر کیا ہے زبیر بن بکار نے کہ جاہلیت کے زمانے میں عرب گمان کرتے تھے کہ جب کوئی قتل کیا جائے اور اس کا بدلہ نہ لیا جائے تو مقتول کے سر سے ہامہ نکلتا ہے اور وہ ایک کیڑا ہے سو وہ قبر کے گرد پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھ کو پانی پلاؤ مجھ کو پانی پلاؤ سو اگر اس کا بدلہ پایا جائے تو جاتا رہتا ہے ورنہ باقی رہتا ہے اور کہا قزاز نے کہ ہامہ ایک جانور ہے رات کے جانوروں میں اس کا نام اُلو ہے کہا ابن اعرابی نے کہ شگون بد لیتے تھے ساتھ اس کے جب کہ کسی کے گھر پر واقع ہو کہتا تھا کہ میرے نفس نے مجھ کو میری موت کی خبر دی یا کسی ایک کی میرے گھر والوں میں سے اور کہا ابو عبید نے کہ گمان کرتے ہیں کہ میت کی ہڈیاں ہامہ ہو جاتی ہیں اور جانور بن کے اڑتی ہیں اور اس جانور کا نام صدی ہے بنا بر اس کے پس معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہیں زندگی ہے واسطے ہامہ مردے کے یعنی یہ جو لوگوں کا گمان ہے کہ مردے کی ہڈیاں جانور بن کے زندہ رہتی ہیں سو یہ بات غلط ہے نہ کوئی مردے کی ہڈیوں سے ہامہ جانور بنتا ہے اور نہ وہ زندہ رہتا ہے اور بنا بر پہلے معنی کے پس معنی حدیث کے یہ ہیں کہ نہیں ہے شگون بد لینا ساتھ اُلو کے اور مانند اس کی کے اور شاید کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ باندھا ہے واسطے ہامہ کے دو بار واسطے نظر کرنے کے طرف ان تفسیروں کے، واللہ اعلم۔ (فتح)

٥٣٢٨ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا صَفَرَ وَلَا هَامَةَ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا بَالُ الْإِبِلِ تَكُوْنُ فِي الرَّمْلِ كَأَنَّهَا الظِّبَاءُ فَيُخَالِطُهَا الْبَعِيْرُ الْأَجْرَبُ فَيُجْرِبُهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ

۵۳۲۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور نہیں ہے صفر اور نہ ہامہ تو ایک گنوار نے کہا کہ یا حضرت! سو کیا حال ہے اونٹوں کا کہ ہوتے ہیں ریت میں گویا کہ مانند ہرن کی ہے نشاط اور قوت اور سلامت ہونے میں بیماری سے سو ملتا ہے ان میں اونٹ خارش والا سو خارش دار کرتا ہے ان کو یعنی جب کوئی خارش والا اونٹ ان میں مل جائے تو سب کو خارش پیدا ہو جاتی ہے اس کا کیا سبب ہے؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے کو کس نے خارش پیدا کی؟ اور

وعَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ بَعْدُ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُوْرِدَنَّ مُمْرِضٌ عَلٰى مُصِحٍّ وَأَنْكَرَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ حَدِيْثَ الْأَوَّلِ قُلْنَا أَلَمْ تُحَدِّثْ أَنَّهُ لَا عَدْوٰى فَرَطَنَ بِالْحَبَشِيَّةِ. قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ فَمَا رَأَيْتُهُ نَسِیَ حَدِيْثًا غَيْرَهُ.

ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے جانور بیمار ہوں وہ اس کے گھاٹ پر پانی پلانے کو نہ لائے جس کے جانور تندرست ہوں اور انکار کیا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پہلی حدیث سے یعنی حدیث لا عدوی الخ سے ہم نے کہا کہ کیا تو نے حدیث بیان نہیں کی کہ نہیں ہے عدوی یعنی ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی؟ سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حبش کی زبان میں کلام کیا جس کے معنی یہ ہیں کہ میں نے حدیث بیان نہیں کیا کہا ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے سو میں نے نہیں دیکھا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو کہ اس کی کسی حدیث کو بھولے ہوں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب جذام میں گزر چکی ہے اور یہ جو کہا کہ ان کو خارش دار کر دیتا ہے یعنی ان میں داخل ہوتا ہے سو ان کو خارش دار کر دیتا ہے اور وہ بنا بر اس کے ہے ان لوگوں کا اعتقاد تھا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی ہے یعنی ہوتا ہے سبب واسطے واقع ہونے خارش کے ساتھ ان کے اور یہ جاہلوں کا وہم ہے وہ اعتقاد کرتے تھے کہ جب بیمار جانور تندرست جانوروں سے ملے تو ان کو بیمار کر دیتا ہے سو شارع نے اس کی نفی کی اور اس کو باطل کیا سو جب اس گنوار نے شبہ وارد کیا تو رد کیا اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ قول اپنے کے کہ پہلے اونٹ کو کس نے خارش پیدا کی اور وہ جواب ہے بیچ غایت بلاغت اور رشاقت کے اور اس سے حاصل یہ ہے کہ کہاں سے آئی خارش واسطے اونٹ کے جس کی خارش اوروں کو لگ گئی ان کے زعم میں سو اگر جواب دیا جائے کہ جس نے اس کو اول میں کیا تھا اسی نے اس کو دوسرے میں کیا تو ثابت ہوگا مدعی اور وہ یہ ہے کہ بے شک جس نے یہ سب کے ساتھ کیا ہے وہی خالق قادر ہے ہر چیز پر اور وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے اور یہ جو راوی نے کہا کہ ہم نے کہا اے ابو ہریرہ! کیا تو نے حدیث بیان نہیں کی کہ نہیں ہے عدوی تو ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا اے ابو ہریرہ! میں تجھ سے سنتا تھا کہ تو حدیث بیان کرتا تھا ہم سے ساتھ اس حدیث کے یعنی حدیث لا عدوی کے سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے انکار کیا کہ اس کو پہچانے اور ایک روایت میں ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ غضبناک ہوئے اور کہا کہ میں نے تجھ سے حدیث بیان نہیں کی جو تو کہتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ قسم ہے میری عمر کی کہ البتہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہم سے وہ حدیث بیان کیا کرتے تھے سو میں نہیں جانتا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھول گئے یا ایک قول نے دوسرے کو منسوخ کر ڈالا اور یہ جو ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ظاہر ہے کہ وہ اعتقاد کرتے تھے کہ دونوں حدیثوں میں تعارض ہے اور البتہ پہلے گزر چکی ہے وجہ تطبیق کی درمیان ان کے باب جذام

میں اور حاصل اس کا یہ ہے کہ قول اس کا لاعدوٰی نہی ہے اعتقاد اس کے سے یعنی کوئی یہ اعتقاد نہ رکھے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو لگ جاتی ہے اور یہ جو فرمایا کہ نہ وارد کرے سبب نہی کا ہے وارد کرنے سے واسطے خوف واقع ہونے کے بیچ اعتقاد عدوٰی کے یعنی حضرت ﷺ نے اس واسطے منع کیا کہ شاید اگر تندرست جانور بیمار جانوروں کے ملتے اللہ کی تقدیر سے بیمار ہو گئے تو عوام کا بد اعتقاد زیادہ تر مضبوط ہو جائے گا بیماری لگ جانے کا تو ناحق شرک میں گرفتار ہوں گے اور اللہ کو بھولیں گے یا منع کیا واسطے خوف تاثیر اوہام کے جیسے کہ گزر چکی ہے نظیر اس کی بیچ حدیث فر من المجذوم کے اس واسطے کہ جو نہیں اعتقاد کرتا کہ جذام دوسرے کو لگ جاتا ہے پاتا ہے اپنے نفس میں نفرت یہاں تک کہ اگر مجبور کیا جائے اوپر قریب ہونے کے اس سے تو البتہ رنج پائے ساتھ اس کے پس اولیٰ واسطے عاقل کے یہ ہے کہ تعرض کرے واسطے ایسی چیز کے بلکہ دور رہے بیماریوں کے اسباب سے اور بچے وہم کے طریقوں سے کہا قرطبی نے اور بیچ جواب دینے حضرت ﷺ کے گنوار کو جائز ہونا مشافہ اس شخص کا ہے کہ واقع ہو واسطے اس کے شبہ اس کے اعتقاد میں ساتھ ذکر کرنے برہان عقلی کے جب کہ ہو سائل واسطے سمجھنے اس کے کی اور جو قاصر ہو تو خطاب کیا جائے ساتھ اس چیز کے کہ اٹھائے اس کو عقل اس کی ظنیات سے اور کہا اس نے کہ یہ شبہ جو گنوار کو واقع ہوا تھا یہی شبہ اول طبعی علم والوں کو واقع ہوا تھا پھر معتزلیوں کو سو کہا طبعی والوں نے ساتھ تاثیر بعض چیزوں کے بعض میں اور ایجاد کرنے ان کے ان کو یعنی بعض چیزیں بعض کو ایجاد کرتی ہیں اور نام رکھا ہے انہوں نے مؤثر کا طبیعت اور کہا معتزلیوں نے مانند اس کے حیوانات میں اور متولدات میں اور یہ کہ قدرت ان کی مؤثر ہے بیچ ان کے اور یہ کہ وہ خود خالق ہیں ساتھ پیدا کرنے ان کے اور سند دونوں گروہ کے مشاہدہ حسی ہے اور منسوب کیا ہے انہوں نے اس کو جو انکار کرے اس سے طرف انکار بداہت کے اور غلطی کی اس نے جس نے ان میں سے یہ کہا غلطی فاحش واسطے التباس ادراک حس کے ساتھ ادراک عقل کے اس واسطے کہ مشاہد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ تاثیر ایک چیز کی ہے نزدیک چیز دوسری کے اور یہ حصہ حس کا ہے اور بہر حال تاثیر اس کی اس میں حصہ عقل کا ہے سو حس نے ادراک کیا ہے وجود خبر کا وقت وجود دوسری چیز کے اور مرتفع ہونا اس کا وقت مرتفع ہونے اس کے اور بہر حال ایجاد کرنا اس کا اس چیز کو سو نہیں ہے واسطے حس کے اس میں مدخل پس عقل ہی ہے جو فرق کرتی ہے ساتھ ملازم ہونے ان کے عقلا یا عادۃً باوجود جواز تبدل کے عقلاً، واللہ اعلم۔ اور اس حدیث میں واقع ہونا تشبیہ ایک چیز کا ہے ساتھ دوسری چیز کے جب کہ جمع کرے ان کو کوئی وصف خاص اور اگر چہ جدا جدا ہوں صورت میں اور اس میں شدت پرہیز گاری ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے اس واسطے کہ باوجود اس کے کہ حارث نے اس کو غضبناک کیا یہاں تک کہ کلام کیا غیر عربی میں خوف کیا کہ گمان کرے حارث کہ اس مین اس نے کوئی چیز اس کے حق میں بری کہی ہو سو تفسیر کیا واسطے اس کے اسی حال میں اس کو جو کہا، واللہ اعلم۔

بَابُ لَا عَدْوٰی. ایک کی بیماری دوسری کو نہیں لگتی۔

فائدہ: اس کی تفسیر پہلے گزر چکی ہے۔

٥٣٢٩ ۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَحَمْزَةُ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ إِنَّمَا الشُّؤْمُ فِيْ ثَلَاثٍ فِي الْفَرَسِ وَالْمَرْأَةِ وَالدَّارِ.

٥٣٢٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی اور نہیں ہے شگون بد لینا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بے برکتی تین چیز میں ہے عورت میں اور گھوڑے میں اور گھر میں۔

فائدہ: اور جمع کرنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دونوں حدیثوں کو دلالت کرتا ہے کہ قوی ہوا ہے نزدیک اس کے ایک احتمال مراد میں ساتھ شوم کے۔

٥٣٣٠ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا عَدْوٰى قَالَ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُوْرِدُوا الْمُمْرِضَ عَلَى الْمُصِحِّ وَعَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سِنَانُ بْنُ أَبِيْ سِنَانٍ الدُّؤَلِيُّ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰى فَقَامَ أَعْرَابِيٌّ فَقَالَ أَرَأَيْتَ الْإِبِلَ تَكُوْنُ فِي الرِّمَالِ أَمْثَالَ الظِّبَاءِ فَيَأْتِيْهَا الْبَعِيْرُ الْأَجْرَبُ فَتَجْرَبُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَنْ أَعْدَى الْأَوَّلَ.

٥٣٣٠۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی کہا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ راوی نے کہا کہ میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کے جانور بیمار ہوں وہ اس کے گھاٹ پر پانی پلانے کو نہ لائے جس کے جانور تندرست ہوں اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگ جاتی تو ایک گنوار اٹھ کھڑا ہوا سو اس نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو کہ اونٹ ریتلی زمین میں ہوتے ہیں مانند ہرن کی یعنی قوی اور سالم بیماری سے سو آتا ہے ان میں خارش دار سو سب کو خارش دار کر دیتا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سو پہلے کو کس نے خارش دار کر دیا۔

٥٣٣١ - حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ وَیُعْجِبُنِی الْفَأْلُ قَالُوْا وَمَا الْفَأْلُ قَالَ کَلِمَةٌ طَیِّبَةٌ.

۵۳۳۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک کی بیماری دوسرے کو نہیں لگتی اور نہیں ہے شگون بد لینا اور خوش لگتی ہے مجھ کو نیک فال اصحاب رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ فال نیک کیا ہے؟ فرمایا عمدہ بات۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَا یُذْکَرُ فِیْ سَمِّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَوَاهُ عُرْوَةُ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ ذکر کی جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زہر میں روایت کیا ہے اس کو عروہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: اور اضافت اس میں طرف مفعول کے ہے۔

٥٣٣٢ - حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ أَبِیْ سَعِیْدٍ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ أَنَّهُ قَالَ لَمَّا فُتِحَتْ خَیْبَرُ أُهْدِیَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَاةٌ فِیْهَا سَمٌّ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اجْمَعُوْا لِیْ مَنْ کَانَ هَا هُنَا مِنَ الْیَهُوْدِ فَجُمِعُوْا لَهٗ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنِّیْ سَائِلُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ یَا أَبَا الْقَاسِمِ فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَبُوْکُمْ قَالُوا أَبُوْنَا فُلَانٌ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَذَبْتُمْ بَلْ أَبُوْکُمْ فُلَانٌ فَقَالُوْا صَدَقْتَ وَبَرِرْتَ فَقَالَ هَلْ أَنْتُمْ صَادِقِیَّ عَنْ شَیْءٍ إِنْ

۵۳۳۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب خیبر فتح ہوا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری بھنی ہوئی تحفہ بھیجی گئی جس میں زہر تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہاں کے سب یہودیوں کو میرے پاس جمع کرو سو جمع کیے گئے پاس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں تم سے ایک بات پوچھتا ہوں سو کیا تم مجھ سے اس میں سچ بولنے والے ہو؟ یہودیوں نے کہا کہ ہاں! اے ابوالقاسم (یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ہے) سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمارا باپ فلانا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم جھوٹے ہو تمہارا باپ فلانا ہے، یہودیوں نے کہا کہ آپ نے سچ کہا اور نیک کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کچھ چیز پوچھوں تو کیا تم مجھ سے اس میں سچ بولو گے؟ انہوں نے کہا ہاں! اے ابو القاسم اور اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ ہمارے

سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ فَقَالُوْا نَعَمْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ وَإِنْ كَذَبْنَاكَ عَرَفْتَ كَذِبَنَا كَمَا عَرَفْتَهُ فِيْ أَبِيْنَا قَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَهْلُ النَّارِ فَقَالُوْا نَكُوْنُ فِيْهَا يَسِيْرًا ثُمَّ تَخْلُفُوْنَنَا فِيْهَا فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَاللّٰهِ لَا نَخْلُفُكُمْ فِيْهَا أَبَدًا ثُمَّ قَالَ لَهُمْ فَهَلْ أَنْتُمْ صَادِقِيَّ عَنْ شَيْءٍ إِنْ سَأَلْتُكُمْ عَنْهُ قَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ هَلْ جَعَلْتُمْ فِيْ هٰذِهِ الشَّاةِ سَمًّا فَقَالُوْا نَعَمْ فَقَالَ مَا حَمَلَكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ فَقَالُوْا أَرَدْنَا إِنْ كُنْتَ كَذَّابًا نَسْتَرِيْحُ مِنْكَ وَإِنْ كُنْتَ نَبِيًّا لَمْ يَضُرَّكَ.

جھوٹ کو پہچان لیں گے جیسا کہ آپ نے اس کو ہمارے باپ میں پہچانا سو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کون لوگ ہیں دوزخ والے؟ تو یہودیوں نے کہا کہ ہم اس میں تھوڑے دن رہیں گے پھر تم اس میں ہمارے بدلے داخل کیے جاؤ گے سو رہو گے تم اس جگہ میں جس میں ہم تھے سو حضرت ﷺ نے ان سے فرمایا کہ دور ہو جاؤ اس میں قسم ہے اللہ کی کہ ہم اس میں تمہارے قائم مقام کبھی نہیں ہوں گے پھر حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں تم سے کچھ چیز پوچھوں تو کیا تم سچ بتلاؤ گے؟ یہودیوں نے کہا ہاں! سو فرمایا کہ کیا تم نے اس بکری میں زہر ڈالا؟ یہودیوں نے کہا ہاں! حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کیا چیز تم کو اس پر باعث ہوئی کہ تم نے بکری میں زہر ملایا یہودیوں نے کہا کہ ہم نے چاہا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہم تم سے آرام پائیں اور اگر آپ پیغمبر ہیں تو آپ کو ضرر نہ کرے گا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ ایک یہودی عورت نے حضرت ﷺ کو ایک بکری بھنی ہوئی زہر آلود تحفہ بھیجی سو حضرت ﷺ نے اس سے کھایا سو وہ عورت حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی، الحدیث سو اس سے پہچانا گیا کہ وہ بکری عورت نے تحفہ بھیجی تھی اور ایک روایت میں ہے کہ جب حضرت ﷺ نے ایک لقمہ نگلا تو فرمایا کہ بکری نے مجھ کو خبر دی کہ اس میں زہر ملا ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ کیا حضرت ﷺ نے اس کو مار ڈالا تھا یا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ کسی نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ اس کو قتل نہیں کرتے؟ فرمایا کہ نہ اور یہ جو کہا کہ تمہارا باپ کون ہے؟ تو طبری نے عکرمہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ یہودی لوگ حضرت ﷺ اور آپ کے اصحاب سے جھگڑے سو انہوں نے کہا کہ ہرگز آگ میں داخل نہیں ہوں گے مگر چالیس دن پر ہم سے پیچھے اور لوگ ہمارے قائم مقام ہوں گے یعنی محمد ﷺ اور آپ کے اصحاب سو حضرت ﷺ نے اپنے ہاتھ سے ان کے سر پر اشارہ کیا کہ بلکہ تم اس میں ہمیشہ رہو گے کوئی اس میں تمہارے قائم مقام نہ ہوگا سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری اور کہتے ہیں کہ ہرگز نہ لگے گی ہم کو آگ مگر دن گنے ہوئے الآیۃ اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مراد ایام معدودہ سے آیت میں چالیس دن ہیں اور روایت کی ہے طبری وغیرہ نے قتادہ سے کہ حکمت عدد مذکور کی اور وہ چالیس دن ہیں یہ ہے کہ وہی مدت ہے جس میں انہوں نے

بچھڑے کو پوجا تھا اور یہ جو کہا کہ ہم اس میں تمہارے قائم مقام کبھی نہیں ہوں گے تو مراد یہ ہے کہ نہ نکلو گے تم دوزخ سے اور نہ رہیں گے ہم بعد تمہارے بیچ اس کے اس واسطے کہ جو مسلمان گنہگار اس میں داخل ہوگا وہ اس میں سے نکلے گا سو نہیں متصور ہے کہ وہ خلیفہ بنے غیر کا ہرگز اور یہ جو کہا کہ اگر آپ پیغمبر ہیں تو آپ کو ضرر نہیں کرے گا تو واقع ہوا ہے نزدیک ابن سعد کے واقدی سے ساتھ بہت سندوں کے کہ اس عورت نے کہا کہ قتل کیا آپ نے میرے باپ کو اور خاوند کو اور چچا کو اور بھائی کو اور قتل کیا آپ نے میری قوم سے جو قتل کیا سو میں نے کہا کہ اگر پیغمبر ہوگا تو بکری کا ہاتھ آپ کو خبر دے گا اور اگر بادشاہ ہوگا تو ہم اس سے آرام پائیں گے اور اس حدیث میں خبر دینا حضرت ﷺ کا ہے غیب سے اور کلام کرنا جماد یعنی بے جان چیز کا ساتھ آپ کے اور عداوت یہودیوں کی واسطے اقرار کرنے ان کے ساتھ صدق حضرت ﷺ کے جس میں آپ نے ان کو خبر دی ان کے باپ کے نام سے اور ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوا ہو ان سے پوشیدہ زہر ملانے سے اور باوجود اس کے سو انہوں نے عداوت کی اور بدستور ہے آپ کی تکذیب پر اور اس حدیث میں قتل کرنا اس شخص کا ہے جو قتل کرے کسی کو زہر سے بطور قصاص کے اور حنفیہ سے ہے کہ واجب ہے اس میں دیت فقط اور محل اس کا وہ ہے جب کہ مجبور کرے اس کو اوپر اس کے اتفاقاً اور جب اس میں پوشیدہ زہر ملائے سو اس کو کھائے تو اس میں اختلاف ہے علماء کو سو اگر ثابت ہو جائے کہ حضرت ﷺ نے بشر کے بدلے یہودیہ کو قتل کیا تھا تو اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو قائل ہے ساتھ قصاص کے بیچ اس کے، واللہ اعلم۔ اور اس میں ہے کہ چیزیں مانند زہر وغیرہ کے بذاتہا اثر نہیں کرتی ہیں بلکہ اللہ کے حکم سے اس واسطے کہ زہر نے اثر کیا بشر میں سو وہ فی الحال مر گیا اور بعض نے کہا کہ ایک سال کے بعد اور ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس زہر کا اثر حضرت ﷺ کے تالو میں ہمیشہ دیکھتا تھا یعنی اس لقمے کے سبب سے کبھی کبھی حضرت ﷺ کو بیماری ہو جاتی تھی یا مراد یہ ہے کہ اس کا اثر حضرت ﷺ کے لہوات میں پہچانا جاتا تھا ساتھ متغیر ہونے رنگ اس کے یا ساتھ تغیر کے کہا ہے اس کو قرطبی نے۔ (فتح)

بَابُ شُرْبِ السُّمِّ وَالدَّوَآءِ بِهٖ وَبِمَا يُخَافُ مِنْهُ وَالْخَبِيْثِ.

باب ہے بیچ بیان پینے زہر کے اور دوا کرنے کے ساتھ اس کے اور جو خوف کیا جاتا ہے اس سے اور بیچ بیان دوا خبیث کے۔

فائدہ: اور شاید یہ زہر کے ساتھ دوا کرنا اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے کہ حرام چیز کے ساتھ دوا کرنا حرام ہے اور پہلے گزر چکا ہے، بیان اس کا کتاب الاشربہ میں اس حدیث کی شرح میں کہ بے شک اللہ نے نہیں ٹھہرائی شفاء تمہاری حرام چیز میں اور گمان کیا ہے بعض نے کہ مراد ساتھ قول اس کے کی بدمنہ ہے اور مراد یہ ہے کہ نہیں دفع کرتا ہے ضرر کو اور اشارہ کیا ہے ساتھ اس کے طرف اس چیز کے کہ پہلے گزر چکی ہے حدیث سے کہ جو صبح کو سات کھجوریں قسم عجوہ سے کھائے تو اس کو زہر ضرر نہیں کرتا سو مستفاد ہوتا ہے اس سے استعمال کرنا اس چیز کا جو دفع کرے ضرر زہر کا اس کے

پہنچنے سے پہلے اور نہیں پوشیدہ ہے بعید ہونا اس وجہ کا لیکن مستفاد ہوتی ہے اس سے مناسبت ذکر حدیث عجوہ کی اس باب میں اور یہ جو کہا و مایخاف منه یعنی جو خوف کیا جاتا ہے موت سے ساتھ اس کے یا ہمیشہ رہنے بیماری کے سے سو اس کے فاعل نے اپنی جان پر مدد کی ہو گی اور بہر حال مجرد پینا زہر کا سو نہیں حرام ہے مطلق اس واسطے کہ تھوڑی سی زہر کا استعمال کرنا جائز ہے جب کہ مرکب کی جائے ساتھ اس کے وہ چیز جو اس کے ضرر کو دفع کرے جب کہ ہو اس میں نفع اشارہ کیا ہے اس کی طرف ابن بطال نے اور البتہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب حیرا میں اترا تو بسم اللہ پڑھ کے زہر پی لی تو زہر نے اس کو کچھ اثر نہ کیا سو شاید بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ سلامت رہنا اس سے واقع ہوئی ہے کرامت واسطے خالد رضی اللہ عنہ کے سو نہ پیروی کی جائے ساتھ اس کے بیچ اس کے تا کہ نوبت پہنچائے طرف قتل کرنے آدمی کے جان اپنی کو اور تائید کرتی ہے اس کی حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو باب میں ہے اور شاید کہ خالد رضی اللہ عنہ کے پاس اس میں کوئی عہد تھا کہ اس نے اس کے ساتھ عمل کیا اور بہر حال قول اس کا والخبیث پس جائز ہے زہر اس کی یعنی دوا کرنی ساتھ خبیث کے اور جائز ہے رفع اس کی اور خبر محذوف ہے یعنی کیا ہے حکم اس کا یا کیا جائز ہے دوا کرنا ساتھ اس کے اور البتہ وارد ہو چکی ہے نہی کھانے اس کے سے صریح روایت کیا ہے اس کو ابو داود ترمذی وغیرہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور کہا خطابی نے کہ خبیث ہونا دوا کا واقع ہوتا ہے دو طرح پر ایک اس کی نجاست کی وجہ سے مانند خمر اور گوشت اس حیوان کے کہ نہیں کھایا جاتا ہے گوشت اس کا اور کبھی اس کی کراہت کی جہت سے، میں کہتا ہوں اور حمل کرنا حدیث کا اس چیز پر کہ وارد ہوئی ہے اس کے بعض طریقوں میں اولیٰ ہے اور البتہ وارد ہو چکا ہے حدیث کے آخر میں متصل اس کے یعنی زہر اور شاید کہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اشارہ کیا ہے ترجمہ میں اس کی طرف۔ (فتح)

٥٣٣٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ ذَكْوَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَرَدّٰى مِنْ جَبَلٍ فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَهُوَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ يَتَرَدّٰى فِيْهِ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا وَمَنْ تَحَسّٰى سُمًّا فَقَتَلَ نَفْسَهٗ فَسُمُّهٗ فِيْ يَدِهٖ يَتَحَسَّاهُ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيْهَا أَبَدًا وَمَنْ قَتَلَ نَفْسَهٗ بِحَدِيْدَةٍ فَحَدِيْدَتُهٗ فِيْ يَدِهٖ يَجَأُ بِهَا فِيْ بَطْنِهٖ

٥٣٣٣۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا کر مار ڈالا تو وہ دوزخ کی آگ میں اونچے مکانوں سے ہمیشہ گرا کرے گا پڑا رہے گا اس میں ہمیشہ اور جو زہر پی کر اپنی جان کو مارے گا تو اس کے ہاتھ میں زہر رہے گا دوزخ کی آگ میں ہمیشہ اس کو پیا کرے گا مدام اور جو اپنی جان کو لوہے کے ہتھیار سے مارے گا تو وہ اس کے ہاتھ میں ہو گا دوزخ کی آگ میں سدا اپنے پیٹ میں اس کو بھونکا کرے گا ہمیشہ۔

فِي نَارِ جَهَنَّمَ خَالِدًا مُخَلَّدًا فِيهَا أَبَدًا.

فائدہ: یعنی جس چیز سے اپنی جان کو مارے گا دوزخ میں اس پر اسی چیز کا عذاب ہوا کرے گا اور اگر جان مارنے کو وہ حلال جانتا تھا تو بیچ بیچ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور یہ جو کہا کہ آپ کو پہاڑ سے گرائے یعنی جان بوجھ کے اور پہلے گزر چکی ہے شرح اس حدیث کی جنائز میں اور بیان خلود اور تابید کا اور حکایت کی ہے ابن تین نے اپنے غیر سے کہ یہ حدیث خاص ایک شخص کے حق میں وارد ہوئی ہے اور یہ بعید ہے اور اولیٰ یہ ہے کہ حمل کیا جائے اس حدیث کو اور جو مانند اس کی ہے وعید کی حدیثوں سے اس پر کہ جو اب کام کرے اس کی خبر اور اس کا بدلہ یہی ہے جو حدیثوں میں مذکور ہے مگر یہ کہ تجاوز کرے اس سے اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٣٣٤ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ بَشِيرٍ أَبُوْ بَكْرٍ أَخْبَرَنَا هَاشِمُ بْنُ هَاشِمٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنِ اصْطَبَحَ بِسَبْعِ تَمَرَاتٍ عَجْوَةٍ لَمْ يَضُرَّهُ ذٰلِكَ الْيَوْمَ سَمٌّ وَّلَا سِحْرٌ.

۵۳۳۴ ۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو سات کھجوریں عجوہ صبح کو کھائے اس کو اس دن زہر اور جادو ضرر نہ کرے گا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح اول گزر چکی ہے۔

بَابُ أَلْبَانِ الْأُتُنِ.

باب ہے بیچ بیان دودھ گدھیوں کے۔

٥٣٣٥ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِيْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِيْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السَّبُعِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَلَمْ أَسْمَعْهُ حَتّٰى أَتَيْتُ الشَّامَ وَزَادَ اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ وَسَأَلْتُهُ هَلْ نَتَوَضَّأُ أَوْ نَشْرَبُ أَلْبَانَ الْأُتُنِ أَوْ مَرَارَةَ السَّبُعِ أَوْ أَبْوَالَ الْإِبِلِ قَالَ قَدْ كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ

۵۳۳۵۔ حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دانت والے درندے سے منع فرمایا یعنی جو دانت سے شکار کرتا ہے کہا زہری نے اور میں نے اس حدیث کو نہیں سنا یہاں تک کہ میں شام میں آیا اور زیادہ کیا ہے لیث نے حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے ابن شہاب سے کہا یونس نے اور حالانکہ میں نے ابن شہاب زہری سے پوچھا کہ کیا وضو کیا جائے یا پیا جائے دودھ گدھیوں کا اور پتہ درندے کا اور پیشاب اونٹوں کا؟ کہا زہری نے البتہ تھے مسلمان لوگ دوا کرتے ساتھ اس کے اور نہ دیکھتے تھے ساتھ اس کے کچھ ڈر اور بہر حال دودھ گدھیوں کا سو ہم کو پہنچی یہ

يَتَدَاوَوْنَ بِهَا فَلَا يَرَوْنَ بِذٰلِكَ بَأْسًا فَأَمَّا أَلْبَانُ الْأُتُنِ فَقَدْ بَلَغَنَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُحُوْمِهَا وَلَمْ يَبْلُغْنَا عَنْ أَلْبَانِهَا أَمْرٌ وَّلَا نَهْيٌ وَّأَمَّا مَرَارَةُ السَّبُعِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ إِدْرِيْسَ الْخَوْلَانِيُّ أَنَّ أَبَا ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ أَكْلِ كُلِّ ذِيْ نَابٍ مِّنَ السَّبُعِ.

بات کہ حضرت ﷺ نے ان کے گوشت سے منع فرمایا اور نہیں پہنچا ہم کو ان کے دودھ سے امر اور نہ نہی اور بہر حال پتہ درندے کا کہا ابن شہاب نے کہ خبر دی مجھ کو ابو ادریس نے کہ ابو ثعلبہ نے خبر دی اس کو کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا ہر درندے دانت والے سے۔

فائدہ: یہ جو کہا اور میں نے اس کو پوچھا تو یہ جملہ حالیہ ہے اور واقع ہوا ہے ابوضمرہ کی روایت میں کہ پوچھے گئے زہری اور اعراض کیا زہری نے اس کے جواب میں وضو سے یعنی اس کا جواب نہ دیا کہ وضو کرنا بھی اس سے جائز ہے یا نہیں واسطے شاذ ہونے قول کے ساتھ اس کے اور پہلے گزر چکا ہے طہارت میں اشارہ طرف قول اس شخص کے کی جو جائز رکھتا ہے وضو کو ساتھ دودھ اور سرکہ کے اور ابوضمرہ کی روایت میں ہے اور میں نہیں دیکھتا ان کے دودھ کو مگر نکلتا ہے ان کے گوشت سے یعنی اور جب اس کا گوت حلال نہیں تو اس کا دودھ بھی حلال نہ ہوگا اور کہا ابن بطال نے کہ استدلال کیا ہے زہری نے اوپر منع ہونے پتے درندے کے ساتھ نہی کے کھانے ہر درندے دانت والے کے یعنی جب دانت والے درندے کو کھانا حلال نہ ہوا تو اس سے لازم آیا کہ اس کا پتہ بھی حلال نہیں اور اسی طرح گوشت پوست وغیرہ سب اجزا اس کے اور اختلاف کیا گیا ہے بیچ دودھ گدھیوں کے سو جمہور کے نزدیک حرام ہے اور مالکیہ کے نزدیک ایک قول ہے اس کے حلال ہونے میں قول سے ساتھ حلال گوشت اس کے۔ (فتح)

بَابُ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِي الْإِنَاءِ.

جب پانی کے برتن میں مکھی گر پڑے تو اس کا کیا حکم ہے؟

٥٣٣٦ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ مُسْلِمٍ مَوْلٰى بَنِيْ تَيْمٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ مَوْلٰى بَنِيْ زُرَيْقٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا وَقَعَ الذُّبَابُ فِيْ إِنَاءِ أَحَدِكُمْ فَلْيَغْمِسْهُ كُلَّهُ ثُمَّ لِيَطْرَحْهُ فَإِنَّ فِيْ أَحَدِ جَنَاحَيْهِ شِفَاءً

٥٣٣٦۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی کے پانی کے برتن میں مکھی گر پڑے تو چاہیے کہ اس کو تمام ڈبو دے پھر اس کو نکال دے اس واسطے کہ اس کے ایک پر میں شفا ہے اور دوسرے میں بیماری ہے۔

وَّفِي الْآخَرِ دَآءً.

فائدہ: کہا گیا کہ نام رکھا گیا ہے مکھی کا ذباب واسطے کثرت حرکت اس کی کے اور اضطراب حرکت اس کی کے اور روایت کی ہے ابو یعلی نے مرفوعا کہ مکھی چالیس دن رہتی ہے اور سب مکھی آگ میں جائے گی مگر شہد کی مکھی کہا جاحظ نے کہ اس کا آگ میں جانا اس کی تعذیب کے واسطے نہیں بلکہ تا کہ عذاب کیا جائے ساتھ اس کے آگ والوں کو اور کہا افلاطون نے کہ مکھی میں سب چیزوں سے زیادہ حرص ہے یہاں تک کہ وہ ڈالتی ہے اپنی جان کو ہر چیز میں اگرچہ اس میں ہلاک ہو اور پیدا ہوتی ہے بدبو سے اور نہیں ہے جفن واسطے مکھی کے واسطے چھوٹے ہونے اس کے پتلی کے اور جفن صیقل کرتا ہے صدقہ کو سو مکھی صیقل کرتی ہے اپنے دونوں ہاتھ سے سو ہمیشہ رہتی ہے ہاتھ ملتی اپنی آنکھوں پر اور عجیب امراس کے سبب یہ ہے کہ سیاہ کپڑے پر اس کا پاخانہ سفید ہوتا ہے اور بالعکس اور اکثر بدبودار جگہوں میں پیدا ہوتا ہے اور ابتداءً اس سے پیدا ہوتی ہے پھر ایک دوسرے سے پیدا ہوتی ہے اور حکایت کی گئی ہے کہ بعض خلیفوں سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ مکھی کس واسطے پیدا ہوئی؟ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ واسطے ذلت بادشاہوں کے اور اس پر مکھیوں نے جھرمٹ ڈالا تھا اور کہا ابو محمد مالکی نے اگر لے جائے بڑی مکھی اور کاٹا جائے سر اس کا اور کھر چا جائے ساتھ جسم اس کے کی ان بالوں کو کہ جفن میں ہوتے ہیں یعنی پڑ والوں کو تو ان کو اچھا کر دیتا ہے اور اگر زنبور کاٹے اور مکھی سے اس جگہ کو ملا جائے تو درد بند ہو جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ہم انس رضی اللہ عنہ کے پاس تھے سو برتن میں مکھی پڑی تو اس نے اس کو انگلی سے اس برتن میں تین بار ڈبو دیا پھر فرمایا کہ بسم اللہ اور کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم کیا کہ اس طرح کریں اور نہیں واقع ہوئی ہے کسی طریق میں تعیین اس پر کی کہ اس میں شفاء ہے لیکن ذکر کیا ہے بعض علماء نے کہ اس نے تامل کیا سو پایا اس کو کہ وہ ڈالتی ہے بائیں پر کو تو معلوم ہوا کہ شفاء اس کے دائیں پر میں ہے اور مراد بیماری سے زہر ہے جو اس کے پر میں ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے کہ قلیل پانی پلید نہیں ہوتا ہے ساتھ واقع ہونے اس چیز کے کہ نہیں ہے واسطے اس کے خون بہنے والا اور وجہ استدلال کی جیسے کہ روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں حکم کرتے ساتھ ڈبونے اس چیز کے کہ پلید کرے پانی کو جب کہ مر جائے بیچ اس کے اس واسطے کہ اس میں فاسد کرنا ہے اور کہا بعض نے جو اس کا مخالف ہے کہ نہیں لازم آتا ہے مکھی کے ڈبونے سے مرجانا اس کا سو کبھی ڈبوتا ہے اس کو آدمی نرمی سے سو نہیں مرتی ہے اور زندہ چیز ناپاک کرتی ہے اس چیز کو کہ اس میں گر پڑے جیسے کہ تصریح کی ہے بغوی نے ساتھ استنباط کرنے اس کے اس حدیث سے اور کہا ابو طیب طبری نے کہ نہیں قصد کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ اس حدیث کے بیان نجاست اور طہارت کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قصد کیا ہے بیان دوا کرنے کا مکھی کے ضرر سے اور اسی طرح یہ جو فرمایا کہ اونٹوں کی جگہ میں نماز پڑھنا منع ہے اور بکریوں کی جگہ میں نماز پڑھنا درست ہے تو نہیں مقصود ہے اس سے بیان کرنا طہارت اور نجاست کا اور سوائے اس کے

کچھ نہیں کہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ خشوع نہیں پایا جاتا ساتھ اونٹوں کے سوائے بکریوں کے میں نے کہا کہ یہ کلام صحیح ہے لیکن یہ منع کرنا اس کو کہ استنباط کیا جائے اس سے حکم اور اس واسطے کہ حکم ساتھ ڈبونے اس کے کئی صورتوں کو شامل ہے ایک یہ کہ ڈبوئے اس کے بچنے والا اس کی موت ہے جیسا کہ وہ مدعی ہے اس جگہ اور یہ کہ نہ پرہیز کرے اس سے بلکہ ڈبو دے اس کو برابر ہے کہ مر جائے یا نہ مرے اور شامل ہے اس کو جب کہ کھانا گرم ہو اس واسطے کہ غالبًا وہ اس صورت میں مر جاتی ہے برخلاف ٹھنڈے کھانے کے سو جب کہ نہ واقع ہوئی تقیید تو محمول ہوگی عموم پر لیکن اس میں نظر ہے اس واسطے کہ وہ مطلق ہے صادق آتی ہے ساتھ ایک صورت کے سو جب قائم ہوئی دلیل اوپر صورت معین کے تو حمل کیا جائے گا اس کو اوپر اس کے اور البتہ ترجیح دی ہے ایک جماعت نے متاخرین میں سے کہ جو چیز کہ عام ہو وقوع اس کا پانی میں مانند مکھی اور مچھر کے وہ پانی کو پلید نہیں کرتی اور چیز کہ نہ عام ہو مانند بچھو کے تو پلید کرتی ہے پانی کو اور یہ قول قوی ہے اور کہا خطابی نے کہ کلام کیا ہے اس حدیث پر اس نے جو نہیں حصہ ہے واسطے اس کے علم سے سو اس نے کہا کہ کس طرح جمع ہو سکتی ہے شفاء اور بیماری مکھی کے دونوں پر میں اور کسی طرح جانتی ہے اس کو اپنے نفس سے تا کہ شفاء والے پَر کو ڈالے اور کس چیز نے بے قرار کیا ہے اس کو اوپر اس کے کہ پہلے بیماری کے پر کو اس میں ڈالے کہا اور یہ سوال جاہل تر جاہل کا ہے اس واسطے کہ بہت حیوانوں نے جمع کیا ہے صفات متضادہ کو اور البتہ الفت دی ہے اللہ تعالیٰ نے درمیان ان کے اور مقہور کیا ہے اجتماع پر اور بنایا ان سے حیوانوں کی قوتوں کو اور یہ کہ جس نے الہام کیا ہے شہد کی مکھی کو اور سکھلایا ہے اس کو بنانا گھر عجیب صنعت والے کا واسطے شہد بنانے کے اس میں اور الہام کیا ہے چیونٹی کو یہ کہ جمع کرے اپنی قوت کو وقت حاجت اپنی کے اور یہ کہ ایک پر کو ڈالے اور ایک کو نہ ڈالے کہا ابن جوزی رحمہ اللہ نے جو منقول ہے اس قائل سے یعنی شفاء اور بیماری کو ایک جگہ جمع کرنا نہیں ہے عجیب اس واسطے کہ شہد کی مکھی اپنے منہ سے شہد بناتی ہے اور اپنے نیچے سے زہر ڈالتی ہے اور سانپ جس کا زہر قاتل ہے ڈالا جاتا ہے اس کے گوشت کو تریاق میں کہ علاج کیا جاتا ہے ساتھ اس کے زہر سے اور مکھی گھسائی جاتی ہے ساتھ اثمد سرمہ کے واسطے روشنی نظر کے اور ذکر کیا ہے بعض حاذق طبیبوں نے کہ مکھی میں زہر دار قوت ہے دلالت کرتی ہے اس پر ورم اور خارش جو عارض ہوتی ہے اس کے کاٹنے سے اور وہ بجائے ہتھیار کے ہے واسطے اس کے سو جب گر پڑتی ہے مکھی اس چیز میں کہ اس کو ایذا دے تو سامنا کرتی ہے اس کو ساتھ ہتھیار اپنے کے سو حکم کیا شارع نے کہ مقابلہ کیا جائے اس قوت زہر دار اس کی کا ساتھ اس چیز کے کہ امانت رکھی ہے اللہ نے اس کے دوسرے پر میں شفاء سے سو مقابلہ کریں گے آپس میں دونوں مادے پس دور ہوگا ضرر ساتھ حکم اللہ تعالیٰ کے اور یہ جو فرمایا کہ پھر اس کو نکال ڈالے تو استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ وہ ناپاک ہو جاتی ہے ساتھ موت کے اور یہ صحیح تر قول شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور دوسرا مثل قول ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے ہے وہ ناپاک نہیں ہوتی۔ (فتح)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ اللِّبَاسِ

کتاب ہے لباس کے بیان میں

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ أَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ﴾.

باب ہے اللہ کے اس قول کے بیان میں کہ تو کہہ کہ کس نے حرام کی ہے زینت اللہ کی جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے طرف بیان سبب نزول آیت کے اور البتہ روایت کیا ہے اس کو طبری نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ اسلام سے پہلے دستور تھا کہ قریش خانے کعبے کا طواف ننگے کرتے تھے سیٹی مارتے اور تالیاں بجاتے سو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری تو کہہ کس نے حرام کی زینت اللہ کی جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کی اور روایت کی ابن ابی حاتم نے طاؤس سے اس آیت کی تفسیر میں کہ نہیں حکم کیا ان کو اللہ نے ساتھ ریشمی کپڑے اور دیباج کے لیکن جب خانے کعبے کا طواف کرتے تو اپنے کپڑے اتار ڈالتے سو یہ آیت اتری۔ (فتح)

وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَالْبَسُوْا وَتَصَدَّقُوْا فِيْ غَيْرِ إِسْرَافٍ وَّلَا مَخِيْلَةٍ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ كُلْ مَا شِئْتَ وَالْبَسْ مَا شِئْتَ مَا أَخْطَأَتْكَ اثْنَتَانِ سَرَفٌ أَوْ مَخِيْلَةٌ.

اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھاؤ اور پیو یعنی بقدر حاجت کے اور پہنو اور خیرات کرو یعنی جو حاجت سے زیادہ ہو بغیر اسراف اور تکبر کے، اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کھا جو چیز کہ تو چاہے اور پہن جو چیز کہ چاہے جب تک نہ راہ پائیں طرف تیری دو چیزیں اسراف اور تکبر۔

فائدہ: کھا جو چاہے تو یعنی مباحات میں سے یعنی منع ہونا توسع کا طعام اور لباس میں بعلت اسراف اور تکبر کے ہے اور جب اسراف اور تکبر نہ ہو تو مباح ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ بے شک اللہ چاہتا ہے کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے اور مناسبت اس حدیث کی اور اثر کی جو اس کے بعد ہے واسطے آیت کے ظاہر ہے اس واسطے کہ اس سے پہلی آیت میں ہے کہ کھاؤ اور پیو اور نہ اسراف کرو کہ بے شک اللہ نہیں چاہتا ہے اسراف کرنے والوں کو اور اسراف کے معنی ہیں حد سے بڑھنا فعل میں یا قول میں اور وہ خرچ کرنے میں مشہور تر ہے اور مخیلہ کے معنی ہیں تکبر اور کہا راغب نے کہ خیلا تکبر سے ہے جو پیدا ہوتا ہے فضیلت سے کہ دیکھتا ہے اس کو آدمی اپنے نفس میں

اور تخیل کے معنی تصویر خیال چیز کی ہے نفس میں اور وجہ حصر کی اسراف اور مخیلہ میں یہ ہے کہ منع کھانا پینا وغیرہ یا تو واسطے معنی کے ہے کہ اس میں ہوں اور وہ حد سے بڑھ جانا ہے اور وہ اسراف ہے اور یا واسطے تعبد کے ہے مانند ریشمی کپڑے کے اگر نہ ثابت ہو علت نہی کی اس سے اور یہی ہے راجح اور حد سے بڑھنا شامل ہے مخالفت اس چیز کی کو کہ وارد ہوئی ہے ساتھ اس کے شرع پس داخل ہوگا حرام اور یہی لازم پکڑتا ہے اسراف تکبر کو اور وہ مخیلہ ہے کہا موفق عبداللطیف بغدادی نے کہ یہ حدیث جامع ہے واسطے فضائل تدبیر انسان کے نفس اپنے کو اور اس حدیث میں تدبیر مصالح نفس کی ہے اور بدن کے دنیا اور آخرت میں اس واسطے کہ اسراف ہر چیز میں ضرر کرتا ہے بدن کو اور ضرر کرتا ہے معاش کو سو نوبت پہنچائے گا طرف تلف کرنے کے اور ضرر دیتا ہے نفس کو جب کہ ہو تابع واسطے بدن کے اکثر احوال میں اور تکبر نفس کو ضرر کرتا ہے کہ پیدا کرتا ہے واسطے اس کے خود بینی اور ضرر کرتا ہے آخرت کو اس واسطے کہ کماتا ہے گناہ کو اور ضرر کرتا ہے دنیا کو کہ کماتا ہے غضب لوگوں کا اور یہ جو کہا **ما اخطأتك** تو اس کے معنی یہ ہیں کہ کہا اور پہن جو چاہے تو مباح چیزوں میں سے جب تک کہ ہر خصلت ان دونوں میں سے تجھ سے تجاوز نہ کرے اور اَو اس جگہ میں ساتھ معنی واؤ کے ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ شرط ہونا منع ہر ایک کا دونوں میں مستلزم ہے اشتراط منع ہونے دونوں کے کو اکٹھے بطریق اولیٰ۔ (فتح)

٥٣٣٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ وَزَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ يُخْبِرُونَهُ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنظُرُ اللّٰهُ إِلَى مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ.

۵۳۳۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں نظر کرتا اللہ تعالیٰ اس کی طرف جو اپنے کپڑے کو تکبر سے کھینچے۔

بَابُ مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ مِنْ غَيْرِ خُيَلَاءَ.

جو اپنا تہہ بند کھینچے بغیر تکبر کے۔

فائدہ: یعنی پس وہ مستثنیٰ ہے وعید مذکور سے لیکن اگر وہ عذر سے تو نہیں ہے کچھ حرج اور اگر بغیر عذر کے ہو تو اس کا بیان آگے آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

٥٣٣٨ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ خُيَلَاءَ لَمْ يَنظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ

۵۳۳۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کھینچے اپنا کپڑا تکبر سے اللہ اس کی طرف قیامت کے دن نظر نہیں کرے گا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میرا تہہ بند ایک طرف سے ڈھیلا ہو جاتا ہے یعنی بغیر اختیار کے مگر یہ کہ میں اس کی خبر گیری کروں یعنی اس وقت ڈھیلا

أَبُوْ بَكْرٍ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ أَحَدَ شِقَّيْ إِزَارِيْ يَسْتَرْخِيْ إِلَّا أَنْ أَتَعَاهَدَ ذٰلِكَ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَسْتَ مِمَّنْ يَّصْنَعُهٗ خُيَلَاءَ.

ہوتا ہے جب کہ میں اس سے غافل ہوتا ہوں؟ تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو نہیں ان لوگوں میں سے جو اس کو تکبر سے چھوڑتے ہیں۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میرا تہہ بند کبھی ڈھیلا ہو جاتا ہے اور شاید وہ کھل جاتا تھا جب کہ حرکت کرتے تھے چلنے وغیرہ سے بغیر اختیار کے اور جب اس کی محافظت کرتے تو نہ ڈھیلا ہوتا اس واسطے کہ جب ڈھیلا ہونے کے قریب ہوتا تو اس کو باندھ لیتے اور یہ جو فرمایا کہ تو نہیں ان لوگوں میں سے جو اس کو از راہِ تکبر کے چھوڑتے ہیں تو اس میں ہے کہ نہیں ہے کوئی حرج اس پر کہ ڈھیلا ہو جائے تہہ بند اس کا بغیر قصد کے مطلق اور بہر حال جو روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ مکروہ جانتے تھے ازار کے کھینچنے کو ہر حال میں تو کہا ابن بطال نے کہ یہ قول ان کی تشدیدات سے ہے ورنہ خود ابن عمر رضی اللہ عنہما نے باب کی حدیث روایت کی ہے پس نہیں پوشیدہ ہے اس پر حکم میں نے کہا بلکہ کراہت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی محمول ہے اس پر جو قصداً چھوڑے برابر ہے کہ تکبر سے ہو یا نہ ہو اور وہ مطابق ہے واسطے روایت اس کی کے جو مذکور ہے اور نہیں گمان ہے ساتھ ابن عمر رضی اللہ عنہما کے یہ کہ وہ مؤاخذہ کرتے تھے جو نہ قصد کرے کچھ چیز اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد اس کی ساتھ کراہت کے وہ شخص ہے جو ڈھیلی ہو ازار اس کی بغیر اختیار کے پھر تمادی کرے اوپر اس کے اور نہ تدارک کرے اس کا اور اس پر اتفاق ہے اگرچہ اختلاف ہے کہ کیا کراہت اس میں واسطے تحریم کے ہے یا تنزیہ کے اور اس حدیث میں اعتبار احوال اشخاص کا ہے احکام میں ساتھ مختلف ہونے ان کے اور یہ اصل مطرد ہے غالباً۔ (فتح)

٥٣٣٩ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ يُوْنُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أَبِيْ بَكْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَسَفَتِ الشَّمْسُ وَنَحْنُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ يَجُرُّ ثَوْبَهٗ مُسْتَعْجِلًا حَتّٰى أَتَى الْمَسْجِدَ وَثَابَ النَّاسُ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ فَجُلِّيَ عَنْهَا ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا وَقَالَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللّٰهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوْا وَادْعُوا اللّٰهَ حَتّٰى يَكْشِفَهَا.

٥٣٣٩۔ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سورج میں گہن پڑا اور ہم حضرت ﷺ کے پاس تھے سو حضرت ﷺ کھڑے ہوئے اس حال میں کہ اپنا کپڑا کھینچتے تھے جلدی کرنے والے یہاں تک کہ مسجد میں آئے اور لوگوں نے مسجد کی طرف رجوع کیا یعنی اس کے بعد کہ اس سے نکلے تھے سو حضرت ﷺ نے دو رکعتیں پڑھیں سو آفتاب روشن ہوا پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بے شک سورج اور چاند دو نشانیاں ہیں اللہ کی نشانیوں میں سے سو جب تم ان میں سے کوئی چیز دیکھا کرو تو نماز پڑھا کرو اور اللہ سے دعا کیا کرو

یہاں تک کہ اس کو روشن کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کسوف میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ کھڑے ہوئے کپڑا کھینچتے جلدی کرتے اس واسطے کہ اس میں ہے کہ کپڑے کا کھینچنا اگر جلدی کے سبب سے ہو تو نہیں داخل ہے نہی میں سو یہ مشعر ہے کہ نہی خاص ہے ساتھ اس کے جب کہ ہو واسطے تکبر کے لیکن نہیں حجت ہے اس میں واسطے اس کے جو قصر کرتا ہے نہی کو اس پر کہ ہو واسطے تکبر کے یہاں تک کہ جائز رکھا ہے اس نے پہننے کرتے کا جو اپنی درازی کے سبب سے زمین پر کھینچا جائے کما سیاتی بیانہ انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ التَّشْمِيرِ فِي الثِّيَابِ.

اونچا کرنا اور اٹھانا کپڑے کا نیچے کی طرف سے۔

٥٣٤٠ ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا ابْنُ شُمَيْلٍ أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ أَبِي زَائِدَةَ أَخْبَرَنَا عَوْنُ بْنُ أَبِي جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيهِ أَبِي جُحَيْفَةَ قَالَ فَرَأَيْتُ بِلَالًا جَاءَ بِعَنَزَةٍ فَرَكَزَهَا ثُمَّ أَقَامَ الصَّلَاةَ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِي حُلَّةٍ مُشَمِّرًا فَصَلَّى رَكْعَتَيْنِ إِلَى الْعَنَزَةِ وَرَأَيْتُ النَّاسَ وَالدَّوَابَّ يَمُرُّونَ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ وَرَاءِ الْعَنَزَةِ.

٥٣٤٠۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے سو میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ نیزہ لائے اور اس کو آگے گاڑھا پھر نماز کی تکبیر کہی پھر میں نے حضرت ﷺ کو دیکھا کہ نکلے جوڑا پہنے کپڑے کو نیچے سے اٹھائے سو حضرت ﷺ نے نیزہ کی طرف دو رکعت نماز پڑھی اور میں نے آدمیوں اور چوپایوں کو دیکھا کہ حضرت ﷺ کے آگے سے گزرتے تھے نیزہ کے پیچھے سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ راوی نے کہا کہ جیسے میں حضرت ﷺ کی پنڈلیوں کی سفیدی کی طرف دیکھتا ہوں کہا اسماعیل نے کہ یہی ہے تشمیر اور اس سے لیا جاتا ہے کہ نہی اٹھانے کپڑے کے سے نماز میں محل اس کا غیر ذیل ازار میں ہے اور احتمال ہے کہ یہ صورت اتفاقاً واقع ہوئی ہو اس واسطے کہ وہ سفر کی حالت میں تھے اور وہ محل ہے کپڑا اٹھانے کا۔ (فتح)

بَابُ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ فَهُوَ فِي النَّارِ.

جو کپڑا ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے۔

فائدہ: اسی طرح سے مطلق چھوڑا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ترجمہ کو اور نہیں مقید کیا اس کو ساتھ ازار کے جیسا کہ حدیث میں ہے واسطے اشارہ کے طرف تعمیم کے یعنی حکم عام ہے ازار اور کرتے وغیرہ میں کہ جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے اور شاید یہ اشارہ ہے طرف حدیث ابو سعید رضی اللہ عنہ کی کہ روایت کیا ہے اس کو مالک رحمہ اللہ اور ابو داؤد رحمہ اللہ وغیرہ نے۔ (فتح)

٥٣٤١ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِي

٥٣٤١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ازار پاجامہ ٹخنوں سے نیچے ہو وہ دوزخ میں ہے۔

هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ مِنَ الْإِزَارِ فَفِي النَّارِ.

فائدہ: کہا خطابی نے کہ مراد یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے جس جگہ کو ازار پہنچے وہ آگ میں ہے سو مراد کپڑے سے پہننے والے کا بدن ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ جو ٹخنوں سے نیچے قدم ہے وہ عذاب کیا جائے گا بطور سزا کے اور حاصل یہ ہے کہ وہ از قبیل تسمیہ چیز کے ہے ساتھ نام اس چیز کے کہ اس کے مجاور ہے یا اترے اس میں اور احتمال ہے کہ من بیانیہ ہو اور احتمال ہے کہ سببیہ ہو اور ہو مراد شخص سے نفس اس کا یا تقدیر یہ ہے کہ پہننے والا اس چیز کا کہ ٹخنوں سے نیچے ہو یا تقدیر یہ ہے کہ اس کا فعل محسوب ہے دوزخیوں کے فعلوں میں یا اس میں تقدیم وتاخیر ہے کہ جو ازار ٹخنوں سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے اور یہ سب استبعاد ہے اس شخص سے جو اس کا قائل ہے واسطے واقع ہونے ازار کے حقیقۃً آگ میں یعنی جو شخص کہتا ہے کہ مراد ازار سے پہننے والے کا بدن ہے تو اس نے اسی حدیث کے یہ معنی اس واسطے کیے ہیں کہ وہ بعید جانتا ہے کہ تہ خود تہ بند حقیقۃً آگ میں پڑے یعنی کپڑے کا کیا گناہ ہے کہ اس کو آگ میں ڈالا جائے لیکن روایت کی ہے طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو دیکھا میں نے اپنا تہہ بند نیچے چھوڑا تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمر کے بیٹے! جو کپڑا زمین کو لگے وہ آگ میں ہے بنا بر اس کے پس نہیں مانع ہے کوئی چیز اس سے کہ حدیث کو ظاہر پر حمل کیا جائے یعنی مراد یہ ہے کہ حقیقۃً وہ کپڑا آگ میں پڑے گا یا ہو وعید میں واسطے اس چیز کے کہ واقع ہوئی ساتھ اس کے معصیت واسطے اشارت کے اس کی طرف کہ جو چیز گناہ کرے وہ لائق تر ہے ساتھ اس کے اور روایت کی ہے طبرانی نے عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے کہ مسلمان کی ازار آدھی پنڈلی تک ہے اور نہیں ہے اس پر حرج اس چیز میں کہ اس کے اور دونوں ٹخنوں کے درمیان ہے اور جو اس سے نیچے ہو وہ آگ میں ہے اور یہ اطلاق محمول ہے اس چیز پر کہ وارد ہوئی ہے قید تکبر کی سے کہ وعید اس میں بالاتفاق وارد ہوئی ہے اور بہر حال مجرد چھوڑنا سو اس کی بحث اگلے باب میں آئے گی اور مستثنیٰ ہے اس سے جو چھوڑے واسطے ضرورت کے مثل اس کی جس کے ٹخنوں میں مثلاً زخم ہو اور اس کو مکھیاں وغیرہ ایذا دیتی ہوں اگر اس کو نہ ڈھانکے جس جگہ اور کپڑا نہ پائے اور نیز مستثنیٰ ہے اس وعید سے عورتیں، کما سیاتی البحث فیه ان شاء الله تعالٰی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مِنَ الْخُيَلَاءِ.

جو کھینچے کپڑا اپنا تکبر سے یعنی بسبب تکبر کے۔

٥٣٤٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

۵۳۴۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں نظر کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف جو اپنا تہہ بند دراز کر کے زمین پر گھسیٹے

وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْظُرُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلٰى مَنْ جَرَّ إِزَارَهُ بَطَرًا.

تکبر اور سرکشی سے۔

فائدہ: اور اصل بطر کا سرکشی ہے نزدیک نعمت کے اور استعمال کیا گیا ہے ساتھ معنی تکبر کے اور یہ جو فرمایا کہ نہ نظر کرے یعنی نہ رحم کرے گا اوپر اس کے سو نظر جب ہو مضاف طرف اللہ کی تو ہوتا ہے مجازًا اور جب ہو مضاف طرف مخلوق کی تو ہوتا ہے کنایہ اور احتمال ہے کہ ہو مراد یہ کہ نہ نظر کرے گا طرف اس کی اللہ نظر رحمت کی اور کہا کرمانی نے کہ حقیقت نظر کی آنکھ کی پتلی کا پھیرنا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے پس وہ ساتھ احسان کے مجاز ہے اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے بیچ حق اس کے کنایہ اور یہ جو کہا کہ قیامت کے دن تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ وہی ہے محل رحمت مستمرہ کا برخلاف رحمت دنیا کے اس واسطے کہ وہ کبھی بند ہو جاتی ہے ساتھ اس چیز کے کہ پیدا ہوتی ہے نئی حوادث سے اور یہ جو کہا کہ من جر یعنی جو چھوڑے تو یہ شامل ہے مردوں کو اور عورتوں کو وعید مذکور میں اس قول مخصوص پر اور البتہ سمجھا اس کو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جیسا روایت کی ہے نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے متصل ساتھ حدیث کے جو مذکور ہے باب اول میں سو کہا ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہ کیا کریں عورتیں اپنے دامن سے یعنی اگر دامن کو ٹخنوں سے نیچے نہ چھوڑیں تو لازم آتا ہے کھلنا ستر کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لٹکائیں اور چھوڑیں ایک بالشت یعنی ٹخنوں سے نیچے یا آدھی پنڈلی سے تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس وقت کھل جائیں گے قدم ان کے یعنی اگر ٹخنے سے نیچے بالشت بھر ازار زیادہ چھوڑیں تو بھی احتمال ہے ان کی پنڈلیوں کے کھل جانے کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑیں ہاتھ بھر اس سے زیادہ نہ چھوڑیں یعنی ٹخنے سے نیچے ہاتھ بھر چھوڑنے سے عورت کا قدم نہیں کھلے گا پس اس سے زیادہ چھوڑنا منع میں داخل ہے اور اس قسم میں اعتراض آتا ہے اس پر جو کہتا ہے کہ جو حدیثیں کہ دلالت کرتی ہیں اس پر کہ ٹخنوں سے نیچے کپڑا چھوڑنا مطلق منع ہے وہ مقید ہیں ساتھ دوسری حدیثوں کے جو تصریح کرتی ہیں ساتھ اس کے کہ یہ حکم اس کے ساتھ خاص ہے جو تکبر سے چھوڑے اور وجہ مؤاخذہ کی یہ ہے کہ اگر اس طرح ہوتا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے جو عورتوں کے دامن لٹکانے کا حکم استفسار کیا تو اس کے کوئی معنی نہ ہوتے بلکہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ ٹخنوں کے نیچے کپڑا چھوڑنا مطلق منع ہے برابر ہے کہ تکبر سے ہو یا بغیر اس کے سو پوچھا حکم عورتوں کا بیچ اس کے واسطے محتاج ہونے ان کے کی طرف دراز کرنے کپڑے کے بسبب ڈھانکنے ستر کے اس واسطے کہ عورت کا تمام قدم ستر ہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا واسطے ان کے کہ عورتوں کا حکم خارج ہے مردوں کے حکم سے ان معنی میں فقط اور نقل کیا ہے عیاض نے اجماع اس پر کہ منع مردوں کے حق میں ہے سوائے عورتوں کے اور مراد اس کی منع ہونا اسبال کا ہے یعنی ٹخنوں سے نیچے ازار کا دراز کرنا اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو اس پر جو انہوں نے سمجھا تھا برقرار رکھا لیکن اس کے واسطے بیان کیا یہ کہ وہ عام مخصوص ہے واسطے فرق کرنے کے جواب میں درمیان مردوں اور عورتوں کے اسبال

میں اور بیان کرنے مقدار کے کہ اس سے زیادہ ان کے حق میں منع ہے جیسا کہ بیان کیا اس کو مردوں کے حق میں اور حاصل یہ ہے کہ واسطے مردوں کے دو حال ہیں ایک حال استحباب کا ہے اور وہ یہ ہے کہ ازار کو آدھی پنڈلی تک رکھے اور ایک جواز کا ہے اور وہ ٹخنوں تک ہے اور اسی طرح عورتوں کے واسطے بھی دو حال ہیں ایک حال استحباب کا ہے اور وہ چیز وہ ہے جو زیادہ کرے اس پر جو مردوں کے حق میں جائز ہے بقدر بالشت کے اور ایک حال جواز کا ہے اور وہ زیادہ کرنا ہے بقدر ہاتھ کے اور استنباط کیا جاتا ہے حدیثوں کے سیاق سے کہ تقیید ساتھ دراز کرنے ازار کے یہاں تک کہ زمین پر گھسیٹی جائے خارج ہوئی ہے واسطے غالب کے اور یہ کہ تکبر اور اترانا اور اکڑ کر چلنا مذموم ہے اگرچہ واسطے اس کے ہو جو کپڑے کو اٹھا کر چلے اور زمین پر نہ گھسیٹے اور جو جمع ہوتا ہے دلیلوں سے یہ ہے کہ جو قصد کرے ساتھ لباس خوب کے اظہار کرنا نعمت اللہ کی کا جو اوپر اس کے ہے واسطے شکر کرنے اس کے کی نہ حقیر جاننے والا اس کو جو اس کی مثل نہ ہو تو نہیں ضرر کرتا ہے اس کو جو پہنے مباحات سے اگرچہ نہایت نفیس کپڑا ہو اس واسطے کہ صحیح مسلم میں ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ داخل ہوگا بہشت میں جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر اور غرور ہو تو ایک مرد نے کہا کہ ہر مرد چاہتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کا جوتا اچھا ہو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ جمیل ہے یعنی نیک صفت ہے جمال اور ستھرائی کو دوست رکھتا ہے یعنی اچھی پوشاک اللہ کو پسند ہے بلکہ تکبر اور غرور تو حق کو باطل کرنا ہے اور لوگوں کو ذلیل اور حقیر جاننا ہے یعنی اور اگر فخر اور بڑائی کے واسطے پہنے کہ اس کو اور لوگوں پر بڑائی حاصل ہو تو یہ جائز نہیں اور اسی پر محمول ہے حدیث علی رضی اللہ عنہ کی۔ (فتح)

۵۳۴۳ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ زِيَادٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ قَالَ اَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ فِيْ حُلَّةٍ تُعْجِبُهُ نَفْسُهُ مُرَجِّلٌ جُمَّتَهُ اِذْ خَسَفَ اللّٰهُ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ.

۵۳۴۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد اپنے بالوں کو کنگھی کیے ہوئے عمدہ پوشاک پہنے اپنے بدن کی سجاوٹ دیکھ دیکھ کر پھولتا ہوا چلا جاتا تھا کہ اچانک اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا سو وہ قیامت تک زمین کے اندر ٹکریں کھاتا دھنستا ہوا چلا جاتا ہے۔

فائدہ: اور مراد اگلی امتوں سے ہے اور بعض نے کہا کہ مراد اس سے قارون ہے کہ وہ جوڑا پہن کر نکلا تھا اکڑتا ہوا غرور کرتا ہوا سو اللہ نے اس کو زمین میں دھنسا دیا سو وہ قیامت تک اس میں دھنستا چلا جاتا ہے یعنی ہر چند ستھری پوشاک پہننا بالوں میں کنگھی کرنا درست ہے بلکہ سنت ہے لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب آدمی کو اپنی آرائش سے غرور آئے اور اپنے آپ کو لوگوں سے بڑا جانے تو وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہوتا ہے خواہ دنیا میں خواہ آخرت میں

اسی واسطے اکثر اہل تقویٰ نے عمدہ لباس نہیں پہنا اور اپنی اولاد کو بھی یہ عادت نہ ڈالنے دی کیونکہ وہ زمانہ نہیں کہ آدمی عمدہ پوشاک پہنے اور بالوں میں کنگھی کرے پھر اپنی بغلیں نہ جھانکے کہا قرطبی نے کہ عجب یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ کو ملاحظہ کرے ساتھ آنکہ کمال کے باوجود بھول جانے اللہ کی نعمت کے اور اگر باوجود اس کے دوسرے کو حقیر جانے وہ تکبر مذموم ہے۔ (فتح)

٥٣٤٤ ـ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ عُفَيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ يَجُرُّ إِزَارَهُ إِذْ خُسِفَ بِهِ فَهُوَ يَتَجَلَّلُ فِي الْأَرْضِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ تَابَعَهُ يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَلَمْ يَرْفَعْهُ شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ.

۵۳۴۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد اپنی تہ بند کو زمین پر گھسیٹتا جاتا تھا کہ وہ زمین میں دھنسایا گیا سو وہ قیامت تک زمین میں ٹکریں کھاتا دھنستا ہوا چلا جائے گا۔ متابعت کی ہے اس کی یونس نے زہری سے اور نہیں مرفوع کیا اس کو شعیب نے زہری سے۔

حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ أَخْبَرَنَا أَبِي عَنْ عَمِّهِ جَرِيْرِ بْنِ زَيْدٍ قَالَ كُنْتُ مَعَ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَلٰى بَابِ دَارِهٖ فَقَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

ترجمہ اس کا وہی ہے جو اوپر گزرا۔

٥٣٤٥ ـ حَدَّثَنَا مَطَرُ بْنُ الْفَضْلِ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ لَقِيْتُ مُحَارِبَ بْنَ دِثَارٍ عَلٰى فَرَسٍ وَهُوَ يَأْتِي مَكَانَهُ الَّذِي يَقْضِي فِيْهِ فَسَأَلْتُهُ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَحَدَّثَنِي فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ مَخِيْلَةً لَمْ يَنْظُرِ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَقُلْتُ

۵۳۴۵۔ حضرت شعبہ سے روایت ہے کہ میں محارب سے ملا گھوڑے پر اور حالانکہ وہ اپنے حکم کرنے کی جگہ میں آتا تھا سو میں نے اس کو اس حدیث سے پوچھا سو اس نے مجھ سے حدیث بیان کی کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنا کپڑا زمین پر گھسیٹ کر چلے تکبر اور غرور سے اللہ قیامت کو اس کی طرف نظر نہ کرے گا سو میں نے محارب سے کہا کہ کیا ذکر کیا ہے اس نے یہ لفظ ازار کا یعنی جو گھسیٹے ازار اپنی الخ اس نے کہا کہ نہیں خاص کیا

لِمُحَارِبِ أَذَكَرَ إِزَارَهُ قَالَ مَا خَصَّ إِزَارًا وَّلَا قَمِيصًا تَابَعَهُ جَبَلَةُ بْنُ سُحَيْمٍ وَزَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ وَزَيْدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مِثْلَهُ وَتَابَعَهُ مُوْسَى بْنُ عُقْبَةَ وَعُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ وَقُدَامَةُ بْنُ مُوْسَى عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَرَّ ثَوْبَهُ.

ازار کو اور نہ قمیص کو یعنی بلکہ اس نے مطلق کپڑے کا ذکر کیا ہے جو ازار اور کرتے وغیرہ ہر قسم کے کپڑے کو شامل ہے متابعت کی ہے اس کی جبلہ اور زید بن اسلم اور زید بن عبداللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور کہا لیث نے نافع سے مثل اس کی اور متابعت کی ہے نافع کی موسیٰ بن عقبہ نے اور عمر اور قدامہ نے سالم سے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو گھسیٹے کپڑا اپنا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ کیا اس نے ازارہ کا ذکر کیا ہے تو سبب شعبہ کے سوال کا ازار سے یہ تھا کہ اکثر طریقوں میں ازار کا لفظ آیا ہے اور محارب کے جواب کا حاصل یہ ہے کہ تعبیر ساتھ کپڑے کے شامل ہے ازار وغیرہ کو اور البتہ آئی ہے تصریح ساتھ اس کے بعض روایتوں میں سو اصحاب سنن نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ دراز کرنا ازار اور کرتے اور پگڑی میں ہے جو گھسیٹے اس میں سے کسی چیز کو از راہ تکبر اور غرور کے اور ابوداؤد نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازار میں فرمایا وہی حکم قمیص کا ہے اور کہا طبری نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوئی حدیث ساتھ لفظ ازار کے اس واسطے کہ اکثر لوگ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تہہ بند اور چادر پہنتے تھے سو جب لوگوں نے کرتے اور زرہیں پہنیں تو ہوا حکم اس کا حکم ازار کا کہا ابن بطال نے کہ یہ قیاس صحیح ہے اگر نہ آتی اس میں نص ساتھ ثواب کے کہ وہ سب کپڑوں کو شامل ہے اور عمامہ کو جو ذکر کیا تو اس میں نظر ہے مگر یہ کہ ہو مراد وہ چیز کہ جاری ہوتی ہے ساتھ اس کے عادت عرب کی دراز کرنے عزمات کے سے سو جو زیادہ عادت پر بیچ اس کے ہوگا اسبال سے اور البتہ روایت کی ہے نسائی نے جعفر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ گویا میں اب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دیکھتا ہوں منبر پر اور حالانکہ آپ کے سر پر عمامہ ہے البتہ دراز کیا ہوا ہے اس کے طرف کو اپنے مونڈھوں کے درمیان اور کیا داخل ہے زجر میں دراز کرنے کپڑے کے سے دراز کرنا کرتے کی آستینوں کا اور مانند اس کی محل نظر کا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ جو دراز کرے اس کو یہاں تک کہ نکلے عادت سے جیسا کہ کرتے ہیں اس کو بعض لوگ حجاز کے تو داخل ہوگا بیچ اس کے کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں جو لگے زمین کو اس سے کہ از راہ تکبر کے نہیں شک ہے اس کے حرام ہونے میں اور اگر کہا جائے کہ جو عادت سے زیادہ ہو وہ حرام ہے تو نہیں ہے بعید لیکن پیدا ہوئی ہے واسطے لوگوں کے اصطلاح ساتھ دراز کرنے اس کے کی اور ہو گئی ہے واسطے ہر قسم لوگوں کے شعار اور نشانی کہ پہچانے جاتے ہیں ساتھ اس کے اور جو زیادہ ہو اس سے از راہ تکبر کے تو نہیں شک ہے اس کے حرام ہونے

میں اور جو ہو بطریق عادت کے تو نہیں ہے وہ حرام جب تک کہ نہ پہنچے طرف درازی ممنوع کے اور نقل کیا ہے عیاض نے علماء سے مکروہ ہونا ہر چیز کا کہ زیادہ ہو عادت پر اور معتاد پر لباس میں طول اور وسعت سے اور اس کی بحث قریب آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور ان حدیثوں میں ہے کہ دراز کرنا ازار کا از راہ تکبر کے گناہ کبیرہ ہے اور بہر حال دراز کرنا بغیر تکبر کے تو ظاہر حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی حرام ہے لیکن استدلال کیا گیا ہے ساتھ تقیید کے جو ان حدیثوں میں ہے ساتھ تکبر کے اس پر کہ اطلاق زجر کا جو وارد ہے بیچ ذم دراز کرنے کے محمول ہے مقید پر اس جگہ سو نہیں حرام ہے گھسیٹنا اور دراز کرنا جب کہ سالم ہو تکبر سے کہا ابن عبدالبر نے کہ مفہوم اس کا یہ ہے کہ گھسیٹنا واسطے غیر تکبر کے نہیں داخل ہے وعید میں لیکن گھسیٹنا کرتے وغیرہ کپڑوں کا مذموم ہے ہر حال میں کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ دراز کرنا ازار کا ٹخنوں سے نیچے واسطے تکبر کے ہے اور اگر واسطے غیر تکبر کے ہو تو وہ مکروہ ہے اور اسی طرح نص کی ہے شافعی رحمہ اللہ نے ساتھ فرق کرنے کے درمیان گھسیٹنے کے واسطے تکبر کے اور واسطے غیر تکبر کے کہا اور مستحب ہے کہ ہو ازار آدھی پنڈلی تک اور جائز ہے بلا کراہت وہ چیز جو اس کے نیچے ہو ٹخنوں تک اور جو ٹخنوں سے نیچے ہو وہ منع ہے از قسم حرام ہونے کے اگر ہو واسطے تکبر کے نہیں تو کراہت تنزیہ ہے اس واسطے کہ حدیثیں جو وارد ہیں اجر میں اسبال سے مطلق ہیں پس واجب ہے مقید کرنا ان کا ساتھ درازی کے جو تکبر کے واسطے ہو اور نص شافعی رحمہ اللہ کی یہ ہے کہ نہیں جائز ہے دراز کرنا کپڑے کا نماز میں اور نہ اس کے غیر میں از راہ تکبر کے اور واسطے غیر تکبر کے خفیف ہے واسطے فرمانے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اور یہ جو کہا کہ خفیف ہے تو یہ نہیں ہے صریح بیچ نفی تحریم کے بلکہ وہ محمول ہے اس پر کہ یہ بہ نسبت دراز کرنے کے ہے واسطے تکبر کے اور بہر حال واسطے غیر تکبر کے سو مختلف ہے اس میں حال سو اگر ہو کپڑا بقدر پہننے والے اس کے لیکن وہ اس کو دراز کرتا ہے تو نہیں ظاہر ہوتا ہے اس میں حرام ہونا خاص کر جب کہ بغیر قصد کے ہو جیسا کہ واقع ہوا واسطے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور اگر کپڑا پہننے والے سے زائد ہو تو کبھی تو یہ اسراف کے رو سے منع ہوتا ہے پس نوبت پہنچتی ہے طرف تحریم کے اور کبھی ہوتا ہے یہ منع عورتوں کے ساتھ مشابہ ہونے کی وجہ سے اور کبھی ہوتا ہے منع اس جہت سے کہ اس کا پہننے والا نہیں نڈر ہوتا ہے تعلق نجاست کے سے ساتھ اس کے اور کبھی ہوتا ہے منع اور جہت سے اور وہ ہونا اس کا جگہ گمان تکبر کی ہے اور حاصل اس کا یہ ہے کہ دراز کرنا کپڑے کا مستلزم ہے کپڑے کے گھسیٹنے کو اور گھسیٹنا کپڑے کا مستلزم ہے تکبر کو اگرچہ نہ قصد کرے اس کو پہننے والا اس کا۔ (فتح)

بَابُ الْإِزَارِ الْمُهَدَّبِ. باب ہے بیچ بیان ازار پھندنے والے کے۔

فائدہ: یعنی جس کے واسطے پھندنے ہوں اور وہ کنارے ہیں تانی کے بغیر بانے کے اکثر اوقات قصد کیا جاتا ہے ساتھ اس کے تجمل اور آرائش کا اور کبھی بٹے جاتے ہیں واسطے نگاہ رکھنے کے ٹوٹ جانے سے اور کہا داؤد نے کہ ہدب وہ دھاگے ہیں جو باقی رہتے ہیں بغیر بننے کے چادروں کے کناروں میں۔ (فتح)

وَيُذْكَرُ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَأَبِي بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدٍ وَحَمْزَةَ بْنِ أَبِي أُسَيْدٍ وَمُعَاوِيَةَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَعْفَرٍ أَنَّهُمْ لَبِسُوا ثِيَابًا مُهَدَّبَةً.

اور ذکر کیا جاتا ہے زہری اور ابو بکر بن محمد اور حمزہ اور معاویہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے پھندنے والے کپڑے پہنے۔

٥٣٤٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ جَآئَتِ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جَالِسَةٌ وَّعِنْدَهُ أَبُوْ بَكْرٍ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِيْ فَبَتَّ طَلَاقِيْ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِيْرِ وَإِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِلَّا مِثْلُ هٰذِهِ الْهُدْبَةِ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِّنْ جِلْبَابِهَا فَسَمِعَ خَالِدُ بْنُ سَعِيْدٍ قَوْلَهَا وَهُوَ بِالْبَابِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ قَالَتْ فَقَالَ خَالِدٌ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَنْهٰى هٰذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا وَاللّٰهِ مَا يَزِيْدُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِيْدِيْنَ أَنْ تَرْجِعِيْ إِلٰى رِفَاعَةَ لَا حَتّٰى يَذُوْقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوْقِيْ عُسَيْلَتَهُ فَصَارَ سُنَّةً بَعْدُ.

٥٣٤٦ ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ کی عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور حالانکہ میں بیٹھی تھی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے تو اس نے کہا کہ یا حضرت! بے شک میں رفاعہ کے نکاح میں تھی سو اس نے مجھ کو طلاق دی سو تین طلاقیں دیں سو اس کے بعد میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر سے نکاح کیا اور بے شک شان یہ ہے قسم ہے اللہ کی نہیں ساتھ اس کے یا حضرت! مگر جیسے کپڑے کا پھندنا اور اس نے اپنی چادر کا پھندنا پکڑا یعنی نامرد ہے سو خالد بن سعید نے اس کی بات سنی اور وہ دروازے میں تھے ان کو اجازت نہ دی گئی تھی عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں سو خالد نے کہا اے ابو بکر! کیا تم اس عورت کو منع نہیں کرتے اس سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس برملا کہتی ہے قسم ہے اللہ کی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرانے پر کچھ زیادہ نہیں کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ شاید تو چاہتی ہے کہ رفاعہ کے نکاح میں پھر پلٹ جائے یہ درست نہیں ہے یہاں تک کہ تو اس دوسرے خاوند کا شہد چکھے اور وہ تیرا شہد چکھے یعنی بغیر صحبت کے اول خاوند سے نکاح درست نہیں ہے سو ہو گیا واقع سنت اس کے بعد یعنی جب تک دوسرا خاوند اس سے صحبت نہ کرے تب تک اول خاوند سے نکاح درست نہیں ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ نہیں ہے ساتھ اس کے مگر مثل پھندنے کی اور مراد ساتھ ہدبہ کے خصلت ہے ہدب سے اور واقع ہوئی ہے اس باب میں حدیث مرفوع روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے ابو جری کی حدیث سے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور حالانکہ

آپ نے چادر سے احتبا کیا ہوا تھا اور اس کے پھند نے آپ کے قدموں پر پڑے ہوئے تھے۔ (فتح)

بَابُ الْأَرْدِيَةِ. باب ہے چادروں کے بیان میں۔

فائدہ: رداء اس کپڑے کو کہتے ہیں جو مونڈھوں پر رکھا جاتا ہے جس طور سے ہو۔

وَقَالَ أَنَسٌ جَبَذَ أَعْرَابِيٌّ رِدَآءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ ایک گنوار نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کھینچی۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا جو آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔

٥٣٤٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يُونُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَلِيُّ بْنُ حُسَيْنٍ أَنَّ حُسَيْنَ بْنَ عَلِيٍّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيًّا رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرِدَآئِهِ ثُمَّ انْطَلَقَ يَمْشِي وَاتَّبَعْتُهُ أَنَا وَزَيْدُ بْنُ حَارِثَةَ حَتّٰى جَآءَ الْبَيْتَ الَّذِي فِيهِ حَمْزَةُ فَاسْتَأْذَنَ فَأَذِنُوا لَهُمْ.

۵۳۴۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگوائی اور پہنی پھر چلے پیادہ اور میں اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ہوئے یہاں تک کہ اس گھر میں آئے جس میں حمزہ رضی اللہ عنہ تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت مانگی سو انہوں نے آپ کو اجازت دی۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے اس حدیث کا جو فرض الخمس میں گزر چکی ہے حمزہ رضی اللہ عنہ کے قصے میں کہ انہوں نے اجازت مانگی سو انہوں نے علی رضی اللہ عنہ کی دو اونٹنیوں کا پیٹ چیر ڈالا اور قول اس کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر منگوائی سو یہ عطف ہے اس چیز پر جو حدیث کے ابتدا میں مذکور ہے قول علی رضی اللہ عنہ کے سے کہ میرے پاس ایک اونٹنی تھی جو جنگ بدر کے دن مجھ کو غنیمت سے حصے میں آئی تھی، الحدیث۔ (فتح)

بَابُ لُبْسِ الْقَمِيصِ. باب ہے بیچ بیان پہننے کرتے اور پیراہن کے۔

وَقَوْلِ اللهِ تَعَالٰى حِكَايَةً عَنْ يُوسُفَ ﴿اذْهَبُوا بِقَمِيصِي هٰذَا فَأَلْقُوهُ عَلٰى وَجْهِ أَبِي يَأْتِ بَصِيرًا﴾.

اور کہا اللہ نے بطور حکایت کے قول یوسف علیہ السلام کے سے کہ میرے اس کرتے کو لے جاؤ سو اس کو میرے باپ کے منہ پر ڈال دو کہ آئے بینا ہو کر۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ پہننا کرتے کا نئی بات نہیں ہے اگرچہ مروج عرب میں پہننا تہہ بند اور چادر کا ہے۔

٥٣٤٨ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ

۵۳۴۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! حج کا احرام باندھنے والا کیا کپڑا پہنے؟

عَنهُمَا أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيْصَ وَلَا السَّرَاوِيْلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا أَنْ لَّا يَجِدَ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ مَا هُوَ أَسْفَلُ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ پہنے محرم کرتہ اور نہ پاجامہ اور نہ کن ٹوپ اور نہ موزے مگر جب چپل جوتی نہ پائے تو چاہیے کہ پہنے جو ٹخنوں سے نیچے ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں ہے کہ نہ پہنے محرم کرتہ اور اس میں دلالت ہے اوپر وجود کرتوں کے اس وقت۔ (فتح)

۵۳۴۹ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ أَخْبَرَنَا ابْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنهُمَا قَالَ أَتَى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَبْدَ اللهِ بْنَ أُبَيٍّ بَعْدَ مَا أُدْخِلَ قَبْرَهُ فَأَمَرَ بِهِ فَأُخْرِجَ وَوُضِعَ عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَنَفَثَ عَلَيْهِ مِنْ رِيْقِهِ وَأَلْبَسَهُ قَمِيْصَهُ فَاللهُ أَعْلَمُ.

۵۳۴۹۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ عبداللہ بن اُبی منافق کے پاس تشریف لائے اس کے بعد کہ اپنی قبر میں داخل کیا گیا تھا سو حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کے نکالنے کا سو نکالا گیا اور حضرت ﷺ کے گھٹنوں پر رکھا گیا اور حضرت ﷺ نے اس پر اپنی لب ڈالی اور اس کو اپنا کرتہ پہنایا، واللہ اعلم۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سورۂ برأت میں گزر چکی ہے اور یہ قول اخیر کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنا کرتہ پہنایا منجملہ حدیث کے ہے کہا ہے اس کو جابر رضی اللہ عنہ نے۔ (فتح)

۵۳۵۰ ـ حَدَّثَنَا صَدَقَةُ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَالَ لَمَّا تُوُفِّيَ عَبْدُ اللهِ بْنُ أُبَيٍّ جَآءَ ابْنُهُ إِلَى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللهِ أَعْطِنِيْ قَمِيْصَكَ أُكَفِّنْهُ فِيْهِ وَصَلِّ عَلَيْهِ وَاسْتَغْفِرْ لَهُ فَأَعْطَاهُ قَمِيْصَهُ وَقَالَ إِذَا فَرَغْتَ مِنْهُ فَآذِنَّا فَلَمَّا فَرَغَ آذَنَهُ بِهِ فَجَآءَ لِيُصَلِّيَ عَلَيْهِ

۵۳۵۰۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن اُبی مر گیا تو اس کا بیٹا حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا یا حضرت! مجھ کو اپنا کرتہ دیجیے کہ میں اس کو اس میں کفناؤں اس پر نماز پڑھیے اور اس کے واسطے بخشش مانگیے سو حضرت ﷺ نے اس کو اپنا کرتہ دیا اور فرمایا کہ جب تو کفنانے سے فارغ ہو تو ہم کو خبر دینا سو جب وہ فارغ ہوا تو آپ کو خبر دی سو حضرت ﷺ تشریف لائے تا کہ اس کے جنازے کی نماز پڑھیں سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کا دامن پکڑ

فَجَذَبَهٗ عُمَرُ فَقَالَ أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكَ اللّٰهُ أَنْ تُصَلِّيَ عَلَى الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ ﴿اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ إِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ﴾ فَنَزَلَتْ ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰى أَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ أَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ﴾ فَتَرَكَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِمْ.

کر کھینچا اور کہا کہ کیا اللہ نے آپ کو منافقوں کے جنازہ پڑھنے سے منع نہیں کیا؟ سو کہا کہ منافقوں کے واسطے بخشش مانگ یا نہ مانگ اگر تو ان کے واسطے ستر بار بخشش مانگے گا تو بھی اللہ ان کو کبھی نہ بخشے گا، آخر آیت تک سو یہ آیت اتری کہ نماز نہ پڑھ کسی پر ان میں سے کہ مر جائے کبھی سو حضرت ﷺ نے ان پر نماز پڑھنا ترک کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اور وارد ہوا ہے ذکر کرتے کا کئی حدیثوں میں ایک حدیث ان میں سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ہے کہ جب حضرت ﷺ کرتہ پہنتے تھے تو اول دائیں طرف سے شروع کرتے تھے اور ایک حدیث ان میں سے یہ ہے کہ حضرت ﷺ کے کرتے کی آستین پہنچے تک تھی اور ایک حدیث معاویہ بن قرہ کی ہے اپنے باپ سے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا مزینہ کی ایک جماعت میں سو ہم نے حضرت ﷺ سے بیعت کی اور آپ کا کرتہ البتہ بغیر تکمے کے تھا سو میں نے آپ سے بیعت کی پھر میں نے اپنا ہاتھ حضرت ﷺ کے کرتے کی جیب میں داخل کیا سو میں نے مہر نبوت کو ہاتھ لگایا اور ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے کرتہ یا عمامہ پھر فرماتے الٰہی! تیرا شکر ہے، الحدیث اور یہ سب حدیثیں سنن میں ہیں اور بخاری اور مسلم میں ہے کہ کفنائے گئے حضرت ﷺ پانچ کپڑوں میں نہ ان میں کرتہ تھا نہ عمامہ یہ روایت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہے اور انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے عبدالرحمٰن کو ریشمی کرتے کی اجازت دی خارش کے سبب سے کہ اس کو تھی۔ (فتح)

بَابُ جَيْبِ الْقَمِيْصِ مِنْ عِنْدِ الصَّدْرِ وَغَيْرِهٖ.

باب ہے بیچ بیان گریبان کرتے کے نزدیک سینے وغیرہ کے۔

فائدہ: جیب وہ چیز ہے جو کاٹی جاتی ہے کپڑے سے کہ نکلے اس سے سر اور ہاتھ وغیرہ۔

فائدہ: اور اعتراض کیا ہے اس پر اسماعیلی نے سو کہا کہ جو جیب کہ گردن کا احاطہ کرتی ہے جیب کے کپڑے کی یعنی ٹھہرایا گیا ہے اس میں سوراخ وارد کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے اس پر کہ جیب وہ چیز ہے کہ بنائی جاتی ہے سینے میں تا کہ اس میں کوئی چیز رکھی جائے لیکن نہیں ہے وہ مراد اس جگہ اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جس جیب کی طرف حدیث میں اشارہ ہے وہ پہلے معنی ہیں یعنی جو گردن کو گھیرے اسی طرح کہا ہے اس نے اور شاید مراد اس کی وہ چیز ہے جو واقع ہوئی ہے حدیث میں قول راوی کے سے **ویقول باصبعه هکذا فی جیبه** اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ کرتہ پہنتے تھے اور اس کے طوق میں کشادگی تھی سینے تک اور نہیں ہے کوئی مانع اس سے کہ اس کو دوسرے معنی پر حمل کیا جائے بلکہ استدلال کیا ہے ساتھ اس کے ابن بطال نے اس پر کہ سلف کے کپڑوں میں گریبان سینے

کے نزدیک تھا۔ (فتح)

۵۳۵۱ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَامِرٍ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ نَافِعٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلَ الْبَخِيْلِ وَالْمُتَصَدِّقِ كَمَثَلِ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا جُبَّتَانِ مِنْ حَدِيْدٍ قَدِ اضْطُرَّتْ أَيْدِيْهِمَا إِلٰى ثُدِيِّهِمَا وَتَرَاقِيْهِمَا فَجَعَلَ الْمُتَصَدِّقُ كُلَّمَا تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ انْبَسَطَتْ عَنْهُ حَتّٰى تَغْشٰى أَنَامِلَهُ وَتَعْفُوَ أَثَرَهُ وَجَعَلَ الْبَخِيْلُ كُلَّمَا هَمَّ بِصَدَقَةٍ قَلَصَتْ وَأَخَذَتْ كُلُّ حَلْقَةٍ بِمَكَانِهَا قَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَأَنَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بِإِصْبَعِهِ هٰكَذَا فِيْ جَيْبِهِ فَلَوْ رَأَيْتَهُ يُوَسِّعُهَا وَلَا تَتَوَسَّعُ تَابَعَهُ ابْنُ طَاؤُسٍ عَنْ أَبِيْهِ وَأَبُو الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ فِي الْجُبَّتَيْنِ وَقَالَ حَنْظَلَةُ سَمِعْتُ طَاؤُسًا سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُوْلُ جُبَّتَانِ وَقَالَ جَعْفَرُ بْنُ حَيَّانَ عَنِ الْأَعْرَجِ جُبَّتَانِ.

۵۳۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بخیل اور خیرات کرنے والے کی کہاوت جیسے دو مردوں کی کہاوت ہیں جن پر دو کرتے یا دو زرہیں ہوں لوہے کی بے اختیار کیے گئے ہیں ان کے دونوں ہاتھ طرف سینے اور گردن ان کی کے یعنی ادھر ادھر نہیں ہو سکتے سو جب خیرات کرنے والا خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو اس پر زرہ کشادہ ہو کر لمبی چوڑی ہو جاتی ہے یہاں تک کہ اس کی انگلیوں کو ڈھانک لیتی ہے اور اس کے قدموں پر گھسٹتی جاتی ہے یہاں تک کہ اس کے قدموں کے نشان مٹا دیتی ہے اور جب بخیل خیرات کا ارادہ کرتا ہے تو اس کی زرہ سمٹ جاتی ہے اور حلقہ اپنی جگہ کو پکڑ لیتا ہے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اشارہ کرتے تھے اپنی انگلی سے اس طرح اپنی جیب میں سو اگر تو اس کو دیکھے کہ وہ اس کو کشادہ کرتا ہے اور وہ کشادہ نہیں ہوتی تو البتہ تعجب کرے اس سے متابعت کی ہے اس کی ابن طاؤس نے اپنے باپ سے اور ابو زناد نے اعرج سے جبوں میں یعنی اس نے بھی دو جبوں کا لفظ روایت کیا ہے اور کہا جعفر نے اعرج سے جبّتان اور کہا حنظلہ نے سنا میں نے طاؤس سے کہا سنا میں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے جبّتان۔

فائدہ: اور جگہ دلالت کی اس حدیث سے یہ ہے کہ بخیل جب اپنے ہاتھ نکالنے کا ارادہ کرتا ہے تو رُک جاتا ہے اس جگہ میں جو جگہ اس پر تنگ ہو اور وہ پستان اور گردن ہے اور یہ سینے میں ہے سو ظاہر ہوا ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جیب سینے میں تھی اس واسطے کہ اگر ہاتھ میں ہوتی تو نہ بے اختیار ہوتا ہاتھ اس کا طرف پستان اور گردن کے، میں کہتا ہوں اور قرہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی پھر میں نے اپنا ہاتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کی گریبان میں ڈالا سو میں نے مہر نبوت کو ہاتھ لگایا سو اس حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کرتے کی جیب آپ کے سینے میں تھی اس واسطے کہ اول حدیث میں ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو دیکھا کہ آپ کی جیب کو تکمہ نہیں تھا اور یہ جو کہا کہ اشارہ کرتے تھے حضرت ﷺ اپنی انگلی سے اس طرح اپنی جیب میں تو یہ موافق ہے واسطے ترجمہ کے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّبِسَ جُبَّةً ضَيِّقَةَ الْكُمَّيْنِ فِي السَّفَرِ.

جو سفر میں تنگ آستین والا کرتہ پہنے۔

فائدہ: باب باندھا ہے واسطے اس کے نماز میں ساتھ جبہ شامیہ کے اور جہاد میں ساتھ جبہ کے سفر میں اور شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ حضرت ﷺ کا تنگ کرتے کو پہننا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے حال سفر کے تھا واسطے محتاج ہونے مسافر کے طرف اس کے اور یہ کہ معاف ہے سفر میں پہننا اس چیز کا کہ نہ عادت ہو پہننے اس کے کی وطن میں اور البتہ وارد ہوئی ہیں حدیثیں ان لوگوں سے جنہوں نے حضرت ﷺ کے وضو کو بیان کیا اور نہیں کسی حدیث میں ان میں سے کہ حضرت ﷺ کی آستین تنگ ہوتیں ہاتھ کے نکالنے سے اشارہ کیا ہے اس کی طرف ابن بطال نے۔ (فتح)

٥٣٥٢ ـ حَدَّثَنَا قَيْسُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو الضُّحٰى قَالَ حَدَّثَنِي مَسْرُوْقٌ قَالَ حَدَّثَنِي الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعْبَةَ قَالَ انْطَلَقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِحَاجَتِهٖ ثُمَّ أَقْبَلَ فَتَلَقَّيْتُهٗ بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ شَأْمِيَّةٌ فَمَضْمَضَ وَاسْتَنْشَقَ وَغَسَلَ وَجْهَهٗ فَذَهَبَ يُخْرِجُ يَدَيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ فَكَانَا ضَيِّقَيْنِ فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ مِنْ تَحْتِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَهُمَا وَمَسَحَ بِرَأْسِهٖ وَعَلٰى خُفَّيْهِ.

۵۳۵۲۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ جائے ضرور کے واسطے چلے پھر سامنے آئے سو میں آپ کو پانی لے کر ملا حضرت ﷺ نے وضو کیا اور آپ پر شام کا جبہ تھا سو آپ نے کلی کی اور ناک میں پانی ڈالا اور اپنا منہ دھویا پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں آستین سے باہر نکالنے لگے سو دونوں آستین تنگ ہوئیں سو اپنے دونوں ہاتھ اپنے کرتے کے نیچے سے نکالے اور ان کو دھویا اور اپنے سر اور موزوں پر مسح کی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے۔

بَابُ لُبْسِ جُبَّةِ الصُّوْفِ فِي الْغَزْوِ.

جہاد میں صوف یعنی اون پشم کا کرتہ پہننا۔

٥٣٥٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ عَنْ عَامِرٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الْمُغِيْرَةِ عَنْ أَبِيْهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَيْلَةٍ فِيْ سَفَرٍ فَقَالَ

۵۳۵۳۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک رات سفر میں حضرت ﷺ کے ساتھ تھا سو فرمایا کہ کیا تیرے پاس پانی ہے؟ میں نے کہا ہاں! سو حضرت ﷺ اپنی سواری سے اترے اور چلے یہاں تک کہ مجھ سے پوشیدہ ہوئے رات کے

أَمَعَكَ مَآءٌ قُلْتُ نَعَمْ فَنَزَلَ عَنْ رَاحِلَتِهِ فَمَشٰى حَتّٰى تَوَارٰى عَنِّىْ فِىْ سَوَادِ اللَّيْلِ ثُمَّ جَآءَ فَأَفْرَغْتُ عَلَيْهِ الْإِدَاوَةَ فَغَسَلَ وَجْهَهٗ وَيَدَيْهِ وَعَلَيْهِ جُبَّةٌ مِّنْ صُوْفٍ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يُّخْرِجَ ذِرَاعَيْهِ مِنْهَا حَتّٰى أَخْرَجَهُمَا مِنْ أَسْفَلِ الْجُبَّةِ فَغَسَلَ ذِرَاعَيْهِ ثُمَّ مَسَحَ بِرَأْسِهٖ ثُمَّ أَهْوَيْتُ لِأَنْزِعَ خُفَّيْهِ فَقَالَ دَعْهُمَا فَإِنِّىْ أَدْخَلْتُهُمَا طَاهِرَتَيْنِ فَمَسَحَ عَلَيْهِمَا.

اندھیرے میں پھر تشریف لائے سو میں نے آپ پر چھاگل سے پانی ڈالا سو آپ نے منہ اور دونوں ہاتھ دھوئے اور حضرت ﷺ پر جبہ تھا پشم کا سو آپ اپنے دونوں ہاتھ اس سے نہ نکال سکے یہاں تک کہ ان کو جبے کے نیچے کی طرف سے نکالا پھر اپنے دونوں بازو دھوئے پھر اپنے سر کا مسح کیا پھر میں جھکا کہ آپ کے موزے اتاروں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان کو چھوڑ دے اور مت اتار اس واسطے کہ میں نے پاک پہنے ہیں یعنی میں نے ان کو وضو کر کے پہنا تھا اتارنے کی کچھ حاجت نہیں، سو حضرت ﷺ نے ان پر مسح کیا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ مکروہ رکھا ہے مالک رحمہ اللہ نے پہننا اون کے کپڑے کا واسطے اس کے جو اس کے سوا اور کپڑا پائے اس واسطے کہ اس میں شہرت ہے ساتھ زہد کے اس واسطے کہ پوشیدہ کرنا عمل کا اولیٰ ہے اور نہیں بند ہے تواضع اس کے پہننے میں بلکہ روئی وغیرہ کے کپڑے میں اس سے کم تر قیمت میں ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْقَبَآءِ وَفَرُّوْجِ حَرِيْرٍ وَهُوَ الْقَبَآءُ وَيُقَالُ هُوَ الَّذِىْ لَهٗ شَقٌّ مِّنْ خَلْفِهٖ.

باب ہے بیچ بیان قبا کے اور ریشمی فروج کے اور وہ قبا ہے اور کہا جاتا ہے کہ وہ قبا وہ ہے جس کو پیچھے سے چاک ہو۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ وہ قبا ہے جس کو پیچھے سے چاک ہو یعنی پس وہ قبا مخصوص ہے اور کہا قرطبی نے کہ قبا اور فروج دونوں کپڑے ہیں تنگ آستین والے اور ان کو پیچھے سے وسط میں چاک ہوتا ہے پہنے جاتے ہیں سفر میں اور لڑائی میں۔ (فتح)

٥٣٥٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنِ ابْنِ أَبِىْ مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ قَالَ قَسَمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبِيَةً وَّلَمْ يُعْطِ مَخْرَمَةَ شَيْئًا فَقَالَ مَخْرَمَةُ يَا بُنَىَّ انْطَلِقْ بِنَا إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ فَقَالَ ادْخُلْ فَادْعُهٗ لِىْ قَالَ فَدَعَوْتُهٗ لَهٗ فَخَرَجَ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ قَبَآءٌ مِّنْهَا فَقَالَ خَبَأْتُ هٰذَا لَكَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ رَضِىَ مَخْرَمَةُ.

۵۳۵۴۔ حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قبائیں تقسیم کیں اور مخرمہ کو کچھ چیز نہ دی سو کہا مخرمہ نے کہ اے بیٹا! ہم کو حضرت ﷺ کے پاس لے چل شاید کہ اس میں سے کچھ دیں سو میں اس کے ساتھ چلا سو کہا کہ اندر جا اور اور میرے لیے حضرت ﷺ کو بلاؤ سو میں نے حضرت ﷺ کو اس کے واسطے بلایا سو حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ پر ان میں سے ایک قبا تھی سو فرمایا کہ البتہ میں نے یہ قبا تیرے واسطے چھپا رکھی تھی سو مخرمہ نے اس کی طرف نظر کی اور کہا کہ راضی ہوا مخرمہ۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ تحفہ بھیجی گئیں حضرت ﷺ کو ریشمی قبائیں جن میں سونے کے تکمے لگے تھے سو حضرت ﷺ نے ان کو اصحاب میں تقسیم کیا اور یہ جو کہا کہ مخرمہ کچھ چیز نہ دے میں نے اس تقسیم کی حالت میں والا واقع ہوا ہے ایک روایت میں کہ ایک قبا ان میں سے مخرمہ کے واسطے الگ کر رکھی اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نکلے اور آپ پر ان میں سے ایک قبا تھی تو ظاہر اس کا استعمال کرنا ریشم کا ہے اور جائز ہے کہ یہ واقع نہی سے پہلے کا ہو اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے کندھوں پر پھیلایا تا کہ مخرمہ ساری قبا کو دیکھے اور اس کے پہننے کا قصد نہ کیا ہو میں کہتا ہوں اور نہیں متعین ہے ان کا کندھوں پر بلکہ کافی ہے یہ کہ جو پھیلائی گئی اپنے دونوں ہاتھوں پر سو ہو گا قول اس کا علیہ اطلاق کل کا بعض پر اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں کہ حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ قبا تھی اور حالانکہ حضرت ﷺ مخرمہ کو اس کی خوبیاں دکھلاتے تھے کہا ابن بطال نے کہ مستفاد ہوتا ہے اس سے الفت دلانا بڑی عمر والوں کا اور جوان کے معنی میں ہو ساتھ عطاء کے اور کلام نیک کے اور اس میں اکتفا ہے ہبہ میں ساتھ قبض کے اور پہلے گزر چکا ہے استدلال ساتھ اس کے اوپر جواز شہادت اندھے کے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے مخرمہ کی آواز پہچانی اور اعتماد کیا اوپر معرفت اس کی کے ساتھ اس کے اور باہر تشریف لائے اور آپ کے ساتھ قبا تھی جس کو اس کے واسطے چھپا رکھا تھا۔ (فتح)

۵۳۵۵ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ أَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْخَيْرِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ أُهْدِيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرُّوْجُ حَرِيْرٍ فَلَبِسَهُ ثُمَّ صَلَّى فِيْهِ ثُمَّ انْصَرَفَ فَنَزَعَهُ نَزْعًا شَدِيْدًا كَالْكَارِهِ لَهُ ثُمَّ قَالَ لَا يَنْبَغِيْ هٰذَا لِلْمُتَّقِيْنَ تَابَعَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ عَنِ اللَّيْثِ وَقَالَ غَيْرُهُ فَرُّوْجٌ حَرِيْرٌ.

۵۳۵۵۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کسی نے حضرت ﷺ کو ریشمی قبا ہدیہ بھیجی سو حضرت ﷺ نے اس کو پہنا پھر اس میں نماز پڑھی پھر نماز سے پھرے سو اتار ڈالا اس کو اتارنا سخت یعنی ساتھ قوت اور جلدی کے جیسے اس کو برا جاننے والے تھے پھر فرمایا کہ اس کا پہننا لائق نہیں پرہیز گاروں کو متابعت کی ہے اس کی عبداللہ بن یوسف نے لیث سے اور کہا اس کے غیر نے فروج حریر بغیر اضافت کے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اتار ڈالا اس کو اتارنا سخت یعنی ساتھ جلدی کے برخلاف عادت اپنی کے نرمی اور آہستگی میں اور یہ اس چیز میں سے ہے جو تاکید کرتی ہے کہ تحریم اس وقت واقع ہوئی اور یہ جو کہا کہ اس کا پہننا لائق نہیں الخ تو احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف پہننے کی اور احتمال ہے کہ ہو واسطے ریشم کے پس شامل ہو گا غیر لبس کو یعنی پہننے کے سوا ہر قسم استعمال کو شامل ہو گا مانند بچھونے وغیرہ کے کہا ابن بطال نے ممکن ہے کہ اتارا ہو اس کو واسطے ہونے اس کے ریشم

محض اور احتمال ہے کہ اتارا ہو اس کو اس واسطے کہ وہ عجمیوں کے لباس کی جنس سے ہے اور البتہ وارد ہو چکی ہے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع کہ جو مشابہ ہو ساتھ کسی قوم کے تو وہ انہیں میں سے ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے ساتھ سند حسن کے اور یہ تردد مبنی ہے اوپر تفسیر مراد کے ساتھ متقین کے یعنی پرہیز گاروں سے کیا مراد ہے سو اگر ہو مراد ساتھ ان کے مسلمان مطلق تو حمل کیا جائے گا پہلے احتمال پر اور اگر ہو مراد ساتھ اس کے تو حمل کیا جائے گا اوپر معنی ثانی کے، واللہ اعلم۔ اور کہا شیخ ابن ابی جمرہ نے اسم تقویٰ کا عام ہے سب مسلمانوں کو لیکن لوگ اس میں کئی درجوں پر ہیں سو جو اسلام میں داخل ہوا اس نے تقویٰ کیا یعنی اور فی نفسہ خلود سے آگ میں اور یہ مقام عموم کا ہے اور بہر حال مقام خصوص کا سو وہ مقام احسان کا ہے اور ترجیح دی ہے عیاض نے کہ منع ہونا اس کا بسبب ریشم ہونے اس کے کی ہے اور استدلال کیا ہے اس نے واسطے اس کے ساتھ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے جو روایت کی ہے مسلم نے باب میں عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور البتہ پہلے گزرا اس کا ذکر نماز کے بیان میں اور میں نے وہاں بیان کیا کہ یہ قصہ تھا ابتدا حرام ہونے ریشم کے کا اور کہا قرطبی نے کہ مراد ساتھ متقین کے ایماندار لوگ ہیں اس واسطے کہ وہی ہیں جو اللہ سے خوف کرتے ہیں اور ڈرتے ہیں اللہ سے ساتھ ایمان اپنے کے اور بندگی کرنے ان کے واسطے اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر حرام ہونے ریشم کے مردوں پر بغیر عورتوں کے اس واسطے کہ نہیں شامل ہے ان کو لفظ راجح پر اور داخل ہونا ان کا مردوں میں بطریق تغلیب کے مجاز ہے منع کرتا ہے اس سے وارد ہونا دلیلوں کا جو صریح ہیں اس میں کہ ریشم عورتوں کے واسطے مباح ہے اور آئے گا باب مفرد میں انشاء اللہ تعالیٰ اور استدلال کیا گیا ہے اس پر کہ چھوٹے لڑکوں پر ریشمی کپڑے کا پہننا حرام نہیں ہے اس واسطے کہ نہیں وصف کیے جاتے ساتھ تقویٰ کے اور البتہ جائز رکھا ہے جمہور نے پہننا ریشمی کپڑے کا واسطے لڑکوں کے عید وغیرہ میں اور بہر حال عید کے سوائے اور دنوں میں سو اسی طرح جائز ہے اصح قول میں نزدیک شافعیہ کے اور عکس اس کا نزدیک حنابلہ کے اور تیسری وجہ میں ہے کہ منع ہے بعد تمیز کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں مکروہ ہے پہننا تنگ کپڑوں کا اور چاک والے کا واسطے اس کے جس کو عادت ہو یا حاجت۔ (فتح) اور فروج اس قبا کو کہتے ہیں جس کا پیچھے سے دامن چاک ہو سواری کے واسطے خوب ہوتا ہے۔

بَابُ الْبَرَانِسِ. باب ہے بیچ بیان کن ٹوپ کے۔

فائدہ: برانس جمع ہے برنس کی اور برنس کہتے ہیں دراز ٹوپی کو جس کو عورتیں پہنتی تھیں یا ہر کپڑا کہ اس کا سر اس میں سے ہو۔

وَقَالَ لِيْ مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ رَأَيْتُ عَلٰى أَنَسٍ بُرْنُسًا أَصْفَرَ

اور کہا مجھ سے مسدد نے کہ حدیث بیان کی ہم سے معتمر نے کہا سنا میں نے اپنے باپ سے کہا کہ دیکھا میں نے

مِنْ خَزٍّ.

انس رضی اللہ عنہ پر کن ٹوپ زرد خز سے۔

فائدہ: خز موٹے دیبا کو کہتے ہیں اور اصل اس کی پشم خرگوش کی ہے اور البتہ مکروہ رکھا ہے بعض سلف نے پہننا کن ٹوپ کا اس واسطے کہ وہ درویشوں کا لباس ہے اور سوال کیے گئے مالک رحمۃ اللہ علیہ اس سے سو کہا کہ نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے کہا گیا کہ وہ نصاریٰ کا لباس ہے کہا کہ اس جگہ پہنتے تھے اور کہا عبداللہ بن ابی بکر نے کہ نہ تھا کوئی قاری مگر کہ اس کے واسطے کن ٹوپ تھا اور روایت کی ہے طبری سے ابوقرصافہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو ٹوپی پہنائی اور شاید جس نے مکروہ جانا ہے لیا ہے اس نے حدیث علی رضی اللہ عنہ کی عموم کو جو مرفوع ہے کہ بچو تم درویشوں کے لباس سے اس واسطے کہ جو ان کے ساتھ مشابہت کرے وہ مجھ سے نہیں۔ (فتح)

٥٣٥٦ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ مِنَ الثِّيَابِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَلْبَسُوا الْقُمُصَ وَلَا الْعَمَائِمَ وَلَا السَّرَاوِيْلَاتِ وَلَا الْبَرَانِسَ وَلَا الْخِفَافَ إِلَّا أَحَدٌ لَا يَجِدُ النَّعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا مِنَ الثِّيَابِ شَيْئًا مَسَّهٗ زَعْفَرَانٌ وَلَا الْوَرْسُ.

٥٣٥٦۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! حج کا احرام باندھنے والا کیا کپڑا پہنے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنو کرتہ اور نہ پگڑی اور نہ پاجامہ اور نہ کن ٹوپ اور نہ موزے لیکن اگر کوئی جوتا نہ پائے تو چاہیے کہ پہنے موزے یعنی اس کو موزوں کا پہننا جائز ہے اور چاہیے کہ ان کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ ڈالے اور نہ پہنو وہ کپڑا جس کو زعفران یا ورس لگی ہو۔

بَابُ السَّرَاوِيْلِ.

باب ہے پاجامے کے بیان میں۔

٥٣٥٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرٍو عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ إِزَارًا فَلْيَلْبَسْ سَرَاوِيْلَ وَمَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ.

٥٣٥٧۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو تہہ بند نہ پائے تو چاہیے کہ پاجامہ پہنے اور جو جوتے نہ پائے تو چاہیے کہ موزے پہنے یعنی احرام کی حالت میں ضرورت کے وقت پاجامے اور موزوں کا پہننا جائز ہے۔

٥٣٥٨ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَامَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تَأْمُرُنَا أَنْ

٥٣٥٨۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد اٹھا سو اس نے کہا کہ یا حضرت! ہم کو کیا حکم ہے ہم احرام کی حالت میں کیا پہنیں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ پہنو

تَلْبَسَ إِذَا أَحْرَمْنَا قَالَ لَا تَلْبَسُوا الْقَمِيصَ وَالسَّرَاوِيْلَ وَالْعَمَآئِمَ وَالْبَرَانِسَ وَالْخِفَافَ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسْ الْخُفَّيْنِ أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ وَلَا تَلْبَسُوْا شَيْئًا مِّنَ الثِّيَابِ مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا وَرْسٌ.

کرتہ اور نہ پاجامہ اور نہ پگڑی اور نہ کن ٹوپ اور نہ موزے لیکن اگر کسی مرد کے پاس جوتے نہ ہوں تو چاہیے کہ موزے پہنے ٹخنوں سے نیچے یعنی ان کو کاٹ کر ٹخنوں سے نیچے کر لے اور نہ پہنو وہ کپڑا جس میں زعفران یا ورس لگی ہو۔

فائدہ: ان دونوں حدیثوں کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور البتہ روایت کی ہے بزار نے حدیث دعا کی واسطے پاجامہ پہننے والوں کے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور صحیح ہوا ہے کہ خریدا حضرت ﷺ نے پاجامہ بزاز سے اور روایت کی ہے طبرانی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ میں ایک دن حضرت ﷺ کے ساتھ بازار میں داخل ہوا سو حضرت ﷺ ایک بزاز کے پاس بیٹھے اور اس سے چار درہم سے پاجامہ خریدا اور اس میں ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ پاجامہ پہنتے ہیں؟ حضرت ﷺ نے فرمایا ہاں سفر میں اور حضر میں اور رات میں اور دن میں کہ بے شک مجھ کو حکم ہوا ہے پردہ کرنے کا کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے ہدی میں کہ حضرت ﷺ نے پاجامہ پہنا اور تھے پہنتے اس کو حضرت ﷺ کے زمانے میں اور حضرت ﷺ کے حکم سے، میں کہتا ہوں اور لی جاتی ہیں دلیلیں ان سب کی اس چیز سے کہ میں نے ذکر کی۔ (فتح)

بَابٌ فِي الْعَمَآئِمِ. باب ہے بیچ پگڑیوں کے۔

فائدہ: ذکر کی ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو مذکور ہوئی اور وجہ سے اور گزر چکی ہے حج میں اور شاید کہ نہیں ثابت ہوئی ہے نزدیک اس کے کوئی چیز عمامہ میں اس کی شرط پر اور البتہ وارد ہوئی اس میں حدیث ابو ملیح کی مرفوعا کہ پگڑی باندھا کرو تمہارا حلم زیادہ ہوگا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور ایک روایت میں ہے کہ جیسے میں حضرت ﷺ کی طرف دیکھتا ہوں اور آپ کے سر پر سیاہ عمامہ تھا اس کا شملہ اپنے دونوں مونڈھوں کے درمیان چھوڑا تھا روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ ہمارے اور مشرکوں کے درمیان پگڑیوں کا فرق ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے رکانہ سے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب پگڑی باندھتے تو اس کا شملہ دونوں مونڈھوں کے درمیان چھوڑتے اور اس میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اور سالم اور قاسم اس کو کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی کو کرتے نہیں دیکھا مگر عامر کو۔ (فتح)

٥٣٥٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ الزُّهْرِيَّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ سَالِمٌ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

٥٣٥٩۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ نہ پہنے حج کا احرام باندھنے والا کرتہ اور نہ عمامہ اور نہ پاجامہ اور نہ کن ٹوپ اور نہ جس کپڑے میں زعفران

وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَلْبَسُ الْمُحْرِمُ الْقَمِيصَ وَلَا الْعِمَامَةَ وَلَا السَّرَاوِيلَ وَلَا الْبُرْنُسَ وَلَا ثَوْبًا مَسَّهُ زَعْفَرَانٌ وَّلَا وَرْسٌ وَّلَا الْخُفَّيْنِ إِلَّا لِمَنْ لَّمْ يَجِدِ النَّعْلَيْنِ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْهُمَا فَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

اور ورس لگی ہو اور نہ موزے مگر جو جوتے نہ پائے سو اگر جوتے نہ پائے تو چاہیے کہ کاٹ ڈالے موزوں کو ٹخنوں سے نیچے۔

بَابُ التَّقَنُّعِ.

باب ہے بیچ بیان تقنع کے۔

فائدہ: تقنع کے معنی ڈھانکنا سر کا اور اکثر منہ کا چادر سے ہو یا کسی اور کپڑے سے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ عِصَابَةٌ دَسْمَآءُ وَقَالَ أَنَسٌ عَصَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَأْسِهِ حَاشِيَةَ بُرْدٍ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے اور حالانکہ آپ کے سر پر سر بند تھا میلا یا سیاہ اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر پر چادر کا کنارہ باندھا۔

فائدہ: یہ دونوں ٹکڑے ہیں دو حدیثوں کے کہ بخاری میں دوسری جگہ میں مسند ہیں۔

٥٣٦٠ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُوسٰى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ هَاجَرَ نَاسٌ إِلَى الْحَبَشَةِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَتَجَهَّزَ أَبُو بَكْرٍ مُّهَاجِرًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّي أَرْجُو أَنْ يُّؤْذَنَ لِي فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَوَ تَرْجُوهُ بِأَبِي أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُو بَكْرٍ نَفْسَهُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِصُحْبَتِهِ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِنَا فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ فَقَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ هٰذَا رَسُولُ

٥٣٦٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بعض مسلمانوں نے ملک حبش کی طرف ہجرت کی اور سامان کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس حال میں کہ ہجرت کرنے والے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھہر جا جلدی نہ کر اس واسطے کہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ مجھ کو بھی ہجرت کی اجازت ہو تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا آپ بھی اس کے اُمیدوار ہیں میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر روکا آپ کے ساتھ کو اور کھلائے دو سواریوں کو کہ ان کے پاس تھیں پتے کیکر کے یا درخت طلح چار مہینے کہا عروہ نے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ جس حالت میں کہ ہم اپنے گھر میں بیٹھے تھے سخت گرمی میں یعنی دوپہر کو کہ کسی کہنے والے نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آتے سر کو

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا قَالَ أَبُو بَكْرٍ فِدًا لَكَ أَبِي وَأُمِّي وَاللّٰهِ إِنْ جَآءَ بِهِ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا لِأَمْرٍ فَجَآءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ حِينَ دَخَلَ لِأَبِي بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ قَالَ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ قَالَ فَالصُّحْبَةُ بِأَبِي أَنْتَ وَأُمِّي يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِحْدٰى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالثَّمَنِ قَالَتْ فَجَهَّزْنَاهُمَا أَحَثَّ الْجِهَازِ وَضَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِي جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَآءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ قِطْعَةً مِنْ نِطَاقِهَا فَأَوْكَأَتْ بِهِ الْجِرَابَ وَلِذٰلِكَ كَانَتْ تُسَمّٰى ذَاتَ النِّطَاقِ ثُمَّ لَحِقَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ بِغَارٍ فِي جَبَلٍ يُقَالُ لَهُ ثَوْرٌ فَمَكُثَ فِيهِ ثَلَاثَ لَيَالٍ يَبِيتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ لَقِنٌ ثَقِفٌ فَيَرْحَلُ مِنْ عِنْدِهِمَا سَحَرًا فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَآئِتٍ فَلَا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِينَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعٰى عَلَيْهِمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى أَبِي بَكْرٍ مِنْحَةً مِنْ غَنَمٍ

چادر سے ڈھانپے ہوئے اس گھڑی میں کہ اس میں ہمارے پاس نہ آیا کرتے تھے تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں قسم ہے اللہ کی بے شک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کسی بڑے کام کے واسطے آئے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور پروانگی مانگی سو آپ کو پروانگی دی گئی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر آئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کہ داخل ہوئے باہر کر اپنے پاس والوں کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ وہ تو صرف آپ کے گھر والے ہیں یعنی کوئی غیر یہاں نہیں جو حکم ہو فرمائیں یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک مجھ کو اجازت ہوئی ہجرت کرنے کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں آپ کا ساتھ چاہتا ہوں یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں یعنی اچھا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میری ان دونوں سواریوں میں سے ایک آپ لیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیمت سے لیتا ہوں سو ہم نے بہت جلدی دونوں کا سامان درست کیا اور دونوں کے واسطے دستر خوان ایک ایک تھیلے میں تیار کیا سو اسماء رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے اپنی کمر بند سے ایک ٹکڑا کاٹا اور اس سے تھیلے کا منہ باندھا اسی واسطے اس کا نام ذات النطاق ہوا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہاڑ کی غار میں جا رہے جس کو ثور کہا جاتا ہے سو تین رات اس میں ٹھہرے رات کاٹتا پاس ان کے عبداللہ بن ابی بکر اور وہ لڑکا تھا جوان بہت فہیم اور ذکی جو سنتا اس کو خوب سمجھتا اور خوب یاد رکھتا سو داخل ہوتا مکے میں ان کے پاس سے پچھلی رات کو پس صبح کرتا ساتھ

فَيُرِيْحُهَا عَلَيْهِمَا حِيْنَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِّنَ الْعِشَآءِ فَيَبِيْتَانِ فِيْ رِسْلِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ مِّنْ تِلْكَ اللَّيَالِيْ الثَّلَاثِ.

قریش کے مکے میں جیسے مکے میں رات کاٹنے والا سو نہ سنتا کوئی بات جس کے ساتھ وہ دونوں مکر کیے جاتے مگر کہ اس کو یاد رکھتا یہاں تک کہ اس دن کی خبر دونوں کے پاس لاتا جب کہ اندھیرا پڑتا اور چراتا ان پر عامر بن فہیرہ غلام آزاد ابو بکر رضی اللہ عنہ کا دودھار بکریاں سو لاتا ان کو ان کے پاس ایک گھڑی رات گئے یعنی اور ان کو ان کا دودھ پلاتا سو دونوں ان کے دودھ میں رات کاٹتے یہاں تک کہ ہانکتا ان کو عامر بن فہیرہ صبح کے اندھیرے میں کرتا یہ کام ہر رات میں ان تین راتوں سے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح سیرت نبوی میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ کسی نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سامنے آتے ہیں سر ڈھانپے یعنی اس سے معلوم ہوا کہ سر ڈھانپنا جائز ہے اور کہا اسماعیلی نے کہ جو ذکر کیا ہے عصابہ سے نہیں داخل ہے تقنع میں اس واسطے کہ تقنع سر کا ڈھانپنا ہے اور عصابہ باندھنا کپڑے کا ہے اس چیز پر کہ احاطہ کیا ہے ساتھ عمامہ کے، میں کہتا ہوں کہ جامع دونوں کے درمیان رکھنا ایک چیز زائد کا ہے سر پر عمامہ سے اوپر، واللہ اعلم۔ اور نزاع کی ہے ابن قیم نے کتاب الہدیٰ میں اس سے جس نے استدلال کیا ہے ساتھ حدیث تقنع کے اوپر مشروعیت پہننے طیلسان کے ساتھ اس طور کے کہ تقنع غیر اس کا ہے اور جزم کیا ہے اس نے کہ نہیں پہنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے طیلسان اور نہ کسی نے آپ کے اصحاب سے پھر برتقدیر اس کے کہ لیا جائے تقنع سے یہ کہ نہیں تقنع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مگر واسطے حاجت کے وارد ہوتی ہے اس پر حدیث انس رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت تقنع کیا کرتے تھے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مشابہت کرے ساتھ کسی قوم کے تو وہ انہیں میں سے ہے اور مسلم میں دجال کے قصے میں ہے کہ تابع ہوں گے اس کے یہود اور ان پر طیلسان ہوں گے اور ایک حدیث میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قوم دیکھی کہ ان پر طیلسان تھے سو فرمایا کہ جیسے یہ لوگ یہودی ہیں اور معارضہ کیا گیا ہے ساتھ اس چیز کے کہ روایت کی ابن سعد نے کہ بیان کیا گیا واسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طیلسان سو فرمایا کہ یہ کپڑا نہیں ادا کیا جاتا ہے شکر اس کا اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ استدلال ساتھ قصے یہود کے جائز ہوتا ہے اس وقت میں کہ ہو طیلسان ان کے شعار سے اور البتہ اٹھ گیا ہے یہ اس زمانے میں سو ہو گیا داخل عموم مباح میں اور البتہ ذکر کیا ہے اس کو ابن عبدالسلام نے مباح بدعت کی مثالوں میں۔ (فتح)

بَابُ الْمِغْفَرِ.

باب ہے خود کے بیان میں۔

٥٣٦١ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ مَكَّةَ عَامَ الْفَتْحِ وَعَلٰى رَأْسِهِ الْمِغْفَرُ.

۵۳۶۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ فتح مکے کے سال میں داخل ہوئے اور حالانکہ آپ کے سر پر خود تھی۔

بَابُ الْبُرُوْدِ وَالْحِبَرَةِ وَالشَّمْلَةِ.

باب ہے برود اور حبرہ اور شملہ کے بیان میں۔

فائدہ: برود ایک چادر ہوتی ہے سیاہ چوکونہ اس میں تصویریں ہوتی ہیں گنوار لوگ اس کو پہنتے ہیں اور حبرہ یمن کی چادر ہوتی ہے نقش دار اس میں خطوط ہوتے ہیں اور کہا داؤدی نے کہ وہ سبز ہوتی ہے وہ بہشتیوں کا لباس ہے اور کہا ابن بطال نے کہ وہ یمن کی چادر ہے کہ روئی سے بنی جاتی ہے لعل ان کے نزدیک افضل قسم کا کپڑا تھا اور شملہ اس چادر کو کہتے ہیں جس سے تمام بدن کو لپیٹتے ہیں۔ (فتح)

وَقَالَ خَبَّابٌ شَكَوْنَا إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَةً لَهُ.

اور کہا خباب رضی اللہ عنہ نے کہ ہم نے حضرت ﷺ کے پاس شکایت کی اور حالانکہ حضرت ﷺ چادر سے تکیہ کیے تھے

٥٣٦٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ طَلْحَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنْتُ أَمْشِيْ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ بُرْدٌ نَجْرَانِيٌّ غَلِيْظُ الْحَاشِيَةِ فَأَدْرَكَهُ أَعْرَابِيٌّ فَجَبَذَهُ بِرِدَائِهِ جَبْذَةً شَدِيْدَةً حَتّٰى نَظَرْتُ إِلٰى صَفْحَةِ عَاتِقِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَثَّرَتْ بِهَا حَاشِيَةُ الْبُرْدِ مِنْ شِدَّةِ جَبْذَتِهِ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ مُرْ لِيْ مِنْ مَالِ اللّٰهِ الَّذِيْ عِنْدَكَ فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ ثُمَّ أَمَرَ لَهُ بِعَطَاءٍ.

۵۳۶۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے ساتھ چلتا تھا اور آپ کے مونڈھے پر چادر تھی نجران کی موٹے کناروں والی سو ایک گنوار نے حضرت ﷺ کو پایا سو آپ کو آپ کی چادر سے سخت کھینچا یہاں تک کہ میں نے آپ کے مونڈھے کے صفحہ کو دیکھا کہ البتہ چادر کے کنارے نے اس میں اثر کیا ہے شدت کھینچنے اس کے سے پھر کہا اے محمد! حکم کرو واسطے میرے مال اللہ کے سے جو آپ کے پاس ہے، حضرت ﷺ نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا پھر ہنسے پھر اس کے واسطے بخشش کا حکم کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الادب میں آئے گی اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے سو میں نے حضرت ﷺ کے مونڈھوں کو دیکھا کہ البتہ اس میں چادر کے کنارے نے اثر کیا تھا۔

٥٣٦٣ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوْبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَةٌ بِبُرْدَةٍ قَالَ سَهْلٌ هَلْ تَدْرِيْ مَا الْبُرْدَةُ قَالَ نَعَمْ هِيَ الشَّمْلَةُ مَنْسُوْجٌ فِيْ حَاشِيَتِهَا قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ نَسَجْتُ هٰذِهٖ بِيَدِيْ أَكْسُوْكَهَا فَأَخَذَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا إِلَيْهَا فَخَرَجَ إِلَيْنَا وَإِنَّهَا لَإِزَارُهٗ فَجَسَّهَا رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اكْسُنِيْهَا قَالَ نَعَمْ فَجَلَسَ مَا شَآءَ اللّٰهُ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ أَرْسَلَ بِهَا إِلَيْهِ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا أَحْسَنْتَ سَأَلْتَهَا إِيَّاهُ وَقَدْ عَرَفْتَ أَنَّهٗ لَا يَرُدُّ سَآئِلًا فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللّٰهِ مَا سَأَلْتُهَا إِلَّا لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ يَوْمَ أَمُوْتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهٗ.

۵۳۶۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت بردہ لائی کہا سہل رضی اللہ عنہ نے بھلا تم جانتے ہو کیا ہے بردہ؟ کہا ہاں! وہ چادر ہے بنی ہوئی اپنے دونوں کناروں میں اس نے کہا یا حضرت! بے شک میں نے اس کو اپنے ہاتھ سے بنا ہے تا کہ یہ چادر آپ کو پہناؤں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو لیا اس کی طرف محتاج ہو کر سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف نکلے اور حالانکہ وہ آپ کا تہہ بند تھا یعنی اس کو بجائے تہہ بند کے باندھا ہوا تھا سو قوم میں سے ایک مرد نے اس کو ہاتھ لگایا اور کہا یا حضرت! یہ چادر مجھ کو پہنایئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا پھر بیٹھے مجلس میں جو اللہ نے چاہا پھر پھرے اور اس کو لپیٹا پھر اس کو اس کی طرف بھیج دیا تو لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ تو نے اچھا نہیں کیا تو نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ چادر مانگی اور البتہ تو نے پہچانا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سائل کو خالی نہیں پھیرتے تو اس مرد نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں مانگی میں نے وہ چادر مگر تا کہ ہو کفن میرا جس دن مروں کہا سہل رضی اللہ عنہ نے سو وہ چادر اس کا کفن ہوئی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہاں یہ قول اس کا ہے کہا سہل رضی اللہ عنہ نے کیا تم جانتے ہو کیا ہے بردہ وہ چادر ہے۔

٥٣٦٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِيْ زُمْرَةٌ هِيَ سَبْعُوْنَ أَلْفًا تُضِيْءُ وُجُوْهُهُمْ إِضَآءَةَ الْقَمَرِ فَقَامَ عُكَاشَةُ بْنُ مِحْصَنٍ الْأَسَدِيُّ

۵۳۶۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ داخل ہو گا بہشت میں میری امت سے ایک گروہ کہ وہ ستر ہزار ہوں گے روشن ہوں گے ان کے منہ جیسے چاند روشن ہوتا ہے چودھویں رات کو سو کھڑا ہوا عکاشہ بن محصن رضی اللہ عنہ اپنی چادر اٹھائے سو کہا کہ یا حضرت! دعا کیجیے کہ اللہ مجھ کو بھی ان میں داخل کرے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا الٰہی! اس کو بھی ان میں داخل کر پھر

يَرْفَعُ نَمِرَةً عَلَيْهِ قَالَ ادْعُ اللّٰهَ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ مِنْهُمْ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ادْعُ اللّٰهَ أَنْ يَّجْعَلَنِيْ مِنْهُمْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ سَبَقَكَ عُكَّاشَةُ.

ایک انصاری مرد اٹھا سو اس نے کہا یا حضرت! دعا کیجیے اللہ مجھ کو بھی ان میں شریک کرے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ عکاشہ رضی اللہ عنہ اس کو تجھ سے پہلے لے گیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور غرض اس سے اس کا یہ قول ہے اپنی چادر اٹھائے اور نمرہ اس چادر کو کہتے ہیں جس میں کئی رنگ کے خطوط ہوں جیسے کہ چیتے کی کھال میں کئی قسم کے رنگ ہوتے ہیں۔ (فتح)

٥٣٦٥ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قُلْتُ لَهُ أَيُّ الثِّيَابِ كَانَ أَحَبَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّلْبَسَهَا قَالَ الْحِبَرَةُ.

٥٣٦٥۔ حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت ﷺ کے نزدیک کون سا کپڑا بہت پیارا تھا؟ انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یمن کی چادر۔

٥٣٦٦ ـ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي الْأَسْوَدِ حَدَّثَنَا مُعَاذٌ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ أَحَبُّ الثِّيَابِ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّلْبَسَهَا الْحِبَرَةَ.

٥٣٦٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے نزدیک سب کپڑوں سے زیادہ تر پیارا کپڑا یمن کی چادر تھی۔

٥٣٦٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَ سُجِّيَ بِبُرْدٍ حِبَرَةٍ.

٥٣٦٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک حضرت ﷺ جب فوت ہوئے تو ڈھانپے گئے یمن کی چادر سے۔

فائدہ: اور شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ آئی ہے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ منع کریں یمن کی چادریں پہننے سے اس واسطے کہ وہ پیشاب سے رنگی جاتی ہیں تو اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ یہ

تجھ کو جائز نہیں سو البتہ حضرت ﷺ نے ان کو پہنا اور ہم نے ان کو آپ ﷺ کے زمانے میں پہنا اور حسن رحمہ اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا۔ (فتح)

بَابُ الْأَكْسِيَةِ وَالْخَمَآئِصِ.

باب ہے بیچ بیان چادروں اور خمیصہ کے۔

فائدہ: خمیصہ سیاہ چادر کو کہتے ہیں جو چوکور اور نقش دار ہو کبھی اون سے ہوتی ہے اور کبھی خز سے اور کسا کو خمیصہ نہیں کہتے مگر جب کہ نقش دار ہو۔ (فتح)

٥٣٦٨ ۔ حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ عَائِشَةَ وَعَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَا لَمَّا نَزَلَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَفِقَ يَطْرَحُ خَمِيْصَةً لَهُ عَلٰى وَجْهِهِ فَإِذَا اغْتَمَّ كَشَفَهَا عَنْ وَجْهِهِ فَقَالَ وَهُوَ كَذٰلِكَ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْيَهُوْدِ وَالنَّصَارٰى اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدَ يُحَذِّرُ مَا صَنَعُوْا.

٥٣٦٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ پر موت اتاری گئی تو شروع ہوئے اپنی کملی اپنے منہ پر ڈالتے یعنی بخار سے پھر جب گھبراتے تو اس کو منہ سے دور کرتے سو حضرت ﷺ نے فرمایا اسی حال میں کہ اللہ کی لعنت ہو یہود اور نصاریٰ پر کہ انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں بنایا ڈراتے تھے اس سے جو انہوں نے کیا یعنی ڈراتے تھے اپنی امت کو اس سے جو انہوں نے کیا کہ اپنے پیغمبروں کو مسجدیں بنایا اس واسطے کہ وہ بتدریج بت پرستی کے مانند ہو جاتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الجنائز میں گزر چکی ہے۔

٥٣٦٩ ۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ صَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ خَمِيْصَةٍ لَهُ لَهَا أَعْلَامٌ فَنَظَرَ إِلٰى أَعْلَامِهَا نَظْرَةً فَلَمَّا سَلَّمَ قَالَ اذْهَبُوْا بِخَمِيْصَتِيْ هٰذِهِ إِلٰى أَبِيْ جَهْمٍ فَإِنَّهَا أَلْهَتْنِيْ آنِفًا عَنْ صَلَاتِيْ وَأْتُوْنِيْ بِأَنْبِجَانِيَّةِ أَبِيْ جَهْمِ بْنِ حُذَيْفَةَ بْنِ غَانِمٍ مِّنْ بَنِيْ عَدِيِّ بْنِ كَعْبٍ.

٥٣٦٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے اپنی سیاہ چادر نقش دار میں نماز پڑھی سو اس کے نقشوں کی طرف ایک نظر کی پھر جب نماز سے سلام پھیری تو فرمایا کہ میری اس سیاہ چادر نقش دار کو ابو جہم کے پاس لے جاؤ اس واسطے کہ اس نے مجھ کو اپنی نماز میں ابھی غافل کر دیا تھا اور میرے پاس ابو جہم کی موٹی چادر لے آؤ۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔

٥٣٧٠ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ أَخْرَجَتْ إِلَيْنَا عَائِشَةُ كِسَاءً وَإِزَارًا غَلِيظًا فَقَالَتْ قُبِضَ رُوحُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي هٰذَيْنِ.

٥٣٧٠۔ حضرت ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک چادر اور ایک ازار موٹی ہماری طرف نکالی سو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روح ان دونوں کپڑوں میں قبض ہوئی۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الخمس میں گزر چکی ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ چادر پیوند کی ہوئی اس قسم سے کہ یمن میں بنتی ہے۔

بَابُ اشْتِمَالِ الصَّمَّاءِ.

باب ہے بیچ بیان اشتمال صماء کے۔

فائدہ: اشتمال صماء یہ ہے کہ کپڑے سب بدن پر لپیٹے اس طرح سے کہ نماز یا کسی اور کام میں ہاتھ باہر نہ نکل سکیں یعنی بند کر دے اپنے دونوں ہاتھ پاؤں پر سب راہوں کو مانند پتھر سخت کی کہ نہ ہو واسطے اس کے کوئی سوراخ اور فقہاء کہتے ہیں کہ وہ یہ ہے کہ ایک کپڑا اوڑھے اس کے سوائے اس پر اور کوئی کپڑا نہ ہو سو اس کو ایک طرف سے اٹھا کر مونڈھے پر ڈالے اور دوسری طرف سے اس کا ستر کھل جائے اور مکروہ ہے اول صورت میں تا کہ نہ عارض ہو اس کو کوئی حاجت دفع کرنے بعض جانوروں کے سے یا اس کے سوائے کوئی کام پیش آئے سو متعذر ہو اس پر یا دشوار ہو اور حرام ہے دوسری صورت میں اگر بعض ستر کھل جائے نہیں تو مکروہ ہے۔ (ق) اور جب کپڑے کے دونوں طرف میں مخالف کرے تو نہیں ہے صماء۔ (فتح)

٥٣٧١ ۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ خُبَيْبٍ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ وَعَنْ صَلَاتَيْنِ بَعْدَ الْفَجْرِ حَتّٰى تَرْتَفِعَ الشَّمْسُ وَبَعْدَ الْعَصْرِ حَتّٰى تَغِيبَ وَأَنْ يَحْتَبِيَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ بَيْنَهُ وَبَيْنَ السَّمَاءِ وَأَنْ يَشْتَمِلَ الصَّمَّاءَ.

٥٣٧١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ملامست سے اور منابذت سے اور دو نمازوں سے فجر کی نماز سے پیچھے یہاں تک کہ سورج بلند ہو اور عصر سے پیچھے یہاں تک کہ سورج غروب ہو اور ایک کپڑے میں زانو کھڑے کر کے کولہوں پر بیٹھنے سے اس طرح کہ اس کے اور آسمان کے درمیان اس کے شرم گاہ پر اس سے کچھ چیز نہ ہو یعنی اوپر سے ستر کھلا رہے اور پہننے کپڑے کے سے بطور صماء کے۔

٥٣٧٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ أَنَّ أَبَا سَعِيْدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ وَعَنْ بَيْعَتَيْنِ نَهٰى عَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ فِي الْبَيْعِ وَالْمُلَامَسَةُ لَمْسُ الرَّجُلِ ثَوْبَ الْاٰخَرِ بِيَدِهٖ بِاللَّيْلِ أَوْ بِالنَّهَارِ وَلَا يُقَلِّبُهٗ إِلَّا بِذٰلِكَ وَالْمُنَابَذَةُ أَنْ يَّنْبِذَ الرَّجُلُ إِلَى الرَّجُلِ بِثَوْبِهٖ وَيَنْبِذَ الْاٰخَرُ ثَوْبَهٗ وَيَكُوْنَ ذٰلِكَ بَيْعَهُمَا عَنْ غَيْرِ نَظَرٍ وَّلَا تَرَاضٍ وَاللِّبْسَتَيْنِ اشْتِمَالُ الصَّمَّآءِ وَالصَّمَّآءُ أَنْ يَّجْعَلَ ثَوْبَهٗ عَلٰى أَحَدِ عَاتِقَيْهِ فَيَبْدُوْ أَحَدُ شِقَّيْهِ لَيْسَ عَلَيْهِ ثَوْبٌ وَّاللِّبْسَةُ الْأُخْرٰى احْتِبَاؤُهٗ بِثَوْبِهٖ وَهُوَ جَالِسٌ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ.

۵۳۷۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو طرح کے پہناوے سے اور دو طرح کی بیع سے منع فرمایا ملامست اور منابذت سے بیع میں اور ملامست ہاتھ لگانا مرد کا ہے دوسرے کے کپڑے کو رات میں یا دن میں اور نہ الٹے اس کو مگر بسبب اس کے اور منابذت یہ ہے کہ ایک مرد دوسرے مرد کی طرف اپنا کپڑا پھینکے اور دوسرا اپنا کپڑا اس کی طرف پھینکے اور دونوں کی یہی بیع ہو یعنی بغیر دیکھنے اور تامل کے اور رضا مندی کے اور دو پہناوے ایک پہننا کپڑے کا ہے بطور صماء کے اور صماء یہ ہے کہ اپنے کپڑے کو اپنے مونڈھوں پر ڈالے اور اس کے بدن کی ایک جانب ظاہر ہو اس پر اور کپڑا نہ ہو یعنی بدن کھلا رہے اور دوسرا پہناوا گوٹھ مار کر بیٹھنا مرد کا ہے اپنے کولہوں پر اس طرح کہ اس کی شرم گاہ پر اس سے کچھ نہ ہو۔

بَابُ الْإِحْتِبَآءِ فِيْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ.

ایک کپڑے میں گوٹھ مار کر بیٹھنا۔

٥٣٧٣ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ لِبْسَتَيْنِ أَنْ يَّحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي الثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهٖ مِنْهُ شَيْءٌ وَّأَنْ يَّشْتَمِلَ بِالثَّوْبِ الْوَاحِدِ لَيْسَ عَلٰى أَحَدِ شِقَّيْهِ وَعَنِ الْمُلَامَسَةِ وَالْمُنَابَذَةِ.

۵۳۷۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا دو طرح کے پہناوے سے ایک یہ کہ گوٹھ مار کر بیٹھے مرد ایک کپڑے میں کہ اس کی شرم گاہ پر اس سے کچھ چیز نہیں یعنی ستر کھلا رہے اور یہ کہ ایک کپڑا پہنے یعنی اس کو مونڈھوں پر ڈالے اس طرح کہ اس کی کسی جانب پر اس سے کچھ نہ ہو اور منع فرمایا ملامست سے اور منابذت سے۔

٥٣٧٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ

۵۳۷۴۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

مَخْلَدٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ اشْتِمَالِ الصَّمَّآءِ وَأَنْ يَحْتَبِيَ الرَّجُلُ فِي ثَوْبٍ وَاحِدٍ لَيْسَ عَلٰى فَرْجِهِ مِنْهُ شَيْءٌ.

حضرت ﷺ نے منع فرمایا پہننے کپڑے کے سے بطور صماء کے اور یہ کہ گوٹ مارے مرد ایک کپڑے میں کہ اس کی شرم گاہ پر اس سے کچھ نہ ہو۔

بَابُ الْخَمِيْصَةِ السَّوْدَآءِ.

باب ہے بیچ سیاہ چادر کے۔

فائدہ: کہا اصمعی نے کہ خمیصہ کپڑا ہے خز یا صوف کا نقش دار اور وہ سیاہ ہوتی ہے اور کہا ابو عبید نے کہ وہ کسا ہے چوکونہ نقش دار اور بعض نے کہا کہ وہ چادر ہے پتلی جس رنگ سے کہ ہو۔ (فتح)

۵۳۷۵ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ سَعِيْدِ بْنِ فُلَانٍ هُوَ عَمْرُو بْنُ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدٍ أُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَآءُ صَغِيْرَةٌ فَقَالَ مَنْ تَرَوْنَ أَنْ نَكْسُوَ هٰذِهِ فَسَكَتَ الْقَوْمُ قَالَ ائْتُوْنِيْ بِأُمِّ خَالِدٍ فَأُتِيَ بِهَا تُحْمَلُ فَأَخَذَ الْخَمِيْصَةَ بِيَدِهِ فَأَلْبَسَهَا وَقَالَ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ وَكَانَ فِيْهَا عَلَمٌ أَخْضَرُ أَوْ أَصْفَرُ فَقَالَ يَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَاهُ وَسَنَاهُ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنٌ.

۵۳۷۵۔ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس کپڑے لائے گئے کہ ان میں ایک سیاہ چھوٹی چادر تھی سو فرمایا تمہاری کیا منشاء ہے یہ کس کو پہنائیں سو لوگ چپ رہے سو فرمایا کہ ام خالد کو میرے پاس لاؤ سو وہ آپ کے پاس لائی گئی اس حال میں کہ اٹھائی جاتی تھی سو حضرت ﷺ نے چادر اپنے ہاتھ سے لی اور اس کو پہنائی اور فرمایا کہ اللہ کرے تو کپڑے پہن کر پرانے کرے اور پھاڑے اور اس میں سبز اور زرد نقش تھے فرمایا اے ام خالد! یہ سنا ہے سنا حبش کی زبان میں یعنی اس کے نقش خوب ہیں۔

فائدہ: اور یہ جو کہا کہ اٹھائی گئی تو اس میں اشارہ ہے طرف کم ہونے عمر اس کی کے یعنی اس کی عمر چھوٹی تھی لیکن نہیں منع کرتا یہ کہ ہوا اس وقت ممیّزہ اور یہ جو فرمایا کہ تو کپڑے پہن کر پرانے کرے تو مراد اس سے دعا ہے ساتھ دراز ہونے زندگی کے واسطے مخاطب کے یعنی دراز ہوگی زندگی تیری یہاں تک کہ گل جائے گا کپڑا اور پرانا ہو جائے گا۔ (فتح)

۵۳۷۶ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ

۵۳۷۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب ام سلیم رضی اللہ عنہا بچہ جنیں تو مجھ سے کہا اے انس! دیکھ اس لڑکے کو سو

مُحَمَّدٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا وَلَدَتْ أُمُّ سُلَيْمٍ قَالَتْ لِيْ يَا أَنَسُ انْظُرْ هٰذَا الْغُلَامَ فَلَا يُصِيْبَنَّ شَيْئًا حَتّٰى تَغْدُوَ بِهٖ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَنِّكُهٗ فَغَدَوْتُ بِهٖ فَإِذَا هُوَ فِيْ حَائِطٍ وَعَلَيْهِ خَمِيْصَةٌ حُرَيْثِيَّةٌ وَهُوَ يَسِمُ الظَّهْرَ الَّذِيْ قَدِمَ عَلَيْهِ فِي الْفَتْحِ.

نہ پہنچے تو کسی چیز کو یہاں تک کہ تو اس کو صبح کے وقت حضرت ﷺ کے پاس لے جائے حضرت ﷺ کوئی چیز میٹھی چبا کر اس کے تالو میں لگائیں سو میں صبح کے وقت اس کو حضرت ﷺ کے پاس لے گیا اور حالانکہ حضرت ﷺ ایک احاطہ والے باغ میں تھے اور آپ پر ایک کالی کملی تھی اور حضرت ﷺ داغتے تھے اونٹوں کو جو فتح میں آپ کے پاس آئے تھے۔

بَابُ ثِيَابِ الْخُضْرِ.

باب ہے بیچ بیان سبز کپڑوں کے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ سبز کپڑے بہشت کا لباس ہے اور یہی شرافت ان کے واسطے کافی ہے اور روایت کیا ہے ابوداؤد نے ابورمثہ کی حدیث سے کہ اس نے حضرت ﷺ پر دو چادریں سبز دیکھیں۔

٥٣٧٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ أَخْبَرَنَا أَيُّوْبُ عَنْ عِكْرِمَةَ أَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهٗ فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الزَّبِيْرِ الْقُرَظِيُّ قَالَتْ عَائِشَةُ وَعَلَيْهَا خِمَارٌ أَخْضَرُ فَشَكَتْ إِلَيْهَا وَأَرَتْهَا خُضْرَةً بِجِلْدِهَا فَلَمَّا جَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنِّسَآءُ يَنْصُرُ بَعْضُهُنَّ بَعْضًا قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَأَيْتُ مِثْلَ مَا يَلْقَى الْمُؤْمِنَاتُ لَجِلْدُهَا أَشَدُّ خُضْرَةً مِنْ ثَوْبِهَا قَالَ وَسَمِعَ أَنَّهَا قَدْ أَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ وَمَعَهُ ابْنَانِ لَهٗ مِنْ غَيْرِهَا قَالَتْ وَاللّٰهِ مَا لِيْ إِلَيْهِ مِنْ ذَنْبٍ إِلَّا أَنَّ مَا مَعَهٗ لَيْسَ بِأَغْنٰى عَنِّيْ مِنْ هٰذِهٖ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ ثَوْبِهَا فَقَالَ كَذَبَتْ وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنِّيْ لَأَنْفُضُهَا نَفْضَ

٥٣٧٧۔ حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ رفاعہ رضی اللہ عنہ نے اپنی عورت کو طلاق دی پھر عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے نکاح کیا کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور اس پر سبز اوڑھنی تھی سو اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس شکایت کی اور اس کو اپنے بدن پر سبزی دکھلائی یعنی مار کا داغ کہ اس کے خاوند نے اس کو مارا تھا سو جب حضرت ﷺ تشریف لائے اور عورتیں ایک دوسرے کو مدد کرتی ہیں تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ نہیں دیکھا میں نے مثل اس کی جو تکلیف پاتی ہیں مومن عورتیں البتہ بدن اس کا زیادہ سبز ہے اس کی چادر سے کہا اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ نے سنا کہ وہ حضرت ﷺ کے پاس آئی تھی سو وہ آیا اور اس کے ساتھ دو بیٹے تھے اور عورت سے اس عورت نے کہا قسم ہے اللہ کی نہیں واسطے میری طرف اس کی کچھ گناہ لیکن جو ساتھ اس کے ہے یعنی آلہ جماع کا نہیں بے پرواہ کرنے والا ہے مجھ سے زیادہ تر اس سے اور اس نے اپنے کپڑے کا پھندنا پکڑا یعنی نامرد ہے تو اس کے خاوند نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یا

الْأَدِيْمِ وَلٰكِنَّهَا نَاشِزٌ تُرِيْدُ رِفَاعَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِنْ كَانَ ذٰلِكِ لَمْ تَحِلِّيْ لَهٗ أَوْ لَمْ تَصْلُحِيْ لَهٗ حَتّٰى يَذُوْقَ مِنْ عُسَيْلَتِكِ قَالَ وَأَبْصَرَ مَعَهٗ ابْنَيْنِ لَهٗ فَقَالَ بَنُوْكَ هٰؤُلَاءِ قَالَ نَعَمْ قَالَ هٰذَا الَّذِيْ تَزْعُمِيْنَ مَا تَزْعُمِيْنَ فَوَاللّٰهِ لَهُمْ أَشْبَهُ بِهٖ مِنَ الْغُرَابِ بِالْغُرَابِ.

حضرت! یہ جھوٹی ہے البتہ میں اس کو مشقت میں ڈالتا ہوں اور جنبش دلاتا ہوں جیسے جنبش دیا جاتا ہے کھال کو وقت رنگنے کے یعنی مجھ کو جماع کرنے کی کمال قوت ہے لیکن وہ سرکشی کرنے والی ہے رفاعہ رضی اللہ عنہ کو چاہتی ہے یعنی چاہتی ہے کہ پہلے خاوند کی طرف پلٹ جائے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ ارادہ ہے تو تو نہیں حلال ہے واسطے اس کے یہاں تک کہ وہ تیرا شہد چکھے کہا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ اس کے دو بیٹے بھی دیکھے سو فرمایا کہ یہ تیرے لڑکے ہیں؟ اس نے کہا ہاں! فرمایا یہی ہے کہ تو گمان کرتی ہے یعنی جدائی کا باعث یہی ہے سو قسم ہے اللہ کی البتہ وہ زیادہ تر مشابہ ہیں ساتھ اس کے کوے سے ساتھ کوے کے۔

فائدہ: اور اس کا حاصل یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کا دعویٰ رد کیا بہر حال اول پس اوپر طریق صدق خاوند اس کے اس چیز میں کہ اس نے گمان کیا کہ وہ اس کو جنبش میں لاتا ہے جیسے جنبش میں لایا جاتا ہے کچے چمڑے کو وقت رنگنے کے اور بہر حال دوسرا سو واسطے استدلال کرنے کے اس کے صدق پر اس کے بیٹوں سے جو اس کے ساتھ تھے یعنی اگر وہ نامرد ہوتا تو اس کے یہاں پہلی عورت سے وہ لڑکے کیونکر ہوتے یا وہ ان سے غیرت کرتی تھی کہ وہ اس کی سوکن کے بیٹے تھے اور کہا داؤدی نے احتمال ہے کہ ہو وجہ تشبیہ اس کی ساتھ پھندنے کپڑے کے انکسار اس کا اور یہ کہ وہ حرکت نہیں کرتا اور یہ کہ اس کی شدت سخت نہیں اور احتمال ہے کہ کنایت کی اس نے ساتھ اس کے سستی اس کی سے یا وصف کیا ہو اس کو ساتھ اس کے بہ نسبت پہلے کے کہا اور اسی واسطے مستحب ہے نکاح کرنا کنواری سے اس واسطے کہ وہ سب مردوں کو برابر جانتی ہے برخلاف عورت شوہر دیدہ کے اور یہ جو کہا کہ میں اس کو حرکت دیتا ہوں جیسے کچی کھال کو دباغت کے وقت حرکت دی جاتی ہے تو یہ کنایت بلیغ ہے غایت میں اس سے اس واسطے کہ وہ زیادہ تر واقع ہونے والی ہے نفس میں تصریح کرنے سے اس واسطے کہ جو کھال کو حرکت دیتا ہے وہ محتاج ہوتا ہے طرف قوت بازو کی اور ملازمت طویل کے۔ (فتح)

بَابُ الثِّيَابِ الْبِيْضِ.

باب ہے بیچ بیان سفید کپڑوں کے۔

فائدہ: شاید کہ نہیں ثابت ہوئی نزدیک اس کے کوئی چیز اس کی شرط پر بیچ اس کے صریح سو اکتفا کیا ساتھ اس چیز کے کہ واقع ہوئی دونوں حدیثوں میں جن کو ذکر کیا اور البتہ روایت کی احمد نے اور اصحاب سنن نے سمرہ رضی اللہ عنہ کی

حدیث سے مرفوع کہ لازم پکڑو اپنے اوپر سفید کپڑوں کو اور پہنو ان کو اس واسطے کہ وہ پاکیزہ تر اور ستھرے ہیں اور کفناؤ ان میں اپنے مردوں کو۔ (فتح)

۵۳۷۸ ۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا مِسْعَرٌ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ سَعْدٍ قَالَ رَأَيْتُ بِشِمَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَمِيْنِهٖ رَجُلَيْنِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ يَوْمَ أُحُدٍ مَا رَأَيْتُهُمَا قَبْلُ وَلَا بَعْدُ.

۵۳۷۸۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے جنگ اُحد کے دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں اور بائیں دو مرد دیکھے ان پر سفید کپڑے تھے نہیں دیکھا میں نے ان کو پہلے اور نہ بعد۔

فائدہ: یہ حدیث کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور اس میں نام ہے دونوں مردوں کا کہ ایک جبریل تھے اور ایک میکائیل۔ (فتح)

۵۳۷۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنِ الْحُسَيْنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ يَحْيَى بْنِ يَعْمَرَ حَدَّثَهٗ أَنَّ أَبَا الْأَسْوَدِ الدُّؤَلِيَّ حَدَّثَهٗ أَنَّ أَبَا ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدَّثَهٗ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَيْهِ ثَوْبٌ أَبْيَضُ وَهُوَ نَائِمٌ ثُمَّ أَتَيْتُهٗ وَقَدِ اسْتَيْقَظَ فَقَالَ مَا مِنْ عَبْدٍ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ مَاتَ عَلٰى ذٰلِكَ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قُلْتُ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ قَالَ وَإِنْ زَنٰى وَإِنْ سَرَقَ عَلٰى رَغْمِ أَنْفِ أَبِيْ ذَرٍّ وَكَانَ أَبُوْ ذَرٍّ إِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا قَالَ وَإِنْ رَغِمَ أَنْفُ أَبِيْ ذَرٍّ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ هٰذَا عِنْدَ الْمَوْتِ أَوْ قَبْلَهٗ إِذَا تَابَ

۵۳۷۹۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سوتے تھے اور آپ پر سفید کپڑا تھا پھر میں آپ کے پاس آیا اور البتہ آپ جاگے تھے سو فرمایا کہ کوئی آدمی ایسا نہیں کہ کہے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے یعنی کلمہ توحید پڑھے پھر اس پر مر جائے مگر کہ بہشت میں داخل ہوگا میں نے کہا اور اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو، میں نے کہا اور اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو؟ فرمایا اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو میں نے کہا اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو فرمایا؟ اگرچہ حرام کاری اور چوری کی ہو اگرچہ ابو ذر کی ناک خاک میں ملے اور ابو ذر رضی اللہ عنہ جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو کہتے تھے کہ اگرچہ ابوذر کی ناک خاک میں ملے کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ یہ حکم وقت موت کے ہے یا اس سے پہلے جب کہ توبہ کرے اور نادم ہو اور کہے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے تو اس

وَنَدِمَ وَقَالَ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ غُفِرَ لَهٗ. کے اگلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔

فائدہ: اور غرض اس سے یہ قول ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ پر سفید کپڑا تھا اور یہ حدیث پوری ساتھ شرح اپنی کے کتاب الرقاق میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور فائدہ وصف کرنے کپڑے کا ساتھ اس کے اور قول اس کا کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ سوتے تھے پھر میں آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ جاگتے تھے تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ راوی نے قصے کو یاد رکھا تا کہ دلالت کرے یہ اس کے مضبوط ہونے پر اور یہ جو کہا کہ کہا ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ یہ وقت موت کے ہے یا اس سے پہلے جب کہ توبہ کرے یعنی کفر سے اور نادم ہو مراد شرح اس حدیث کے ہے کہ کوئی آدمی ایسا نہیں کہ لا الہ الا اللہ کہے پھر مر جائے اوپر اس کے مگر کہ داخل ہوگا بہشت میں اور حاصل اس کا جو اشارہ کیا طرف اس کی یہ ہے کہ حدیث محمول ہے اس پر کہ جو اپنے رب کو ایک جانے اور مر جائے اوپر اس کے توبہ کر کے ان گناہوں سے جو اشارہ کیا گیا ہے ان کی طرف حدیث میں اس واسطے کہ وہ وعدہ کیا گیا ہے اس حدیث میں ساتھ دخول بہشت کے ابتداءً اور یہ حکم اللہ کے حقوق میں ہے ساتھ اتفاق اہل سنت کے اور بہر حال حقوق العباد دو شرط ہے پھیر دینا ان کا مالک کو نزدیک اکثر کے اور بعض نے کہا کہ بلکہ وہ مانند اول کی ہے یعنی حقوق اللہ کے اور ثواب دے گا اللہ حق دار کو ساتھ اس چیز کے کہ چاہے اور بہر حال جو متلبس ہو ساتھ اُن گناہوں کے جو مذکور ہیں اور مر جائے بغیر توبہ کے تو ظاہر حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی اس میں داخل ہے یعنی بہشت میں داخل ہوگا لیکن مذہب اہل سنت کا یہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت میں ہے یعنی اللہ چاہے گا تو بخش دے گا اور نہیں چاہے گا تو نہیں بخشے گا اور دلالت کرتی ہے اس پر حدیث عبادہ رضی اللہ عنہ کی جو کتاب الایمان میں گزری کہ اس میں ہے کہ جو اس سے کوئی چیز لائے اور اس کی سزا نہ پائے تو اس کا معاملہ اللہ کی طرف ہے اگر چاہے گا تو اس کو سزا دے گا اور اگر چاہے گا تو اس سے معاف کرے گا اور یہ حدیث مفسر ہے پس مقدم ہوگی مبہم پر اور دونوں حدیثوں میں سے ہر ایک رد کرتی ہے مبتدعین پر خارجیوں اور معتزلیوں سے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ جو کبیرے گناہ کرے اور بغیر توبہ کے مر جائے تو ہمیشہ دوزخ میں رہے گا پناہ دے اللہ ہم کو اس سے ساتھ فضل اور کرم اپنے کے اور نقل کیا ہے ابن تین نے داؤدی سے کہ کلام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا خلاف ظاہر حدیث کے ہے اس واسطے کہ اگر توبہ مشروط ہوتی تو نہ کہتے اگرچہ حرام کاری اور چوری کرے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ وہ داخل ہوگا بہشت میں یا تو ابتدا میں یا اس کے بعد، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَافْتِرَاشِهٖ لِلرِّجَالِ وَقَدْرِ مَا يَجُوْزُ مِنْهُ. باب ہے بیچ بیان پہننے ریشمی کپڑے کے اور بچھانے اس کے واسطے مردوں کے اور اس مقدار کے کہ اس سے جائز ہے

فائدہ: یعنی بعض کپڑوں میں اور تقیید ساتھ مردوں کے خارج کرتی ہے عورتوں کو یعنی عورتوں کا حکم اس کے برخلاف

ہے چنانچہ اس کا بیان مستقل باب میں آئے گا کہا ابن بطال نے کہ اختلاف ہے ریشمی کپڑے میں سو کہا ایک قوم نے کہ حرام ہے اس کا پہننا ہر حال میں یہاں تک کہ عورتوں پر بھی منقول ہے یہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اور تابعین میں سے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ اور ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ سے اور کہا ایک قوم نے کہ جائز ہے پہننا ریشمی کپڑے کا مطلق اور حمل کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو جو وارد ہیں اس کے منع ہونے میں اس شخص پر جو پہنے اس کو از راہِ تکبر کے یا تنزیہ پر میں کہتا ہوں اور یہ دوسرا قول ساقط ہے واسطے ثابت ہونے وعید کے اس کے پہننے پر اور یہ جو عیاض نے کہا کہ حمل کیا ہے بعض نے نہی عام کو کراہت پر نہ تحریم پر سو تعقب کیا ہے اس کا ابن دقیق العید نے سو کہا کہ البتہ کہا قاضی عیاض نے کہ اجماع منعقد ہوا ہے بعد ابن زبیر کے اور اس کے موافقوں کے اوپر حرام ہونے ریشمی کپڑے کے مردوں پر اور مباح ہونے اس کے عورتوں پر سو ثابت کرنا کراہت کے قول کا بغیر تحریم کے یا تو مناقض ہے اس چیز کو کہ نقل کیا ہے اس کو اجماع سے اور یا ثابت ہوگا کہ حکم عام مردوں پر حرام ہونے سے پہلے کراہت تھی پھر منعقد ہوا اجماع اوپر حرام ہونے اس کے مردوں پر اور مباح ہونے اس کے واسطے عورتوں کے اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر منسوخ ہونے کراہت سابقہ کے اور یہ نہایت بعید ہے اور اختلاف ہے ریشمی کپڑے کے حرام ہونے کی علت میں بعض نے کہا کہ وہ فخر اور تکبر ہے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ آسودگی اور زینت کے کپڑے ہیں سو عورتوں کو لائق ہے مردوں کو لائق نہیں اور احتمال ہے تیسری علت کا اور وہ مشابہ ہونا ہے ساتھ مشرکوں کے۔ (فتح)

۵۳۸۰ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عُثْمَانَ النَّهْدِيَّ اَتَانَا كِتَابُ عُمَرَ وَنَحْنُ مَعَ عُتْبَةَ بْنِ فَرْقَدٍ بِاَذْرَبِيْجَانَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنِ الْحَرِيْرِ اِلَّا هٰكَذَا وَاَشَارَ بِاِصْبَعَيْهِ اللَّتَيْنِ تَلِيَانِ الْاِبْهَامَ قَالَ فِيْمَا عَلِمْنَا اَنَّهٗ يَعْنِي الْاَعْلَامَ.

۵۳۸۰۔ حضرت عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ہمارے پاس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نامہ آیا اور ہم عتبہ کے ساتھ تھے آذر بیجان میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ریشمی کپڑے سے مگر اتنا اور اشارہ کیا اپنی دونوں انگلیوں سے جو انگوٹھے کے پاس ہیں جو حاصل ہوا ہمارے علم میں یہ ہے کہ مستثنیٰ نقش ہیں یعنی جو کپڑوں کی گل کاری اور نقش کاری ہوتی ہے۔

۵۳۸۱ ۔ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَاصِمٌ عَنْ اَبِيْ عُثْمَانَ قَالَ كَتَبَ اِلَيْنَا عُمَرُ وَنَحْنُ بِاَذْرَبِيْجَانَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ لُبْسِ

۵۳۸۱۔ حضرت ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خط ہمارے پاس آیا اور ہم آذر بیجان میں تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ریشمی کپڑے سے منع فرمایا مگر اس طرح اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے واسطے اپنی دو انگلیوں کو برابر کھڑا

الْحَرِيْرِ إِلَّا هٰكَذَا وَصَفَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِصْبَعَيْهِ وَرَفَعَ زُهَيْرٌ الْوُسْطٰى وَالسَّبَّابَةَ.

کیا اور اٹھایا زہیر رضی اللہ عنہ نے بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کو۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ نہیں کوشش تیری سے اور نہ کوشش تیرے باپ کی سے اور پیٹ بھر کھلا مسلمانوں کو ان کی جگہ میں جیسے تو پیٹ بھر کھاتا ہے اپنی جگہ میں اور بچ تو آسودگی سے اور مشابہت مشرکوں کی سے اور ریشمی کپڑے کے پہننے سے اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا پس ذکر کی حدیث۔ (فتح)

۵۳۸۲ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنِ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ كُنَّا مَعَ عُتْبَةَ فَكَتَبَ إِلَيْهِ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُلْبَسُ الْحَرِيْرُ فِي الدُّنْيَا إِلَّا لَمْ يُلْبَسْ فِي الْآخِرَةِ مِنْهُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ وَأَشَارَ أَبُو عُثْمَانَ بِإِصْبَعَيْهِ الْمُسَبِّحَةِ وَالْوُسْطٰى.

۵۳۸۲۔ حضرت ابوعثمان رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم عتبہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے سو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو لکھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دنیا میں ریشمی کپڑا پہنے گا وہ آخرت میں اس سے بے نصیب رہے گا اور اشارہ کیا ابوعثمان نے اپنی دو انگلی سے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ اس کے مرد مکلف ہے اور مسلم کی روایت میں ہے کہ نہیں پہنے گا ریشمی کپڑا مگر جس کے واسطے آخرت میں اس سے کچھ چیز نہیں۔ (فتح)

۵۳۸۳ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلٰى قَالَ كَانَ حُذَيْفَةُ بِالْمَدَايِنِ فَاسْتَسْقٰى فَأَتَاهُ دِهْقَانٌ بِمَآءٍ فِي إِنَآءٍ مِّنْ فِضَّةٍ فَرَمَاهُ بِهٖ وَقَالَ إِنِّي لَمْ أَرْمِهٖ إِلَّا أَنِّي نَهَيْتُهٗ فَلَمْ يَنْتَهِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الذَّهَبُ وَالْفِضَّةُ وَالْحَرِيْرُ وَالدِّيْبَاجُ هِيَ لَهُمْ فِي الدُّنْيَا وَلَكُمْ فِي الْآخِرَةِ.

۵۳۸۳۔ حضرت ابن ابی لیلیٰ سے روایت ہے کہ حذیفہ رضی اللہ عنہ مدائن میں تھے سو انہوں نے پانی مانگا تو ایک دہقان چاندی کے برتن میں اس کے پاس پانی لایا تو حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس کو پھینکا اور کہا کہ میں نے اس کو نہیں پھینکا مگر اس واسطے کہ میں نے اس کو منع کیا تھا سو نہ باز رہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا اور چاندی اور ریشم اور دیبا یہ چیزیں کافروں کے واسطے ہیں دنیا میں اور تمہارے واسطے اے مسلمانوں آخرت میں ملیں گی۔

فائدہ: تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو کہتا ہے کہ عورتوں کو ریشمی کپڑے اور دیبا کا پہننا منع ہے اس واسطے کہ

حذیفہ رضی اللہ عنہ نے استدلال کیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ چاندی کے برتن میں پانی پینا حرام ہے اور وہ مردوں اور عورتوں سب پر حرام ہے تو اسی طرح ریشمی کپڑے کا پہننا بھی عورتوں پر حرام ہوگا اور جواب یہ ہے کہ خطاب ساتھ لفظ لکم کے واسطے مذکر کے ہے اور عورتوں کا داخل ہونا اس میں مختلف فیہ ہے اور راجح اہل اصول کے نزدیک یہ ہے کہ عورتیں اس میں داخل نہیں ہیں اور نیز پس ثابت ہو چکی ہے اباحت ریشم اور سونے کی واسطے عورتوں کے کما سیاتی انشاء اللہ تعالیٰ اور نیز پس یہ لفظ مختصر ہے اور پہلے گزر چکی ہے یہ حدیث ساتھ اس لفظ کے کہ نہ پہنو ریشم اور نہ دیبا اور نہ پیو سونے اور چاندی کے برتنوں میں اور خطاب اس میں واسطے مذکر کے ہے اور حکم عورتوں کا آئندہ آئے گا اور یہ جو کہا کہ یہ چیزیں ان کے واسطے ہیں دنیا میں تو تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو قائل ہے کہ کافر نہیں مخاطب ہے ساتھ فروعات احکام کے اور جواب یہ ہے کہ مراد یہ ہے کہ یہ چیزیں نشانی اور علامت ان کے ہیں دنیا میں اور نہیں دلالت کرتا یہ اوپر اجازت کے واسطے ان کے اس میں شرعاً۔ (فتح)

٥٣٨٤ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ شُعْبَةُ فَقُلْتُ أَعَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ شَدِيْدًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا فَلَنْ يَّلْبَسَهُ فِي الْاٰخِرَةِ.

۵۳۸۴۔ حضرت عبدالعزیز رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا شعبہ کہتا ہے میں نے کہا کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے؟ سو کہا اس نے سخت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ جو دنیا میں ریشمی کپڑے پہنے وہ آخرت میں اس کو ہرگز نہیں پہنے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا شدید سو احتمال ہے کہ ہو یہ تقریر واسطے ہونے اس کے مرفوع یعنی یاد رکھا ہے اس نے اس کو سخت یاد رکھنا اور احتمال ہے کہ ہو انکار یعنی جزم کرنا میرا ساتھ مرفوع ہونے اس کے واقع ہوتا ہے مجھ پر سخت اور بعید ہے قول اس کا جو کہتا ہے کہ اس نے سخت آواز اٹھائی۔ (فتح)

٥٣٨٥ - حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَخْطُبُ يَقُوْلُ قَالَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْاٰخِرَةِ.

۵۳۸۵۔ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو دنیا میں ریشم پہنے وہ اس کو آخرت میں نہ پہنے گا۔

فائدہ: یہ حدیث ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مرسل ہے اور مراسیل اصحاب کی جمہور کے نزدیک لائق حجت ہیں جو مرسل حدیثوں کے ساتھ حجت نہیں پکڑتے اس واسطے کہ وہ یا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگی یا اور صحابی سے لیکن پچھلی دونوں

روایتوں سے معلوم ہوا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو حضرت ﷺ سے بواسطہ عمر اٹھایا ہے لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے بعض حدیثیں بالمشافہ بھی روایت کی ہیں۔ (فتح)

۵۳۸۶ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْجَعْدِ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي ذِبْيَانَ خَلِيفَةَ بْنِ كَعْبٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ الزُّبَيْرِ يَقُولُ سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ الْحَرِيرَ فِي الدُّنْيَا لَمْ يَلْبَسْهُ فِي الْآخِرَةِ وَقَالَ أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ يَزِيدَ قَالَتْ مُعَاذَةُ أَخْبَرَتْنِي أُمُّ عَمْرٍو بِنْتُ عَبْدِ اللَّهِ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ الزُّبَيْرِ سَمِعَ عُمَرَ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهُ.

۵۳۸۶۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو ریشمی کپڑا دنیا میں پہنے وہ اس کو آخرت میں نہ پہنے گا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جس نے اس کو آخرت میں نہ پہنا وہ بہشت میں داخل نہیں ہو گا، واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَلِبَاسُهُمْ فِيهَا حَرِيرٌ﴾ اور یہ زیادتی موقوف ہے ابن زبیر رضی اللہ عنہ پر اور اسی طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی آیا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے اگرچہ بہشت میں داخل ہو بہشتی لوگ اس کو پہنیں گے اور وہ اس کو نہیں پہنے گا اور یہ بھی احتمال ہے کہ ہو مدرج اور بر تقدیر اس کے کہ محفوظ ہو تو وہ عام ہے مخصوص ساتھ مکلفین کے مردوں سے واسطے سند اور دلیلوں کے جو دلالت کرتی ہیں کہ عورتوں کو ریشمی کپڑا پہننا جائز ہے اور عنقریب آئے گا اشارہ طرف معنی وعید کی اس میں انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

۵۳۸۷ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ قَالَ سَأَلْتُ عَائِشَةَ عَنِ الْحَرِيرِ فَقَالَتِ ائْتِ ابْنَ عَبَّاسٍ فَسَلْهُ قَالَ فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ سَلِ ابْنَ عُمَرَ قَالَ فَسَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو حَفْصٍ يَعْنِي عُمَرَ بْنَ

۵۳۸۷۔ حضرت عمران رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے ریشمی کپڑے کا حکم پوچھا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھ سو اس نے کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھ سو میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا تو اس نے کہا کہ خبر دی مجھ کو ابو حفص یعنی عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ دنیا میں ریشم وہ پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے، عمران کہتا ہے کہ اس نے سچ

الْخَطَّابِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ الْحَرِيْرَ فِي الدُّنْيَا مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهُ فِي الْآخِرَةِ فَقُلْتُ صَدَقَ وَمَا كَذَبَ أَبُوْ حَفْصٍ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ رَجَآءٍ حَدَّثَنَا حَرْبٌ عَنْ يَّحْيٰى حَدَّثَنِيْ عِمْرَانُ وَقَصَّ الْحَدِيْثَ.

کہا اور نہیں جھوٹ بولا ابو حفص رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر کہا عبداللہ بن رجاء نے حدیث بیان کی ہم سے حرب نے یحییٰ سے اس نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے عمران نے اور بیان کیا حدیث کو۔

فائدہ: اور مراد بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی ساتھ اس روایت کی تصریح یحییٰ کی ہے ساتھ تحدیث عمران کے واسطے اس کے ساتھ اس حدیث کے اور ان حدیثوں میں بیان واضح ہے واسطے اس کے جس نے کہا کہ حرام ہے پہننا ریشم کا مردوں پر واسطے وعید مذکور کے اور البتہ پہلے گزر چکی ہے شرح اس کی بیچ کتاب الاشربہ کے اس واسطے کہ حکم اس میں واحد ہے اور وہ نفی پہننے کی اور نفی پینے سے آخرت میں اور بہشت میں اور حاصل اعدل اقوال کا یہ ہے کہ فعل مذکور تقاضا کرتا ہے عقوبت مذکورہ کو اور کبھی مخالف ہوتا ہے واسطے مانع کے مانند توبہ کی اور نیکیوں کی جو اس کے ہم وزن ہوں اور مصیبتوں کی جو گناہوں کو اتارتی ہیں اور مانند دعا ولد کے ساتھ شرطوں کے اور اسی طرح شفاعت اس شخص کی کہ اجازت دی جائے اس کو ساتھ شفاعت کے اور عام تر ہے اس سے عفو ارحم الراحمین کی اور اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو جائز رکھتا ہے پہننا ریشمی نقش کا جب کہ کپڑے میں ہو اور خاص کیا ہے اس کو ساتھ قدر مذکور کے اور وہ بقدر چار انگلیوں کے ہے اور یہ صحیح تر ہے نزدیک شافعیہ کے اور اس میں حجت ہے اوپر اس کے کہ جو جائز رکھتا ہے نقش کو کپڑے میں مطلق اگرچہ چار انگلی سے زیادہ ہو اور یہ منقول ہے بعض مالکیہ سے اور نیز اس میں حجت ہے اس پر جو کہتا ہے کہ ریشمی نقش مطلق منع ہے اور وہ ثابت ہے حسن اور ابن سیرین وغیرہ سے لیکن احتمال ہے کہ منع کیا ہو انہوں نے اس کو بطور پرہیز گاری کے نہیں تو حدیث حجت ہے اوپر ان کے سو شاید کہ یہ حدیث ان کو نہیں پہنچی کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اسی طرح منقول ہے مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اور یہ مذہب مردود ہے اور اسی طرح مذہب اس کا جو جائز رکھتا ہے اس کو بغیر تقدیر کے، واللہ اعلم اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز پہننے کپڑے مطرز کے اور وہ کپڑا وہ ہے کہ کیا گیا ہو اس پر لوٹہہ حریر کا مرکب اور اسی طرح پہننے مطرف کے اور وہ کپڑا وہ ہے جس کے کناروں میں ریشم ہو ساتھ تقدیر مذکور کے اور کبھی ہوتی ہے قطریز نفس کپڑے میں بعد بننے کے اور اس میں احتمال ہے کہ اس کی طرف اشارہ آئے گا اور نیز استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اوپر جواز پہننے کپڑے کے کہ جس میں ریشم ملا ہو بقدر نقش کے برابر ہے کہ وہ مقدار مجموع ہو یا جدا جدا اور یہ قوی ہے وسیاتی بحثہ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ مَسِّ الْحَرِيْرِ مِنْ غَيْرِ لُبْسٍ وَيُرْوٰى فِيْهِ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ریشمی کپڑے کو ہاتھ لگانا بغیر پہننے کے اور روایت کی گئی ہے اس میں زبیدی سے اس نے زہری سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ذکر کیا مزی نے اطراف میں کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی ساتھ اس کے وہ حدیث ہے جو انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر ریشمی چادر دیکھی اور حالانکہ بخاری رحمہ اللہ کی مراد یہ نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مراد بخاری رحمہ اللہ کی وہ حدیث ہے جو طبرانی نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک جوڑا ریشمی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ بھیجا گیا سو لوگوں نے اس کو ہاتھ سے چھونا شروع کیا تعجب کرتے تھے اس سے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جوڑا تم کو خوش لگتا ہے قسم ہے اللہ کی البتہ سعد رضی اللہ عنہ کا رومال بہشت میں اس سے بہتر ہے اور نیز اگر مراد بخاری رحمہ اللہ کی پہلی حدیث ہوتی تو البتہ جزم کرتا ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ صحیح ہے نزدیک اس کے اس کی شرط پر۔ (فتح)

٥٣٨٨ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُوْسٰى عَنْ إِسْرَآئِيْلَ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أُهْدِيَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَوْبُ حَرِيْرٍ فَجَعَلْنَا نَلْمُسُهُ وَنَتَعَجَّبُ مِنْهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَعْجَبُوْنَ مِنْ هٰذَا قُلْنَا نَعَمْ قَالَ مَنَادِيْلُ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا.

٥٣٨٨۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ریشمی کپڑا تحفہ بھیجا گیا سو شروع کیا ہم نے اس کو چھوتے تھے اور اس سے تعجب کرتے تھے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم اس جوڑے کی عمدگی سے تعجب کرتے ہو البتہ سعد رضی اللہ عنہ کے رومال بہشت میں اس سے بہتر ہیں۔

فائدہ: یعنی دنیا کا نفیس اسباب اس لائق نہیں کہ اس کی خواہش کی جائے آخرت کی عمدگی طلب کرو اس واسطے کہ جب بہشت کا رومال دنیا کے جوڑے سے عمدہ ٹھہرا تو وہاں کے جوڑے کو اللہ ہی جانے کہ کیسا عمدہ ہو گا یعنی وہ بطریق اولیٰ عمدہ ہو گا کہا ابن بطال نے کہ ریشم کا پہننا جو حرام ہے تو یہ اس کی عین ذات کی نجاست کے سبب سے نہیں بلکہ اس واسطے کہ وہ پرہیز گاروں کا لباس نہیں ہے اور اس کی ذات باوجود اس کے پاک ہے سو جائز ہے ہاتھ لگانا اس کو اور بیچنا اس کا اور نفع اٹھانا اس کی قیمت سے۔ (فتح)

بَابُ افْتِرَاشِ الْحَرِيْرِ.

باب ہے بیچ بچھانے ریشمی کپڑے کے یعنی بیچ بیان کرنے حکم اس کے حلال ہونے اور حرام ہونے سے۔

وَقَالَ عَبِيْدَةُ هُوَ كَلُبْسِهِ.

یعنی اور کہا ابو عبید نے کہ بچھانا ریشم کا مانند پہننے اس کے ہے۔

۵۳۸۹ ۔ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ أَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ أَبِيْ لَيْلٰى عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَشْرَبَ فِيْ آنِيَةِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَأَنْ نَأْكُلَ فِيْهَا وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَأَنْ نَجْلِسَ عَلَيْهِ.

۵۳۸۹۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو منع فرمایا سونے چاندی کے برتنوں میں کھانے پینے سے اور ریشمی کپڑے اور دیبا کے پہننے سے اور اس پر بیٹھنے سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس پر بیٹھنے سے تو یہ حجت قوی ہے واسطے اس کے جو ریشمی کپڑے پر بیٹھنے سے منع کرتا ہے اور یہ قول جمہور کا ہے برخلاف ابن ماجشون اور کوفیوں کے اور جواب دیا ہے بعض حنفیوں نے ساتھ اس کے کہ لفظ نہی کا نہیں صریح ہے تحریم میں اور کہا بعض نے احتمال ہے کہ وارد ہوئی ہو نہی مجموع پہننے اور بیٹھنے کے سے نہ صرف بیٹھنے سے اور یہ رد کرتا ہے ابن بطال پر کہ اس نے دعویٰ کیا ہے کہ حدیث نص ہے بیچ حرام ہونے بیٹھنے کے اوپر اس کے اس واسطے کہ نہیں ہے وہ نص بلکہ وہ ظاہر ہے اور البتہ روایت کی ہے ابن وہب نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ البتہ بیٹھنا میرا چنگاڑی پر مجھ کو محبوب تر ہے ریشمی کپڑے پر بیٹھنے سے اور دائر کیا ہے بعض حنفیہ نے جواز اور منع کو پہننے پر واسطے صحیح ہونے حدیثوں کے بیچ اس کے اور کہا انہوں نے کہ بیٹھنا نہیں داخل ہے پہننے میں یعنی اس کو پہننا نہیں کہتے اور حجت پکڑی ہے جمہور نے ساتھ حدیث انس رضی اللہ عنہ کے سو میں کھڑا ہوا اپنی چٹائی کی طرف جو سیاہ ہوگئی تھی بہت زمانہ پڑے رہنے کے سبب سے اور اس واسطے کہ پہننا ہر چیز کا موافق اس کے ہے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ منع ہے عورتوں کو بچھانا ریشم کا اور یہ ضعیف ہے اس واسطے کہ خطاب مردوں کا نہیں شامل ہے عورتوں کو راجح مذہب پر اور شاید جو منع کے ساتھ قائل ہے تمسک کیا ہے اس نے اس میں ساتھ قیاس کرنے کے اس پر کہ ان کو سونے کے برتنوں کا استعمال کرنا جائز نہیں باوجود اس کے کہ ان کو سونے کا زیور پہننا جائز ہے سو اسی طرح ان کو ریشمی کپڑے کا پہننا بھی جائز ہوگا اور منع کی جائیں اس کے استعمال سے اور اس وجہ کو صحیح کہا ہے رافعی نے اور صحیح کہا ہے نووی رحمہ اللہ نے جواز کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ منع ہے مرد کو بچھانا ریشمی کپڑے کا ساتھ عورت اپنی کے اس کے بچھونے پر اور وجہ بیان کی ہے اس کی جو جائز رکھتا ہے اس کو مالکیہ سے کہ عورت بستر ہے مرد کا سو جس طرح کہ جائز ہے واسطے مرد کے کہ اس کو اپنا بستر بنا دے اور حالانکہ اس پر زیور ہو سونے اور ریشم کا تو اسی طرح جائز ہے واسطے اس کے یہ کہ بیٹھے اور سوئے ساتھ اس کے اس کے بستر پر جو مباح ہے واسطے اس کے۔

تنبیہ: وہ چیز کہ منع ہے بیٹھنا اس پر اس کے وہ کپڑا وہی ہے کہ بنایا گیا ہو خالص ریشم سے یا اس میں ریشم سوت سے زیادہ ہو کما سبق تقریرہ۔ (فتح)

بَابُ لُبُسِ الْقَسِّيِّ. باب ہے بیچ بیان پہننے قسی کے۔

فائدہ: قسی ایک قسم ریشمی کپڑے کی ہے جو منسوب ہے طرف قس کے کہ ایک شہر ہے مصر کے شہروں سے۔ (فتح) اور کہا بعض شارحین نے کہ وہ ایک قسم کپڑے کی ہے کہ اس میں خطوط ریشمی ہوتے ہیں اور کہا ابن ملک نے کہ نہی اس سے جب ہے کہ ہو ریشمی یعنی کل ریشمی ہو یا بانا اس کا ریشمی ہو پس نہی تحریم کے لیے ہوگی اور کہا طیبی نے کہ وہ کپڑا کتان کا ہوتا ہے ملا ہوا ساتھ ریشم کے۔

وَقَالَ عَاصِمٌ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ قُلْتُ لِعَلِيٍّ مَا الْقَسِّيَّةُ قَالَ ثِيَابٌ أَتَتْنَا مِنَ الشَّامِ أَوْ مِنْ مِّصْرَ مُضَلَّعَةٌ فِيهَا حَرِيرٌ وَّفِيهَا أَمْثَالُ الْأُتْرُنْجِ وَالْمِيثَرَةُ كَانَتِ النِّسَآءُ تَصْنَعُهُ لِبُعُولَتِهِنَّ مِثْلَ الْقَطَآئِفِ يُصَفِّرْنَهَا وَقَالَ جَرِيرٌ عَنْ يَّزِيدَ فِي حَدِيثِهِ الْقَسِّيَّةُ ثِيَابٌ مُّضَلَّعَةٌ يُجَآءُ بِهَا مِنْ مِّصْرَ فِيهَا الْحَرِيرُ وَالْمِيثَرَةُ جُلُودُ السِّبَاعِ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ عَاصِمٌ أَكْثَرُ وَأَصَحُّ فِي الْمِيثَرَةِ.

اور کہا عاصم نے ابو بردہ رضی اللہ عنہ سے کہ ہم نے علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کیا ہے قسی؟ انہوں نے کہا کہ کپڑے ہیں کہ آئے ہمارے پاس شام سے یا مصر سے یہ راوی کا شک ہے اس میں خطوط ریشمی ہیں عریض مانند اضلاع کے ان میں سے مثل میٹھے لیمو کی اور میثرہ ایک قسم کپڑے کی ہے کہ عورتیں اس کو اپنے خاوندوں کے واسطے بناتی تھیں مانند پھندنے والی چادروں کے یعنی بناتی تھیں اس کو مانند صفت کی اور کہا جریر نے یزید سے اس کی حدیث میں کہ قسی ایک قسم کے کپڑے ہیں ضلع دار کہ لائے جاتے ہیں مصر سے ان میں ریشم ہوتا ہے اور میثرہ چمڑہ ہے درندے چوپایوں کا۔

فائدہ: اور حکایت کی ہے منذری نے کہ مراد ساتھ مضلع کے وہ کپڑا ہے کہ کچھ بنا ہوا ہو اور کچھ نہ بنا ہوا ہو اور یہ جو کہا کہ اس میں ریشم ہوتا ہے تو یہ مشعر ہے کہ وہ خالص ریشم نہیں ہوتا اور حکایت کی ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے علماء سے کہ وہ کپڑے ہیں کہ ان میں سے ریشم ملا ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ خز سے اور وہ ناقص ریشم ہے اور یہ جو کہا کہ ان میں بوٹے ہوتے ہیں مانند میٹھے لیمو کی یعنی جو خطوط کہ ان میں ہوتے ہیں غلیظ ہوتے ہیں اور معوج اور میثرہ کے اصل معنی ہیں بستر اور اس کی تفسیر میں چار قول ہیں کہا زبیدی نے کہ میثرہ ایک تکیہ ہے مانند زین کی اور کہا طبری رحمۃ اللہ علیہ نے میثرہ ایک بستر ہے کہ رکھا جاتا ہے گھوڑے کی زین پر یا اونٹ کے پالان پر عورتیں اس کو اپنے خاوندوں کے واسطے بناتی ہیں سرخ کپڑے سے اور دیبا سے اور تھے مراکب عجم کے اور بعض نے کہا کہ وہ پردے ہیں زین کے ریشم سے اور

بعض نے کہا کہ وہ دیبا کی زین ہے اور یہ جو کہا کہ میثرہ درندوں کے چمڑے کو کہتے ہیں تو کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ تفسیر باطل ہے مخالف ہے واسطے اس چیز کے جس پر اہل حدیث کا اتفاق ہے میں کہتا ہوں وہ باطل نہیں بلکہ ممکن ہے توجیہ اس کی اور وہ یہ ہے جب کہ ہو میثرہ بستر بنایا گیا چمڑے سے پھر بھرا گیا اور نہی اس وقت یا تو اس واسطے ہے کہ وہ کافروں کا لباس ہے یا اس واسطے کہ نہیں عمل کرتا اس میں ذبح کرنا یا اس واسطے کہ وہ غالبا ذبح نہیں کیا جاتا سو ہوگی اس میں حجت واسطے اس کے جو منع کرتا ہے اس کے پہننے کو اگرچہ رنگا گیا ہو لیکن جمہور اس کے برخلاف ہیں اور یہ کہ چمڑہ دباغت سے پاک ہو جاتا ہے اور نیز بالوں میں بھی اختلاف ہے کہ کیا دباغت سے پاک ہو جاتے ہیں یا نہیں لیکن غالب یہ ہے کہ زین پوش پر بال نہیں ہوتے اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی سوار ہونے سے چیتے کے چمڑے پر روایت کیا ہے اس کو نسائی نے مقدام رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور یہ تائید کرتی ہے تفسیر مذکور کو اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ساتھ ہوتے فرشتے ان رفیقوں کے جن کے ساتھ چیتے کا چمڑہ ہو۔ (فتح)

۵۳۹۰ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ أَبِي الشَّعْثَاءِ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ وَالْقَسِّيِّ.

۵۳۹۰۔ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو زین پوش سرخ اور قسی سے منع فرمایا کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ قول عاصم کا اکثر اور اصح ہے میثرہ میں یعنی روایت عاصم کی بیچ تفسیر میثرہ کے اکثر ہے از روئے طریقوں کے اور اصح ہے یزید کی روایت سے۔

فائدہ: علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں میاثر مطلق ہے اور براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مقید ہے ساتھ سرخ کے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسی کے پہننے سے منع فرمایا تو اس سے استدلال کیا گیا ہے اوپر منع ہونے اس کپڑے کے کہ ملا ہوا ہو اس میں ریشم واسطے تفسیر قسی کے ساتھ اس کے کہ قسی وہ کپڑا ہے جس میں ریشم اور سوت ملا ہوا ہو اور تائید کرتا ہے اس کی عطف حریر کا قسی پر براء رضی اللہ عنہ کی حدیث میں لیکن جو ظاہر ہوتا ہے سیاق طرق حدیث سے بیچ تفسیر قسی کے کہ وہ کپڑا وہ ہے جس میں ریشم ملا ہوا ہو نہ یہ کہ وہ صرف ریشم ہے بنا بر اس کے پس حرام ہوگا پہننا اس کپڑے کا جس میں ریشم ملا ہوا ہو اور یہ قول بعض اصحاب کا ہے مانند ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اور بعض تابعین کا مانند ابن سیرین رحمہ اللہ کے لیکن جائز ہے نزدیک جمہور کے پہننا اس کپڑے کا جس میں ریشم ملا ہوا ہو جب کہ اس میں سوت زیادہ ہو اور عمدہ دلیل ان کی اس میں وہ چیز ہے جو گزر چکی ہے تفسیر حلہ سیراء کے سے اور جو جوڑا گیا ہے طرف اس کی رخصت نقش کی سے کپڑے میں جب کہ ہو نقش ریشم سے جیسے کہ گزر چکی ہے تقریر اس کی ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہا ابن دقیق العید نے کہ وہ قیاس ہے بیچ معنی اصل کے لیکن نہیں لازم آتا ہے اس کے جائز ہونے سے جائز ہونا ہر کپڑے کا کہ اس میں ریشم ملا ہوا ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ جائز اس سے وہ چیز ہے کہ ہو مجموع ریشم کا اس میں بقدر چار انگلیوں کے اگر ہو جدا ہوا یہ

نسبت تمام کپڑے کے سو ہوگا منع ریشم کے پہننے سے شامل خالص کو اور ملے ہوئے کو اور بعد استثناء کے قصر کیا جائے گا اوپر اس قدر کے کہ مستثنیٰ ہے اس سے اور وہ بقدر چار انگلی کے ہے جب کہ ہو جدا جدا اور ملحق ہے ساتھ اس کے معنی میں وہ کپڑا کہ اس میں ریشم ملا ہوا ہو کہا اور گنجائش نکالی ہے اس میں شافعیہ نے اور واسطے ان کے اس میں دو طریق ہیں ایک اعتبار کرنا وزن کا ہے سو اگر ریشم کا وزن کم تر ہو تو حرام نہیں اور اگر اکثر ہو تو حرام ہے اور اگر دونوں برابر ہوں تو دو وجہیں ہیں اور یہ طریق راجح ہے نزدیک ان کے اور دوسرا طریق یہ ہے کہ اعتبار قلت اور کثرت کا ساتھ ظاہر ہونے کے ہے اور اس کو اختیار کیا ہے قفال نے اور نزدیک مالکیہ کے مخلوط میں کئی قول ہیں تیسرا قول کراہت ہے اور بعض نے فرق کیا ہے درمیان خز اور مختلط کے یعنی جس میں روئی ملی ہوئی ہو یا مانند اس کی سو جائز رکھا ہے اس نے خز کو اور منع کیا ہے دوسرے کو اور یہ مبنی ہے اوپر تفسیر خز کے اور بعض تفسیروں میں پہلے گزرا کہ قسی وہی ہے خز سو جو کہتا ہے کہ وہ ردی ریشم ہے سو وہی ہے جس پر قول مذکور مبنی ہے اور جو کہتا ہے کہ وہ کپڑا وہ ہے کہ ہو ریشم سے پس ملایا جائے ساتھ ریشم کے تو نہیں باوجہ ہوگی تفصیل مذکور اور نیز حجت پکڑی ہے اس نے جو جائز رکھتا ہے پہننا اس کپڑے کا جس میں ریشم اور سوت ملا ہوا ہو ساتھ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کپڑے کے پہننے سے کہ صرف ریشم ہو اور بہر حال علم یعنی بطور دھاری کے کہ ریشم ہو اور تانا کپڑے کا کہ ریشم ہو سو نہیں مضائقہ ہے اس کا روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے ساتھ سند حسن کے اور واسطے طبرانی کے ہے تیسرے طریق سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا صرف ریشم سے اور بہر حال جو کپڑا کہ ہو تانا اس کا روئی سے یا السی سے تو نہیں ہے کوئی ڈر ساتھ اس کے اور نیز استدلال کیا ہے ابن عربی نے واسطے جواز کے ساتھ اس کے کہ نہی ریشمی کپڑے سے حقیقۃً خالص میں ہے اور روئی میں اور مانند اس کی میں صریح ہے سو جب روئی اور ریشم دونوں ملائی جائیں اس طور سے کہ نہ نام رکھا جائے اس کا ریشم اور نہ شامل اس کو علت نہی کی تو خارج ہوگا ممنوع سے پس جائز ہوگا اور البتہ ثابت ہو چکا ہے پہننا خز کا ایک جماعت اصحاب وغیرہم سے کہا ابوداؤد نے کہ پہنا ہے اس کو بیس اصحاب نے اور روایت کیا ہے اس کو ابن ابی شیبہ نے ایک جماعت اصحاب اور ایک گروہ تابعین سے اور اعلیٰ تر چیز جو اس باب میں وارد ہوئی ہے وہ حدیث ہے کہ روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد وغیرہ نے عبداللہ بن سعد کے طریق سے اس نے روایت کی اپنے باپ سے کہ میں نے ایک مرد کو خچر پر دیکھا اور اس کے سر پر خز کا عمامہ تھا سیاہ اور وہ کہتا تھا کہ یہ مجھ کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پہنایا ہے اور روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے عمار بن ابی عمار کے طریق سے کہ مروان کے پاس خز کے کپڑے آئے سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کو پہنائے اور صحیح تر خز کی تفسیر یہ ہے کہ وہ کپڑا ہے کہ اس کا تانا ریشم سے ہوتا ہے اور بانا سوت وغیرہ سے اور بعض نے کہا کہ ریشم اور صوف وغیرہ سے ملا کر بنا جاتا ہے اور بعض نے کہا کہ اصل اس کا نام چوپائے کا ہے کہ اس کو خز کہتے ہیں اور جو کپڑا کہ اس کے پشم سے بنائے جائے اس کو بھی خز کہا جاتا ہے واسطے نرم ہونے اس کے کی پھر بولا

گیا ہر کپڑے پر کہ اس میں ریشم ملا ہوا ہو خز واسطے نرم ہونے ریشم کے بنا بر اس کے پس نہیں صحیح ہے استدلال ساتھ پہننے اس کے کی اوپر پہننے اس کے کہ اس میں ریشم اور سوت ملا ہوا ہو جب تک کہ نہ ثابت ہو یہ کہ جو خز کہ سلف نے پہنا ہے اس میں ریشم اور سوت ملا ہوا ہو، واللہ اعلم اور جائز رکھا ہے حنفیہ اور حنابلہ نے پہننا خز کا جب تک کہ نہ ہو اس میں شہرت اور مالک رحمہ اللہ سے کراہت ہے اور یہ سب اختلاف خز میں ہے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُرَخَّصُ لِلرِّجَالِ مِنَ الْحَرِيْرِ لِلْحِكَّةِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ جائز ہے واسطے مردوں کے ریشم سے واسطے خارش کے۔

فائدہ: اور ذکر کرنا حکہ کا واسطے مثال کے ہے نہ واسطے قید کے اور البتہ باب باندھا ہے اس نے جہاد میں الحریر الحرب۔

٥٣٩١ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ رَخَّصَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِلزُّبَيْرِ وَعَبْدِ الرَّحْمٰنِ فِي لُبْسِ الْحَرِيْرِ لِحِكَّةٍ بِهِمَا.

٥٣٩١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زبیر رضی اللہ عنہ اور عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کو ریشم کے پہننے کی اجازت دی خارش کے سبب سے کہ ان کو تھی۔

فائدہ: اور وہ خارش ان کو جوؤں کے سبب سے پیدا ہوئی تھی کہا طبری نے کہ اس میں دلالت ہے اس پر کہ نہیں داخل ہے بیچ نہی کے ریشم کے پہننے سے وہ شخص کہ ہو اس کو بیماری کہ تخفیف کرے اس میں پہننا ریشم کا اور ملحق ہے ساتھ اس کے وہ کپڑا جو بچائے گرمی یا سردی سے جہاں اس کے سوائے اور کوئی کپڑا نہ پایا جائے اور خاص کیا ہے اس کو شافعیہ نے ساتھ سفر کے سوائے حضر کے اور خاص کیا ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے باوجود اس کے ساتھ خارش کے اور نقل کیا ہے اس کو رافعی نے جوؤں میں بھی۔ (فتح)

بَابُ الْحَرِيْرِ لِلنِّسَآءِ.

عورتوں کو ریشم پہننا جائز ہے۔

فائدہ: شاید کہ نہیں ثابت ہوئی ہیں نزدیک اس کے دونوں حدیثیں جو مشہور ہیں بیچ تخصیص نہی کے ساتھ مردوں کے صریح سو کفایت کی اس نے ساتھ اس چیز کے کہ دلالت کرے اوپر اس کے اور البتہ روایت کی ہے احمد رحمہ اللہ اور اصحاب سنن نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے اور ریشم کو لیا سو فرمایا کہ یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور میری امت کی عورتوں پر حلال ہیں اور روایت کی احمد اور طحاوی نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سونا اور ریشم حرام ہیں میری امت کے مردوں پر اور حلال ہیں میری امت کی عورتوں پر کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ اگر ہم کہیں کہ تخصیص نہی کی واسطے مردوں کے کسی حکمت کے واسطے ہے تو جو ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے معلوم کیا کہ عورتوں کو زینت کرنے سے صبر کم ہے سو مہربانی کی ساتھ ان کے اس کے مباح کرنے میں اور نیز اس واسطے کہ زینت کرنا ان کا غالبا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واسطے خاوندوں کے ہے اور البتہ وارد ہو چکا ہے کہ

زوجیت کا سنوارنا ایمان سے ہے اور اس سے استنباط کیا جاتا ہے کہ نہیں لائق ہے نر کو کہ مبالغہ کرے بیچ استعمال کرنے زینت دار چیزوں کے اس واسطے کہ یہ عورتوں کی صفات سے ہے۔ (فتح)

۵۳۹۲ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَسَانِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُلَّةً سِيَرَآءَ فَخَرَجْتُ فِيْهَا فَرَأَيْتُ الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ فَشَقَّقْتُهَا بَيْنَ نِسَآئِيْ.

۵۳۹۲۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو ریشمی جوڑا پہنایا سو میں اس کو پہن کر نکلا تو میں نے حضرت ﷺ کے چہرے میں اثر غضب کا دیکھا سو میں نے اس کو پھاڑ کر اپنی عورتوں میں تقسیم کیا۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اکیدر رومہ کے بادشاہ نے حضرت ﷺ کو ریشمی کپڑا ہدیہ بھیجا حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کو دیا اور حلہ کہتے ہیں تہہ بند اور چادر کو اور زیادہ کیا اس میں ابن اثیر نے جب کہ دونوں ایک جنس سے ہوں اور کہا ابن سیدہ نے محکم میں کہ حلہ چادر ہے یا غیر اس کا اور کہا عیاض نے کہ حلہ دو کپڑوں کو کہتے ہیں جب کہ نئے ہوں اور بعض نے کہا ہے نہیں ہوتے دو کپڑے حلہ مگر جب کہ ایک دوسرے کے اوپر پہنا جائے اور پہلے معنی مشہور تر ہیں اور کہا اصمعی نے کہ وہ کپڑے ہیں کہ ان میں خطوط ریشمی ہوتے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کہا گیا اس کو میرا واسطے نشان ہونے خطوط کے بیچ ان کے اور بعض نے کہا کہ ان میں خطوط ہوتے ہیں مختلف رنگوں کے دراز اور بعض نے کہا کہ وہ ایک قسم ہے یمن کی چادروں سے اور یہ جو کہا کہ میں اس کو پہن کر نکلا تو ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس جوڑے کو تیرے پاس اس واسطے نہیں بھیجا کہ تو اس کو پہنے میں نے تو اس کو صرف اس واسطے بھیجا تھا کہ تا کہ تو اس کو پھاڑ کر عورتوں کی اوڑھنیاں بنا دے اور مراد عورتوں سے چار فاطمہ ہیں ایک فاطمہ حضرت ﷺ کی بیٹی دوسری فاطمہ علی رضی اللہ عنہ کی والدہ تیسری فاطمہ حمزہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی چوتھی فاطمہ عقیل رضی اللہ عنہ کی عورت اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اوپر جواز تاخیر بیان کے وقت خطاب سے اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے علی رضی اللہ عنہ کی طرف جوڑا بھیجا سو بنا کی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ظاہر بھیجنے پر سو نفع اٹھایا اس کے ساتھ ساتھ پہننے اس کے سو حضرت ﷺ نے ان کے واسطے بیان فرمایا کہ اس کا پہننا جائز نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بھیجا اس کو ان کی طرف تا کہ غیر کو دیں جس کے واسطے مباح ہے اور یہ سب اس وقت ہے جب کہ واقع ہوا ہو قصہ بعد نہی مردوں کے پہننے ریشم کے سے۔ (فتح)

٥٣٩٣ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ قَالَ حَدَّثَنِيْ جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَاٰى حُلَّةَ سِيَرَآءَ تُبَاعُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوِ ابْتَعْتَهَا تَلْبَسُهَا لِلْوَفْدِ إِذَا أَتَوْكَ وَالْجُمُعَةِ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ وَأَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْدَ ذٰلِكَ إِلٰى عُمَرَ حُلَّةَ سِيَرَآءَ حَرِيْرٍ كَسَاهَا إِيَّاهُ فَقَالَ عُمَرُ كَسَوْتَنِيْهَا وَقَدْ سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ فِيْهَا مَا قُلْتَ فَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُ إِلَيْكَ لِتَبِيْعَهَا أَوْ تَكْسُوَهَا.

٥٣٩٣ - حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ریشمی جوڑا بازار میں بکتے دیکھا سو فرمایا کہ اگر آپ اس کو خریدیں اور ایلچیوں کے واسطے پہنیں جب کہ آپ کے پاس آئیں اور جمعہ کے دن تو خوب ہو؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو وہی شخص پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے اور یہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد ایک جوڑا ریشمی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور اس کو پہنایا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے مجھ کو یہ جوڑا پہنایا اور حالانکہ میں نے آپ سے سنا اس کے حق میں فرماتے تھے جو فرمایا یعنی آپ نے تو ریشمی کپڑے کو حرام فرمایا تھا پھر مجھ کو کیوں بھیجا؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تو اس کو تیرے پاس بھیجا تھا کہ تو اس کو بیچ کر اس کی قیمت سے فائدہ اٹھائے یا کسی کو پہنا دے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس کو پہنایا تو یہ اس طرح مطلق بولا ہے اور یہ باعتبار اس چیز کے ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سمجھا نہیں تو ظاہر ہوا ہے باقی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں بھیجا تھا کہ اس کو پہنیں یا مراد پہنانے سے یہ ہے کہ اس کو دیا جو صلاحیت رکھتا ہے اس کی کہ ہو لباس اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوڑا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھیجا اور ایک جوڑا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو بھیجا اور ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اور معلوم ہو گئی ساتھ اس کے جہت صلہ کی جو اول علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مذکور ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے وہ جوڑا اپنے بھائی کو مکے میں بھیجا جو مشرک تھا اور وجہ داخل کرنے اس حدیث کے کی بیچ باب الحریر للنساء کے لی جاتی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو فرمایا تا کہ تو اس کو بیچ کر فائدہ اٹھائے یا کسی کو پہنا دے اس واسطے کہ جب ریشمی کپڑے کا پہننا مردوں پر حرام ہوا تو نہیں فرق ہے درمیان عمر رضی اللہ عنہ کے اور اس کے غیر کے مردوں سے بیچ اس کے پس بند ہو گی اجازت بیچ عورتوں کے اور یہ جو کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کو پہنایا تو نہیں مشکل ہے یہ اس پر نزدیک اس کے جو دیکھتا ہے کہ کافر مخاطب ہے ساتھ فروع کے اور ہو گا بھیجنا عمر رضی اللہ عنہ کا جوڑے کو طرف بھائی اپنے کی تا کہ بیچ ڈالے اس کو یا پہنا دے کسی عورت کو اور جو دیکھتا ہے کہ کافر غیر مخاطب ہے تو ممکن ہے کہ خلاصی پائے اس اشکال سے ساتھ تمسک کرنے کے اس سے کہ عورتیں داخل ہیں بیچ عموم قول اس کے کی یا پہنائے اس کو یعنی یا واسطے عورت کے یا واسطے کافر کے بقرینہ قول اس کے کی اس کو تو وہی پہنتا ہے جس کو آخرت

میں حصہ نہیں یعنی مردوں سے پھر ظاہر ہوئی واسطے میرے وجہ اور وہ یہ ہے کہ اشارہ کیا ہے اس نے اس چیز کی طرف کہ حدیث مذکور کے بعض طریقوں میں وارد ہوئی ہے سو روایت کیا ہے حدیث مذکور کو طحاوی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عطارد پر ریشمی جوڑا دیکھا سو اس کو مکروہ جانا پھر وہ عمر رضی اللہ عنہ کو پہنایا، الحدیث اور اس حدیث میں ہے کہ میں نے تجھ کو اس واسطے نہیں دیا کہ تو اس کو پہنے اور میں نے تو تجھ کو اس واسطے دیا تھا کہ تو عورتوں کو پہنا دے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے عورت کو پہننا خالص ریشم کا بنا بر اس کے کہ حلہ سیراء اس کو کہتے ہیں جو خالص ریشم سے ہو کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ قول اہل علم کا ہے اور اہل لغت کہتے ہیں کہ حلہ سیراء وہ کپڑا ہے جس میں سوت اور ریشم ملا ہوا ہو اور پہلا قول معتمد ہے پھر بیان کی حدیث مثل حدیث باب کی اور اس میں ہے کہ ریشمی جوڑا کہا ابن بطال نے کہ حدیث کے طریقے دلالت کرتے ہیں اس پر کہ حلہ مذکور خالص ریشم سے تھا پھر ذکر کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ کہا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یا حضرت! میں عطارد پر گزرا کہ ایک حلہ ریشمی بیچتا ہے، الحدیث اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ الفاظ دلالت کرتے ہیں کہ حلہ مذکور خالص ریشمی تھا میں کہتا ہوں جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ سیراء کبھی خالص ریشم سے ہوتا ہے اور کبھی خالص ریشم نہیں ہوتا سو جو عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں مذکور ہے اس کے ساتھ تصریح آ چکی ہے کہ وہ خالص ریشم تھا اسی واسطے واقع ہوا ہے اس کی حدیث میں کہ اس کو تو وہی پہنتا ہے جو آخرت میں بے نصیب ہے اور جس کا ذکر علی رضی اللہ عنہ کے قصے میں ہے وہ خالص ریشم نہ تھا واسطے اس چیز کے کہ روایت کی ہے ابن ابی شیبہ نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ کسی نے ایک حلہ بھیجا جس میں سوت ملا تھا یا اس کا تانا ریشم کا تھا یا بانا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو میری طرف بھیجا میں نے کہا کہ میں اس کو کیا کروں اس کو پہنوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں پسند کرتا میں واسطے تیرے مگر جو پسند کرتا ہوں اپنے واسطے لیکن اس کو پھاڑ کر فواطم کے درمیان تقسیم کر دے اور نہیں واقع ہوئی علی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں وعید اس کے پہننے پر جیسے کہ واقع ہوئی ہے عمر رضی اللہ عنہ کے قصے میں بلکہ اس میں ہے کہ میں نہیں پسند کرتا واسطے تیرے مگر جو پسند کرتا ہوں واسطے اپنے اور نہیں شک ہے اس میں کہ ترک کرنا اس چیز کا جس میں ریشم ملا ہوا ہو اولیٰ ہے اس کے پہننے سے نزدیک اس کے جو قائل ہے ساتھ جواز اس کے کی۔ (فتح)

۵۳۹۴ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّهُ رَأَى عَلَى أُمِّ كُلْثُومٍ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُرْدَ حَرِيْرٍ سِيَرَاءَ.

۵۳۹۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی پر ریشمی چادر دیکھی۔

فائدہ: اور البتہ غفلت کی ہے طحاوی نے سو کہا اس نے کہ اگر انس رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دیکھا ہے تو معارض ہو گی یہ حدیث عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کو یعنی جو نسائی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کو

ریشمی اور حلہ سے منع کرتے تھے اور اگر انس رضی اللہ عنہ نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دیکھا ہے تو ہوگی یہ دلیل اوپر منسوخ ہونے حدیث عقبہ رضی اللہ عنہ کے اور پوشیدہ رہا اس پر یہ کہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں فوت ہوگئی تھیں اور اسی طرح زینب رضی اللہ عنہا بھی پس باطل ہوا تردد اور بہر حال دعویٰ تعارض کا سو مردود ہے اور اسی طرح دعویٰ نسخ کا اور تطبیق ان کے درمیان واضح ہے ساتھ حمل کرنے نہی کے جو عقبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے نہی تنزیہ پر اور برقرار رکھنا ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا اس پر یا واسطے بیان جواز کے ہے یا اس واسطے کہ وہ اس وقت چھوٹی تھیں اور اس تقدیر پر نہیں ہے کوئی اشکال بیچ دیکھنے انس رضی اللہ عنہ کے واسطے اس کے اور بر تقدیر اس کے کہ بڑی ہوں تو محمول ہوگا اس پر کہ یہ واقعہ حجاب اترنے سے پہلے تھا یا اس کے بعد تھا اور نہیں لازم آتا دیکھنے کپڑے کے سے پہننے والے پر دیکھنا پہننے والے کا سو شاید انس رضی اللہ عنہ نے مثلا کرتے کا دامن دیکھا ہو اور احتمال ہے کہ جو چادر ام کلثوم رضی اللہ عنہا پر تھی وہ خالص ریشم سے نہ تھی بلکہ اس میں سوت ملا ہوا تھا، واللہ اعلم اور استدلال کیا گیا ہے باب کی حدیثوں سے اس پر کہ عورتوں کو ریشمی کپڑے پہننا منع ہے برابر ہے کہ کپڑا سب ریشمی ہو یا بعض اس کا اور پہلی حدیث میں غرض کرنا مفضول کا ہے فاضل پر اور تابع کا متبوع پر جو محتاج ہو اس کی طرف مصالح اس کے سے اس چیز سے کہ وہ گمان کرے کہ اس کو اس پر اطلاع نہیں اور اس میں مباح ہونا طعن کا ہے واسطے اس کے جو اس کا مستحق ہو اور اس میں ہے کہ جائز ہے بیچنا اور خریدنا مسجد کے دروازے پر اور اس میں مباشر ہونا صالحین اور فضلاء کا ہے بیع اور شراء کو کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ترک کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے ریشم کو اور یہ دنیا میں ہے اور ارادہ تاخیر ستھری چیزوں کا طرف آخرت کی جس کے واسطے کوئی انتہا نہیں اس واسطے کہ جلدی کرنا طرف عمدہ چیزوں کے دنیا میں نہیں ہے خوب سو بے رغبتی کی دنیا میں واسطے آخرت کے اور حکم کیا ساتھ اس کے اور منع کیا ہر طرف سے میں کہتا ہوں اور شاید مراد ابن بطال کی بیان کرنا سبب تحریم کا ہے سو مستقیم ہوگا جو کہا اس نے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے واسطے مردوں کے بیچنا ریشمی کپڑے کا اور تصرف کرنا اس میں ساتھ ہبہ اور ہدیہ کے نہ پہننا اس کا اور اس حدیث میں ہے کہ جائز ہے سلوک کرنا قریبی کافر سے اور احسان کرنا اس کی طرف ساتھ ہدیہ کے اور کہا ابن عبدالبر نے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے تحفہ بھیجنا کافر کو اگرچہ حربی ہو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ کافر نہیں ہے مخاطب ساتھ فروع کے اس کے واسطے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب منع کیے گئے پہننے اس جوڑے کے سے تو انہوں نے اپنے بھائی مشرک کو مکے میں تحفہ بھیجا اور نہ انکار کیا اوپر اس کے لیکن احتمال ہے کہ ہو یہ اصل اباحت پر اور مشروع ہونا خطاب کافر کا ساتھ فروع کے اس واقعہ سے متاخر ہوا ہو، واللہ اعلم۔

بَابُ مَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَجَوَّزُ مِنَ اللِّبَاسِ وَالْبُسُطِ.

باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فراخی کرتے لباس سے اور بستروں سے۔

فائدہ: یعنی استعمال کرتے جو میسر ہوتا اور نہ تکلف اور تنگی کرتے ساتھ اختصار کرنے کے خاص ایک قسم پر یا نہ تکلف کرتے ساتھ حاصل کرنے عمدہ اور قیمتی چیز کے۔

٥٣٩٥ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ حُنَيْنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَبِثْتُ سَنَةً وَّأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَسْأَلَ عُمَرَ عَنِ الْمَرْأَتَيْنِ اللَّتَيْنِ تَظَاهَرَتَا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلْتُ أَهَابُهُ فَنَزَلَ يَوْمًا مَنْزِلًا فَدَخَلَ الْأَرَاكَ فَلَمَّا خَرَجَ سَأَلْتُهُ فَقَالَ عَائِشَةُ وَحَفْصَةُ ثُمَّ قَالَ كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَا نَعُدُّ النِّسَآءَ شَيْئًا فَلَمَّا جَآءَ الْإِسْلَامُ وَذَكَرَهُنَّ اللّٰهُ رَأَيْنَا لَهُنَّ بِذٰلِكَ عَلَيْنَا حَقًّا مِّنْ غَيْرِ أَنْ نُدْخِلَهُنَّ فِي شَيْءٍ مِّنْ أُمُوْرِنَا وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَ امْرَأَتِي كَلَامٌ فَأَغْلَظَتْ لِي فَقُلْتُ لَهَا وَإِنَّكِ لَهُنَاكِ قَالَتْ تَقُوْلُ هٰذَا لِي وَابْنَتُكَ تُؤْذِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَتَيْتُ حَفْصَةَ فَقُلْتُ لَهَا إِنِّي أُحَذِّرُكِ أَنْ تَعْصِي اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ وَتَقَدَّمْتُ إِلَيْهَا فِي أَذَاهُ فَأَتَيْتُ أُمَّ سَلَمَةَ فَقُلْتُ لَهَا فَقَالَتْ أَعْجَبُ مِنْكَ يَا عُمَرُ قَدْ دَخَلْتَ فِي أُمُوْرِنَا فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا أَنْ تَدْخُلَ بَيْنَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجِهِ فَرَدَّدَتْ وَكَانَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ إِذَا غَابَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدْتُهُ أَتَيْتُهُ بِمَا يَكُوْنُ

٥٣٩٥۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے ایک سال توقف کیا اور میں چاہتا تھا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھوں حال ان دو عورتوں کا جنہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رنج دینے پر اتفاق کیا تھا سو مجھ کو ان سے ہیبت آتی تھی کہ پوچھوں سو ایک دن ایک جگہ اترے اور پیلو کے درختوں میں داخل ہوئے یعنی واسطے قضائے حاجت کے سو جب نکلے تو میں نے ان سے پوچھا یعنی وہ کون عورتیں ہیں؟ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حفصہ رضی اللہ عنہا پھر کہا کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں عورتوں کو کچھ چیز نہیں گنتے تھے سو جب اسلام آیا اور اللہ نے ان کو ذکر کیا یعنی قرآن میں تو ہم نے اس سے معلوم کیا کہ ان کو ہم پر حق ہے بغیر اس کے کہ ہم ان کو کسی کام میں دخل دیں اور میرے اور میری عورت کے درمیان کچھ بات تھی سو اس نے مجھ سے سخت کلامی کی تو میں نے اس سے کہا کہ بے شک تو اس جگہ ہے یعنی میرے سامنے مت آیا میرے سامنے مت بول اس نے کہا کہ تو مجھ سے یہ کہتا ہے اور حالانکہ تیری بیٹی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتی ہے سو میں حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے اس سے کہا کہ بے شک میں تجھ کو ڈراتا ہوں اس سے کہ تو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے ڈرایا میں نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا سے اور عذاب سے جو واقع ہوتا ہے بسبب ایذا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا تو میں نے اس سے کہا یعنی جو حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا تو اس نے کہا کہ میں تعجب کرتی ہوں تجھ سے اے عمر! البتہ تو ہمارے سب کاموں میں داخل ہوا سو نہ

وَإِذَا غِبْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَهِدَ أَتَانِيْ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَنْ حَوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِ اسْتَقَامَ لَهٗ فَلَمْ يَبْقَ إِلَّا مَلِكُ غَسَّانَ بِالشَّامِ كُنَّا نَخَافُ أَنْ يَّأْتِيَنَا فَمَا شَعَرْتُ إِلَّا بِالْأَنْصَارِيِّ وَهُوَ يَقُوْلُ إِنَّهٗ قَدْ حَدَثَ أَمْرٌ قُلْتُ لَهٗ وَمَا هُوَ أَجَآءَ الْغَسَّانِيُّ قَالَ أَعْظَمُ مِنْ ذَاكَ طَلَّقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَآئَهٗ فَجِئْتُ فَإِذَا الْبُكَآءُ مِنْ حُجَرِهِنَّ كُلِّهَا وَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ صَعِدَ فِيْ مَشْرُبَةٍ لَّهٗ وَعَلٰى بَابِ الْمَشْرُبَةِ وَصِيْفٌ فَأَتَيْتُهٗ فَقُلْتُ اسْتَأْذِنْ لِيْ فَأَذِنَ لِيْ فَدَخَلْتُ فَإِذَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حَصِيْرٍ قَدْ أَثَّرَ فِيْ جَنْبِهٖ وَتَحْتَ رَأْسِهٖ مِرْفَقَةٌ مِّنْ أَدَمٍ حَشْوُهَا لِيْفٌ وَّإِذَا أُهُبٌ مُّعَلَّقَةٌ وَّقَرَظٌ فَذَكَرْتُ الَّذِيْ قُلْتُ لِحَفْصَةَ وَأُمِّ سَلَمَةَ وَالَّذِيْ رَدَّتْ عَلَيَّ أُمُّ سَلَمَةَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَبِثَ تِسْعًا وَّعِشْرِيْنَ لَيْلَةً ثُمَّ نَزَلَ.

باقی رہا مگر یہ کہ تو حضرت ﷺ اور آپ کی بیویوں کے درمیان داخل ہو سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو جواب دیا اور ایک انصاری مرد میرا ہمسایہ تھا جب حضرت ﷺ سے غائب ہوتا اور میں آپ کے پاس موجود ہوتا تو لاتا میں اس کے پاس خبر اس چیز کی کہ حادث ہوتی یعنی جو نیا حکم نکلتا اس کی چیز اس کو آ دیتا اور جب میں حضرت ﷺ کے پاس حاضر نہ ہوتا اور وہ حاضرت ہوتا تو لاتا میرے پاس خبر اس چیز کی کہ حادث ہوتی حضرت ﷺ سے اور جو لوگ کہ حضرت ﷺ کے گرد تھے یعنی مدینے کے آس پاس رہتے تھے سب آپ کے واسطے سیدھے ہو گئے تھے یعنی سب مطیع ہو گئے تھے سو نہ باقی رہا تھا مگر بادشاہ غسان کا جو شام میں تھا ہم ڈرتے تھے کہ وہ ہم پر چڑھ آئے سو نہ جانا میں نے انصاری کی کلام کو اور حالانکہ وہ کہتا تھا کہ بے شک شان یہ ہے کہ البتہ پیدا ہوا ایک حادثہ میں نے اس سے کہا اور وہ کیا ہے؟ غسانی آیا ؟ کہا اس سے بڑھ کر حضرت ﷺ نے اپنی عورتوں کو طلاق دی سو میں آیا سو اچانک میں نے دیکھا کہ ان کے سب حجروں سے رونے کی آواز آتی ہے اور اچانک دیکھا کہ حضرت ﷺ اپنے بالا خانے میں چڑھے ہیں اور بالا خانے کے دروازے پر ایک غلام ہے سو میں اس کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میرے واسطے پروانگی مانگ یعنی اور اس نے پروانگی مانگی حضرت ﷺ نے پروانگی دی سو میں داخل ہوا سو اچانک میں نے دیکھا کہ حضرت ﷺ چٹائی پر لیٹے ہیں البتہ چٹائی نے آپ کے پہلو میں اثر کیا ہے یعنی پہلو میں اس کا نشان پڑا ہے اور حضرت ﷺ کے سر کے نیچے تکیہ ہے چمڑے کا کھجور کی چھیل سے بھرا ہوا اور اچانک میں نے دیکھا کہ کچے چمڑے میں

لٹکے ہوئے اور پتے درخت سلم کے جن کے ساتھ دباغت دی جاتی ہے سو میں نے کہا حضرت ﷺ سے جو حفصہ رضی اللہ عنہا اور ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا تھا اور جو ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے مجھ کو جواب دیا تو حضرت ﷺ ہنسے سو حضرت ﷺ بالا خانے میں انتیس رات ٹھہرے پھر اترے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطلاق میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے حضرت ﷺ کا سونا ہے چٹائی پر اور آپ کے سر کے نیچے تکیہ تھا کھجور کی چھیل سے بھرا ہوا اور مرفقہ اس چیز کو کہتے ہیں کہ آرام کیا جاتا ہے ساتھ اس کے تکیہ ہو یا کچھ اور اور یہ جو کہا فما شعرت یعنی نہ جانا میں نے مگر یہ کہ انصاری کہتا ہے اور احتمال ہے کہ ما نافیہ ہو بغیر حاجت کے طرف استثناء کی اور مراد مبالغہ ہے بیچ نفع کرنے شعور اپنے کے ساتھ کلام انصاری کے شدت اس چیز کے سے کہ ہجوم کیا اس پر خبر سے جس کی اس نے ان کو خبر دی اور زیادہ ثبوت کے واسطے دوبار اس سے پوچھا۔ (فتح)

٥٣٩٦ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَتْنِيْ هِنْدُ بِنْتُ الْحَارِثِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتِ اسْتَيْقَظَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ يَقُوْلُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ مَاذَا أُنْزِلَ اللَّيْلَةَ مِنَ الْفِتْنَةِ مَاذَا أُنْزِلَ مِنَ الْخَزَائِنِ مَنْ يُوْقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ كَمْ مِّنْ كَاسِيَةٍ فِي الدُّنْيَا عَارِيَةٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الزُّهْرِيُّ وَكَانَتْ هِنْدٌ لَهَا أَزْرَارٌ فِيْ كُمَّيْهَا بَيْنَ أَصَابِعِهَا.

٥٣٩٦۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک رات سو کر جاگے اور حالانکہ آپ کہتے تھے نہیں کوئی لائق بندگی کے سوائے اللہ کے آج کی رات کیا کیا فتنے فساد اترے ہیں اور کیا کیا رحمت کے گنج کے گنج اترے ہیں کوئی ہے کہ حجرے والی عورتوں کو جگائے یعنی تا کہ تہجد کی نماز پڑھیں بہت عورتیں دنیا میں کپڑے پہننے والی ہیں قیامت میں ننگی ہیں یعنی دنیا میں باعزت اور آخرت میں گناہ سے فضیحت اور کہا زہری نے اور ہند کے واسطے تکمے تھے اس کے کرتے کی آستینوں میں اس کی انگلیوں کے درمیان۔

فائدہ: اس حدیث میں حضرت ﷺ نے اسلام کی فتوح کی اور جو فساد کہ اس امت میں ہونے والے ہیں ان کی خبر دی کہا ابن بطال نے کہ جوڑا حضرت ﷺ نے خزانوں کے اترنے کو ساتھ فتنوں کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ وہ اس کا سبب ہوتے ہیں اور یہ کہ میانہ روی کام میں بہتر ہے اکثار سے اور زیادہ تر سالم ہے فتنے سے اور مطابقت حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی ساتھ ترجمہ کے اس جہت سے ہے کہ ڈرایا حضرت ﷺ نے باریک کپڑے کے پہننے سے جس میں سے بدن نظر آئے تا کہ نہ ننگی ہوں آخرت میں اور جو حکایت کی ہے زہری نے ہند سے اس کی

تائید کرتی ہے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ حضرت ﷺ باریک کپڑا نہیں پہنتے تھے اس واسطے کہ جب ڈرایا اس کے پہننے سے ستر ظاہر ہونے کے سبب سے تو ہوں گے اولیٰ ساتھ صفت کمال کے اپنے غیر سے اور یہ مبنی ہے ایک قول پر کہ کاسیة عاریة سے کیا مراد ہے کما سیاتی بیانہ فی کتاب الفتن انشاء اللہ تعالیٰ اور احتمال ہے کہ دونوں حدیثیں ترجمہ پر بالتوزیع دلالت کرتی ہوں سو حدیث عمر رضی اللہ عنہ کی مطابق ہے واسطے بستروں کے اور حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی مطابق ہے واسطے لباس کے اور یہ جو کہا کہ ہند کے واسطے تکمے تھے اس کی آستینوں میں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ ہند ڈرتی تھی کہ ظاہر ہو اس کے بدن کچھ چیز بسبب فراخ ہونے اس کے آستینوں کے سو اس نے اس کو تکمے لگائے تھے تا کہ اس کے بدن سے کچھ چیز ظاہر نہ ہو پس داخل ہو کاسیة عاریة میں یعنی بہت عورتیں دنیا میں لباس پہنتی ہیں کہ ان کا بدن اس سے نظر آتا ہے بسبب باریک ہونے کپڑے کے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُدْعٰى لِمَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا. باب ہے بیچ بیان اس چیز کے کہ دعا کی جائے واسطے اس کے جو نیا کپڑا پہنے۔

فائدہ: شاید نہیں ثابت ہوئی نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی کہ حضرت ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ پر کپڑا دیکھا سو فرمایا کہ کپڑا پہن اور زندہ رہ تعریف کیا ہوا اور مر شہید ہو کر روایت کی ہے یہ حدیث نسائی نے اور نیز اس چیز میں کہ دعا کرے نیا کپڑا پہننے والا کئی حدیثیں ہیں ان میں سے ایک یہ حدیث ہے جو ابوداؤد وغیرہ نے ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ دستور تھا کہ جب نیا کپڑا پہنتے تو اس کا نام لیتے عمامہ یا کرتہ یا چادر پھر کہتے الٰہی! تجھی کو سب حمد ہے تو ہی نے مجھ کو یہ کپڑا پہنایا مانگتا ہوں تجھ اس کی خیر کہ خیریت سے بدن پر رہے کوئی آفت نہ پہنچے اور خیر اس کی جس کے واسطے بنایا گیا یعنی اس کو پہن کر بندگی کروں اور میں پناہ مانگتا ہوں تیری اس کی بدی سے اور بدی اس چیز کی سے جس کے واسطے بنایا گیا یعنی اس کو پہن کر گناہ نہ کروں اور روایت کی ترمذی نے عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث مرفوع کہ جو نیا کپڑا پہنے سو کہے سب شکر ہے واسطے اس کے جس نے مجھ کو کپڑا پہنایا جس سے میں اپنے ستر کو ڈھانپوں اور اپنی زندگی میں زینت کروں پھر پرانے کپڑے کو خیرات کر ڈالے تو ہوتا ہے اللہ کی نگہبانی میں زندگی میں اور مرنے کے بعد اور روایت کی ہے احمد اور ترمذی نے انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا کہ جو نیا کپڑے پہنے سو کہے شکر ہے اللہ کا جس نے مجھ کو یہ کپڑا پہنایا اور روزی دی مجھ کو بغیر حیلے اور قوت کے میری جانب سے تو اس کے اگلے گناہ بخشے جاتے ہیں۔ (فتح)

٥٣٩٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سَعِيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَعِيْدِ بْنِ الْعَاصِ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ أُمُّ خَالِدٍ بِنْتُ خَالِدٍ قَالَتْ أُتِيَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى

٥٣٩٧۔ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس کپڑے لائے گئے جن میں ایک سیاہ چادر تھی حضرت ﷺ نے فرمایا تم کس کو دیکھتے ہو کہ ہم یہ چادر پہنائیں سو لوگ چپ رہے سو فرمایا کہ ام خالد رضی اللہ عنہا کو

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِثِيَابٍ فِيْهَا خَمِيْصَةٌ سَوْدَآءُ قَالَ مَنْ تَرَوْنَ نَكْسُوْهَا هٰذِهِ الْخَمِيْصَةَ فَأُسْكِتَ الْقَوْمُ قَالَ ائْتُوْنِیْ بِأُمِّ خَالِدٍ فَأُتِیَ بِیَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَلْبَسَنِيْهَا بِيَدِهٖ وَقَالَ أَبْلِیْ وَأَخْلِقِیْ مَرَّتَيْنِ فَجَعَلَ يَنْظُرُ إِلٰی عَلَمِ الْخَمِيْصَةِ وَيُشِيْرُ بِيَدِهٖ إِلَیَّ وَيَقُوْلُ يَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا وَيَا أُمَّ خَالِدٍ هٰذَا سَنَا وَالسَّنَا بِلِسَانِ الْحَبَشِيَّةِ الْحَسَنُ قَالَ إِسْحَاقُ حَدَّثَتْنِیْ امْرَأَةٌ مِّنْ أَهْلِیْ أَنَّهَا رَأَتْهُ عَلٰی أُمِّ خَالِدٍ.

میرے پاس لاؤ سو میں حضرت ﷺ کے پاس لائی گئی حضرت ﷺ نے مجھ کو اپنے ہاتھ سے وہ چادر پہنائی حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تیری زندگی دراز ہو یہاں تک کہ گل جائے کپڑا اور پھٹ جائے یہ حضرت ﷺ نے دو بار فرمایا سو حضرت ﷺ نے شروع کیا کہ چادر کے نقش کی طرف دیکھتے اور اپنے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کرتے سو فرماتے اے ام خالد! یہ خوب ہے دو بار فرمایا اور سنا کہ معنی حبش کی زبان میں خوب ہیں کہا اسحاق نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے ایک عورت نے میرے گھر والوں میں سے کہ اس نے اس کو ام خالد پر دیکھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح باب الخمیصہ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ النَّهْیِ عَنِ التَّزَعْفُرِ لِلرِّجَالِ.

مردوں کو زعفران لگانا منع ہے۔

فائدہ: یعنی بدن میں اور قید کیا ہے ساتھ مردوں کے تا کہ نکل جائے عورت یعنی عورت کو منع نہیں۔ (فتح)

٥٣٩٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ عَنْ أَنَسٍ قَالَ نَهَی النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّتَزَعْفَرَ الرَّجُلُ.

٥٣٩٨۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا اس سے کہ مرد زعفران لگائے یعنی بدن میں۔

فائدہ: اور اختلاف ہے کہ مرد کو زعفران کا لگانا کس وجہ سے منع ہے کیا اس کی بو کے واسطے ہے کہ وہ عورتوں کی خوشبو ہے اور اسی واسطے آئی ہے زجر خلوق سے یا واسطے رنگ اس کے کی پس لاحق ہوگی ساتھ اس کے ہر زردی اور البتہ نقل کیا ہے بیہقی نے شافعی رحمہ اللہ سے کہ اس نے کہا کہ میں منع کرتا ہوں حلال مرد کو ہر حال میں یہ زعفران لگائے اور میں اس کو حکم کرتا ہوں کہ جب زعفران لگائے تو اس کو دھو ڈالے اور میں رخصت دیتا ہوں اس کپڑے میں جس کسم سے رنگا ہوا ہو اس واسطے کہ میں نے نہیں پایا کسی کو اس سے حکایت کرتا ہو مگر جو علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھ کو منع کیا اور میں نہیں کہتا کہ تم کو منع کیا کہا بیہقی نے کہ البتہ وارد ہوا ہے یہ غیر علی رضی اللہ عنہ سے بھی اور بیان کی حدیث عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت ﷺ نے مجھ پر دو کپڑے کسم سے رنگے ہوئے دیکھے سو فرمایا کہ یہ کفار کے کپڑوں میں سے ہیں سو نہ پہن ان کو روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا کہ میں ان کو دھو ڈالوں؟ حضرت ﷺ

نے فرمایا نہ بلکہ ان کو جلا ڈال کہا بیہقی نے اگر یہ حدیث شافعی رحمہ اللہ کو پہنچتی تو اس کے ساتھ قائل ہوتا واسطے پیروی کرنے سنت کے موافق عادت اپنی کے اور البتہ مکروہ رکھا ہے کسنبی کپڑے کو ایک جماعت نے سلف سے اور رخصت دی ہے اس میں ایک جماعت نے اور جو کراہت کے ساتھ قائل ہیں ان میں سے ہے حلیمی اور پیروی سنت کی اولیٰ ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم میں کہ مضبوط کیا ہے بیہقی نے مسئلہ کو اور رخصت دی ہے مالک رحمہ اللہ نے کسنبی اور زعفرانی کپڑے میں گھروں میں اور مکروہ جانا ہے اس کو مجلسوں اور محفلوں میں اور عنقریب آئے گی حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی زردی میں اور پہلے گزر چکی ہے نکاح میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی عبدالرحمن کے قصے میں کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا اور پہلے گزر چکا ہے جواب اس سے کہ وہ زردی اس کے کپڑے میں تھی اس کو عورت سے لگ گئی تھی اور اس کے بدن میں نہ تھی اور بدن میں زعفران لگانا سخت تر ہے کپڑے میں لگانے سے اور البتہ روایت کی ہے ابوداؤد اور ترمذی نے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس پر زردی کا نشان تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکروہ جانا سو جب وہ کھڑا ہوا تو فرمایا کہ اگر تم اس کو حکم کرو کہ اس زردی کو چھوڑ دے تو خوب ہو اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں حاضر ہوتے فرشتے کافر کے جنازے میں اور نہ جو زعفران سے آلودہ ہو اور عمار کی حدیث میں ہے کہ میں رات کو اپنے گھر والوں کے پاس آیا اور حالانکہ میرے ہاتھ پھٹ گئے تھے سو انہوں نے مجھ کو زعفران لگائی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو سلام کا جواب نہ دیا اور فرمایا کہ جا کر اس کو دھو ڈال۔ (فتح)

بَابُ الثَّوْبِ الْمُزَعْفَرِ.

باب ہے بیچ بیان اس کپڑے کے جو زعفران سے رنگا گیا ہو۔

۵۳۹۹ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِوَرْسٍ أَوْ بِزَعْفَرَانٍ.

۵۳۹۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا یہ کہ پہنے محرم وہ کپڑا جس میں ورس اور زعفران لگی ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الحج میں گزر چکی ہے اور اس حدیث میں محرم کی قید ہے یعنی احرام کی حالت میں زعفرانی کپڑا پہننا جائز نہیں اس سے لیا جاتا ہے کہ جائز ہے حلال یعنی غیر محرم کو پہننا اس کپڑے کا جو زعفران سے رنگا گیا کہا ابن بطال نے کہ جائز رکھا ہے مالک رحمہ اللہ نے اور ایک جماعت نے پہننا اس کپڑے کا جو زعفران سے رنگا گیا ہو واسطے غیر محرم کے اور کہا انہوں نے کہ نہی اس سے خاص محرم کے واسطے ہے اور حمل کیا ہے اس کو شافعی رحمہ اللہ

اور کوفیوں نے محرم اور غیر محرم پر اور حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کی جو آئندہ آتی ہے دلالت کرتی ہے جواز پر اس واسطے کہ اس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زردی کے ساتھ خضاب کیا کرتے تھے اور روایت کی ہے حاکم نے ابن جعفر کی حدیث سے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دو کپڑے تھے زعفران سے رنگے ہوئے اور اس کی سند میں راوی ضعیف ہے اور روایت کی ہے طبرانی نے ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر اور ازار زعفران سے رنگی اور اس کی سند میں راوی مجہول ہے اور غریب ہے قول ابن عربی کا کہ نہیں وارد ہوئی زرد کپڑے میں کوئی حدیث اور حالانکہ وارد ہوئی ہیں اس میں چند حدیثیں جیسا کہ دیکھا تو نے۔ (فتح)

بَابُ الثَّوْبِ الْأَحْمَرِ.

باب ہے بیچ بیان سرخ کپڑے کے۔

٥٤٠٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعَ الْبَرَآءَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرْبُوْعًا وَقَدْ رَأَيْتُهُ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مَا رَأَيْتُ شَيْئًا أَحْسَنَ مِنْهُ.

۵۴۰۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم میانہ قد تھے اور میں نے آپ کو سرخ جوڑے میں دیکھا اور میں نے اس سے کوئی چیز خوب تر نہیں دیکھی۔

فائدہ: اور واسطے ابوداؤد کے ہلال بن عامر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا منیٰ میں اونٹ پر خطبہ پڑھتے تھے اور آپ پر سرخ چادر تھی اور اس کی سند حسن ہے اور سرخ کپڑے کے پہننے میں سلف کے سات قول ہیں اول یہ کہ جائز ہے مطلق مروی ہے یہ علی رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ اور براء رضی اللہ عنہ وغیرہ اصحاب سے اور سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ اور نخعی رحمۃ اللہ علیہ اور شعبی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوقلابہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ ایک گروہ تابعین سے دوسرا قول یہ کہ منع ہے مطلق واسطے حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جو پہلے گزری اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب کسی پر کسمی کپڑا دیکھتے تو اس کو کھینچتے اور کہتے کہ اس کو عورتوں کے واسطے چھوڑ دو اور ابن ابی شیبہ نے حسن رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ سرخی شیطان کی زینت ہے اور شیطان چاہتا ہے سرخی کو اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر گزرا اور اس پر دو سرخ کپڑے تھے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سلام کا جواب نہ دیا روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد اور ترمذی نے اور کہا کہ حسن ہے تیسرا قول یہ کہ مکروہ ہے وہ کپڑا جو بہت گاڑھا سرخ ہو نہ وہ جو خفیف سرخ ہو مروی ہے مجاہد رحمۃ اللہ علیہ اور عطاء رحمۃ اللہ علیہ اور طاؤس رحمۃ اللہ علیہ سے چوتھا قول یہ ہے کہ مکروہ ہے پہننا سرخ کپڑے کا مطلق واسطے قصد زینت اور شہرت کے اور جائز ہے گھروں میں اور محنت میں یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے پانچواں قول یہ کہ جائز ہے پہننا اس کپڑے کا جو بننے سے پہلے رنگا گیا ہو اور منع وہ ہے جو بننے کے بعد رنگا گیا ہو مائل کی ہے اس کی طرف خطابی نے اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ جو حدیثوں

میں وارد ہے کہ حضرت ﷺ نے سرخ جوڑا پہنا وہ یمن کی چادر ہے اور یمن کی چادروں کا سوت پہلے رنگا جاتا ہے پھر بنا جاتا ہے چھٹا قول خاص ہونا نہی کا ہے ساتھ اس کپڑے کے کہ جو رنگا جائے کسم سے واسطے وارد ہونے نہی کے اس سے اور جو اس کے غیر سے رنگا جائے وہ منع نہیں اور وارد ہوتی ہے اس پر حدیث مقدام رضی اللہ عنہ کی جو پہلے گزری ساتواں قول یہ ہے کہ منع خاص ہے ساتھ اس کپڑے کے جو سب سرخ ہو اور بہرحال جس کپڑے میں کہ سرخ کے سوائے اور رنگ بھی ہو سفید یا سیاہ وغیرہ سے تو وہ منع نہیں اور اسی پر محمول ہیں حدیثیں جو وارد ہیں سرخ جوڑے میں اس واسطے کہ یمن کے جوڑوں میں سرخ خطوط وغیرہ ہوتے ہیں یعنی اور باقی اور رنگ ہوتا ہے اور کہا طبری نے کہ میری رائے یہ ہے کہ جائز ہے پہننا کپڑے رنگے ہوئے کا ہر رنگ سے لیکن میں نہیں چاہتا پہننا اس کپڑے کا کہ گاڑھا سرخ ہو اور نہ پہننا سرخ کپڑے کا مطلق ظاہر کپڑوں سے اوپر اس واسطے کہ یہ لباس اہل مروت کا نہیں ہمارے زمانہ میں اور یہ ممکن ہے کہ آٹھواں قول ہو اور تحقیق اس مقام میں یہ ہے کہ نہی سرخ کپڑے کے پہننے سے اگر ہو اس سبب سے کہ وہ کفار کا لباس ہے تو قول اس میں مانند قول میثرہ میں اور اگر ہو اس سبب سے کہ اس میں عورتوں کی مشابہت ہے تو وہ راجع ہے طرف زجر کی مشابہت کرنے سے ساتھ عورتوں کے سو اس میں نہی لذاتہ نہ ہو گی اور اگر ہو بسبب شہرت کے تو منع کیا جائے اس سے جس جگہ کہ واقع ہو ورنہ قوی ہے جو مذہب امام مالک رحمہ اللہ کا ہے جو گھروں میں جائز ہے مجلسوں میں جائز نہیں۔ (فتح)

بَابُ الْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَآءِ.

باب ہے بیچ بیان زین پوش سرخ کے۔

٥٤٠١ ـ حَدَّثَنَا قَبِيْصَةُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَشْعَثَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ عَنِ الْبَرَآءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَمَرَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ عِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَآئِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ عَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْقَسِّيِّ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ.

۵۴۰۱۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو سات چیزوں کا حکم کیا بیمار کی خبر لینا اور جنازے کے ساتھ جانا اور چھینکنے والے کو جواب دینا اور ہم کو منع کیا ریشم اور دیبا اور قسی اور استبرق کے پہننے سے اور زین پوش سرخ کے استعمال سے۔

فائدہ: دیبا اور استبرق دو قسم کا ریشمی کپڑا ہے بہت عمدہ اور نفیس اور بہرحال میثرہ سو اس کا بیان پہلے ہو چکا ہے اور البتہ روایت کی ہے احمد اور نسائی نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ منع کیا سرخ زین پوش سے اور روایت کی ہے اصحاب سنن نے علی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے مجھ کو منع کیا سونے کی انگوٹھی سے اور قسی اور سرخ زین پوش کے پہننے سے کہا ابو عبید نے کہ سرخ زین پوش جس سے نہی وارد ہوئی ہے وہ دیبا اور ریشم سے تھی عجمی لوگ اس پر سوار ہوتے تھے کہا طبری نے

کہ وہ ایک دعا ہے کہ گھوڑے کی زین پر رکھا جاتا ہے یا اونٹ کے کجاوے پر ارغوان سے اور حکایت کی مشارق میں کہ وہ ایک زین ہے ریشمی اور ایک قول یہ ہے کہ وہ پردہ ہے زین کا ریشم سے اور بعض نے کہا ایک گدیلا ہے کہ روئی سے بھرا جاتا ہے سوار اس کو اپنے نیچے ڈالتا ہے اور یہ موافق ہے طبری کی تفسیر کو اور تینوں قول جو مذکور ہوئے ہیں کہ باہم مخالف نہ ہوں بلکہ ہر ایک کو میثرہ کہا جاتا ہے اور ہر تقدیر پر پس میثرہ اگر ریشم سے ہو تو نہی اس میں مانند نہی کی ہے بیٹھنے سے ریشمی کپڑے پر لیکن تقیید اس کی ساتھ احمر کے خاص تر ہے مطلق ریشم سے پس منع ہوگا اگر ہو ریشم اور مؤکد ہو گا منع اگر ہو سرخ باوجود اس کے اور اگر غیر ریشم سے ہو تو نہی اس میں واسطے زجر کے ہے مشابہ ہونے سے ساتھ عجمیوں کے کہا ابن بطال نے کہ کلام طبری کا تقاضا کرتا ہے برابری کو منع ہونے میں سوار ہونے سے اوپر اس کے برابر ہے کہ ریشم ہو یا اس کے غیر سے سو ہوگا منع کرنا اس سے جب کہ نہ ہو ریشم سے واسطے تشبیہ کے یا واسطے اسراف کے یا واسطے زینت کے اور اس کے موافق ہے تفصیل کراہت کی درمیان تحریم اور کراہت کے اور بہر حال قید کرنا ساتھ سرخی کے سو جو محمول کرتا ہے مطلق کو مقید پر اور وہ اکثر ہیں خاص کرتا ہے منع کو ساتھ اس کپڑے کے کہ سرخ ہو اور ارجوان جو اس حدیث میں واقع ہوا ہے تو اس کی مراد میں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ وہ کپڑا ہے جو رنگا گیا ہو نہایت سرخ اور وہ رنگ ایک درخت کا ہے جو نہایت خوب رنگ ہے اور بعض نے کہا کہ وہ اُون سرخ ہے اور بعض نے کہا کہ ہر چیز سرخ ارجوان ہے سو اگر ہم قائل ہوں ساتھ خاص ہونے نہی کے ساتھ سرخ کے تو معنی نہی میں اس سے وہ چیز ہے جو اس کے غیر میں ہے جیسے کہ پہلے باب میں گزرا اور اگر ہم قائل ہوں کہ نہیں خاص ہے ساتھ سرخ کے تو معنی نہی کے اس سے وہ چیز ہے کہ اس میں ہے آسودگی سے اور کبھی عادت ہو جاتی ہے اس کی کسی شخص کو سو دشوار ہوتا ہے اس پر چھوڑنا اس کا سو ہوگی نہی اس سے نہی ارشاد کی واسطے مصلحت دنیاوی کے اور اگر ہم کہیں کہ نہی اس سے بسبب تشبیہ کے ہے ساتھ عجمیوں کے تو وہ واسطے مصلحت دینی کے ہے لیکن اس وقت ان کا شعار تھا اور حالانکہ وہ کافر تھے پھر جب کہ ہو گیا اب کہ وہ ان کے ساتھ خاص نہیں تو دور ہوا معنی یہ پس دور ہوگی کراہت، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ النِّعَالِ السِّبْتِيَّةِ وَغَيْرِهَا. باب ہے بیچ بیان سبتی جوتوں کے اور غیر ان کے۔

فائدہ: کہا ابن عربی نے کہ جوتا پیغمبروں کا لباس ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ پکڑا ہے لوگوں نے اس کے غیر کو واسطے اس چیز کے کہ ان کی زمین میں ہے مٹی سے اور کبھی نعل کہا جاتا ہے اس کو جو قدم کو بچائے اور یہ جو کہا سبتیہ تو کہا ابو عبید نے کہ سبتی کے معنی ہیں دباغت دی گئی ساتھ قرظ کے اور بعض نے کہا کہ سبتی وہ ہے جس کے بال اور کیے گئے ہوں اور تائید کی گئی ہے ساتھ جواب ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو باب میں مذکور ہے اور کہا اصمعی اور خلیل نے کہ وہ دباغت دی گئی ہے اور کہا انہوں نے کہ کہا گیا اس کو سبتی اس واسطے کہ وہ نرم اور ملائم ہوگئی ہے ساتھ رنگنے کے کہا ابو عبید نے کہ تھے جاہلیت میں نہ پہنتے تھے جوتے دباغت دیئے گئے کو مگر وسعت والے لوگ۔ (فتح)

٥٤٠٢ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ سَعِيدٍ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي نَعْلَيْهِ قَالَ نَعَمْ.

۵۴۰۲۔ حضرت ابو مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دونوں جوتوں میں نماز پڑھتے تھے؟ اس نے کہا کہ ہاں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٤٠٣ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ جُرَيْجٍ أَنَّهُ قَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَأَيْتُكَ تَصْنَعُ أَرْبَعًا لَمْ أَرَ أَحَدًا مِنْ أَصْحَابِكَ يَصْنَعُهَا قَالَ مَا هِيَ يَا ابْنَ جُرَيْجٍ قَالَ رَأَيْتُكَ لَا تَمَسُّ مِنَ الْأَرْكَانِ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَرَأَيْتُكَ تَلْبَسُ النِّعَالَ السِّبْتِيَّةَ وَرَأَيْتُكَ تَصْبُغُ بِالصُّفْرَةِ وَرَأَيْتُكَ إِذَا كُنْتَ بِمَكَّةَ أَهَلَّ النَّاسُ إِذَا رَأَوُا الْهِلَالَ وَلَمْ تُهِلَّ أَنْتَ حَتّٰى كَانَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَمَّا الْأَرْكَانُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمَسُّ إِلَّا الْيَمَانِيَيْنِ وَأَمَّا النِّعَالُ السِّبْتِيَّةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ النِّعَالَ الَّتِي لَيْسَ فِيهَا شَعَرٌ وَيَتَوَضَّأُ فِيهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَلْبَسَهَا وَأَمَّا الصُّفْرَةُ فَإِنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْبُغُ بِهَا فَأَنَا أُحِبُّ أَنْ أَصْبُغَ بِهَا وَأَمَّا الْإِهْلَالُ فَإِنِّي لَمْ أَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ

۵۴۰۳۔ حضرت عبید بن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے تجھ کو دیکھا تو چار چیز کرتا ہے کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو تیرے ساتھیوں سے کہ ان کو کرتا ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ وہ کیا ہیں؟ اس نے کہا کہ میں نے تجھ کو دیکھا کہ نہیں ہاتھ لگاتا تو اور چومتا کعبے کے رکنوں سے مگر دونوں یمانی رکنوں کو اور میں نے تجھ کو دیکھا تو سبتی جوتا پہنتا ہے اور میں نے تجھ کو دیکھا تو زردی سے خضاب کرتا ہے یا کپڑے کو رنگتا ہے اور میں نے تجھ کو دیکھا کہ جب تو مکے میں ہوتا ہے تو لوگ احرام باندھتے ہیں جب کہ ذیحجہ کا چاند دیکھتے ہیں اور تو احرام نہیں باندھتا یہاں تک کہ آٹھویں کا دن ہو تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے کہا کہ بہر حال ارکان کعبے کے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ ہاتھ لگاتے ہوں مگر دونوں رکنوں کو اور بہر حال جوتا سبتی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پہنتے تھے وہ جوتا جس میں بال نہ ہوں اور وضو کرتے بیچ اس کے سو میں چاہتا ہوں کہ اس کو پہنوں اور بہر حال زردی سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اس کے ساتھ خضاب کرتے تھے سو میں چاہتا ہوں کہ اس کے ساتھ خضاب کروں اور بہر حال احرام باندھنا سو میں نے نہیں دیکھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو احرام باندھتے یہاں تک کہ کھڑے ہو کر سیدھی ہوتی ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سواری آپ کی یعنی اس

حَتّٰی تَنْبَعِثَ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ.

جگہ سے کہ وہاں سے مدینے کا میقات ہے یعنی حضرت ﷺ نے مکے میں چاند دیکھنے کے دن احرام نہیں باندھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے اور بہر حال پہننا جوتے سبتی کا سو یہی ہے مقصود اس جگہ اور قول ابن عمر رضی اللہ عنہما کا کہ وہ جوتا پہنتے تھے جس میں بال نہ ہوں تائید کرتا ہے تفسیر مذکور کو اور کہا خطابی نے کہ سبتی وہ جوتا ہے جو رنگا گیا ہو ساتھ قرظ کے اور وہی ہے جس کے بال مونڈھے گئے ہوں اور کبھی تمسک کرتا ہے ساتھ اس کے جو دعویٰ کرتا ہے کہ بال ناپاک ہو جاتے ہیں مرنے سے اور یہ کہ نہیں اثر کرتی ہے اس میں دباغت اور نہیں دلالت ہے اس حدیث میں واسطے اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہما کے کہ حضرت ﷺ سبتی پہنتے تھے اور اس کو چاہتے تھے اس پر کہ جائز ہے پہننا جوتے کا ہر حال میں اور کہا احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مکروہ ہے پہننا اس کا قبروں میں اور ثابت ہو چکی ہے حدیث حضرت ﷺ کی کہ آپ نے جوتوں میں نماز پڑھی اور جب جوتوں کے ساتھ مسجد میں جانا جائز ہے تو قبروں میں جانا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور ثابت ہو چکا ہے حدیث میں کہ مردہ لوگوں کی جوتوں کی آواز سنتا ہے جب کہ اس سے پیٹھ دے کر پھرتے ہیں اور یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے کہ جوتے کے ساتھ قبروں میں جانا جائز ہے کہ ایک اور حدیث میں ہے کہ قبروں میں جوتے کے ساتھ جانا منع ہے میں کہتا ہوں احتمال ہے کہ ہو نہی واسطے اکرام مردے کے جیسا کہ وارد ہوا ہے کہ قبر پر بیٹھنا منع ہے اور نہیں ہے ذکر سبتی کا واسطے تخصیص کے بلکہ اتفاقاً یہ واقع ہوا ہے اور منع تو قبروں پر چلنا ہے ساتھ جوتوں کے۔ (فتح)

٥٤٠٤ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَّلْبَسَ الْمُحْرِمُ ثَوْبًا مَصْبُوْغًا بِزَعْفَرَانٍ أَوْ وَرْسٍ وَقَالَ مَنْ لَّمْ يَجِدْ نَعْلَيْنِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ وَلْيَقْطَعْهُمَا أَسْفَلَ مِنَ الْكَعْبَيْنِ.

۵۴۰۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا کہ پہنے حج کا احرام باندھنے والا وہ کپڑا جس میں زعفران یا ورس لگی ہو کہا اور جو جوتے نہ پائے تو چاہیے کہ موزے پہنے اور چاہیے کہ ان کو کاٹ کر ٹخنوں سے نیچے کر ڈالے۔

٥٤٠٥ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ زَيْدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ

۵۴۰۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پاس ازار نہ ہو تو چاہیے کہ پاجامہ پہنے اور جس کے پاس جوتے نہ ہوں تو چاہیے کہ موزے پہنے۔

يَكُنْ لَهُ إِزَارٌ فَلْيَلْبَسِ السَّرَاوِيلَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ نَعْلَانِ فَلْيَلْبَسْ خُفَّيْنِ.

فائدہ: ان حدیثوں میں ہے کہ جوتے کا پہننا مستحب ہے اور روایت کی ہے مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعًا کہ جوتے پہنا کرو اس واسطے کہ ہمیشہ آدمی سوار رہتا ہے جب تک کہ جوتا پہنا ہوا ہو یعنی وہ مشابہ ہے ساتھ سوار کے بیچ کم ہونے مشقت کے اور خفیف ہونے محنت کے اور سلامتی پاؤں کے راہ کی ایذا سے کہا ہے قرطبی نے کہ یہ کلام بلیغ ہے اور لفظ فصیح ہے اس طور سے کہ نہیں بنا جاتا ہے اس طور پر اور نہیں لائی جاتی ہے مثل اس کی اور وہ ارشاد ہے طرف مصلحت کی اور تنبیہ ہے اس چیز پر کہ ہلکا کرے مشقت کو اس واسطے جو ہمیشہ ننگا چلتا ہے وہ پاتا ہے دکھ اور مشقت سے ساتھ ٹھڈی وغیرہ کے وہ چیز جو بند کرتی ہے اس کو چلنے سے اور منع کرتی ہے اس کو پہنچنے سے طرف مقصود کی مانند سوار کی پس اسی واسطے تشبیہ دی اس کو ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ يَبْدَأُ بِالنَّعْلِ الْيُمْنٰى.

پہلے دائیں پاؤں میں جوتا پہنا جائے۔

٥٤٠٦ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ التَّيَمُّنَ فِي طُهُوْرِهٖ وَتَرَجُّلِهٖ وَتَنَعُّلِهٖ.

٥٤٠٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے دائیں طرف سے شروع کرنے کو اپنے پاک کرنے میں یعنی وضو وغیرہ میں اور کنگھی کرنے میں اور جوتے پہننے میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح طہارت میں گزر چکی ہے اور وہ ظاہر ہے ترجمہ باب میں۔

بَابُ يَنْزِعُ نَعْلَهُ الْيُسْرٰى.

پہلے بایاں جوتا اتارے۔

٥٤٠٧ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا انْتَعَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيَمِيْنِ وَإِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِيَكُنِ الْيُمْنٰى أَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَآخِرَهُمَا تُنْزَعُ.

٥٤٠٧۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی جوتا پہنے تو چاہیے کہ اول دائیں پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو چاہیے کہ اول بائیں پاؤں سے اتارے اور چاہیے کہ دونوں میں سے دائیں پاؤں میں جوتا اول پہنا جائے اور پیچھے اتارا جائے۔

فائدہ: کہا ابن عربی نے کہ دائیں طرف سے شروع مشروع ہے سب نیک عملوں میں واسطے فضل دائیں کے حسًا

قوت میں اور شرعاً ندب میں طرف مقدم کرنے اس کے کی اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے مستحب ہے شروع کرنا دائیں طرف سے ہر چیز میں کہ ہو باب تکریم اور زینت سے اور شروع کرنا بائیں طرف سے اس کی ضد میں مانند داخل ہونے کے پاخانے میں اور اتارنے جوتے اور موزے کے اور نکلنے کے مسجد سے اور استنجاء کرنے کے اور سوائے اس کے مکروہ چیزوں سے کہا حلیمی نے کہ وجہ پہلے اتارنے کی بائیں طرف سے یہ ہے کہ پہننا کرامت ہے اس واسطے کہ وہ نگاہ رکھنا ہے بدن کا اور چونکہ دایاں اکرام ہے بائیں سے تو شروع کیا گیا ساتھ اس کے پہننے میں اور پیچھے کیا گیا اتارنے میں تا کہ ہو کرامت واسطے اس کے ادوم اور مسئلہ اس کا اس سے اکثر کہا ابن عبدالبر نے کہ جو اول بائیں پاؤں میں جوتا پہنے وہ گنہگار ہوتا ہے واسطے مخالفت سنت کے لیکن نہیں حرام ہے اور نقل کیا ہے عیاض وغیرہ نے اجماع اس پر کہ امر اس میں واسطے استحباب کے ہے۔ (فتح)

بَابُ لَا يَمْشِيْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ.

نہ چلے ایک جوتے میں۔

٥٤٠٨ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَّالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمْشِيْ أَحَدُكُمْ فِيْ نَعْلٍ وَاحِدَةٍ لِيُحْفِهِمَا جَمِيْعًا أَوْ لِيُنْعِلْهُمَا جَمِيْعًا.

٥٤٠٨۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ چلے کوئی ایک جوتے میں اور چاہیے کہ دونوں جوتوں کو اکٹھا پہنے یا دونوں کو اکٹھا اتارے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ حکمت بیچ نہی کے یہ ہے کہ جوتا مشروع ہے واسطے بچانے پاؤں کے اس چیز سے کہ زمین میں ہو کانٹے وغیرہ سے سو جب ایک پاؤں خالی ہو تو محتاج ہو گا چلنے والا یہ کہ بچائے ایک پاؤں کو اس چیز سے کہ نہیں بچاتا ہے اس سے دوسرے کو سو خارج ہو گا بسبب اس کے سیدھی چال سے اور باوجود اس کے نہ نڈر ہو گا گر پڑنے سے اور کہا ابن عربی نے کہ علت اس کی یہ ہے کہ وہ شیطان کی چال ہے اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ خارج ہے اعتدال سے کہا بیہقی نے کہ کراہت اس میں واسطے شہرت کے ہے سو دراز ہوتی ہیں آنکھیں اس کی طرف اور البتہ وارد ہوئی ہے نہی شہرت کی لباس سے سو جو چیز اپنے صاحب کو مشہور کرے اس کا حق یہ ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے اور یہ جو مسلم میں ہے کہ جب کسی کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو نہ چلے ایک جوتے میں یہاں تک کہ درست کرے اس کو تو اس کے واسطے کوئی مفہوم نہیں تا کہ دلالت کرے اوپر اجازت کے غیر اس صورت میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ یہ ایک تصویر ہے کہ خارج ہوئی ہے مخرج عادت کی اور ممکن ہے کہ ہو مفہوم موافقت سے اور وہ تنبیہ ہے ساتھ ادنیٰ کے اعلیٰ پر اس واسطے کہ جب منع ہے باوجود حاجت کے تو باوجود عدم احتیاج کے اولیٰ ہو گا اور اس تقریر میں استدراک ہے اس پر جو جائز رکھتا ہے اس کو وقت ضرورت کے اور حالانکہ نہیں ہے اس طرح اور سوائے

اس کے کچھ نہیں کہ مراد یہ ہے کہ یہ صورت کبھی گمان کیا جاتا ہے کہ وہ خفیف تر ہے بوجہ ہونے اس کے کی واسطے ضرورت کے جو مذکور ہوئی لیکن واسطے علت موجودہ کے اس میں بھی اور یہ دلالت کرتا ہے اوپر ضعیف ہونے اس چیز کے جو روایت کی ہے ترمذی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کبھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جاتا تو ایک جوتے میں چلتے یہاں تک کہ اس کو درست کرتے اور یہ جو کہا کہ نہ چلے تو البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس کے جو جائز رکھتا ہے کھڑے ہونے کو ایک جوتے میں جب کہ عارض ہو واسطے جوتے کے وہ چیز کہ محتاج ہو طرف درست کرنے اس کے کی اور البتہ اختلاف کیا گیا ہے اس میں سو نقل کیا ہے عیاض نے مالک رحمہ اللہ سے کہ دوسرے کو بھی اُتار ڈالے اور کھڑا رہے جب کہ ہو زمین گرم میں یا مانند اس کے میں اس چیز سے کہ ضرر کرے اس میں چلنا یہاں تک کہ درست کرے اس کو یا چلے ننگے پاؤں اگر نہ ہو یہ کہا ابن عبدالبر نے کہ یہ صحیح ہے فتویٰ میں اور حدیث میں اور یہی قول ہے علماء کا اور نہیں تعرض کیا اس نے واسطے صورت جلوس کے یعنی ایک جوتے میں بیٹھنا بھی درست ہے یا نہیں اور ظاہر جواز اس کا ہے بنا بر اس کے کہ علت نہی میں وہ چیز ہے جو پہلے گزری اور روایت کی ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہ چلے کوئی ایک جوتے میں اور نہ ایک موزے میں۔ (فتح)

بَابُ قِبَالَانِ فِيْ نَعْلٍ وَمَنْ رَأَى قِبَالًا وَاحِدًا وَاسِعًا.

دو تسمے ہر ایک جوتے میں اور جو دیکھتا ہے ایک تسمے کو فراخ یعنی جائز ہے۔

فائدہ: ہر جوتے میں دو تسمے ہوتے ہیں سو دو تسمے بھی جائز ہیں اور ایک بھی جائز ہے۔

٥٤٠٩ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسٌ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَعْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهَا قِبَالَانِ.

۵۴۰۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوتے کو دو تسمے تھے یعنی ہر ایک کو۔

٥٤١٠ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ طَهْمَانَ قَالَ خَرَجَ إِلَيْنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ بِنَعْلَيْنِ لَهُمَا قِبَالَانِ فَقَالَ ثَابِتٌ الْبُنَانِيُّ هٰذِهٖ نَعْلُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۴۱۰۔ حضرت عیسیٰ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے ہمارے طرف دو جوتے نکالے کہ ان دونوں کے واسطے یعنی ہر ایک کے واسطے دو تسمے تھے تو کہا ثابت نے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جوتا ہے۔

فائدہ: یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاپوش میں دو تسمے تھے ایک تسمہ تو ہوتا تھا درمیان انگوٹھے کے اور اس انگلی کے کہ اس کے پاس ہے اور ایک تسمہ ہوتا درمیان بیچ کی انگلی کے اور اس انگلی کے کہ اس کے پاس ہے کہ اس کو بنصر کہتے ہیں

عربی زبان میں اور یہ جوتا مثل چپل کی ہوتا ہے اور البتہ روایت کی ہے ترمذی نے شمائل میں کہ حضرت ﷺ کی جوتی کے واسطے دو تسمے تھے دوہرے کہا کرمانی نے کہ دلالت حدیث کی ترجمہ پر اس وجہ سے ہے کہ نعل صادق آتی ہے مجموع اس چیز پر کہ پہنی جاتی ہے پاؤں میں اور بہرحال رکن دوسرا ترجمہ سے سو اس جہت سے ہے کہ مقابلہ ایک چیز کا دوسری چیز سے فائدہ دیتا ہے تقسیم کا سو ہر ایک جوتی کے واسطے ہر پاؤں میں ایک تسمہ ہے میں کہتا ہوں بلکہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس چیز کی طرف کہ وارد ہوئی ہے بعض سلف سے سو روایت کی بزار اور طبرانی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مثل اس حدیث انس رضی اللہ عنہ کی اور زیادہ کیا ہے اس نے یہ اور اس طرح واسطے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے اور پہلے پہل ایک گرہ عثمان رضی اللہ عنہ نے دی۔ (فتح)

بَابُ الْقُبَّةِ الْحَمْرَآءِ مِنْ أَدَمٍ. سرخ خیمہ چمڑے کا۔

فائدہ: ادم رنگے ہوئے چمڑے کو کہتے ہیں اور شاید کہ وہ رنگا گیا تھا سرخی سے پہلے اس سے کہ خیمہ بنایا جائے۔

٥٤١١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ قَالَ حَدَّثَنِيْ عُمَرُ بْنُ أَبِيْ زَآئِدَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ قُبَّةٍ حَمْرَآءَ مِنْ أَدَمٍ وَرَأَيْتُ بِلَالًا أَخَذَ وَضُوْءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ يَبْتَدِرُوْنَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ أَصَابَ مِنْهُ شَيْئًا تَمَسَّحَ بِهٖ وَمَنْ لَّمْ يُصِبْ مِنْهُ شَيْئًا أَخَذَ مِنْ بَلَلِ يَدِ صَاحِبِهٖ.

۵۴۱۱۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت ﷺ کے پاس آیا اور حالانکہ آپ چمڑے کے سرخ خیمے میں تھے اور میں نے بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا حضرت ﷺ کے وضو کا پانی پکڑے ہیں اور لوگ جھپٹتے ہیں وضو کے مستعمل پانی پر سو جو اس سے کچھ چیز پاتا اس کو اپنے بدن پر ملتا اور جو اس سے کچھ نہ پاتا اپنے ساتھی کے ہاتھ سے تراوت لیتا یعنی اور اس کو اپنے بدن پر ملتا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ چمڑے کے سرخ خیمے میں تھے کہ وہ مطابق ہے واسطے ترجمہ باب کے اور شاید مراد اس کی اشارہ کرنا ہے اس کی طرف کہ حدیث رافع رضی اللہ عنہ کی ضعیف ہے۔ (فتح)

٥٤١٢ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَرْسَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى

۵۴۱۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے انصار کو بلا بھیجا اور ان کو چمڑے کے ایک خیمہ میں جمع کیا۔

الْأَنْصَارِ وَجَمَعَهُمْ فِي قُبَّةٍ مِنْ أَدَمٍ.

فائدہ: یہ ٹکڑا ہے ایک حدیث کا جو کتاب الخمس میں گزر چکی ہے کہا کرمانی نے کہ یہ حدیث نہیں دلالت کرتی ہے کہ خیمہ سرخ تھا لیکن کافی ہے کہ وہ بعض ترجمہ پر دلالت کرتی ہے اور اکثر بخاری رحمہ اللہ اس طرح کرتا ہے، میں کہتا ہوں اور شاید اس نے حمل کیا ہے مطلق کو مقید پر اور یہ واسطے قرب عہد کے ہے اس واسطے کہ جس قصے کو انس رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے وہ جنگ حنین میں تھا اور جس کو ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ نے ذکر کیا ہے حجۃ الوداع میں تھا اور ان کے درمیان برس کا فاصلہ ہے سو ظاہر یہی ہے کہ یہ وہی خیمہ تھا۔ (فتح)

بَابُ الْجُلُوْسِ عَلَى الْحَصِيْرِ وَنَحْوِهٖ.

بیٹھنا چٹائی پر اور جو اس کی مانند ہو۔

فائدہ: بہر حال حصیر سو معروف ہے یعنی چٹائی جو بنائی جاتی ہے کھجور کے پتوں سے اور جو اس کی مشابہ ہے اور لیکن قول اس کا اور نحوہ سو مراد وہ چیزیں ہیں جو بچھائی جاتی ہیں اور نہیں ہے ان کے واسطے قدر بلند۔

٥٤١٣ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَحْتَجِرُ حَصِيْرًا بِاللَّيْلِ فَيُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَيَبْسُطُهٗ بِالنَّهَارِ فَيَجْلِسُ عَلَيْهِ فَجَعَلَ النَّاسُ يَثُوْبُوْنَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيُصَلُّوْنَ بِصَلَاتِهٖ حَتّٰى كَثُرُوْا فَأَقْبَلَ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ خُذُوْا مِنَ الْأَعْمَالِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰى تَمَلُّوْا وَإِنَّ أَحَبَّ الْأَعْمَالِ إِلَى اللّٰهِ مَا دَامَ وَإِنْ قَلَّ.

٥٤١٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رات کو چٹائی کا حجرہ بناتے تھے یعنی اپنے گرد کھڑی کرتے تھے تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک لوگوں کو نظر نہ آئے سو اس میں نماز پڑھتے تھے اور اس کو دن میں بچھاتے سو اس پر بیٹھتے سو لوگوں نے شروع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرتے سو آپ کی نماز کے ساتھ نماز پڑھتے یہاں تک کہ بہت لوگ جمع ہوئے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے لوگو! پکڑو نیک عملوں سے جو تم سے ہو سکیں اس واسطے کہ اللہ ثواب دینے سے نہیں تھکتا جب تک کہ تم عمل کرنے سے نہ تھکو اور بہت پیارا عمل اللہ کے نزدیک وہ ہے جو ہمیشہ ہوتا رہے اگرچہ کم تر ہو۔

فائدہ: اور اس حدیث میں اشارہ ہے طرف ضعیف ہونے اس چیز کے کہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے شریح کے طریق سے کہ اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز نہیں پڑھتے تھے؟ اور حالانکہ اللہ کہتا ہے ﴿وَجَعَلْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِيْنَ حَصِيْرًا﴾ تو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چٹائی پر نماز پڑھتے تھے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ حمل کرنے نفی کے ہمیشگی پر یعنی ہمیشہ نہیں پڑھتے تھے کبھی کبھی پڑھتے تھے لیکن خدشہ کرتی ہے اس میں وہ

آیت جو ذکر کی ہے شرح نے اور اس حدیث کی شرح کتاب الصلوۃ میں گزر چکی ہے اور وارد کی اس میں حدیث انس رضی اللہ عنہ کی سو میں اپنی چٹائی کی طرف کھڑا ہوا جو بہت زمانہ پڑے رہنے کے سبب سے کالی ہو گئی تھی اور یحتجر کے معنی ہیں کہ اپنے واسطے حجرہ بناتے کہا جاتا ہے حجرت الارض جب کہ تو اس پر کوئی نشانی کرے جو تیرے غیر کو منع کرے اور مراد ملال سے قبول ہے یا ترک اور یہ جو کہا جو ہمیشہ ہوتا رہے یعنی بدستور ہوتا رہے عامل کی زندگی میں اور نہیں مراد ہے حقیقت ہیشگی کی جو شامل ہوتا ہے سب زمانوں کو۔ (فتح)

بَابُ الْمُزَرَّرِ بِالذَّهَبِ.

باب ہے بیچ بیان اس کپڑے کے جس میں سونے کا تکمہ لگا ہو۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ أَنَّ أَبَاهُ مَخْرَمَةَ قَالَ لَهُ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ بَلَغَنِي أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَتْ عَلَيْهِ أَقْبِيَةٌ فَهُوَ يَقْسِمُهَا فَاذْهَبْ بِنَا إِلَيْهِ فَذَهَبْنَا فَوَجَدْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنْزِلِهِ فَقَالَ لِي يَا بُنَيَّ ادْعُ لِيَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَعْظَمْتُ ذٰلِكَ فَقُلْتُ أَدْعُو لَكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا بُنَيَّ إِنَّهُ لَيْسَ بِجَبَّارٍ فَدَعَوْتُهُ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ قَبَاءٌ مِّنْ دِيبَاجٍ مُزَرَّرٌ بِالذَّهَبِ فَقَالَ يَا مَخْرَمَةُ هٰذَا خَبَأْنَاهُ لَكَ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ.

مسور سے روایت ہے کہ اس کے باپ مخرمہ نے کہا اے بیٹا! بے شک شان یہ ہے کہ مجھ کو خبر پہنچی کہ حضرت ﷺ کے پاس قبائیں آئیں سو حضرت ﷺ نے ان کو لوگوں میں تقسیم کیا سو ہم کو آپ کے پاس لے چل سو ہم گئے سو ہم نے نے حضرت ﷺ کو اپنے گھر میں پایا تو اس نے مجھ سے کہا اے بیٹا! حضرت ﷺ کو میرے واسطے بلا سو میں نے اس کو بڑا جانا اور میں نے کہا کہ میں تیرے واسطے حضرت ﷺ کو بلاؤں تو اس نے کہا کہ اے بیٹا! حضرت ﷺ ظالم نہیں اور متکبر نہیں کہ اس کو برا جانیں سو میں نے حضرت ﷺ کو بلایا حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ پر ریشمی قبا تھی جس میں سونے کا تکمہ لگا تھا سو فرمایا اے مخرمہ! ہم نے یہ قبا تیرے واسطے چھپا رکھی تھی سو حضرت ﷺ نے وہ قبا اس کو دی

فائدہ: یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ باہر تشریف لائے اور آپ پر ریشمی قبا تھی جس میں سونے کا تکمہ لگا تھا سو احتمال ہے کہ واقع ہوا ہو یہ واقعہ حرام ہونے سے پہلے پھر جب سونا اور ریشم مردوں پر حرام ہوا تو نہ باقی رہی اس میں کوئی حجت واسطے اس کے جو کسی چیز کو اس سے مباح جانے اور احتمال ہے کہ حرام ہونے سے پیچھے ہو سو اس کو اس واسطے دی ہو گی کہ اس کے ساتھ نفع اٹھائے بایں وجہ کہ عورتوں کو پہنا دے یا اس کو بیچ ڈالے جیسا کہ واقع ہوا ہے واسطے غیر اس کے کی اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ پر قبا تھی تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ آپ کے ہاتھ پر قبا تھی سو ہو گا یہ اطلاق کل کا

بعض پر اور پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے چاہا کہ مخرمہ کا دل خوش کریں اگرچہ مخرمہ بدخو تھا اور یہ جو اس نے کہا کہ حضرت ﷺ متکبر نہیں تو اس میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے اوپر صحت ایمان مخرمہ کے اگرچہ وہ بدخو تھا اور اس میں تواضع ہے حضرت ﷺ کی اور حسن تلطف آپ کا ساتھ اصحاب کے۔

بَابُ خَوَاتِيمِ الذَّهَبِ.

باب ہے بیچ انگوٹھی سونے کے۔

٥٤١٤ ـ حَدَّثَنَا آدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا أَشْعَثُ بْنُ سُلَيْمٍ قَالَ سَمِعْتُ مُعَاوِيَةَ بْنَ سُوَيْدِ بْنِ مُقَرِّنٍ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ بْنَ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُولُ نَهَانَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ سَبْعٍ نَهَانَا عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ أَوْ قَالَ حَلْقَةِ الذَّهَبِ وَعَنِ الْحَرِيْرِ وَالْإِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ وَالْمِيْثَرَةِ الْحَمْرَاءِ وَالْقَسِّيِّ وَآنِيَةِ الْفِضَّةِ وَأَمَرَنَا بِسَبْعٍ بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ وَاتِّبَاعِ الْجَنَائِزِ وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ وَرَدِّ السَّلَامِ وَإِجَابَةِ الدَّاعِيْ وَإِبْرَارِ الْمُقْسِمِ وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ.

۵۴۱۴۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو سات چیز سے منع کیا سونے کی انگوٹھی سے یا فرمایا سونے کے حلقے سے اور ریشمی کپڑے سے اور استبرق سے اور دیبا سے اور زین پوش سرخ سے اور قسی سے اور چاندی کے برتنوں سے اور حکم کیا ہم کو سات چیزوں کا بیمار کی خبر لینا اور جنازے کے ساتھ جانا اور چھینکنے والے کو جواب یرحمک اللہ کہنا اور سلام کا جواب دینا اور دعوت کرنے والے کی ضیافت کو قبول کرنا اور قسم کھانے والے کی قسم کو سچا کرنا اور مظلوم کی مدد کرنا۔

٥٤١٥ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنِ النَّضْرِ بْنِ أَنَسٍ عَنْ بَشِيْرِ بْنِ نَهِيْكٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ نَهٰى عَنْ خَاتَمِ الذَّهَبِ وَقَالَ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ سَمِعَ النَّضْرَ سَمِعَ بَشِيْرًا مِثْلَهُ.

۵۴۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا سونے کی انگوٹھی سے۔

فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے کہ خبر دینا صحابی کا امر اور نہی سے تین درجوں پر ہے ایک یہ کہ لائے ساتھ صیغے کی مانند قول اس کے کی افعلوا و لا تفعلوا یعنی کرو یا نہ کرو دوسرا قول اس کا ہے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو اس کا حکم کیا اور اس سے منع کیا اور وہ مانند پہلے مرتبے کے ہے عمل میں ساتھ اس کے امر ہو یا نہی اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ

اترا اس سے واسطے اس احتمال کے کہ گمان کیا ہو مراد اس چیز کو کہ نہیں ہے امر لیکن یہ احتمال مرجوح ہے واسطے علم کے ساتھ عدالت اس کی کے ساتھ مدلول الفاظ کے باعتبار لغت کے تیسرا درجہ مجہول کا صیغہ ہے کہ ہم حکم کیے گئے یا منع کیے گئے اور وہ مانند دوسرے مرتبے کے ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اتارا گیا اس سے واسطے اس احتمال کے کہ ہو حکم کرنے والا غیر حضرت ﷺ کا اور جب مقرر ہو چکا یہ تو نہی سونے کی انگوٹھی سے یا پہننے اس کے سے خاص ہے ساتھ مردوں کے سوائے عورتوں کے پس بے شک نقل کیا گیا ہے اجماع اوپر مباح ہونے اس کے کی واسطے عورتوں کے، میں کہتا ہوں اور البتہ روایت کی ابن ابی شیبہ نے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ نجاشی نے حضرت ﷺ کو ایک زیور تحفہ بھیجا اس میں سونے کی انگوٹھی تھی سو حضرت ﷺ نے اس کو لیا اور حالانکہ آپ اس سے اعراض کرنے والے تھے پھر امامہ رضی اللہ عنہا اپنی نواسی کو بلایا سو فرمایا کہ اس کا زیور پہن، کہا ابن دقیق العید نے کہ ظاہر نہی کا تحریم ہے اور یہی ہے قول اماموں کا اور اسی پر قرار پایا ہے امر کہا عیاض نے اور جو منقول ہے ابو بکر بن محمد بن عمرو سے نگینہ بنانے اس کے سے ساتھ سونے کے سو معتاد ہے اور غالب گمان ہے کہ نہیں پہنچی ہے اس کو اس میں حدیث کہ لوگوں نے اس کے بعد اس کے خلاف پر اجماع کیا ہے اور اس طرح دو چیزیں مروی ہیں خباب رضی اللہ عنہ سے اور البتہ کہا اس کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ خبردار بے شک اس انگوٹھی کے واسطے لائق ہے کہ پھینکی جائے تو اس نے کہا کہ آج کے بعد تو اس کو مجھ پر کبھی نہ دیکھے گا سو شاید اس کو نہی نہ پہنچی ہو سو جب اس کو نہی پہنچی اس نے اس سے رجوع کیا اور بعض نے کہا اس کا مردوں کے واسطے پہننا مکروہ تنزیہ ہے نہ تحریمی جیسا کہ کہا مثل اس کی ریشمی کپڑے میں کہا ابن دقیق العید نے یہ تقاضا کرتا ہے کہ حرام ہونے میں اختلاف ہے اور یہ مناقض ہے اس کے قول کو جو قائل ہے ساتھ اس کے کہ اس کے حرام ہونے میں اجماع ہے اور ضروری ہے اعتبار وصف ہونے اس کے کا خاتم، میں کہتا ہوں کہ دونوں کلام میں تطبیق ممکن ہے ساتھ اس طور کے کہ کراہت تنزیہ کا قائل گزر چکا ہو اور قرار پایا ہو اجماع اس کے بعد حرام ہونے پر اور البتہ آیا ہے پہننا سونے کی انگوٹھی کا ایک جماعت اصحاب سے روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ نے سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور طلحہ رضی اللہ عنہ اور صہیب رضی اللہ عنہ سے سو ذکر کیا اس نے چھ یا سات اصحاب کو اور نیز نہی کی حدیثوں سے ہے جو روایت کی یونس نے زہری سے اس نے ابی ادریس سے اس نے ایک صحابی سے کہ ایک مرد حضرت ﷺ کے پاس بیٹھا اور اس کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی تھی سو حضرت ﷺ نے اس کے ہاتھ پر چھڑی ماری اور فرمایا کہ اس کو پھینک دے اور عموم حدیثوں کا جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ سونا اور ریشم دونوں میری امت کے مردوں پر حرام ہیں اور عورتوں کو حلال ہیں اور حدیث عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوعاً کہ جو مر گیا میری امت میں سے اس حال میں کہ سونا پہنتا ہو تو حرام کرے گا اللہ اس پر سونا بہشت کا روایت کی یہ حدیث احمد اور طبرانی نے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو باب کی تیسری حدیث ہے وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے کہ سونے کی انگوٹھی کا جواز منسوخ ہے اور

استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ سونے کا پہننا مردوں پر حرام ہے خواہ تھوڑا ہو یا بہت واسطے نہی کے انگوٹھی پہننے سے اور حالانکہ وہ تھوڑا ہے اور تعقب کیا ہے اس کا ابن دقیق العید نے کہ تحریم شامل ہے اس چیز کو جو بقدر انگوٹھی کے ہو یا اس سے اوپر اور بہر حال جو اس سے کم ہو سو نہیں ہے دلالت حدیث سے اوپر اس کے اور شامل ہے نہی تمام احوال کو پس نہیں جائز ہے پہننا سونے کی انگوٹھی کا واسطے اس کے جس کو اچانک لڑائی پیش آئے اس واسطے کہ نہیں ہے واسطے اس کے کوئی تعلق ساتھ لڑائی کے برخلاف اس کے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ جائز ہے پہننا ریشمی کپڑے کا لڑائی میں اور برخلاف اس چیز کے کہ تلوار پر ہو یا ڈھال پر یا کمر بند پر سونے کے زیور سے اس واسطے کہ اگر اچانک اس کو پیش آئے تو جائز ہے اس کو مارنا ساتھ اس تلوار کے پھر جب لڑائی ہو چکی تو چاہیے کہ اس کو توڑ ڈالے اس واسطے کہ وہ سب لڑائی کے متعلق چیزوں سے ہے برخلاف انگوٹھی کے۔ (فتح)

٥٤١٦ - حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ نَافِعٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهٗ فَاتَّخَذَهُ النَّاسُ فَرَمٰى بِهٖ وَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ أَوْ فِضَّةٍ.

٥٤١٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی چھاپ بنوائی اور اس کا نگینہ اپنی ہتھیلی کی طرف کیا اور لوگوں نے بھی سونے کی چھاپیں بنوائیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پھینکا اور چاندی کی انگوٹھی بنوائی۔

بَابُ خَاتَمِ الْفِضَّةِ.

چاندی کی انگشتری کا بیان یعنی جائز ہے پہننا اس کا۔

٥٤١٧ - حَدَّثَنَا يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ ذَهَبٍ أَوْ فِضَّةٍ وَجَعَلَ فَصَّهٗ مِمَّا يَلِيْ كَفَّهٗ وَنَقَشَ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَاتَّخَذَ النَّاسُ مِثْلَهٗ فَلَمَّا رَآهُمْ قَدِ اتَّخَذُوْهَا رَمٰى بِهٖ وَقَالَ لَا أَلْبَسُهٗ أَبَدًا ثُمَّ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ فَاتَّخَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَ الْفِضَّةِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَلَبِسَ الْخَاتَمَ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبُوْ بَكْرٍ

٥٤١٧۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگشتری بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کیا اور کھودا اس میں نقش محمد رسول اللہ کا سو لوگوں نے بھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل چھاپیں بنوائیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ لوگوں نے ان کو بنوایا تو اس کو پھینک دیا اور فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگشتری بنوائی تو لوگوں نے بھی چاندی کی انگشتریں بنوائیں کہا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے انگشتری پہنی پھر ان کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے یہاں تک کہ واقع ہوئی عثمان رضی اللہ عنہ سے

ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانُ حَتّٰى وَقَعَ مِنْ عُثْمَانَ فِيْ بِئْرِ أَرِيْسَ.

اریس کے کنوئیں میں۔

فائدہ: اتخذ یعنی حکم کیا ساتھ بنانے اس کے سو بنائی گئی سو اس کو پہنا یا پایا اس کو بنی ہوئی سو اس کو پکڑا اور یہ جو کہا کہ کھودا اور میں یعنی حکم کیا ساتھ کھودنے اس کے کی اور یہ جو کہا سو لوگوں نے بھی حضرت ﷺ کی مثل انگشتریں بنوائیں سو احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ مثل ہونے کے ہونا اس کا چاندی سے اور ہونا اس کا نقش مذکور پر اور احتمال ہے کہ واسطے مطلق بنوانے کے ہو اور یہ جو کہا کہ اس کو پھینکا تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے سو میں نہیں جانتا کہ کیا کیا اور یہ احتمال ہے کہ مکروہ رکھا ہو اس کو واسطے مشارکت کے یا واسطے اس کے کہ دیکھا مشغول ہونے ان کے سے ساتھ پہننے اس کے اور احتمال ہے کہ ہو واسطے ہونے اس کے کی سونے سے اور موافق پڑا ہو یہ وقت حرام ہونے سونے کے کو مردوں پر اور تائید کرتی ہے اس کو روایت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی جو اس باب میں ہے کہ حضرت ﷺ سونے کی انگشتری پہنتے تھے پھر اس کو پھینکا اور فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا اور ایک روایت میں ہے کہ پھر حکم کیا ساتھ انگشتری چاندی کی کے اور حکم کیا کہ اس میں محمد رسول اللہ کھودا جائے اور اریس ایک کنواں تھا باغ میں جو مسجد قبا کے پاس ہے۔ (فتح)

بَابٌ.

یہ باب ہے۔

٥٤١٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَنَبَذَهُ فَقَالَ لَا أَلْبَسُهُ أَبَدًا فَنَبَذَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ.

۵۴۱۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے سونے کی انگشتری پہنی پھر اس کو پھینکا اور فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا سو لوگوں نے بھی اپنی انگشتریاں پھینک دیں۔

٥٤١٩ - حَدَّثَنِيْ يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ يُوْنُسَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ أَنَّهُ رَأَى فِيْ يَدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِنْ وَرِقٍ يَوْمًا وَاحِدًا ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اصْطَنَعُوا الْخَوَاتِيْمَ مِنْ وَرِقٍ

۵۴۱۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے ایک دن حضرت ﷺ کے ہاتھ میں چاندی کی انگشتری دیکھی پھر لوگوں نے بھی چاندی کی انگشتریاں بنوائیں اور ان کو پہنا سو حضرت ﷺ نے اپنی انگوٹھی پھینکی اور لوگوں نے بھی اپنی انگشتریوں کو پھینکا متابعت کی اس کی ابراہیم بن سعد اور زیاد اور شعیب نے زہری سے۔

وَلَبِسُوْهَا فَطَرَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهٗ فَطَرَحَ النَّاسُ خَوَاتِيْمَهُمْ تَابَعَهٗ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ وَزِيَادٌ وَشُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَقَالَ ابْنُ مُسَافِرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أُرٰى خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ.

فائدہ: کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے پیروی عیاض کے کہا تمام اہل حدیث نے کہ یہ وہم ہے ابن شہاب سے اس واسطے کہ جس کو حضرت ﷺ نے پھینکا تھا وہ تو سونے کی انگشتری تھی اور بعض نے اس کی تاویل کی ہے میں کہتا ہوں اور حاصل تین جواب ہیں پہلا وہ ہے جو اسماعیلی نے کہا کہ یہ حدیث اگر محفوظ ہو تو لائق تر ہے کہ ہو تاویل اس کی کہ حضرت ﷺ نے ایک چاندی کی انگشتری بنوائی ایک رنگ پر رنگوں سے اور مکروہ جانا یہ کہ بنائے غیر اس کا مثل اس کی سو جب لوگوں نے اس کو بنوایا تو حضرت ﷺ نے اس کو پھینکا پھر اس کے بعد انگشتری بنوائی جو بنوائی اور کھودا اس میں جو کھودا تا کہ مہر لگائیں ساتھ اس کے دوسرا جواب یہ ہے کہ نیز اسماعیلی نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ بے شک شان یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو زینت کے واسطے بنایا تھا پھر جب لوگوں نے اس میں آپ کی پیروی کی تو حضرت ﷺ نے اس کو پھینکا پھر جب آپ کو مہر لگانے کی حاجت پڑی تو اس کو بنوایا تا کہ اس کے ساتھ مہر لگائیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے محب طبری نے سو کہا اس نے کہ ظاہر ان کے حال سے یہ ہے کہ انہوں نے اس کو زینت کے واسطے بنایا سو حضرت ﷺ نے اپنی انگشتری کو پھینکا تا کہ لوگ بھی اس کو پھینکیں پھر اس کو اس کے بعد پہنا واسطے حاجت مہر لگانے کے اور بدستور رہے اوپر اس کے تیسرا جواب یہ ہے کہ کہا ابن بطال نے کہ مخالفت کی ہے ابن شہاب نے قتادہ اور ثابت اور عبدالعزیز کی روایت کو اس میں کہ چاندی کی انگوٹھی حضرت ﷺ کے ہاتھ میں ہمیشہ رہی مہر لگاتے تھے ساتھ اس کے اور مہر لگائی خلفاء راشدین نے بعد حضرت ﷺ کے سو واجب ہوا حکم واسطے جماعت کے اگرچہ وہم کیا ہے اس میں زہری نے اور کہا ابن بطال نے کہ کہا بعض نے کہ ممکن ہے تطبیق بایں طور کہ جب قصد کیا حضرت ﷺ نے سونے کی انگوٹھی کے حرام کرنے کا تو چاندی کی انگوٹھی بنوائی سو جب آپ نے چاندی کی انگوٹھی پہنی تو لوگوں کو دکھلائی تا کہ اس کے مباح ہونے کو جانیں پھر سونے کی انگوٹھی کو پھینکا تا کہ لوگوں کو اس کا حرام ہونے معلوم ہو سو لوگوں نے سونے کی انگوٹھیوں کو پھینکا سو یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ نے انگوٹھی پھینکی اور لوگوں نے بھی انگوٹھیوں کو پھینکا تو مراد اس سے سونے کی انگوٹھیاں ہیں اور راضی ہوا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ ساتھ اس تاویل کے اور کہا کہ یہ تاویل صحیح ہے اور نہیں حدیث میں کوئی ایسی چیز جو منع کرے اس کو اور تائید کی ہے اس کی کرمانی نے بایں طور کہ نہیں ہے حدیث میں کہ جو انگوٹھی حضرت ﷺ نے پھینکی تھی وہ چاندی کی تھی بلکہ وہ مطلق ہے سو محمول ہوگی سونے کی انگوٹھی

پر یا محمول ہوگی اس پر جس پر محمد رسول اللہ کا نقش کھودا گیا ہو اور جب تک کہ ممکن ہو تطبیق نہیں جائز ہے منسوب کرنا راوی کو طرف وہم کی میں کہتا ہوں اور اس میں چوتھی وجہ کا بھی احتمال ہے جس میں نہ تغییر ہے نہ زیادتی بنوانی کی اور وہ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے سونے کی انگشتری زینت کے واسطے بنوائی سو جب لوگوں نے بھی سونے کی انگشتریاں بنوائیں تو موافق پڑا یہ وقوع تحریم اس کی کو سو حضرت ﷺ نے اس کو پھینکا اور اسی واسطے فرمایا کہ میں اس کو کبھی نہیں پہنوں گا اور لوگوں نے بھی اپنی انگشتریوں کو پھینکا واسطے پیروی آپ ﷺ کی کے اور تصریح کی ساتھ نہی کے پہننے انگوٹھی سونے کی سے جیسا کہ پہلے باب میں گزر چکا ہے پھر حاجت پڑی حضرت ﷺ کو انگوٹھی کی تا کہ اس کے ساتھ مہر لگائیں سو اس کو چاندی سے بنوایا اور اپنا نام مبارک اس میں کھودوایا سو لوگوں نے اس میں بھی حضرت ﷺ کی پیروی کی سو حضرت ﷺ نے اس کو پھینکا یہاں تک کہ پھینکا لوگوں نے ان انگشتریوں کو جس میں انہوں نے حضرت ﷺ کا نام کھودوایا تھا تا کہ نہ فوت ہو مصلحت نقش آپ ﷺ کے کی ساتھ واقع ہونے اشتراک کے پھر جب معدوم ہوئیں انگشتریاں لوگوں کی ساتھ پھینکنے ان کے کی تو رجوع کیا حضرت ﷺ نے طرف انگشتری اپنی کی جو خاص تھی ساتھ آپ ﷺ کے سو اس کے ساتھ مہر لگاتے رہے اور اشارہ کرتا ہے اس کی طرف قول راوی کا صہیب رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہم نے انگشتری بنوائی اور اس میں نقش کھودا یعنی محمد رسول اللہ کا سو نہ نقش کھودے اس پر کوئی سو بعض لوگ جن کو نہی نہ پہنچی تھی یا پہنچی ان کو جن کے دل میں ایمان پکا نہیں ہوا تھا منافقوں سے اور مانند ان کی سے تو انہوں نے انگشتریاں بنوائیں اور ان میں حضرت ﷺ کا نام کھودوایا سو واقع ہوا جو واقع ہوا یعنی حضرت ﷺ نے اپنی انگوٹھی پھینکی اور ہوگا پھینکنا حضرت ﷺ کا انگشتری اپنی کو واسطے غضبناک ہونے کے ان لوگوں سے جنہوں نے اپنی انگشتریوں میں حضرت ﷺ کا نام کھودوایا اور البتہ اشارہ کیا ہے اس کی طرف کرمانی نے، واللہ اعلم۔ (فتح) اور باب کی دونوں حدیثوں میں جلدی کرنا اصحاب کا ہے طرف پیروی کرنے کے ساتھ افعال حضرت ﷺ کے سو جس پر حضرت ﷺ نے برقرار فرمایا اس پر اصحاب بدستور رہے اور جس سے حضرت ﷺ نے انکار کیا اصحاب اس سے باز رہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ حضرت ﷺ کا کوئی وارث نہیں ہوتا ورنہ اپنی انگشتری اپنے وارثوں کو دیتے اسی طرح کہا نووی رحمہ اللہ علیہ نے اور اس میں نظر ہے اس واسطے احتمال ہے کہ انگوٹھی مصالح کے مال سے بنوائی ہو پس منتقل ہوئی واسطے امام کے تا کہ نفع اٹھائے ساتھ اس کے اس چیز میں کہ جس کے واسطے بنوائی گئی اور اس حدیث میں نگاہ رکھنا انگوٹھی کا ہے جس کے ساتھ مہر لگائی جائے بیچ ہاتھ امین کے جب کہ اتارے اس کو امیر اپنی انگلی سے اور اس میں ہے کہ جب تھوڑا مال ضائع ہو جائے تو نہ غفلت کی جائے اس کی طلب میں خاص کر جب کہ ہو اہل خیر کے اثر سے اور اس میں بحث ہے جو آئے گی اور اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ عبث تھوڑا ساتھ شے کے حال فکر کرنے کی نہیں ہے کوئی عیب بیچ اس کے۔ (فتح)

بَابُ فَصِّ الْخَاتَمِ.

باب ہے بیچ بیان نگینے انگشتری کے۔

٥٤٢٠ - حَدَّثَنَا عَبْدَانُ أَخْبَرَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ أَخْبَرَنَا حُمَيْدٌ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ هَلِ اتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا قَالَ أَخَّرَ لَيْلَةً صَلَاةَ الْعِشَآءِ إِلٰى شَطْرِ اللَّيْلِ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَكَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ خَاتَمِهٖ قَالَ إِنَّ النَّاسَ قَدْ صَلَّوْا وَنَامُوْا وَإِنَّكُمْ لَمْ تَزَالُوْا فِيْ صَلَاةٍ مَا انْتَظَرْتُمُوْهَا.

٥٤٢٠۔ حضرت حمید رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ کسی نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی تھی؟ سو کہا کہ ایک بار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عشاء کی نماز آدھی رات تک دیر کر کے پڑھی پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے سو جیسے میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کی چمک کی طرف دیکھتا ہوں سو فرمایا کہ بے شک لوگ نماز پڑھ چکے اور سو گئے اور ہمیشہ تم نماز ہی میں ہو جب تک کہ نماز کے منتظر رہو گے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ نے اپنا بایاں ہاتھ اٹھایا اور خنصر کی انگلی کی طرف اشارہ کیا۔ (فتح)

٥٤٢١ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ حُمَيْدًا يُحَدِّثُ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ خَاتَمُهٗ مِنْ فِضَّةٍ وَكَانَ فَصُّهٗ مِنْهُ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنِيْ حُمَيْدٌ سَمِعَ أَنَسًا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٤٢١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی سے تھی اور اس کا نگینہ بھی اسی سے تھا اور کہا یحییٰ نے حدیث بیان کی ہم سے حمید نے اس نے سنا انس رضی اللہ عنہ سے اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ کل انگشتری چاندی سے تھی سو یہ نص ہے اس میں کہ کل انگشتری چاندی کی تھی اور بہر حال جو ابوداؤد نے معیقیب سے روایت کی ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری لوہے کی تھی اس پر چاندی چڑھی ہوئی تھی اور اکثر میرے ہاتھ میں ہوتی تھی اور وہ معیقیب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشتری پر امین تھا سو یہ محمول ہے تعدد پر یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک انگوٹھی لوہے کی ہوگی اور یہ جو کہا کہ اس کا نگینہ اسی میں تھا تو نہیں معارض ہے اس کو جو روایت کی مسلم وغیرہ نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس کا نگینہ حبش کا تھا اس واسطے کہ محمول ہے یہ اوپر تعدد کے تو اس وقت حبشی کے معنی یہ ہوں گے کہ وہ حبش کے ملک کا پتھر تھا یا حبش کے رنگ پر یا حبش کا عقیق تھا اس واسطے کہ کبھی وہ حبش کے شہروں سے لایا جاتا ہے اور احتمال ہے کہ اس کا نگینہ اس سے ہو یعنی چاندی کا اور منسوب کیا گیا ہو طرف حبش کی واسطے کسی صفت کے کہ اس میں تھی یا بنایا نقش کھودنا اور البتہ اعتراض کیا ہے اس پر اسماعیلی نے سو کہا اس نے کہ نہیں ہے اس حدیث میں ترجمہ باب کا جو باب باندھا ہے اس نے ساتھ اس کے اور

جواب دیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ نہیں نام رکھا جاتا انگوٹھی کا انگوٹھی مگر جب کہ ہو واسطے اس کے نگینہ اور اگر بغیر نگینے کے ہو تو اس کو حلقہ کہا جاتا ہے میں کہتا ہوں لیکن دوسرے طریق میں ہے کہ انگوٹھی کا نگینہ اسی سے تھا سو شاید ارادہ کیا ہے اس نے رد کرنے کا اس پر جو گمان کرتا ہے کہ نہیں کہا جاتا ہے اس کو خاتم مگر جب کہ ہو نگینہ اس کے غیر سے یعنی پتھر وغیرہ سے یعنی یہ گمان باطل ہے بلکہ اگر انگشتری کا نگینہ اس کی جنس سے ہو تو اس کو بھی انگشتری کہا جاتا ہے اور تائید کرتی ہے اس کی وہ چیز جو مسلم کی روایت میں انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتری بنوائی حلقہ چاندی سے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ اس نے اشارہ کیا ہے اس کی طرف کہ جو اجمال کہ پہلی روایت میں محمول ہے بیان پر جو دوسری روایت میں ہے یعنی پہلی روایت میں بیان نہیں کیا کہ اس کا نگینہ کس چیز سے تھا دوسری میں بیان کر دیا کہ اس کا نگینہ اس کی جنس سے تھا۔ (فتح)

بَابُ خَاتَمِ الْحَدِيْدِ. باب ہے لوہے کی انگوٹھی کے بیان میں۔

فائدہ: اور البتہ ذکر کیا ہے میں نے جو وارد ہوا ہے پہلے باب میں اور شاید نہیں ثابت ہوئی نزدیک بخاری رحمہ اللہ کے کوئی چیز اس کی شرط پر اور اس میں دلالت ہے اوپر جواز پہننے اس چیز کی کے جو اس کی صفت پر ہو یعنی لوہے سے اور اصحاب سنن نے روایت کی ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس کے ہاتھ میں انگوٹھی تھی پیتل کی تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا ہے کہ میں تجھ سے بتوں کی بو پاتا ہوں؟ یعنی اس لیے کہ بت پیتل کے بناتے ہیں سو اس نے اس کو پھینک دیا پھر آیا اور اس کے ہاتھ میں لوہے کی انگوٹھی تھی سو فرمایا کہ کیا ہے واسطے میرے کہ میں تجھ پر دوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں؟ سو اس نے اس کو بھی پھینک دیا پھر اس نے کہا کہ یا حضرت! میں انگشتری کس چیز سے بنواؤں؟ فرمایا چاندی سے اور نہ پوری کر مثقال بھر اور یہ حدیث ضعیف ہے اور اگر صحیح ہو تو محمول ہو گی اس پر جو صرف لوہے کی ہو نہ جس پر چاندی چڑھی ہو۔ (فتح)

٥٤٢٢ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلًا يَقُوْلُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ جِئْتُ أَهَبُ نَفْسِيْ فَقَامَتْ طَوِيْلًا فَنَظَرَ وَصَوَّبَ فَلَمَّا طَالَ مُقَامُهَا فَقَالَ رَجُلٌ زَوِّجْنِيْهَا إِنْ لَّمْ يَكُنْ لَكَ بِهَا حَاجَةٌ قَالَ عِنْدَكَ شَيْءٌ تُصْدِقُهَا قَالَ لَا قَالَ انْظُرْ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ فَقَالَ

٥٤٢٢۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو اس نے کہا میں آئی ہوں کہ اپنی جان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بخشوں سو وہ بہت دیر کھڑی رہی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نظر کی اور اس کو سر سے پاؤں تک دیکھا سو جب اس کا قیام دراز ہوا تو ایک مرد نے کہا یا حضرت! اگر آپ کو اس کی حاجت نہیں تو میرا نکاح اس سے کروا دیجیے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تیرے پاس کچھ چیز ہے جو تو اس کو مہر میں دے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں

وَاللّٰهِ إِنْ وَجَدْتُ شَيْئًا قَالَ اذْهَبْ فَالْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ فَذَهَبَ ثُمَّ رَجَعَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ وَلَا خَاتَمًا مِّنْ حَدِيْدٍ وَعَلَيْهِ إِزَارٌ مَا عَلَيْهِ رِدَآءٌ فَقَالَ أُصْدِقُهَا إِزَارِيْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِزَارُكَ إِنْ لَبِسْتَهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْكَ مِنْهُ شَيْءٌ وَإِنْ لَبِسَتْهُ لَمْ يَكُنْ عَلَيْهَا مِنْهُ شَيْءٌ فَتَنَحَّى الرَّجُلُ فَجَلَسَ فَرَآهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُوَلِّيًا فَأَمَرَ بِهِ فَدُعِيَ فَقَالَ مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ قَالَ سُوْرَةُ كَذَا وَكَذَا لِسُوَرٍ عَدَّدَهَا قَالَ قَدْ مَلَّكْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ.

حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جا کوئی چیز تلاش کر وہ گیا پھر پھرا سو کہا قسم ہے اللہ کی میں نے کوئی چیز نہیں پائی حضرت ﷺ نے فرمایا جا تلاش کر اگر چہ لوہے کی انگوٹھی ہو سو وہ گیا پھر پھرا سو کہا قسم ہے اللہ کی اور لوہے کی انگوٹھی بھی مجھ کو نہیں ملی اور اس پر صرف ایک تہہ بند تھا چادر نہ تھی سو اس نے کہا کہ میں اس کو اپنا تہہ بند مہر میں دیتا ہوں حضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیرا تہہ بند ہے اگر عورت اس کو باندھے گی تو تجھ پر اس سے کچھ نہ رہے گا اور اگر تو اس کو باندھے گا تو عورت پر اس سے کچھ نہ رہے گا یعنی ایک تہہ بند میں دو آدمیوں کا گزارہ کس طرح ہو سکے گا؟ سو وہ مرد الگ ہو کر بیٹھا سو حضرت ﷺ نے اس کو پیٹھ پھیرے دیکھا سو حضرت ﷺ نے حکم کیا اس کے بلانے کا سو بلایا گیا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تجھ کو قرآن یاد ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں فلانی فلانی سورت یاد ہے واسطے سورتوں کے کہ ان کو گنا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ البتہ ہم نے تیرا نکاح اس عورت سے کر دیا قرآن کے یاد کروا دینے پر جو تجھ کو یاد ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ تلاش کر اگر چہ لوہے کی انگوٹھی ہو تو استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ جائز ہے پہننا لوہے کی انگوٹھی کا اور نہیں ہے حجت بیچ اس کے اس واسطے کہ اس سے فقط یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوہے کی انگوٹھی کا بنوانا جائز ہے اور اس سے لازم نہیں آتا کہ اس کا پہننا بھی جائز ہو سو احتمال ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کے موجود ہونے کا ارادہ کیا ہو یعنی کیا تیرے پاس لوہے کی انگوٹھی بھی موجود ہے یا نہیں تا کہ نفع پائے عورت اس کی قیمت کے ساتھ اور یہ جو فرمایا اگر چہ لوہے کی انگوٹھی ہو تو اس کا جواب محذوف ہے واسطے دلالت سیاق کے اوپر اس کے اس واسطے کہ جب حکم کیا اس کو ساتھ تلاش کرنے کے جو پائے تو خوف کیا کہ وہم کیا جائے نکلنا لوہے کی انگوٹھی کا اس سے واسطے حقارت اس کی کے سو مؤکد کیا دخول اس کے کو ساتھ جملے کے جو مشعر ہے ساتھ دخول مابعد اس کے بیچ ماقبل اس کی کے۔ (فتح)

بَابُ نَقْشِ الْخَاتَمِ.

باب ہے بیچ بیان نقش انگوٹھی کے۔

۵۴۲۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى حَدَّثَنَا يَزِيْدُ

۵۴۲۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ

بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَادَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى رَهْطٍ أَوْ أُنَاسٍ مِّنَ الْأَعَاجِمِ فَقِيْلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَا يَقْبَلُوْنَ كِتَابًا إِلَّا عَلَيْهِ خَاتَمٌ فَاتَّخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ فَكَأَنِّيْ بِوَبِيْصٍ أَوْ بِبَصِيْصِ الْخَاتَمِ فِيْ إِصْبَعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ فِيْ كَفِّهِ.

نے ارادہ کیا کہ ایک جماعت عجمیوں کی طرف خط لکھیں سو کسی نے حضرت ﷺ سے کہا کہ بے شک وہ بغیر مہر کے خط قبول نہیں کرتے سو حضرت ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اس میں محمد رسول اللہ کھدوایا سو جیسے میں انگوٹھی کی چمک کی طرف دیکھتا ہوں حضرت ﷺ کی انگلی میں۔

فائدہ: یہ جو کہا رھط او اناس یہ شک ہے راوی کا اور اسی طرح یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کی انگلی میں یا ہاتھ میں تو یہ بھی راوی کا شک ہے اور ایک روایت میں ہے کہ محمد بن عقیل نے ایک انگوٹھی ان کے واسطے نکالی جس میں شیر کی تصویر تھی اور کہا کہ حضرت ﷺ اس کو پہنتے تھے سو یہ حدیث ضعیف ہے لائق حجت کے نہیں اور بر تقدیر ثبوت کے شاید کبھی اس کو نہی سے پہلے پہنا ہوگا۔ (فتح)

٥٤٢٤ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ سَلَامٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ نُمَيْرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ اتَّخَذَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ وَكَانَ فِيْ يَدِهٖ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِيْ يَدِ أَبِيْ بَكْرٍ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِيْ يَدِ عُمَرَ ثُمَّ كَانَ بَعْدُ فِيْ يَدِ عُثْمَانَ حَتّٰى وَقَعَ بَعْدُ فِيْ بِئْرِ أَرِيْسَ نَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ.

۵۴۲۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی سو وہ ہمیشہ حضرت ﷺ کے ہاتھ میں تھی پھر حضرت ﷺ کے بعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی پھر اس کے بعد عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں پھر اس کے بعد عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں یہاں تک کہ اس کے بعد اریس کے کنوئیں میں گر پڑی اس میں محمد رسول اللہ کھدا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ الْخَاتَمِ فِي الْخِنْصَرِ. چھوٹی انگلی میں انگوٹھی پہننے کا بیان۔

فائدہ: یعنی سوائے اور انگلیوں کے اور یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو مسلم نے روایت کی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے منع کیا کہ میں اس اور اس انگلی میں انگوٹھی پہنوں یعنی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی میں اور بائیں

ہاتھ کی خنصر میں پہنے یا دائیں ہاتھ کی خنصر میں اس کا بیان آئندہ آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ ۔ (فتح)

٥٤٢٥ ۔ حَدَّثَنَا أَبُوْ مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ صَنَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمًا قَالَ إِنَّا اتَّخَذْنَا خَاتَمًا وَنَقَشْنَا فِيْهِ نَقْشًا فَلَا يَنْقُشَنَّ عَلَيْهِ أَحَدٌ قَالَ فَإِنِّيْ لَأَرٰى بَرِيْقَهٗ فِيْ خِنْصَرِهٖ.

٥٤٢٥۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی بنوائی سو فرمایا کہ البتہ ہم نے انگوٹھی بنوائی اور اس میں نقش کھودا یعنی محمد رسول اللہ سو نہ نقش کھودے اس پر یعنی مثل اس کی کوئی اور البتہ میں اس کی چمک کی طرف دیکھتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی میں۔

فائدہ: اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کہ کھودے کوئی مثل نقش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس واسطے کہ اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم ہے اور صفت ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تا کہ مہر لگائیں ساتھ اس کے پس ہو علامت کہ خاص ہو ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جدا ہو غیر سے سو اگر جائز ہوتا کہ کھودے کوئی مثل نقش حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کی تو البتہ فوت ہوتا مقصود۔ (فتح)

بَابُ اتِّخَاذِ الْخَاتَمِ لِيُخْتَمَ بِهِ الشَّيْءُ أَوْ لِيُكْتَبَ بِهٖ إِلٰى أَهْلِ الْكِتَابِ وَغَيْرِهِمْ.

باب ہے بیچ بنانے انگشتری کے تا کہ مہر کی جائے ساتھ اس کے کسی چیز یا لکھے ساتھ اس کے اہل کتاب وغیرہ کی طرف۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ انگوٹھی کا پہننا عرب کی عادت نہ تھی سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ بادشاہوں کی طرف نامے لکھیں تو انگوٹھی بنوائی اور اس کو سونے سے بنوایا پھر اس سے رجوع کیا واسطے اس کے کہ اس میں ہے زینت سے اور واسطے خوف فتنے کے اور اس کے نگینے کو ہتھیلی کی طرف کیا تا کہ ہو بعید تر زینت سے اور البتہ کہا طحاوی نے اس کے بعد کہ اخراج کی حدیث جو احمد رحمہ اللہ اور ابوداؤد رحمہ اللہ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا انگوٹھی کے پہننے سے مگر واسطے بادشاہ کے کہ ایک قوم کا یہ مذہب ہے کہ مکروہ ہے پہننا انگوٹھی کا مگر واسطے بادشاہ کے اور مخالفت کی ان کی اور لوگوں نے سو کہا انہوں نے کہ مباح ہے پہننا انگوٹھی کا اور لوگوں کو بھی سوائے بادشاہ کے اور ان کی حجت حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے جو پہلے گزر چکی ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی پھینکی تو لوگوں نے بھی اپنی انگوٹھیوں کو پھینکا کہ یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بھی لوگ انگوٹھیوں کو پہنتے تھے یعنی بادشاہ کے سوائے اور لوگ بھی پہنتے تھے سو اگر کہا جائے کہ وہ منسوخ ہے تو ہم کہتے ہیں کہ جو منسوخ ہے اس سے پہننا ہے سونے کی انگوٹھی کا یا جس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کا نقش کھودا گیا ہو جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا پھر وارد کیا اس نے ایک جماعت اصحاب اور تابعین سے کہ وہ انگوٹھیوں کو پہنتے تھے ان لوگوں میں سے جو سلطان نہیں اور

جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ پہننا اس کا واسطے غیر بادشاہ کے خلاف اولی ہے اس واسطے کہ وہ ایک قسم ہے زینت کی اور لائق ساتھ مردوں کے خلاف اس کا ہے اور جو دلیلیں کہ جواز پر دلالت کرتی ہیں وہ پھیرنے والے ہیں نہی کو تحریم سے اور تائید کرتی ہے اس کی کہ اس کے بعض طریقوں میں ہے کہ منع کیا زینت سے اور انگوٹھی سے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ سلطان کے حدیث میں وہ شخص ہو جس کے واسطے کسی چیز پر سلطنت ہو نہ سلطان اکبر خاص اور مراد ساتھ خاتم کے وہ چیز ہے جو مہر کی جائے ساتھ اس کے سو ہوگا پہننا اس کا بے فائدہ اور بہر حال جو پہنے وہ انگوٹھی کہ نہیں مہر لگائی جاتی ساتھ اس کے اور نہ ہو چاندی سے واسطے زینت کے تو نہیں داخل ہے نہی میں اور اسی پر محمول ہے حال اس کا جس نے اس کو پہنا اور تائید کرتا ہے اس کی جو وارد ہوا ہے صفت انگوٹھی بعض کی سے جو انگوٹھی پہنتے تھے اس چیز سے جو دلالت کرتی ہے کہ نہ تھی وہ ساتھ انگوٹھی کے جو مہر لگائی جائے ساتھ اس کے اور البتہ پوچھے گئے مالک رحمہ اللہ ابو ریحانہ کی حدیث سے سو کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے کہا اور سوال کیا صدقہ نے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے تو سعید رحمہ اللہ نے کہا کہ پہن انگوٹھی اور لوگوں کو خبر دے کہ میں نے تجھ کو فتویٰ دیا۔

تکملہ: انگوٹھی کا پہننا ساتویں یا چھٹے سال ہجری میں تھا۔ (فتح)

۵۴۲۶۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِیْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَمَّا أَرَادَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَكْتُبَ إِلَى الرُّوْمِ قِيْلَ لَهُ إِنَّهُمْ لَنْ يَقْرَؤُوْا كِتَابَكَ إِذَا لَمْ يَكُنْ مَخْتُوْمًا فَاتَّخَذَ خَاتَمًا مِنْ فِضَّةٍ وَنَقْشُهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلٰى بَيَاضِهِ فِيْ يَدِهِ.

۵۴۲۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ روم والوں کی طرف نامہ لکھیں تو آپ سے کہا گیا کہ بے شک وہ آپ کے خط کو ہرگز نہیں پڑھیں گے جب کہ اس پر مہر نہ لگی ہو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس پر محمد رسول اللہ کھودا سو جیسے میں اس کی سفیدی کی طرف دیکھتا ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں۔

بَابُ مَنْ جَعَلَ فَصَّ الْخَاتَمِ فِيْ بَطْنِ كَفِّهِ.

جو انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کی طرف کرے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ کہا گیا مالک رحمہ اللہ کو کہ نگینہ کو ہتھیلی کی طرف کرے کہا کہ نہ کہا ابن ابطال نے کہ انگوٹھی کے نگینہ کو ہتھیلی کے اندر کی طرف کرنا یا باہر کی طرف کرنا سو اس میں کوئی امر یا نہی وارد نہیں ہوئی اور کہا اس کے غیر نے کہ راز اس میں یہ ہے کہ اس کو اندر کی طرف کرنا بعید تر ہے زینت کے گمان سے اور روایت کی ابو داؤد نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ انہوں نے انگوٹھی کا نگینہ ہتھیلی کے باہر کی طرف کیا کما سیاتی قریبًا۔ (فتح)

۵۴۲۷۔ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ حَدَّثَهُ أَنَّ

۵۴۲۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کا نگینہ ہتھیلی

النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اصْطَنَعَ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ وَجَعَلَ فَصَّهُ فِي بَطْنِ كَفِّهِ إِذَا لَبِسَهُ فَاصْطَنَعَ النَّاسُ خَوَاتِيمَ مِنْ ذَهَبٍ فَرَقِيَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰى عَلَيْهِ فَقَالَ إِنِّيْ كُنْتُ اصْطَنَعْتُهُ وَإِنِّيْ لَا أَلْبَسُهُ فَنَبَذَهُ فَنَبَذَ النَّاسُ قَالَ جُوَيْرِيَةُ وَلَا أَحْسِبُهُ إِلَّا قَالَ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى.

کے اندر کی جانب کیا جب اس کو پہنا تو لوگوں نے سونے کی انگوٹھیاں بنوائیں سو حضرت ﷺ منبر پر چڑھے سو اللہ کی حمد اور ثناء کی پھر فرمایا کہ بے شک میں نے انگوٹھی کو بنوایا تھا اور بے شک میں اس کو نہیں پہنتا سو حضرت ﷺ نے اس کو پھینک دیا اور لوگوں نے بھی انگوٹھیوں کو پھینکا کہا جویریہ نے اور میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر کہ اس نے کہا کہ دائیں ہاتھ میں یعنی انگوٹھی حضرت ﷺ کے دائیں ہاتھ میں تھی۔

فائدہ: مسلم میں ہے کہ حضرت ﷺ نے انگوٹھی کو دائیں ہاتھ میں پہنا اور اسی طرح روایت کی ہے ترمذی نے کہ حضرت ﷺ نے سونے کی انگوٹھی بنوائی اور اس کو دائیں ہاتھ میں پہنا اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہنی لیکن یہ روایت شاذ ہے اور نیز اس کے راوی کم تر ہیں عدد میں اور نرم تر ہیں حفظ میں ان لوگوں سے جنہوں نے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کی روایت کی اور دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے باب میں اور بھی حدیثیں وارد ہو چکی ہیں ایک حدیث انس رضی اللہ عنہ کی ہے مسلم میں کہ حضرت ﷺ نے چاندی کی انگوٹھی اپنے دائیں ہاتھ میں پہنی اور اس کا نگینہ حبشی تھا اور نیز روایت کی ہے ابوداؤد نے ابن اسحاق کے طریق سے کہ میں نے علی بن صلت کے دائیں ہاتھ کی خنصر میں انگوٹھی دیکھی تو میں نے اس کو پوچھا اس نے کہا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا اسی طرح اپنی انگوٹھی پہنتے تھے اور اس کا نگینہ باہر کی جانب کیا اور نہیں خیال کرتا میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کو مگر کہ اس نے اس کو حضرت ﷺ سے ذکر کیا اور نیز روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور نیز روایت کی ترمذی نے حماد بن مسلمہ کے طریق سے کہ میں نے ابن ابی رافع کو دیکھا کہ دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتا تھا اور کہا کہ حضرت ﷺ اپنے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے پھر نقل کیا بخاری رحمہ اللہ سے کہ وہ اصح چیز ہے جو اس باب میں مروی ہے اور وارد ہوا ہے پہننا انگوٹھی کا بائیں ہاتھ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کما تقدم اور نیز روایت کیا ہے اس کو مسلم نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ کی انگوٹھی اس انگلی میں تھی اور اشارہ کیا طرف بائیں خنصر کی اور روایت کیا ہے اس کو ابوالشیخ وغیرہ نے ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ حضرت ﷺ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے اور نیز روایت کی بیہقی نے ادب میں ابوجعفر باقر سے کہ حضرت ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے کہا بیہقی نے کہ تطبیق ان حدیثوں میں یہ ہے کہ جس انگوٹھی کو دائیں ہاتھ میں پہنا تھا وہ سونے کی انگوٹھی تھی اور تطبیق دی ہے اس کے غیر نے ساتھ اس طور کے کہ حضرت ﷺ نے اول انگوٹھی کو دائیں ہاتھ میں پہنا پھر اس کو پھیر کر بائیں ہاتھ میں پہنا اور اسی

طرح روایت کی ہے ابوالشیخ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے سو اگر یہ روایت صحیح ہوتو ہو گی قاطع واسطے مادے نزل کے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور اسی طرح تطبیق دی ہے حدیثوں میں بغوی نے اور کہا کہ بائیں ہاتھ میں پہننا آخری امر ہے اور کہا ابن ابی حاتم نے کہ میں نے ابوذرعہ سے ان حدیثوں کے اختلاف کا سبب پوچھا تو اس نے کہا کہ نہ یہ ثابت ہے نہ وہ لیکن دائیں ہاتھ میں پہننا اکثر ہے اور پہلے گزر چکا ہے قول بخاری رحمہ اللہ علیہ کا کہ حدیث عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی صحیح تر چیز ہے اس باب میں اور تصریح کی ہے اس میں ساتھ پہننے کے دائیں ہاتھ میں اور شافعیہ کے نزدیک اس مسئلے میں اختلاف ہے اور صحیح تر قول دائیں ہاتھ میں پہننا ہے میں کہتا ہوں اور ظاہر ہوتا ہے واسطے میرے کہ یہ مختلف ہے ساتھ اختلاف قصد کے سو اگر انگوٹھی کا پہننا واسطے زینت کے ہو تو دایاں ہاتھ افضل ہے اور اگر مہر لگانے کے واسطے ہو تو بایاں ہاتھ افضل ہے اور حاصل ہوتا ہے لینا اس کا اس سے ساتھ دائیں کے اور اسی طرح رکھنا اس کا بیچ اس کے اور دائیں ہاتھ میں انگوٹھی کا پہننا راجح ہے مطلق اس واسطے کہ بایاں ہاتھ استنجے کا آلہ ہے سو محفوظ ہو گی انگوٹھی جب کہ ہو دائیں ہاتھ میں اس سے کہ پہنچے اس کو نجاست اور راجح ہے پہننا انگوٹھی کا بائیں ہاتھ میں ساتھ اس چیز کے کہ اشارہ کیا ہے میں نے اس کی طرف کہ حاصل ہوتا ہے پہننا اس کا اور اتارنا اس کا دائین ہاتھ سے اور مائل کی ہے ایک گروہ نے اس کی طرف کہ دونوں امر برابر ہیں اور جمع کیا ہے انہوں نے ساتھ اس کے مختلف حدیثوں میں اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے ابوداؤد نے جس جگہ باب باندھا ہے اس نے باب ہے انگوٹھی پہننے کا دائیں ہاتھ میں اور بائیں ہاتھ میں پھر وارد کیا مختلف حدیثوں کو بغیر ترجیح کے اور نقل کیا ہے نووی رحمہ اللہ علیہ وغیرہ نے اجماع کو جواز پر پھر کہا اور نہیں کراہت ہے بیچ اس کے یعنی نزدیک شافعیہ کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اختلاف تو افضل میں ہے کہ دونوں امر میں سے افضل کون ہے اور کہا بغوی نے کہ آخری امر بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہننا ہے اور تعقب کیا ہے اس کا طبری نے کہ ظاہر اس کا نسخ ہے اور نہیں ہے یہ مراد بغوی کی بلکہ خبر دینا ہے ساتھ واقع کے اتفاقا اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ حکمت اس میں وہ ہے جو پہلے گزری، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَنقُشُ عَلَى نَقْشِ خَاتَمِهِ.

باب ہے اس میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ کھودے کوئی مثل نقش انگوٹھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا نہ کھودا جائے اوپر نقش انگوٹھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

٥٤٢٨ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اتَّخَذَ خَاتَمًا مِّنْ فِضَّةٍ وَنَقَشَ

۵۴۲۸۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور کھودا اس میں نقش محمد رسول اللہ اور فرمایا کہ میں نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی اور اس میں محمد رسول اللہ کھودا سو نہ کھودے کوئی اس کے نقش پر۔

فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَقَالَ إِنِّي اتَّخَذْتُ خَاتَمًا مِّنْ وَرِقٍ وَنَقَشْتُ فِيْهِ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَلَا يَنْقُشَنَّ أَحَدٌ عَلٰى نَقْشِهٖ.

فائدہ: اور روایت کی ہے دارقطنی نے یعلی بن امیہ سے کہ میں نے حضرت ﷺ کے واسطے انگوٹھی بنائی کوئی مجھ کو اس میں شریک نہیں ہوا کھودا گیا اس میں محمد رسول اللہ سو مستفاد ہوتا ہے اس سے نام اس کا جس نے حضرت ﷺ کے واسطے انگوٹھی بنائی اور اس میں نقش کھودا اور یہ جو فرمایا کہ نہ کھودے کوئی اس کے نقش پر یعنی مانند نقش اس کے کی سو البتہ گزر چکا ہے اشارہ اس کی طرف کہ حکمت اس میں کیا ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی انگوٹھی پر محمد رسول اللہ کا نقش کھودا کہا ابن بطال نے کہ مالک رحمہ اللہ کہتے تھے کہ خلیفوں اور حاکمون کے شان سے ہے کھودوانا اپنے نام کا اپنی انگوٹھی میں اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابن عبیدہ رضی اللہ عنہ سے کہ ان کی انگوٹھی میں الحمد للہ کھدا تھا اور علی رضی اللہ عنہ سے اللہ الملک اور ابراہیم نخعی رحمہ اللہ سے باللہ اور مسروق رحمہ اللہ سے بسم اللہ اور ابو جعفر باقر سے العزۃ للہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ کھودوانے نام اللہ کے انگوٹھی پر کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ قول جمہور کا ہے اور منقول ہے ابن سیرین سے کراہت اس کی اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن سیرین سے ساتھ سند صحیح کے کہ نہیں ہے کوئی مضائقہ کہ لکھے مرد اپنی انگوٹھی پر حسبی اللہ اور یہ اثر دلالت کرتا ہے اس پر کہ کراہت اس سے ثابت نہیں ہے۔ (فتح)

بَابُ هَلْ يُجْعَلُ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ. کیا کیا جائے نقش انگوٹھی کا تین سطر میں۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ انگوٹھی کے نقش کا دو یا تین سطریں ہونا نہیں ہے افضل اس کے ایک سطر ہونے سے میں کہتا ہوں اور البتہ ظاہر ہوگا اثر خلاف کا اس سے جب کہ ہو ایک سطر کہ ہو نگینہ دراز واسطے ضرورت کثرت حرفوں کے سو جب سطریں متعدد ہوں تو ممکن ہے کہ مربع ہو یا گول اور ہر ایک دونوں سے اولیٰ ہے مستطیل سے۔ (فتح)

٥٤٢٩ ۔ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ لَمَّا اسْتُخْلِفَ كَتَبَ لَهٗ وَكَانَ نَقْشُ الْخَاتَمِ ثَلَاثَةَ أَسْطُرٍ مُحَمَّدٌ سَطْرٌ وَّرَسُوْلُ سَطْرٌ وَّاللّٰهِ سَطْرٌ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَنِيْ أَحْمَدُ حَدَّثَنَا الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ

٥٤٢٩۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے انس رضی اللہ عنہ کے واسطے لکھا یعنی زکوٰۃ کی نصابیں اور مقادیر اور ان کی انگوٹھی کا نقش تین سطریں تھا محمد ایک سطر اور رسول ایک سطر اور اللہ ایک سطر کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے اور زیادہ کیا مجھ کو احمد نے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے انصاری نے کہا کہ حدیث بیان کی مجھ سے میرے باپ نے ثمامہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ

عَنْ ثُمَامَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ خَاتَمُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي يَدِهِ وَفِي يَدِ أَبِي بَكْرٍ بَعْدَهُ وَفِي يَدِ عُمَرَ بَعْدَ أَبِي بَكْرٍ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ جَلَسَ عَلَى بِئْرِ أَرِيْسَ قَالَ فَأَخْرَجَ الْخَاتَمَ فَجَعَلَ يَعْبَثُ بِهِ فَسَقَطَ قَالَ فَاخْتَلَفْنَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ مَعَ عُثْمَانَ فَنَزَحَ الْبِئْرَ فَلَمْ يَجِدْهُ.

سے کہ حضرت ﷺ کی انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں تھی اور حضرت ﷺ کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں تھی پھر جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو اریس کے کنوئیں پر بیٹھے اور انگوٹھی ہاتھ سے اتاری اور اس کے ساتھ کھیلنے لگے سو وہ کنوئیں میں گر پڑی سو اختلاف کیا ہم نے ساتھ عثمان رضی اللہ عنہ کے تین دن یعنی کنوئیں میں اترنا اور چڑھنا اور جانا اور آنا سو کنوئیں کا پانی کھینچا گیا سو ہم نے اس کو نہ پایا۔

فائدہ: ظاہر یہ ہے کہ تین سطروں کے سوائے اس میں اور کچھ نہ تھا اور ابو الشیخ نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ اس میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا لیکن یہ روایت شاذ ہے اور نیز ظاہر اس کا یہ ہے کہ وہ اسی ترتیب پر لکھا تھا یعنی جس طرح حدیث میں مذکور ہے لیکن نہ نہی تحریر اس کی اوپر سیاق مروج کے اس واسطے کہ ضرورت حاجت کی طرف مہر لگانے کی چاہتی ہے کہ انگوٹھی کے حروف مقلوب اور الٹے کھدے ہوئے ہوں تا کہ مہر کے حرف درست اور برابر نکلیں اور لیکن یہ جو بعض نے کہا کہ اس کی تحریر نیچے سے اوپر کو تھی یعنی جلالت کا لفظ اوپر کی سطر میں تھا اور رسول کا لفظ بیچ کی سطر میں اور محمد کا لفظ نیچے کی سطر میں سو نہیں دیکھی میں نے تصریح ساتھ اس کے کسی حدیث میں بلکہ اسماعیلی کی روایت اس کے ظاہر کے مخالف ہے اس واسطے کہ اس نے کہا کہ محمد ﷺ سطر تھا اور دوسری سطر میں رسول تھا اور تیسری میں اللہ تھا اور جائز ہے پڑھنا محمدٌ اور رسولٌ کا ساتھ تنوین کے اور بغیر اس کے اور اللہ کا ساتھ رفع اور جر کے اور یہ جو کہا کہ جب عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر چھ برس رہی اور اس کے بعد کنوئیں اریس میں گر پڑی اور ابن سعد کی روایت میں ہے سو ہم نے اس کو عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ تین دن تلاش کیا سو نہ قدرت پائی ہم نے اوپر اس کے یعنی ہم کو نہ ملی کہا بعض علماء نے کہ حضرت ﷺ کی انگوٹھی میں راز تھا جو سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی میں تھا اس واسطے کہ سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی جب گم ہوئی تو ان کی بادشاہی جاتی رہی اور عثمان رضی اللہ عنہ نے جب حضرت ﷺ کی انگوٹھی گم کی تو ان کی خلافت کا انتظام بگڑا اور خارجیوں نے ان پر خروج کیا اور ہوا یہ ابتدا فتنے فساد کا جس نے ان کے قتل تک نوبت پہنچائی اور متصل ہوا ساتھ اخیر زمانے کے کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس حدیث سے کہ تھوڑا مال جب ضائع ہو تو واجب ہے ڈھونڈنا اس کا اور کوشش کرنا اس کی تلاش میں اور حضرت ﷺ نے یہ کیا جب کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا اور روکا لشکر کو اس کی تلاش میں یہاں تک کہ پایا گیا اور اس میں نظر ہے بہر حال ہار عائشہ رضی اللہ عنہا کا سو ظاہر ہوا اثر اس کا ساتھ فائدے عظیم کے جو اس سے پیدا ہوا اور وہ رخصت تیمم کی ہے سو کس طرح

قیاس کیا جائے گا غیر اس کا اوپر اس کے اور بہر حال فعل عثمان رضی اللہ عنہ کا سو نہیں ہے حجت واسطے اس کے جو مذکور ہوا اس واسطے کہ ظاہر یہ ہے کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی تلاش میں مبالغہ کیا اس واسطے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانی تھی آپ نے اس کو پہنا اور استعمال کیا اور اس کے ساتھ مہر لگائی اور ایسی چیز عادت میں بہت مال کے برابر ہے ورنہ اگر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی کے سوائے اور انگوٹھی ہوتی تو البتہ کفایت کرتی ساتھ طلب اس کی کے بغیر اس کے اور بداہت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس قدر محنت ان کو تین دنوں میں حاصل ہوئی تھی وہ انگوٹھی کی قیمت سے زیادہ تھی لیکن تقاضا کیا صفت اس کی نے عظیم قدر ہونے اس کے کو پس نہ قیاس کیا جائے گا اس پر ہر مال تھوڑا کہ ضائع ہوا اور اس حدیث میں ہے کہ انگوٹھی سے کھیلنا نیکوں کا فعل ہے اور جو ان کے ہاتھ میں ہو اور نہیں ہے عیب واسطے ان کے میں کہتا ہوں سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے یہ اس طرح کہ یہ فعل پیدا ہوتا ہے ایسے لوگوں کے فکر سے اور فکر اس کا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خیر میں ہوتا ہے کہا کرمانی نے کہ معنی قول اس کے کی یعبث یہ ہیں کہ اس کو ہلاتے تھے یا اس کو انگلی سے اتارتے تھے پھر اس میں ڈالتے تھے اور یہ صورت عبث کی ہے کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں ہے کہ جو کچھ چیز طلب کرے اور نہ پائے مطلوب کو تین دن کے بعد کہ تو اس کے واسطے جائز ہے کہ اس کو چھوڑ دے اور پس ہوتا ہے وہ بعد تین دن کے ضائع کرنے والا اور یہ کہ تین دن کے بعد واقع ہوتا ہے عذر بیچ دشوار ہونے مطلوب کے اور اس حدیث میں استعمال کرنا اثار صالحین کا ہے اور پہننا لباس ان کے کا واسطے تبرک کے ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ الْخَاتَمِ لِلنِّسَآءِ. انگوٹھی واسطے عورتوں کے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ انگوٹھی واسطے عورتوں کے منجملہ زیور سے ہے جو مباح کیا گیا ہے ان کے واسطے۔

وَكَانَ عَلٰى عَائِشَةَ خَوَاتِيمُ ذَهَبٍ. یعنی اور عائشہ رضی اللہ عنہا پر سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔

٥٤٣٠ ـ حَدَّثَنَا أَبُوْ عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُسْلِمٍ عَنْ طَاوُسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا شَهِدْتُ الْعِيْدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى قَبْلَ الْخُطْبَةِ قَالَ أَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَزَادَ ابْنُ وَهْبٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ فَأَتَى النِّسَآءَ فَجَعَلْنَ يُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ.

٥٤٣٠ ـ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید کی نماز میں حاضر ہوا خطبے سے پہلے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کی نماز خطبے سے پہلے پڑھی، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے اور زیادہ کیا ابن وہب نے ابن جریج سے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس آئے سو انہوں نے انگوٹھیوں کو بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالنا شروع کیا۔

فائدہ: فتخ ان انگوٹھیوں کو کہتے ہیں جو پاؤں کی انگلیوں میں پہنی جاتی ہیں۔

بَابُ الْقَلَآئِدِ وَالسِّخَابِ لِلنِّسَآءِ يَعْنِيْ قِلَادَةً مِّنْ طِيْبٍ وَّسُكٍّ.

باب ہے بیچ پہننے ہاروں اور سخاب کے واسطے عورتوں کے اور مراد سخاب سے ہار ہے جو خوشبو اور سک سے ہو۔

فائدہ: سک ایک قسم خوشبو کی ہے معروف ملائی جاتی ہے ساتھ اور خوشبو کے اور استعمال کی جاتی ہے اور ایک روایت میں بجائے سک کے مسک کا لفظ واقع ہوا ہے یعنی مشک۔

٥٤٣١ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَرْعَرَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ خَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عِيْدٍ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلُ وَلَا بَعْدُ ثُمَّ أَتَى النِّسَآءَ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تَصَدَّقُ بِخُرْصِهَا وَسِخَابِهَا.

۵۴۳۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید کے دن نکلے سو دو رکعت نماز پڑھی نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی نہ پیچھے پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے پاس آئے سو حکم کیا ان کو ساتھ صدقہ کے سو شروع کیا عورتوں نے صدقہ کرنا اپنی بالیوں اور ہاروں سے۔

فائدہ: خرص چھوٹے حلقے کو کہتے ہیں سونے سے ہو یا چاندی سے اور اس حدیث کی شرح خطبہ عید میں گزر چکی ہے۔

بَابُ اسْتِعَارَةِ الْقَلَآئِدِ.

باب ہے بیچ بیان عاریت لینے ہاروں کے۔

٥٤٣٢ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ هَلَكَتْ قِلَادَةٌ لِأَسْمَآءَ فَبَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ طَلَبِهَا رِجَالًا فَحَضَرَتِ الصَّلَاةُ وَلَيْسُوْا عَلٰى وُضُوْءٍ وَلَمْ يَجِدُوْا مَآءً فَصَلَّوْا وَهُمْ عَلٰى غَيْرِ وُضُوْءٍ فَذَكَرُوْا ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ آيَةَ التَّيَمُّمِ زَادَ ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ اسْتَعَارَتْ مِنْ أَسْمَآءَ.

۵۴۳۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش میں لوگوں کو بھیجا سو نماز کا وقت آیا اور باوضو نہ تھے اور نہ انہوں نے پانی پایا سو انہوں نے نماز پڑھی بے وضو پھر یہ قصہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا سو اللہ نے تیمم کی آیت اتاری اور زیادہ کیا ہے ابن نمیر نے ہشام سے ساتھ سند مذکور کے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے وہ ہار اسماء رضی اللہ عنہا سے عاریۃً لیا تھا۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح کتاب الطہار میں گزر چکی ہے اور اس میں بیان ہے ہار مذکور کا کہ کس چیز سے تھا۔

بَابُ الْقُرْطِ لِلنِّسَآءِ. باب ہے بیچ بیان پہننے قرط کے واسطے عورتوں کے۔

فائدہ: قرط اس زیور کو کہتے ہیں جو کان میں پہنا جاتا ہے سونا ہو یا چاندی خالص ہو یا ساتھ موتیوں وغیرہ کے اور غالبًا وہ کن پٹی پر لٹکایا جاتا ہے۔

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ أَمَرَهُنَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يَهْوِيْنَ إِلٰى آذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ.

اور کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حکم کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو ساتھ صدقہ کرنے کے سو میں نے ان کو دیکھا کہ اپنے کانوں اور گلوں کی طرف ہاتھ جھکاتی تھیں یعنی اور زیور کو اتار کر بلال رضی اللہ عنہ کے کپڑے میں ڈالتی تھیں۔

فائدہ: یہ حدیث پوری عیدین میں گزر چکی ہے اور البتہ ظاہر ہوا کہ کانوں میں اشارہ ہے طرف بالیوں کی اور لیکن طرف گلوں کی سو ظاہر یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے ہار ہیں جو گلوں میں پہنے جاتے ہیں اگرچہ محل ان کا جب کہ لٹک جائیں سینہ ہے اور استدلال کیا گیا ہے اس کے ساتھ اس پر کہ جائز ہے سوراخ کرنا عورت کے کان میں تا کہ اس میں بالی وغیرہ ڈالی جائے اس چیز سے کہ جائز ہے اس کو زینت کرنی ساتھ اس کے اور اس میں نظر ہے اس واسطے کہ نہیں متعین ہے پہننا بالی وغیرہ کا سوراخ میں بلکہ ممکن ہے کہ لٹکایا جائے سر میں ساتھ زنجیر باریک جالی دار کے یہاں تک کہ کان کے مقابل ہو اور اس سے اترے ہم نے مانا لیکن لیا جاتا ہے ترک انکار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اوپر ان کے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر انکار نہ کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ جائز ہے اور ممکن ہے کہ کہا جائے کہ احتمال ہے کہ شروع کرنے سے پہلے ان کے کان میں سوراخ کیا گیا ہو پس معاف ہے روام میں جو نہیں معاف ہے ابتدا میں اور مانند اس کی قول ام زرع کا ہے کہ ابو زرع نے زیور سے میرے دونوں کان جھلائے اور نہیں حجت ہے اس میں واسطے اس کے جو ہم نے ذکر کی کہا ابن قیم رحمہ اللہ نے کہ مکروہ کہا ہے جمہور نے سوراخ کرنا لڑکے کے کان میں اور رخصت دی بعض نے واسطے عورت کے میں کہتا ہوں اور آیا ہے جواز عورت میں احمد رحمہ اللہ سے واسطے زینت کے اور کراہت واسطے لڑکے کے کہا غزالی نے کہ حرام ہے سوراخ کرنا عورت کے کان میں اور حرام ہے اجرت لینا اوپر اس کے مگر یہ کہ ثابت ہو اس میں کوئی چیز شرع کی جہت سے میں کہتا ہوں کہ طبرانی نے اوسط میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ سات چیزیں لڑکی میں سنت ہیں ان میں سے ایک سوراخ کرنا ہے اس کے کان میں۔ (فتح)

٥٤٣٣ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِیْ عَدِیٌّ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيْدًا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰی يَوْمَ

۵۴۳۳۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عید کے دن دو رکعت نماز پڑھی نہ اس سے پہلے کوئی نماز پڑھی اور نہ پیچھے پھر عورتوں کے پاس آئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ تھے سو حکم کیا ان کو صدقہ

الْعِيْدِ رَكْعَتَيْنِ لَمْ يُصَلِّ قَبْلَهَا وَلَا بَعْدَهَا ثُمَّ أَتَى النِّسَآءَ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَأَمَرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَجَعَلَتِ الْمَرْأَةُ تُلْقِيْ قُرْطَهَا.

کرنے کا سو شروع کیا ہر عورت نے اپنی بالی ڈالنی۔

بَابُ السِّخَابِ لِلصِّبْيَانِ.

باب ہے بیچ ہار خوشبو کے واسطے لڑکوں کے۔

٥٤٣٤ - حَدَّثَنِيْ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا وَرْقَآءُ بْنُ عُمَرَ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِيْ يَزِيْدَ عَنْ نَّافِعِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سُوْقٍ مِّنْ أَسْوَاقِ الْمَدِيْنَةِ فَانْصَرَفَ فَانْصَرَفْتُ فَقَالَ أَيْنَ لُكَعُ ثَلَاثًا ادْعُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ فَقَامَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ يَمْشِيْ وَفِيْ عُنُقِهِ السِّخَابُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَقَالَ الْحَسَنُ بِيَدِهِ هٰكَذَا فَالْتَزَمَهُ فَقَالَ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُحِبُّهُ فَأَحِبَّهُ وَأَحِبَّ مَنْ يُحِبُّهُ وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ فَمَا كَانَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنَ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ بَعْدَ مَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ.

۵۴۳۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کے بازار میں تھا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پھرے اور میں بھی پھرا سو فرمایا کہ کہاں ہے بچہ یہ تین بار فرمایا حسن بن علی رضی اللہ عنہ کو بلاؤ سو کھڑے ہوئے حسن بن علی رضی اللہ عنہ چلتے اور ان کی گردن میں ہار تھا خوشبو کا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اس طرح یعنی دونوں ہاتھ کھولے جیسے کہ معانقہ کے وقت کھولتے ہیں اور حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن رضی اللہ عنہ کو گلے لگایا پھر فرمایا کہ الٰہی! میں اس کو دوست رکھتا ہوں سو تو بھی اس کو دوست رکھ اور اس کو دوست رکھ جو اس کو دوست رکھے کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو میرے نزدیک حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے زیادہ تر پیارا کوئی نہ تھا یعنی مجھ کو اس کے ساتھ سب سے زیادہ تر محبت تھی اس کے بعد کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو فرمایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب البیوع میں گزر چکی ہے۔

بَابُ الْمُتَشَبِّهُوْنَ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتُ بِالرِّجَالِ.

باب ہے بیچ بیان ان مردوں کے جو مشابہت کرتے ہیں ساتھ عورتوں کے اور ان عورتوں کے جو مشابہت کرنے والی ہیں ساتھ مردوں کے۔

فائدہ: یعنی بیچ بیان مذمت دونوں فریق کے اور دلالت کرتی ہے اس پر لعنت جو مذکور ہے حدیث میں۔

٥٤٣٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

۵۴۳۵۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لعنت کی

غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ تَابَعَهُ عَمْرٌو أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ.

حضرت ﷺ نے ان مردوں کو جو مشابہت کرنے والے ہیں ساتھ عورتوں کے اور ان عورتوں کو جو مشابہت کرنے والی ہیں ساتھ مردوں کے متابعت کی اس کی عمرو نے کہا کہ خبر دی ہم کو شعبہ نے۔

فائدہ: کہا طبری نے کہ معنی اس کے یہ ہیں کہ نہیں جائز ہے واسطے مردوں کے مشابہت کرنا عورتوں کے لباس میں اور زینت میں جو خاص ہے ساتھ عورتوں کے اور نہ عکس، میں کہتا ہوں اور اسی طرح کلام کرنا اور چلنا اور بہر حال شکل لباس کی سو مختلف ہے ساتھ اختلاف عادت ہر شہر کے سو بہت قومیں ایسی ہیں کہ ان کی عورتوں کے لباس کی شکل و صورت ان کے مردوں کے لباس سے جدا نہیں یعنی مرد اور عورت کا لباس ایک ہے لیکن جدا ہوتی ہیں عورتیں ساتھ حجاب اور پردہ کرنے کے اور لیکن ذم ساتھ مشابہت کرنے کے ساتھ بول چال کے سو نص ہے ساتھ اس کے جو اس کو جان بوجھ کر کرے اور لیکن جو شخص کہ ہو یہ اصل خلقت اس کی سے یعنی اس کی پیدائشی بول چال عورتوں کے ساتھ مشابہ ہو سو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا جائے ساتھ تکلف ترک اس کی کے ساتھ تدریج اور آہستگی کے سو اگر نہ کرے اور بدستور رہے اوپر اس کے تو داخل ہوتا ہے مذمت میں خاص کر اگر ظاہر ہو اس سے جو دلالت کرے اوپر اس کی رضا کے ساتھ اس کے اور استنباط کرنا اس مسئلے کا واضح ہے لفظ متشبھین سے اور بہر حال اطلاق اس کا جو پیدائشی کے حق میں مطلق جائز رکھتا ہے مانند نووی رحمۃ اللہ علیہ کی سو محمول ہے یہ اطلاق اس کے حق میں جو نہ قادر ہو عورتوں کی سی بول چال کے چھوڑنے پر استعمال کرنے کے بعد معالجہ کے واسطے ترک کرنے اس کے کی نہیں تو اگر اس کا چھوڑنا ممکن ہو اگرچہ آہستگی سے ہو اور اس کو بغیر عذر کے نہ چھوڑے تو لاحق ہوتی ہے اس کو مذمت اور استدلال کیا ہے واسطے اس کے طبری نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ نے نہ منع کیا مخنث کو داخل ہونے سے عورتوں پر یہاں تک کہ سنے اس سے باریک بیانی عورت کی وصف میں جیسے کہ آئندہ باب کی تیسری حدیث میں ہے سو اس وقت اس کو منع کیا سو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے ملامت اس پر جس کی پیدائشی بول چال عورتوں کی سی ہو، کہا ابن تین نے کہ مراد ساتھ لعنت کے اس حدیث میں وہ شخص ہے جو مشابہت کرے ساتھ عورتوں کے شکل وصورت میں اور جو عورت مشابہت کرے مردوں کی اسی طرح اور جو مرد کہ پہنچے مشابہت میں ساتھ عورتوں کے اس حد کو کہ اپنی دبر میں حرام کاری کروائے اور جو عورت کے پہنچے مشابہت میں ساتھ مردوں کے اس حد کو کہ چپٹی کھیلے ساتھ اور عورت کے تو ان دونوں قسم کے واسطے مذمت اور سزا سخت تر ہے اس شخص سے جو اس حد کو نہ پہنچا ہو اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ حکم کیا

ساتھ نکالنے کے گھروں سے جو ایسا فعل کرے تا کہ مشابہت کرنا اس بدعملی کی طرف نوبت نہ پہنچا دے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ظاہر لفظ حدیث کا زجر ہے مشابہت کرنے سے ہر چیز میں لیکن پہچانا گیا ہے اور دلیلوں سے کہ مراد مشابہت کرنا ہے شکل وصورت میں اور بعض صفات اور حرکات میں نہ مشابہت کرنا نیک کام میں اور نیز اس نے کہا کہ جو لعنت کہ صادر ہے حضرت ﷺ سے وہ دو قسم پر ہے ایک قسم وہ ہے کہ ارادہ کیا جاتا ہے ساتھ اس کے زجر کا اس چیز سے کہ واقع ہوئی ہے لعنت بسبب اس کے اور وہ خوفناک ہے اس واسطے کہ لعنت کبیرے گناہ کی علامت ہے اور واقع ہوتی ہے دوسری طرح کی حالت میں اور یہ خوفناک نہیں بلکہ وہ رحمت ہے اس کے حق میں جس کو لعنت کی بشرطیکہ نہ مستحق ہو لعنت کا جیسا کہ ثابت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں نزدیک مسلم کے کہا اس نے اور حکمت بیچ لعنت کرنے اس شخص کے جو مشابہت کرے نکالنا اس کا ہے چیز کو اس صفت سے کہ وضع کیا ہے اس کو اس پر اس نے جو حکیم تر ہے سب حکیموں سے اور البتہ اشارہ کیا گیا ہے طرف اس کی بیچ لعنت واصلات کے ساتھ قول اپنے کے جو بدل ڈالنے والی ہیں اللہ کی پیدائش کو اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ حرام ہے مرد پر پہننا اس کپڑے کا جو موتیوں سے جڑا ہو اور وہ واضح ہے واسطے وراد ہونے علامتوں تحریم کے اور وہ لعنت کرنا ہے اس کو جو یہ کام کرے اور لیکن قول شافعی رحمہ اللہ کا کہ میں نہیں مکروہ جانتا واسطے مرد کے پہننا موتیوں کا مگر اس واسطے کہ وہ عورتوں کے لباس اور پہناوے سے ہے سو نہیں ہے مخالف واسطے اس کے مراد اس کی یہ ہے کہ خاص کر اس کی نہی میں کوئی چیز وارد نہیں ہوئی۔ (فتح)

بَابُ إِخْرَاجِ الْمُتَشَبِّهِيْنَ بِالنِّسَآءِ مِنَ الْبُيُوْتِ.

باب ہے بیچ نکال دینے ان کے گھروں سے یعنی جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں۔

٥٤٣٦ ـ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ أَخْرِجُوْهُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ قَالَ فَأَخْرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُلَانًا وَأَخْرَجَ عُمَرُ فُلَانًا.

٥٤٣٦۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لعنت کی حضرت ﷺ نے مشابہت کرنے والے مردوں کو ساتھ عورتوں کے اور مشابہت کرنے والی عورتوں کو ساتھ مردوں کے اور فرمایا کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دو، کہا راوی نے سو حضرت ﷺ نے فلانی عورت کو نکال دیا اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فلانے مرد کو نکال دیا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے انجشہ کو نکالا اور انجشہ ایک غلام تھا کالا جو عورتوں کو راگ سے کھینچتا تھا۔

٥٤٣٧ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَنَّ عُرْوَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عِنْدَهَا وَفِي الْبَيْتِ مُخَنَّثٌ فَقَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ أَخِي أُمِّ سَلَمَةَ يَا عَبْدَ اللَّهِ إِنْ فَتَحَ اللَّهُ لَكُمْ غَدًا الطَّائِفَ فَإِنِّي أَدُلُّكَ عَلَى بِنْتِ غَيْلَانَ فَإِنَّهَا تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُنَّ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ تُقْبِلُ بِأَرْبَعٍ وَتُدْبِرُ يَعْنِي أَرْبَعَ عُكَنِ بَطْنِهَا فَهِيَ تُقْبِلُ بِهِنَّ وَقَوْلُهُ وَتُدْبِرُ بِثَمَانٍ يَعْنِي أَطْرَافَ هٰذِهِ الْعُكَنِ الْأَرْبَعِ لِأَنَّهَا مُحِيطَةٌ بِالْجَنْبَيْنِ حَتَّى لَحِقَتْ وَإِنَّمَا قَالَ بِثَمَانٍ وَلَمْ يَقُلْ بِثَمَانِيَةٍ وَوَاحِدُ الْأَطْرَافِ وَهُوَ ذَكَرٌ لِأَنَّهُ لَمْ يَقُلْ ثَمَانِيَةَ أَطْرَافٍ.

٥٤٣٧۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے اور ان کے گھر میں ایک مخنث زنانہ مرد تھا سو اس نے عبداللہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے بھائی سے کہا کہ اگر کل تمہارے لیے طائف فتح ہوئی تو میں تجھ کو غیلان کی بیٹی بتلاؤں گا کہ بے شک وہ آتی ہے ساتھ چار کے اور جاتی ہے ساتھ آٹھ کے یعنی خوب موٹی اور فربہ ہے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ اندر آیا کریں تمہارے پاس یہ مخنث زنانے مرد۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النکاح میں گزر چکی ہے اور ان حدیثوں میں ہے کہ مشروع ہے نکال دینا گھروں سے اس کا کہ حاصل ہو اس سے تکلیف واسطے لوگوں کے یہاں تک کہ اس سے رجوع کرے یا توبہ کرے۔ (فتح)

بَابُ قَصِّ الشَّارِبِ.

باب ہے بیچ بیان کاٹنے مونچھوں کے۔

فائدہ: اس باب کو اور جو اس کے بعد ہے آخر کتاب اللباس تک تعلق ہے ساتھ لباس کے جہت شریک ہونے کے سے زینت میں۔ (فتح)

وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُحْفِي شَارِبَهُ حَتَّى يُنْظَرَ إِلَى بَيَاضِ الْجِلْدِ وَيَأْخُذُ هٰذَيْنِ يَعْنِي بَيْنَ الشَّارِبِ وَاللِّحْيَةِ.

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی مونچھیں کاٹتے تھے یعنی جڑ سے یہاں تک کہ ان کے چمڑے کی سفیدی دیکھی جاتی تھی اور لیتے دونوں طرف لب کو مراد وہ بال ہیں جو مونچھوں اور داڑھی کے درمیان ہیں۔

فائدہ: یعنی جیسے کہ عادت ہے مونچھوں کے کاٹنے میں اور بالوں کے دور کرنے میں کہ لبوں کے گوشے میں ہیں اور احتمال ہے کہ منہ کے گوشے کے دونوں طرف مراد ہوں اور عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھیں لیتے یہاں تک کہ اس سے کچھ چیز نہ چھوڑتے اور روایت کی طبری نے عبداللہ بن ابی عثمان سے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اپنی مونچھوں کو کاٹتے اوپر سے اور نیچے سے اور یہ رد کرتا ہے اس شخص کی تاویل کو جو تاویل کرتا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی اثر میں کہ مراد ساتھ اس کے دور کرنا اس چیز کا ہے کہ لب کے کنارے پر ہے فقط۔ (فتح)

٥٤٣٨ ـ حَدَّثَنَا الْمَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حَنْظَلَةَ عَنْ نَّافِعٍ ح وَقَالَ أَصْحَابُنَا عَنِ الْمَكِّيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ قَصُّ الشَّارِبِ.

۵۴۳۸۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیدائشی سنت ہے کاٹنا لبوں کا۔

٥٤٣٩ ـ حَدَّثَنَا عَلِيٌّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنَا عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رِوَايَةً الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِّنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالْإِسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيْمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ.

۵۴۳۹۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کی پیدائشی چیزیں پانچ ہیں یا فرمایا پانچ چیزیں ہیں پیدائشی سنتوں میں سے اول ختنہ کرنا دوسری زیر ناف کے بال مونڈنا تیسرے بغلوں کے بال اکھاڑنا چوتھے ناخن کاٹنا پانچویں مونچھیں کترنا۔

فائدہ: یعنی ہر ایک انسان جس میں آدمیت ہے وہ ان پانچ چیزوں کو ایسا پسند کرتا ہے گویا کہ یہ پیدائشی بات ہے تعلیم کی اس میں کچھ حاجت نہیں اول تو اس میں پاکی اور ستھرائی ہے دوسری فائدے بھی ہیں اور یہ فرمایا کہ پانچ چیزیں ہیں تو ثابت ہو چکی ہے اور حدیثوں میں زیادتی اوپر اس کے سو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے مراد حصر کرنا بیچ اس کے اور اختلاف ہے کہ اس صیغے کے لانے میں کیا نکتہ ہے سو بعض نے کہا کہ اٹھاتا ہے دلالت کو اور یہ کہ مفہوم عدد کا نہیں ہے حجت اور بعض نے کہا کہ بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اول پانچ چیزیں بتلائی تھیں پھر زیادہ بتلائیں اور بعض نے کہا کہ بلکہ اختلاف اس میں باعتبار مقام کے ہے سو ذکر کیا ہر جگہ میں جو لائق تھا ساتھ مخاطبین کے اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ حصر کے مبالغہ ہے واسطے تاکید امر ان پانچوں کے جیسا کہ محمول ہے اس پر قول اس کا الدین النصیحۃ اور دلالت کرتی ہے تاکید پر وہ حدیث جو روایت کی ہے ترمذی نے زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مرفوع کہ جو اپنی مونچھیں نہ کترے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور اس کی سند قوی ہے اور کہا ابن عربی نے کہ پیدائشی چیزیں تیس کو پہنچتی ہیں سو اگر مراد اس کی وہ چیز ہے جو وارد ہوئی ہے ساتھ لفظ فطرت کے تو نہیں ہے اس طرح اور اگر مراد اس کی عام تر ہے اس

سے تو نہیں محصور ہیں تیس میں بلکہ اس سے زائد ہیں اور واسطے مسلم کے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے ہے کہ دس چیزیں پیدائشی سنتوں میں سے ہیں پس ذکر کیا ان پانچ کو جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہیں سوائے ختنہ کرنے کے اور زیادہ کیا اس میں بڑھانا داڑھی کا اور مسواک کرنا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا اور انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا اور استنجاء کرنا اور ایک روایت میں ہے کہ راوی نے کہا کہ میں دسویں چیز بھول گیا ہوں مگر شاید کلی ہو اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ ان میں سے پانچ سر میں ہیں میں کہتا ہوں اور شاید یہ اشارہ ہے اس چیز کی طرف کہ روایت کی عبدالرزاق نے اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیچ اس آیت کے ﴿وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرٰهِیْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ﴾ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ آزمایا ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے ساتھ طہارت کے پانچ چیزیں سر میں اور پانچ باقی بدن میں اور یہ جو فرمایا کہ انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا یعنی تا کہ ان میں میل نہ جمے کہا غزالی نے کہ عرب کے لوگوں کی عادت تھی کہ کھانا کھانے کے بعد ہاتھ نہ دھوتے تھے سو انگلیوں کے جوڑوں میں میل جم جاتی تھی سو حکم کیا ساتھ دھونے ان کے کی کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ وہ سنت مستقل ہے نہیں خاص ہے ساتھ وضو کے یعنی حاجت ہوتی ہے دھونے اس کے کی وضو میں اور غسل میں اور ستھرائی میں اور البتہ لاحق کی گئی ہے ساتھ اس کے وہ میل کہ جمع ہوتی ہے کان کے شکنوں میں اور سوراخ کان کے بیچ میں اس واسطے کہ اس کے باقی رہنے میں ضرر ہے سماعت کو اور بہر حال جو چیزیں کہ وارد ہوئی ہیں ان کے معنوں ہیں بغیر تصریح کرنے کے ساتھ لفظ فطرت کے سو وہ بہت ہیں ان میں سے ہے وہ چیز جو روایت کی ترمذی نے ابو ایوب کی حدیث سے کہ چار چیزیں پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں شرم کرنا اور خوشبو لگانا اور مسواک کرنا اور نکاح کرنا اور ثابت ہو چکا ہے بخاری اور مسلم میں کہ حیاء ایمان سے ہے اور اختلاف ہے حیاء کے ضبط میں سو بعض نے کہا کہ ساتھ فتحہ مہملہ اور تحتانیہ خفیفہ کے ہے اور بعض نے کہا کہ ساتھ کسرہ مہملہ اور تشدید تحتانیہ کے ہے سو بنا بر پہلے معنی کے وہ خصلت ہے معنوی متعلق ہے ساتھ تحسین خلق کے اور دوسری وجہ پر وہ خصلت ہے حسی متعلق ہے ساتھ ستھرائی بدن کے اور ایک روایت میں زیادہ کیا ہے حلم اور حجامت کو اور جب حدیثوں کو تلاش کیا جائے تو زیادہ ہوتا ہے عدد اور متعلق ہیں ساتھ ان خصلتوں کے مصالح دینی اور دنیاوی جو پائی جاتی ہیں ساتھ تلاش کرنے کے ان میں سے ہے آراستہ کرنا شکل وصورت کا اور ستھرا کرنا بدن کا مجمل طور سے اور مفصل اور احتیاط واسطے دونوں طہارت کے اور احسان کرنا طرف ہم نشین کے ساتھ دور کرنے اس چیز کے کہ تکلیف پائے ساتھ اس کے بدبو سے اور مخالفت شعار کفار کی مجوس اور یہود اور نصاریٰ اور بت پرستوں سے اور بجا لانا حکم شارع کا اور کہا خطابی نے کہ مذہب اکثر علماء کا یہ ہے کہ مراد ساتھ فطرت کے اس جگہ سنت ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ پیغمبروں کی سنتوں میں سے ہیں اور ایک گروہ نے کہا کہ معنی فطرت کے دین ہیں اور اصل فطرت کے معنی ہیں پیدا کرنا غیر مثال پر یعنی ایسے نمونے پر پیدا کرنا جس کی مثل پہلے کوئی چیز نہ ہو اور کہا ابو شامہ نے فطرت

کے معنی ہیں اولی پیدائش اور قول حضرت ﷺ کا کل مولود یولد علی الفطرة یعنی ہر بچہ پیدا کیا جاتا ہے یعنی اس وضع پر کہ پہلے پہل پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی پیدائش کو اوپر اس کے اور اس میں اشارہ ہے طرف قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا﴾ اور اس کے معنی یہ ہیں کہ اگر چھوڑا جائے ہر ایک اپنے پیدا ہونے کے وقت سے اور جو پہنچاتی ہے اس کی طرف نظر اس کی تو البتہ پہنچائے اس کو طرف دین حق کے اور وہ توحید ہے اور تائید کرتا ہے اس کی قول اللہ تعالیٰ کا جو اس سے پہلے ﴿فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَةَ اللّٰهِ﴾ اور اسی کی طرف اشارہ ہے باقی حدیث میں فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اور مراد ساتھ فطرت کے باب کی حدیث میں یہ ہے کہ اگر یہ چیزیں کی جائیں تو متصف ہوتا ہے فاعل ان کا ساتھ فطرت کے کہ پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آدمیوں کو اوپر اس کے اور رغبت دلائی ہے ان کو اوپر اس کے اور مستحب کیا ہے اس کو واسطے ان کے تا کہ ہوں کامل ترین صفتوں پر اور اشرف صورت پر اور کہا بیضاوی نے قدیمی سنت ہے کہ اختیار کیا ہے اس کو پیغمبروں نے اور اتفاق ہے اوپر سب شریعتوں سابقہ کا اور گویا کہ وہ پیدائشی امر ہے کہ پیدا کیے گئے آدمی اوپر اس کے اور غریب بات کہی قاضی ابو بکر بن عربی نے سو کہا اس نے کہ میرے نزدیک یہ پانچوں خصلتیں جو حدیث میں مذکور ہیں کل واجب ہیں اس واسطے کہ اگر آدمی ان کو چھوڑ دے تو اس کی شکل آدمی کی سی نہیں رہتی سو کس طرح ہو وہ منجملہ مسلمانوں کے اور تعاقب کیا ہے اس کا ابو شامہ نے ساتھ اس کے کہ جو چیزیں کہ ہو مقصود ان کا مطلوب واسطے تحسین بدن کے اور وہ ستھرائی ہے نہیں محتاج ہیں طرف درود امر ایجابی کی واسطے شارع کے بیچ ان کے واسطے کفایت کرنے کے ساتھ خواہشوں نفس کے سو مجرد بلانا اس کی طرف کافی ہے یعنی واجب ہونے کی ضرورت نہیں اور یہ جو کہا کہ ختنہ کرنا ختان اسم ہے واسطے فعل ختنہ کرنے والے کے اور ختنہ کرنے کی جگہ کو بھی کہتے ہیں اور کہا ماوردی نے کہ ختان کے معنی ہیں کاٹنا چمڑے کا جو حشفہ یعنی ڈوڈی کو ڈھانکتا ہے اور مستحب ہے کہ کاٹا جائے تمام چمڑہ حشفے کی جڑ تک اور کم تر جو کفایت کرتا ہے یہ ہے کہ نہ باقی رہے اس سے کچھ چیز جو حشفے کو ڈھانکے کہا ابن صباغ نے یہاں تک کہ کھل جائے تمام حشفہ اور کہا ابن کج نے کہ ادا ہوتا ہے واجب ساتھ کاٹنے کچھ چیز کے اس پردے سے کہ حشفے کے اوپر ہے اگرچہ قلیل ہو بشرطیکہ گول کاٹا جائے کہا نووی نے کہ وہ شاذ ہے اور معتمد اول قول ہے کہا امام نے اور مستحق عورت کے ختنے سے وہ چیز ہے کہ اس کو ختنہ بولا جائے کہا ماوردی نے کہ ختنہ عورت کا کاٹنا ہے اس چمڑے کا کہ اس کی شرم گاہ کی اوپر کی طرف ہے مدخل ذکر سے اوپر مانند گٹھلی کی اور واجب کاٹنا چمڑے کا ہے اوپر سے نہ جڑ سے اور البتہ روایت کی ہے ابوداؤد نے ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے کہ مدینے میں ایک عورت تھی جو عورتوں کا ختنہ کیا کرتی تھی سو حضرت ﷺ نے اس سے فرمایا کہ ختنہ میں مبالغہ نہ کیا کر یعنی حد سے زیادہ چمڑا نہ کاٹا کر اس واسطے کہ اس میں عورت کو زیادہ لذت حاصل ہوتی ہے اور کہا کہ نہیں ہے یہ حدیث قوی اور واسطے اس کے دو شاہد ہیں انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ام ایمن رضی اللہ عنہا کی حدیث سے نزدیک

ابوالشیخ کے اور کہا جوہری نے کہ عرب کا گمان ہے کہ لڑکا جب پیدا ہو قمر میں تو اس کے حشفے کے اوپر کا چمڑہ کھل جاتا ہے سو ہو جاتا ہے لڑکا جیسے ختنہ کیا ہوا اور البتہ مستحب رکھا ہے علماء نے شافعیہ میں سے اس کے حق میں جو پیدا ہو ختنہ کیا گیا یہ کہ گزارے اُسترے کو ختنے کی جگہ پر بغیر کاٹنے کے کہا ابوشامہ نے کہ غالب جو اس طرح پیدا ہوتا ہے اس کا ختنہ پورا نہیں ہوتا بلکہ ظاہر ہوتا ہے کنارہ ڈوڈی کا جو اس طرح ہو واجب ہے پورا کرنا اس کے ختنے کا اور فائدہ دیا ہے شیخ ابن حاج نے مدخل میں کہ اختلاف ہے کیا عموما سب عورتوں کا ختنہ کیا جائے یا مشرق ملک کی عورتوں کا ختنہ کیا جائے اور مغرب کی عورتوں کا ختنہ نہ کیا جائے واسطے نہ ہونے زیادہ چمڑے کے ان کے فرج پر جس کا کاٹنا مشروع ہے برخلاف مشرق کی عورتوں کے سو جو قائل ہے کہ مستحب ہے گزارنا اُسترے کا اس جگہ پر جو ختنہ کیا گیا ہو پیدائشی واسطے بجالانے امر کے تو وہ عورت کے حق میں بھی اسی طرح قائل ہے یعنی جس عورت کے ختنے کی حاجت نہ ہو اس کی جگہ پر صرف اُسترے کو پھیرا جائے بغیر کاٹنے کسی چیز کے اور جس عورت کے ختنے کی حاجت ہو اس کا ختنہ کیا جائے اور مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ ختنہ کرنا واجب ہے بغیر باقی چیزوں کے جو حدیث میں مذکور ہیں اور یہی قول ہے جمہور اصحاب اس کے کا اور قائل ساتھ اس کے قدیموں سے عطاء یہاں تک کہ کہا اس نے کہ اگر کافر بالغ مسلمان ہو تو نہیں پورا ہوتا ہے اسلام اس کا یہاں تک کہ ختنہ کرے اور احمد اور بعض مالکیوں سے ہے کہ واجب ہے اور ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ واجب ہے اور نہیں ہے فرض اور ایک روایت میں اس سے ہے کہ سنت ہے اور گنہگار ہوتا ہے ساتھ ترک کرنے اس کے اور ایک قول شافعیہ کا یہ ہے کہ نہیں ہے واجب عورتوں کے حق میں اور اس کو وارد کیا ہے صاحب مغنی نے احمد سے اور مذہب اکثر علماء کا اور بعض شافعیہ کا یہ ہے کہ واجب نہیں اور ان کی حجت حدیث شداد رضی اللہ عنہ کی ہے مرفوعا کہ ختنہ کرنا سنت ہے واسطے مردوں کے کرامت ہے واسطے عورتوں کے اور اس حدیث میں حجت نہیں واسطے اس چیز کے کہ مقرر ہو چکا ہے کہ لفظ سنت کا جب حدیث میں وارد ہو تو نہیں مراد ہوتی ہے ساتھ اس کے وہ چیز جو واجب کے مقابل ہو لیکن جب واقع ہو تفرقہ درمیان مردوں اور عورتوں کے اس میں تو دلالت کی اس نے کہ مراد جدا ہونا حکم کا ہے اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں منحصر ہے وہ وجوب میں اس واسطے کہ کبھی ہوتا ہے مردوں کے حق میں زیادہ تر مؤکد عورتوں سے یا ہوتا ہے مردوں کے حق میں واسطے استحباب کے اور عورتوں کے حق میں واسطے اباحت کے علاوہ یہ کہ حدیث ثابت نہیں اس واسطے کہ وہ حجاج بن ارطاۃ کی روایت سے ہے اور نہیں حجت پکڑی جاتی ہے ساتھ اس کے لیکن اس کے واسطے شاہد ہے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے اور استدلال کیا ہے اس نے جو ختنہ کرنے کو واجب کہتا ہے ساتھ کئی دلیلوں کے ان میں سے قوی تر دلیل یہ حدیث ہے جو بخاری اور مسلم میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کیا بسولی سے اور حالانکہ وہ اسی سال کے تھے اور اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا کہ پھر ہم نے تیری طرف وحی کی یہ کہ پیروی کر ابراہیم علیہ السلام کے دین کی اور صحیح ہو چکا ہے ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے کہ جن کلموں سے اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو آزمایا تھا وہ خصلتیں فطرت کی ہیں اور ان میں سے ختنہ کرنا ہے اور مبتلا کرنا غالبًا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ واقع ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ ہو واجب اور تعقب کیا گیا ہے ساتھ اس کے کہ نہیں لازم آتا جو مذکور ہوا مگر یہ کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس کو بطور وجوب کے کیا ہو اس واسطے کہ جائز ہے کہ ہو فعل ان کا بطور ندب کے سو ہوگا بجالانا ساتھ پیروی ان کی کے موافق اس کے کہ انہوں نے کیا اور اللہ نے فرمایا اپنے پیغمبر کے حق میں ﴿وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ﴾ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو تاکہ تم راہ پاؤ اور اصول میں مقرر ہو چکا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرد افعال وجوب پر دلالت نہیں کرتے اور نیز پس باقی دس کلمے واجب نہیں ہیں اور روایت کی ابوالشیخ نے کہ اللہ نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم کیا ختنہ کرنے کا اور وہ اس وقت اسی برس کے تھے سو انہوں نے ختنہ کیا قدوم سے تو ان کو درد کی شدت ہوئی انہوں نے اللہ سے دعا کی اللہ نے ان کو وحی کی کہ تو نے جلدی کی پہلے اس سے کہ میں تجھ کو اس کا آلہ بتلاؤں کہا اے رب! میں نے مکروہ جانا کہ تیرا حکم بجالانے میں دیر ہو اور قدوم کے معنی ہیں بسولی اور بعض نے کہا کہ قدوم ایک مکان کا نام ہے اور بعض نے کہا کہ وہ ان کے قیلولہ کرنے کی جگہ تھی اور بعض نے کہا کہ ایک گاؤں ہے شام میں اور ابراہیم علیہ السلام ختنہ کرنے کے بعد چالیس برس جیتے رہے تو کل عمران کی ایک سو بیس برس کی تھی اور اختلاف ہے اس وقت میں جس میں جائز ہے ختنہ کرنا کہا ماوردی نے کہ اس کے واسطے دو وقت ہیں ایک وقت وجوب کا ہے اور ایک وقت استحباب کا سو وقت وجوب کا بالغ ہونا ہے یعنی جب آدمی بالغ ہو جائے تو ختنہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور بالغ ہونے سے پہلے مستحب ہے اور وقت مختار ساتواں دن ہے پیدا ہونے سے پیچھے اور بعض نے کہا کہ ولادت کے دن سے اور اگر دیر کرے تو چالیس دن میں اور اگر اس سے بھی دیر کرے تو ساتویں برس میں اور اگر بالغ ہو اور ہو بلا معلوم ہو حال اس کے نسے کہ اگر اس کا ختنہ کیا جائے تو ہلاک ہوگا تو ساقط ہو جاتا ہے وجوب یعنی اس حالت میں واجب نہیں رہتا اور مستحب ہے کہ نہ مؤخر کیا جائے وقت استحباب سے بغیر عذر کے اور ذکر کیا ہے قاضی حسین نے کہ نہیں جائز ہے کہ ختنہ کیا جائے لڑکے کا یہاں تک کہ دس برس کا ہو اس واسطے کہ وہ دن مارنے اس کے کا ہے ترک نماز پر اور درد ختنے کا سخت تر ہے مار کے درد سے سو ہوگا اولیٰ ساتھ تاخیر کے اور ضعیف کہا ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے شرح مہذب میں اور کہا امام الحرمین نے کہ نہیں واجب ہے بالغ ہونے سے پہلے اس واسطے کہ لڑکا نہیں ہے اہل عبادت سے جو متعلق ہو ساتھ بدن کے سو کیا حال ہے ساتھ اسم کے اور کہا ابوالفرج سرخسی نے کہ بیچ ختنہ کرنے لڑکے کے چھوٹی عمر میں مصلحت ہے اس جہت سے کہ کھال تمیز کے بعد موٹی اور سخت ہو جاتی ہے اس واسطے جائز رکھا ہے اماموں نے ختنہ کرنے کو اس سے پہلے اور نقل کیا ہے ابن منذر نے حسن اور مالک سے کراہت ختنہ کرنے کی ساتویں دن اس واسطے کہ وہ یہود کا فعل ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے ہے کہ میں نے اس میں کوئی چیز نہیں سنی اور روایت کی طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ سات چیزیں سنت سے ہیں لڑکے میں نام رکھا جائے

اس کا دن ساتویں اور ختنہ کیا جائے اور روایت کی ابو الشیخ نے جابر رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ نے حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کا ختنہ ساتویں دن کیا کہا ولید نے سو میں نے اس کا حکم مالک رحمہ اللہ سے پوچھا تو اس نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کب کیا جائے لیکن جتنا پہلے کرے مجھ کو پسند ہے اور میں نے کتاب النکاح میں ولیمہ کے باب میں ذکر کیا ہے کہ ختنہ کرنے کے وقت دعوت کرنا مشروع ہے لیکن اگر لڑکی کا ختنہ ہو تو اس کے واسطے مشروع نہیں ہے اور نقل کیا ہے ابن حاج نے مدخل میں کہ سنت ہے کہ لڑکے کے ختنے کو ظاہر کرے اور لڑکی کے ختنے کو چھپائے اور یہ جو کہا کہ استحداد تو یہ استعمال ہے حدید سے اور مراد ساتھ اس کے استعمال کرنا اُسترے کا ہے بیچ مونڈھنے بالوں کے مکان مخصوص سے اور واقع ہوا ہے ایک روایت میں حلق العانۃ کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مراد ساتھ عانہ کے وہ بال ہیں جو مرد کے ذکر پر اور اس کے گرد ہیں اور اسی طرح وہ بال جو عورت کی شرم گاہ کے گرد ہیں اور منقول ہے ابو العباس سے کہ عانہ سے مراد وہ بال ہیں جو دبر کے حلقے کے گرد اُگے ہوئے ہوتے ہیں سو حاصل ہوگا اس کے مجموع سے استحباب مونڈھنے تمام ان بالوں کا جو قبل اور دبر پر اور اس کے گرد ہیں اور ذکر مونڈھنے کا واسطے ہونے اس کے کی ہے اغلب نہیں تو جائز ہے دور کرنا ان کا ساتھ نورے کے اور اُکھاڑنے کے یا کسی اور وجہ سے اور کہا بعض نے کہ مستحب ہے دور کرنا بالوں کا قبل اور دبر سے بلکہ دور کرنا ان کا دبر سے اولیٰ ہے واسطے اس خوف کے کہ اس کے ساتھ کچھ چیز پاخانے سے لٹکی رہے اور نہ دور کرے اس کو استنجاء کرنے والا مگر پانی سے اور نہ قادر ہو اس کے دور کرنے پر ڈھیلوں سے اور قائم ہوتا ہے نورہ لگانا مقام مونڈھنے کے اور اسی طرح اُکھاڑنا اور کترنا اور کسی نے امام احمد رحمہ اللہ سے پوچھا کہ زیر ناف کے بالوں کو قینچی سے کترنا جائز ہے انہوں نے کہا کہ میں اُمید رکھتا ہوں کہ کافی ہو کہا گیا پس اکھاڑنا کہا اور کیا کوئی اس پر قادر ہے اور کہا ابو بکر بن عربی نے کہ زیر ناف کے بال اولیٰ ہیں ساتھ دور کرنے کے اس واسطے کہ وہ گھنے ہو جاتے ہیں اور جم جاتی ہے ان میں میل برخلاف بغل کے بالوں کے کہا ابن دقیق العید نے کہ جو کہتا ہے کہ مستحب ہے مونڈھنا تمام ان بالوں کا کہ دبر کے گرد ہیں تو ذکر کیا ہے اس نے اس کو بطور قیاس کے اور اولیٰ بالوں کے دور کرنے میں اس جگہ مونڈھنا ہے واسطے پیروی حدیث کے اور اُکھاڑنا بھی جائز ہے برخلاف بغل کے کہ وہ بالعکس ہے اس واسطے کہ بند ہوتے ہیں نیچے اس کے بخارات برخلاف زیر ناف کے اور بغلوں کے بال اکھاڑنے سے کمزور ہو جاتے ہیں اور مونڈھنے سے قوی ہوتے ہیں سو آیا حکم ہر جگہ میں ساتھ مناسب کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ سنت زیر ناف کے بال دور کرنے میں مونڈھنا ہے ساتھ اُسترے کے بیچ حق مرد اور عورت دونوں کے لیکن ادا ہوتی ہے اصل سنت ساتھ دور کرنے کے ہر دور کرنے والی چیز سے اور نیز نووی رحمہ اللہ نے کہا کہ اولیٰ مرد کے حق میں مونڈھنا ہے اور عورت کے حق میں اکھاڑنا اور یہ مشکل ہے ساتھ اس کے کہ اس میں ضرر ہے عورت پر ساتھ درد کے اور خاوند پر ساتھ ڈھیلے ہو جانے محل کے اس واسطے کہ بالوں کا اکھاڑنا محل کو ڈھیلا کر دیتا ہے ساتھ اتفاق طبیبوں کے اسی واسطے بعض نے مونڈھنے کو

ترجیح دی ہے لیکن کہا ابن عربی نے کہ اگر عورت جوان ہو تو بالوں کا اکھاڑنا اس کے حق میں اولیٰ ہے اس واسطے کہ وہ بڑھانا اور پالنا ہے اکھاڑنے کی جگہ کو اور اگر بوڑھی ہو تو اس کے حق میں مونڈھنا بہتر ہے اس واسطے کہ اکھاڑنا بالوں کا محل کو ڈھیلا کر دیتا ہے اور اگر کہا جائے کہ عورت کے حق میں نورہ اولیٰ ہے مطلق تو نہیں ہے بعید اور نیز جدا ہوتا ہے حکم بیچ اکھاڑنے بالوں کے اور مونڈھنے زیر ناف کے بالوں کے یعنی ان دونوں میں فرق ہے کہ اکھاڑنا بغلوں کا اور مونڈھنا ان کا جائز ہے کہ لے اس کو اجنبی برخلاف زیر ناف کے بالوں کے کہ وہ حرام ہے مگر اس کے حق میں کہ مباح ہے واسطے اس کے ہاتھ لگانا اور نظر کرنا اس کی طرف مانند خاوند بیوی کے اور بہر حال نورہ لگانا سو کسی نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ نورہ لگانے کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے اس کو جائز رکھا اور ذکر کیا کہ میں اس کو کرتا ہوں اور اس میں ایک حدیث بھی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیر ناف کے بالوں میں نورہ لگاتے تھے اور اس کے مقابل ہے یہ حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زیر ناف کے بال اُسترے سے مونڈھتے تھے اور اس کی سند نہایت ضعیف ہے اور یہ جو کہا کہ بغلوں کے بالوں کا اکھاڑنا تو مستحب ہے اس میں شروع کرنا دائیں طرف سے اور ادا ہوتی ہے اصل سنت ساتھ مونڈھنے کے خاص کر جس کو اکھاڑنا درد پہنچاتا ہو کہا غزالی نے کہ ابتدا میں درد ہوتا ہے پھر رفتہ رفتہ جب عادت ہو جاتی ہے تو آسان ہو جاتا ہے درد نہیں ہوتا کہا ابن دقیق العید نے کہ جس نے نظر کی طرف لفظ کی کھڑا ہوا ہے ساتھ اکھاڑنے کے اور جس نے نظر کی طرف معنی کے جائز رکھا ہے اس نے اس کو ساتھ دور کرنے والی چیز کے اور یہ جو کہا کہ ناخن کاٹنا تو مراد ساتھ اس کے دور کرنا اس چیز کا ہے کہ ملابس ہو انگلی کے سر کو ناخن سے اس واسطے کہ میل اس میں جمع ہو جاتا ہے اور اس سے کراہت آتی ہے اور کبھی پہنچتا ہے اس حد تک کہ منع کرتا ہے پہنچنے پانی کے کو طرف اس چیز کی کہ واجب ہے دھونا اس کا طہارت میں اور قطع کیا ہے متولی نے اصحاب شافعی سے کہ نہیں صحیح ہوتا ہے اس وقت وضو اور قطع کیا ہے غزالی نے احیاء میں کہ وہ معاف ہے اور حجت پکڑی ہے اس نے کہ اکثر گنوار لوگ اس کی خبر گیری نہیں کرتے تھے اور باوجود اس کے کسی حدیث میں وارد نہیں ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز دوہرانے کا حکم کیا ہو اور یہ ظاہر ہے اور کبھی معلق ہوتی ہے ساتھ ناخن کے جب کہ دراز ہو پلیدی واسطے اس کے جو استنجاء کرے ساتھ پانی کے اور نہ کوشش کرے غسل میں سو ہو گا جب کہ نماز پڑھے اٹھانے والا واسطے پلیدی کے اور روایت کی ہے بیہقی نے شعب میں ابی حازم رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھی سو اس میں وہم کیا تو کسی نے پوچھا فرمایا کہ میں کس طرح وہم نہ کروں اور حالانکہ میل مغابن کا تمہارے ناخن میں ہے یعنی تم ناخن نہیں کاٹتے پھر تم خارش کرتے ہو ساتھ ان کے اپنی مغابن کو یعنی بغل کو اور جو دونوں خصیوں اور رانوں کے درمیان ہے اور ہر جگہ میں کہ اس میں میل جمع ہوتا ہے سو متعلق ہوتی ہے ساتھ ان کے وہ چیز کہ مغابن میں ہوتی ہے میل سے میں کہتا ہوں اور اس میں اشارہ ہے طرف پاک صاف کرنے سب مغابن کے یعنی جو جگہیں بدن کی کہ پوشیدہ اور گہری ہیں جن میں میل جمع ہوتا ہے اور مستحب

ہے مبالغہ کرنا اس کے دور کرنے میں اس حد تک کہ نہ داخل ہو اس سے ضرر انگلی پر اور نہیں ثابت ہوئی بیچ ترتیب انگلیوں کے وقت کاٹنے ناخن کے کوئی چیز حدیثوں سے لیکن جزم کیا ہے نووی رحمۃ اللہ علیہ نے شرح صحیح مسلم میں ساتھ اس کے کہ مستحب ہے کہ دائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی سے شروع کرے پھر بیچ کی انگلی کا ناخن کاٹے پھر بنصر کا پھر خنصر کا پھر انگوٹھے کا اور بائیں ہاتھ میں اول خنصر کاٹے پھر بنصر کا پھر وسطیٰ کا پھر شہادت کی انگلی کا پھر انگوٹھے کا اور شروع کرے دائیں پاؤں میں خنصر سے ابہام تک اور بائیں میں ابہام سے خنصر تک اور نہیں ذکر کیا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے واسطے استحباب کے کوئی مسند اور کہا شرح مہذب میں اس کے بعد کہ نقل کیا ہے غزالی سے اور یہ کہ مازری نے سخت انکار کیا ہے اوپر اس کے بیچ اس کے کہ نہیں ڈر ہے ساتھ اس چیز کے کہ کہا غزالی نے مگر بیچ تاخیر کرنے ابہام دائیں ہاتھ کے پس اولیٰ یہ ہے کہ مقدم کیا جائے دائیں یا بائیں پر اور بہر حال جو حدیث کہ ذکر کی غزالی نے سو نہیں ہے واسطے اس کے کوئی اصل کہا ابن دقیق العید نے کہ جو دعویٰ کرتا ہے کہ مستحب ہے کہ اول ہاتھ کے ناخن کاٹے پھر پاؤں کے سو وہ محتاج ہے طرف دلیل کے اس واسطے کہ اطلاق اس سے انکار کرتا ہے میں کہتا ہوں ممکن ہے کہ لیا جائے ساتھ قیاس کرنے کے وضو پر اور جامع ستھرائی حاصل کرنا ہے اور شروع کرنا دائیں سے واسطے حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہے جو طہارت میں گزر چکی ہے کہ خوش لگتا تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شروع کرنا دائیں طرف سے پاکی کرنے میں اور کنگھی کرنے میں اور سب کام میں اور شروع کرنا شہادت کی انگلی سے اس واسطے کہ وہ اشرف ہے سب انگلیوں میں اس واسطے کہ وہ آلہ ہے شہادت کا اور بہر حال اس کے بعد وسطیٰ کا ناخن کاٹنا سو اس واسطے ہے کہ اکثر جو ناخن کاٹتا ہے تو ہتھیلی کی پشت کی طرف سے کاٹتا ہے سو ہو گی بیچ کی انگلی اس کی دائیں جانب سو بدستور کاٹتا چلا جائے خنصر تک پھر کامل کرے ہاتھ کو ساتھ کاٹنے ناخن ابہام کے اور بہر حال بائیں ہاتھ سے سو جب شروع کرے خنصر سے تو لازم ہے کہ بدستور کاٹے جائے دائیں طرف ابہام تک اور ذکر کیا ہے دمیاطی نے کہ اس نے بعض مشائخوں سے سیکھا کہ جو اپنے ناخنوں کو مخالف کاٹتے تو نہیں پہنچتی ہے اس کو رمد یعنی اس کی آنکھیں کبھی نہیں آتیں اور یہ کہ اس نے اس کو تجربہ کیا ہے دراز مدت اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مستحب ہے کاٹنا ناخن کا مخالف اور بیان کیا ہے اس کو ابو عبداللہ بن بطہ نے سو کہا کہ اول دائیں ہاتھ کی خنصر یعنی چھوٹی انگلی کا ناخن کاٹے پھر وسطیٰ یعنی بیچ کی انگلی کا پھر انگوٹھے کا پھر بنصر کا یعنی جو چھوٹی انگلی کے پاس ہے پھر شہادت کی انگلی کا اور شروع کرے بائیں کے ابہام سے برعکس دائیں کے اور انکار کیا ہے ابن دقیق العید نے اس شکل کا کہ ذکر کیا ہے اس کو غزالی نے اور جو اس کے تابع ہیں اور کہا کہ یہ سب بے اصل ہے اس کی کوئی اصل نہیں ہاں دونوں ہاتھ میں سے اول دائیں ہاتھ کے ناخن کاٹنے اور دونوں پاؤں میں سے اول دائیں پاؤں کے ناخن کاٹنے اس کے واسطے اصل ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش لگتا تھا دائیں طرف سے شروع کرنا ہر کام میں اور نہیں ثابت ہوئی ہے بیچ استحباب کاٹنے ناخن کے جمعرات کے دن کوئی حدیث اور قریب تر

وہ چیز کہ واقف ہوا میں اس پر اس باب میں وہ چیز ہے جو روایت کی بیہقی نے مرسل ابو جعفر باقر سے کہ حضرت ﷺ مستحب جانتے تھے کہ اپنے ناخن اور مونچھیں جمعہ کے دن لیں اور واسطے اس کے شاہد ہے موصول ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس کو بیہقی نے لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور کسی نے احمد رحمہ اللہ سے اس کا حکم پوچھا تو اس نے کہا کہ مسنون ہے جمعہ کے دن زوال سے پہلے اور اس سے جمعرات کا دن بھی آیا ہے اور ایک روایت اس سے ہے اس کو اختیار ہے اور یہی معتمد ہے کہ مستحب ہے جب اس کی حاجت ہو اور مسلم نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ وقت مقرر کیا واسطے ہمارے حضرت ﷺ نے بیچ کاٹنے ناخنوں اور مونچھوں کے اور اکھاڑنے بال بغلوں کے اور مونڈھنے بال زیر ناف کے یہ کہ نہ چھوڑے جائیں زیادہ چالیس دن سے کہا قرطبی نے کہ ذکر چالیس دن کا تحدید ہے واسطے اکثر مدت کے اور نہیں منع ہے خبر گیری اس کی جمعہ سے جمعہ تک اور ضابطہ اس میں حاجت ہے کہ جب حاجت پڑے کرے کہا شرح مہذب میں کہ لائق ہے یہ کہ مختلف ہو ساتھ اختلاف احوال کے اور ضابطہ اس میں حاجت ہے اور تمام خصلتوں مذکورہ میں، میں کہتا ہوں لیکن نہیں منع ہے خبر گیری اس کی دن جمعہ کے اس واسطے کہ مبالغہ اس میں مشروع ہے اور امام احمد رحمہ اللہ سے کسی نے چند سوالات کیے ایک یہ ہے کہ میں نے احمد رحمہ اللہ سے پوچھا کہ جب اپنی مونچھیں اور ناخن کاٹے تو کیا ان کو دبا ڈالے یا پھینک دے؟ کہا احمد رحمہ اللہ نے کہ ان کو دبا ڈالے میں نے کہا کہ کیا تجھ کو اس میں کوئی خبر پہنچی؟ کہا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس کو دباتے تھے اور روایت کی کہ حضرت ﷺ نے حکم کیا ساتھ دبا ڈالنے بالوں اور ناخنوں کے اور کہا کہ نہ کھیلیں ساتھ ان کے جادوگر میں کہتا ہوں اور روایت کیا ہے اس حدیث کو بیہقی نے وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مانند اس کی اور مستحب رکھا ہے ہمارے اصحاب نے ان کے دفنانے کو اس واسطے کہ وہ آدمی کی جز ہے، واللہ اعلم اور یہ جو کہا کہ کاٹنا مونچھوں کا تو شارب ان بالوں کو کہا جاتا ہے جو اوپر کی لب کے اوپر اُگے ہوتے ہیں اور اختلاف ہے اس کی دونوں جانب میں سو بعض نے کہا کہ وہ بال مونچھوں میں داخل ہیں سو مشروع ہے کاٹنا ان کا ساتھ مونچھوں کے اور بعض نے کہا کہ وہ منجملہ داڑھی کے ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی قص کے یہ ہیں کہ مونچھوں کو کترے یہاں تک کہ ظاہر ہو کنارہ لب کا اور نہ کاٹے ان کو جڑ سے اور کہا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور اس کے اصحاب نے کہ جڑ سے کاٹنا افضل ہے کترنے سے اور مالک رحمہ اللہ سے ہے کہ مونچھوں کو جڑ سے کاٹنا مثلہ ہے اور مراد حدیث میں مبالغہ ہے لبوں کے کترنے میں یہاں تک کہ لبوں کا کنارہ ظاہر اور مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت میں ہے کہ اس کو سخت پیٹا جائے اور کہا کہ مونچھوں کا مونڈنا بدعت ہے جو لوگوں میں ظاہر ہوئی کہا طحاوی نے کہ مونچھوں کا مونڈھنا ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ابو یوسف رحمہ اللہ اور محمد رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور کہا اثرم نے کہ احمد رحمہ اللہ مونچھوں کو جڑ سے کاٹتے تھے کہا قرطبی نے اور قص الشارب کے معنی یہ ہیں کہ کاٹے جو دراز ہو لب پر اس طور سے کہ نہ ایذا دے کھانے والے کو اور نہ جمع ہو اس میں میل اور کہا کہ جز اور احفا اور قص کے ایک معنی ہیں یعنی کترنا اور نہیں ہے جڑ سے کاٹنا

نزدیک مالک رحمہ اللہ کے اور کوفیوں کا مذہب یہ ہے کہ مراد جڑ سے کاٹنا ہے اور بعض علماء نے کہا کہ اختیار ہے، میں کہتا ہوں اور بعض سے مراد طبری ہے کہ کہا اس نے کہ دلالت کی سنت نے دونوں امروں پر اور نہیں ہے کوئی تعارض درمیان ان کے اس واسطے کہ قص دلالت کرتا ہے بعض کے کترنے پر اور احفا دلالت کرتا ہے تمام بالوں کے کاٹنے پر یعنی جڑ تک اور دونوں امر ثابت ہیں پس اختیار ہے آدمی کو جو چاہے سو کرے اور روایت کی طبری نے عروہ اور سالم اور قاسم اور ابوسلمہ سے کہ وہ اپنی مونچھوں کو مونڈھتے تھے اور شرحبیل سے روایت ہے کہ میں نے پانچ اصحاب کو دیکھا اپنی مونچھیں کترتے تھے اور پہلے گزر چکا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ وہ اپنی مونچھوں کو کاٹتے تھے یعنی جڑ سے یہاں تک کہ ان کے چمڑے کی سفیدی ظاہر ہوتی یعنی جو چمڑا کہ مونچھوں کے نیچے ہے لیکن یہ سب محتمل ہے کہ جڑ سے کاٹنا تمام ان بالوں کا ہو جو لب کے اوپر اُگے ہوتے ہیں اور احتمال ہے کہ مراد جڑ سے کاٹنا ان بالوں کا ہو جو ملتے ہیں لب کی سرخی کو اوپر سے اور کاٹا جائے باقی بالوں کو واسطے نظر کرنے کے طرف معنی کی اس کے مشروع ہونے میں اور وہ مخالفت مجوس کی ہے اور امن تشویش سے کھانے والے پر اور یہ سب حاصل ہوتا ہے ساتھ اس چیز کے کہ ہم نے ذکر کی اور وہی ہے جو جمع کرتی ہے مختلف حدیثوں کو جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے داؤدی نے بیچ شرح اثر ابن عمر رضی اللہ عنہما کے جو مذکور ہے اول باب میں اور اسی کو تقاضا کرتا ہے تصرف بخاری کا اس واسطے کہ وارد کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اثر کو اور وارد کی اس کے بعد حدیث اس کی اور حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بیچ کترنے لبوں کے سو گویا کہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس کی طرف کہ یہی مراد ہے حدیث سے یعنی جڑ سے کاٹنا ان بالوں کا جو لب کی سرخی کو ملتے ہیں نہ تمام بال اور البتہ روایت کی ہے مالک رحمہ اللہ نے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب غضبناک ہوتے تھے تو اپنی مونچھوں کو بٹتے تھے تو یہ اثر دلالت کرتا ہے کہ وہ اپنی مونچھوں کو بڑھاتے تھے اور حکایت کی ابن دقیق العید نے بعض حنفیوں سے کہ جائز ہے بڑھانا مونچھوں کا لڑائی میں واسطے ڈرانے دشمن کے اور ضعیف کہا اس کو۔

فصل: چند فوائد ہیں جو اس حدیث کے متعلق ہیں۔

فائدہ اول: کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ مستحب ہے اول دائیں طرف سے مونچھوں کو کاٹا جائے۔

دوسرا فائدہ: یہ ہے کہ اختیار ہے کہ اپنی مونچھوں کو خود کاٹے یا کسی دوسرے سے کتروائے واسطے حاصل ہونے مقصود کے برخلاف بال زیر ناف کے، میں کہتا ہوں اور محل اس کا وہ ہے جہاں ضرورت نہ ہو اور جو مونڈھنا اچھی طرح نہ جانتا ہو تو اس کے واسطے مباح ہے کہ بقدر حاجت کے اپنے غیر سے استعانت لے اگر اس کی بیوی اچھی طرح مونڈھنا جانتی ہو لیکن محل اس کا یہ ہے کہ جب کہ نورہ نہ پائے اس واسطے کہ وہ بے پرواہ کرتا ہے حلق سے اور حاصل ہوتا ہے ساتھ اس کے مقصود اور اسی طرح جو نہ قوت رکھتا ہو اکھاڑنے پر اور نہ مونڈھنے پر جب کہ مدد لے غیر سے مونڈھنے میں تو جائز ہے بسبب ضرورت کے اور یہ واسطے اس کے ہے جو نہ قوت رکھتا ہو نورہ لگانے کی اس سبب سے کہ نورہ ایذا دیتا ہے

پتلے چمڑے کو مانند چمڑے بغل کے کی اور کبھی کہا جاتا ہے مثل اس کی زیر ناف کے بال مونڈھنے میں مغابن کی جہت سے جو دونوں ران اور خصیوں کے درمیان ہیں اور بہر حال مونچھوں کا لینا سو اس میں تفصیل ہے کہ جو خود بخود اچھی طرح ان کو لے سکے وہ خود لے اور جو خود اچھی طرح کاٹنا نہ جانتا ہو اس کے واسطے جائز ہے کہ دوسرے سے مدد لے اور ملحق ہے ساتھ اس کے جو کہ نہ پائے آئینہ یعنی شیشہ جس میں بال لینے کے وقت اپنا منہ دیکھے۔

تیسرا فائدہ: یہ ہے کہ کہا نووی رحمہ اللہ نے ادا ہوتی ہے اصل سنت ساتھ کاٹنے لبوں کے قینچی وغیرہ سے۔

چوتھا فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے نہیں جانتا میں کہ کوئی قائل ہو ساتھ وجوب کاٹنے لبوں کے لیکن اگر کوئی ضرورت ہو تو جائز ہے جس جگہ کہ متعین ہو کاٹنا ان کا۔ (فتح)

بَابُ تَقْلِيمِ الْأَظْفَارِ. باب ہے بیچ بیان کاٹنے ناخنوں کے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے اس باب میں تین حدیثوں کو جو تیسری حدیث ہے اس کو ناخن کے ساتھ تعلق نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ خاص کی گئی ہے ساتھ مونچھوں اور داڑھی کے اور ممکن ہے کہ ہو مراد اس کی اس ترجمہ میں اور جو اس سے پہلے ہے کاٹنا ناخنوں کا اور جو مذکور ہے ساتھ اس کے اور کترنا لبوں کا اور جو مذکور ہے ساتھ اس کے اور احتمال ہے کہ اشارہ کیا ہو اس کی طرف کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اول اور حدیث اس کی تیسری ایک ہے بعض نے اس کو مطول بیان کیا ہے اور بعض نے مختصر۔ (فتح)

٥٤٤٠ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ ابْنُ أَبِي رَجَاءٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ حَنْظَلَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنَ الْفِطْرَةِ حَلْقُ الْعَانَةِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ.

۵۴۴۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پیدائشی چیزوں میں سے پانچ چیزیں ہیں زیر ناف کے بال مونڈھنا اور ناخن کاٹنا اور موچھوں کا کاٹنا۔

٥٤٤١ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الْفِطْرَةُ خَمْسٌ الْخِتَانُ وَالْاِسْتِحْدَادُ وَقَصُّ الشَّارِبِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَنَتْفُ الْآبَاطِ.

۵۴۴۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں پیدائشی سنتوں سے ہیں اول ختنہ کرنا دوسری زیر ناف کے بال مونڈھنا تیسرے لبوں کا کاٹنا چوتھے ناخن کاٹنا پانچویں بغلوں کے بال اُکھاڑنا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

٥٤٤٢ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَفِّرُوا اللِّحٰى وَأَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا حَجَّ أَوِ اعْتَمَرَ قَبَضَ عَلٰى لِحْيَتِهٖ فَمَا فَضَلَ أَخَذَهٗ.

۵۴۴۲۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مخالف کرو ساتھ مشرکوں کے داڑھی کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو کاٹو اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب حج یا عمرہ کرتے تو اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے سو جو مٹھی سے زیادہ ہوتی اس کو کاٹ ڈالتے۔

فائدہ: مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مخالفت کرو مجوس کی اور یہی مراد ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں کہ وہ داڑھی کترتے تھے اور بعض اس کو مونڈھتے تھے اور مؤطا میں ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا دستور تھا کہ جب حج اور عمرے میں سر مونڈھتے تو اپنی داڑھی اور مونچھوں کو کترتے کہا کرمانی نے کہ حمل کیا ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس حدیث کو کہ داڑھی بڑھاؤ غیر حالت حج پر یعنی حج میں داڑھی کا کترنا جائز ہے میں کہتا ہوں جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما داڑھی کترنے کو حالت حج کے ساتھ خاص نہیں کرتے تھے بلکہ حمل کرتے تھے داڑھی بڑھانے کے حکم کو غیر اس حالت پر کہ خراب ہو جائے اس میں صورت ساتھ بہت دراز کرنے بالوں داڑھی کے یا چوڑائی ان کی کے سو کہا طبری نے کہ ایک قوم کا عمل ظاہر حدیث پر ہے سو کہا انہوں نے کہ مکروہ ہے لینا کسی چیز کا داڑھی سے اس کے طول سے اور عرض سے اور کہا ایک قوم نے کہ اگر مٹھی سے زیادہ ہو تو زائد کو کاٹا جائے پھر بیان کیا اپنی سند سے ابن عمر رضی اللہ عنہما تک کہ وہ مٹھی سے زائد داڑھی کو لیتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ تک کہ انہوں نے ایک مرد کی داڑھی مٹھی سے زیادہ کاٹی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ اس نے بھی مٹھی سے زیادہ داڑھی کاٹی اور روایت کی ابوداؤد نے جابر رضی اللہ عنہ سے ساتھ سند حسن کے کہ ہم بڑھاتے تھے داڑھی کو مگر حج اور عمرے میں پھر حکایت کی طبری نے اختلاف اس چیز میں کہ لی جائے داڑھی سے کہ کیا اس کے واسطے کوئی حد ہے یا نہیں سو باسند بیان کیا ایک جماعت سے رکھنا داڑھی کا بقدر مٹھی کے اور کاٹنا اس کا جو زائد ہو اس سے اور حسن بصری رحمہ اللہ سے کہ لی جائے داڑھی لمبائی اور چوڑائی سے جب تک کہ نہ فاحش ہو اور عطاء سے ہے مثل اس کی کہا طبری نے کہ حمل کیا ہے ان لوگوں نے نہی کو اوپر منع کرنے اس چیز کے کہ تھے عجمی لوگ کرتے اس کو داڑھی کے کترنے اور تخفیف اس کی سے کہا اور مکروہ رکھا ہے اور لوگوں نے چھیڑنا اس کو مگر حج اور عمرے میں اور باسند بیان کیا ہے اس کو ایک جماعت سے اور اختیار کیا قول عطاء کا اور کہا کہ اگر مرد اپنی داڑھی کو چھوڑ دے اور اس کو نہ چھیڑے یہاں تک کہ اس کا طول اور عرض بہت فاحش ہو جائے تو البتہ اس نے تعریف کی اپنے نفس کے واسطے جو اس

کو ٹھٹھا کرے اور استدلال کیا ہے اس نے ساتھ حدیث عمرو بن شعیب کے کہ حضرت ﷺ تھے لیتے اپنی داڑھی کو اس کے عرض اور طول سے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور نقل کیا گیا ہے بخاری رحمہ اللہ سے اس نے کہا کہ عمرو بن ہارون کی روایت میں کہ نہیں جانتا میں واسطے اس کے کوئی حدیث منکر مگر یہ اور البتہ ضعیف کہا ہے عمر بن ہارون کو ایک جماعت نے مطلق کہا عیاض نے کہ مکروہ ہے مونڈھنا داڑھی کا اور کترنا اس کا اور بہر حال لینا اس کا طول عرض سے جب کہ بہت بڑی ہو سو بہتر ہے بلکہ مکروہ ہے اس کی شہرت اس کے بڑا کرنے میں جیسے کہ مکروہ ہے اس کے کترنے میں اور تعقب کیا ہے اس کا نووی رحمہ اللہ نے ساتھ اس کے کہ وہ خلاف ظاہر حدیث کے ہے کہ اس میں حکم ہے ساتھ بڑھانے اس کے کی کہا اور مختار چھوڑ دینا اس کا ہے اپنے حال پر اور یہ کہ نہ تعرض کیا جائے واسطے اس کے ساتھ کترنے کے اور نہ غیر اس کے اور شاید کہ مراد نووی رحمہ اللہ کی بیچ غیر حج اور عمرے کے ہے اس واسطے کہ شافعی رحمہ اللہ نے نص کی ہے حج میں داڑھی کا کترنا مستحب ہے اور ذکر کیا ہے نووی رحمہ اللہ نے غزالی سے کہ داڑھی میں دس چیزیں مکروہ ہیں خضاب کرنا اس کا کالی چیز سے واسطے غیر جہاد کے اور ساتھ غیر سواد کے واسطے ایہام صلاح کے نہ واسطے قصد اتباع کے اور سفید کرنا اس کا واسطے جلدی طلب کرنے بڑھاپے کے بقصد بڑا ہونے کے ہم عصروں پر اور اکھاڑنا اس کے واسطے باقی رکھنے بے ریشی کے اور اسی طرح حذف کرنا اس کا اور اکھاڑنا سفید بالوں کا اور ترجیح دی ہے نووی رحمہ اللہ نے اس کے حرام ہونے کو واسطے ثابت ہونے زجر کے اس سے اور صف باندھنا اس کا طاق طاق کر کے واسطے بناوٹ کے اور تکبر کے اور اسی طرح کنگھی کرنا اس کا اور چھیڑنا اس کا اس کے طول اور عرض سے اس پر کہ اس میں ہے اختلاف سے اور چھوڑنا اس کا پریشان گرد آلودہ واسطے ایہام زہد کے اور نظر کرنا طرف اس کی خود پسندی سے اور گرہ دینا اس کو واسطے حدیث رویفع کے کہ جو داڑھی کو گرہ دے محمد ﷺ اس سے بیزار ہیں کہا خطابی نے کہ مراد گرہ دینا اس کا ہے لڑائی میں اور وہ عجمیوں کے طریق سے ہے اور بعض نے کہا کہ معالجہ کرنا ہے ساتھ بالوں کے تا کہ منعقد ہو جائیں اور یہ فعل اہل تانیث کا ہے اور کہا ابو شامہ نے کہ البتہ پیدا ہوئی ہے ایک قوم کہ اپنی داڑھی کو مونڈھتے ہیں اور وہ سخت تر ہے اس چیز سے کہ منقول ہے مجوس سے کہ وہ اس کو کاٹتے تھے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ یہ جو حکم ہے کہ داڑھی کو بڑھاؤ تو مستثنیٰ ہے اس سے جب کہ عورت کو داڑھی اُگے اس واسطے کہ مستحب ہے واسطے اس کے مونڈھ ڈالنا اس کا اور اسی طرح اگر اس کو مونچھ اُگے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (فتح)

بَابُ إِعْفَآءِ اللِّحٰی.

باب ہے بیچ بیان بڑھانے داڑھی کے۔

﴿عَفَوْا﴾ كَثُرُوْا وَكَثُرَتْ أَمْوَالُهُمْ.

یعنی عفوا کے معنی ہیں کہ بہت ہوئی یا بہت ہوئے مال ان کے۔

فائدہ: یہ تفسیر ہے لفظ عفوا کی کہ قرآن میں سورۂ اعراف میں واقع ہوا ہے اس قول میں ﴿حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ

مَسَّ آبَآءَ نَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ﴾ سو یہ اشارہ ہے اصل مادے کی طرف یا اشارہ ہے اس کی طرف کہ لفظ حدیث کا اعفوا اللحی دونوں معنوں سے آیا ہے۔

٥٤٤٣ ۔ حَدَّثَنِیْ مُحَمَّدٌ أَخْبَرَنَا عَبْدَةُ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَّافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَأَعْفُوا اللِّحٰى.

٥٤٤٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھوں کو کاٹو اور داڑھی کو بڑھاؤ۔

فائدہ: کہا ابن دقیق العید نے کہ تفسیر اعفاء کی ساتھ تکثیر کے قائم کرنے سبب کے سے ہے مقام مسبب کے اس واسطے کہ حقیقت اعفاء کی ترک ہے اور نہ تعرض کرنا داڑھی کو مستلزم ہے اس کے بہت کرنے کو اور غریب بات کہی ہے ابن سعد نے جو کہا اس نے کہ حمل کیا ہے بعض نے اعفوا اللحی کو اوپر لینے کے اس سے یعنی اصلاح کرو داڑھی کو ساتھ لینے اُن بالوں کے جو بڑھے ہوئے ہوں طول میں یا عرض میں اور اکثر کا یہ مذہب ہے کہ اس کے معنی ہیں بڑھاؤ یا زیادہ کرو اور یہی ہے صواب اور کہا ابن دقیق العید نے کہ نہیں جانتا میں کسی کو کہ سمجھا اس نے امر سے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اعفوا اللحی تجویز کرنا اس کے معالجہ کا جیسا کہ بعض لوگ کرتے ہیں اور شاید کہ پھیرنے والا قرینہ سیاق کا ہے بیچ قول حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی حدیث میں اور کاٹو مونچھوں کو۔ (فتح)

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الشَّيْبِ.

جو ذکر کیا جاتا ہے سفید بالوں میں یعنی ان کو خضاب کیا جائے یا نہ کیا جائے۔

٥٤٤٤ ۔ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَيُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيْرِيْنَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسًا أَخَضَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمْ يَبْلُغِ الشَّيْبَ إِلَّا قَلِيْلًا.

٥٤٤٤۔ حضرت محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا ہے؟ سو کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ نہیں پہنچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بڑھاپے کو مگر تھوڑا یعنی اس عمر کو نہیں پہنچے کہ خضاب کی حاجت ہو۔

٥٤٤٥ ۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ سُئِلَ أَنَسٌ عَنْ خِضَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ إِنَّهُ لَمْ يَبْلُغْ مَا يَخْضِبُ لَوْ شِئْتُ أَنْ أَعُدَّ شَمَطَاتِهِ فِيْ لِحْيَتِهِ.

٥٤٤٥۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے پوچھے گئے انس رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خضاب سے سو کہا کہ نہیں پہنچے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس چیز کو کہ خضاب کی جائے یا خضاب کریں اور اگر میں چاہوں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفید بال آپ کی داڑھی میں گنوں۔

فائدہ: یہ روایت تفسیر کرتی ہے پہلی روایت کی کہ نہیں پہنچے حضرت ﷺ بڑھاپے کو مگر تھوڑا اور یہ اس واسطے کہ عادت یہ ہے کہ اگر تھوڑے سفید بال داڑھی میں ظاہر ہوں تو نہیں جلدی کی جاتی طرف خضاب ان کے کی یہاں تک کہ بہت ہو اور مرجع قلت اور کثرت کا اس میں طرف عرف کی ہے اور زیادہ کیا ہے احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث میں لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ کے بعد خضاب کیا مہندی اور وسمے سے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ فتح مکے کے دن اپنے باپ کو حضرت ﷺ کے سامنے لائے اور اس کا سر سفید تھا مانند ثغامہ کے۔ (فتح)

٥٤٤٦ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ أَرْسَلَنِيْ أَهْلِيْ إِلٰى أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَدَحٍ مِّنْ مَّآءٍ وَقَبَضَ إِسْرَآئِيلُ ثَلَاثَ أَصَابِعَ مِنْ قُصَّةٍ فِيْهِ شَعَرٌ مِّنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ إِذَا أَصَابَ الْإِنْسَانَ عَيْنٌ أَوْ شَيْءٌ بَعَثَ إِلَيْهَا مِخْضَبَهٗ فَاطَّلَعْتُ فِي الْجُلْجُلِ فَرَأَيْتُ شَعَرَاتٍ حُمْرًا.

۵۴۴۶۔ حضرت عثمان بن عبداللہ سے روایت ہے، کہ میرے گھر والوں نے مجھ کو پیالہ پانی کا دے کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور بند کیا اسرائیل راوی نے تین انگلیوں کو یعنی اشارہ کیا اس کی طرف کہ پیالہ چھوٹا تھا سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا چاندی کا گھنگرو لائیں جس میں کچھ حضرت ﷺ کے بال مبارک تھے اور دستور تھا کہ جب کسی آدمی کو نظر یا کوئی بیماری پہنچتی تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف تغار بھیجتا سو میں نے گھنگرو میں جھانکا تو میں نے سرخ بال دیکھے۔

فائدہ: کہا کرمانی نے کہ وہ گھنگرو چاندی سے ملمع کیا ہوا تھا نہ یہ کہ سب چاندی کا تھا اور یہ مبنی ہے اس پر کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نہیں جائز رکھتی تھیں چاندی کے برتن کے استعمال کرنے کو کھانے پینے کے غیر میں اور کہاں سے جائز ہے اس کو کہنا اور حالانکہ جائز رکھا ہے ایک جماعت علماء نے چاندی کے چھوٹے برتن کے استعمال کو غیر کھانے پینے میں اور ذکر کیا ہے حمیدی نے اس حدیث کو ساتھ اس لفظ کے کہ میرے گھر والوں نے مجھ کو پانی کا پیالہ دے کر ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا سو ام سلمہ رضی اللہ عنہا ایک چاندی کا گھنگرو لائیں جس میں حضرت ﷺ کے بال مبارک تھے اور نہیں ذکر کیا قول اسرائیل کا سو شاید بخاری کے راویوں سے یہ لفظ ساقط ہوا ہے کہ وہ چاندی کا گھنگرو لائیں اور ساتھ اس کے صحیح ہوتے ہیں معنی حدیث کے اور یہ جو کہا کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرت تغار بھیجتا تو مراد یہ ہے کہ جو بیمار ہوتا وہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی طرف برتن بھیجتا تو ام سلمہ رضی اللہ عنہا اس میں وہ بال ڈالتیں اور ان کو اس میں پانی سے دھوتیں اور وہ برتن اس کو پھیر دیتیں سو پیتا اس کو برتن والا یا اس کے ساتھ نہاتا واسطے شفا چاہنے کے ان سے سو حاصل ہوتی واسطے اس کے برکت یعنی اس کو شفاء ہوتی اور یہ جو کہا میں نے جھانکا تو یہ عثمان کا قول ہے جو اس حدیث کے راویوں میں سے ہے۔ (فتح)

٥٤٤٧ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا

۵۴۴۷۔ حضرت عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں ام

سَلَّامٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَوْهَبٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلٰى أُمِّ سَلَمَةَ فَأَخْرَجَتْ إِلَيْنَا شَعَرًا مِّنْ شَعَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَخْضُوبًا.

سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس اندر گیا تو انہوں نے ہماری طرف حضرت ﷺ کے کچھ بال نکالے خضاب کیے ہوئے۔

فائدہ: زیادہ کیا ہے یونس نے کہ خضاب کیے ہوئے مہندی اور وسمہ سے اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت ﷺ کی داڑھی کے بال تھے اس میں اثر مہندی اور وسمہ کا تھا اور کتم کی تفسیر آئندہ آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور کہا اسماعیلی نے کہ نہیں ہے اس میں بیان اس کا کہ حضرت ﷺ نے خود خضاب کیا تھا بلکہ احتمال ہے کہ حضرت ﷺ کے بال سرخ ہو گئے ہوں واسطے اس کے کہ ملی ان کو خوشبو جس میں زردی تھی سو غالب ہوئی ان پر زردی کہا اس نے سو اگر اس طرح ہو تو ہو سکتا ہے ورنہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث صحیح تر ہے کہ حضرت ﷺ نے خضاب نہیں کیا اور یہ جو اسماعیلی نے احتمال پیدا کیا ہے تو گزر چکا ہے یہ موصول طرف انس رضی اللہ عنہ کی اور یہ کہ اس نے جزم کیا ہے کہ وہ خوشبو سے سرخ ہو گئے تھے میں کہتا ہوں اور بہت بالوں کا دستور ہے کہ جب بدن سے جدا ہوں اور ان پر زمانہ دراز گزر جائے تو ان کی اصلی سیاہی سرخی کی طرف رجوع کرتی ہے اور جس کی طرف مائل کی ہے اس نے تطبیق سے برخلاف اس کے ہے کہ تطبیق دی ہے ساتھ اس کے طبری نے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جس نے جزم کیا ہے کہ حضرت ﷺ نے خضاب کیا جیسا کہ ظاہر حدیث ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ہے اور جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے جو پہلے گزری کہ حضرت ﷺ نے زردی سے خضاب کیا تو حکایت کی جو دیکھا اس نے اور یہ کہ بعض اوقات کیا یعنی بعض اوقات زردی سے خضاب کیا اور جس نے اس کی نفی کی مانند انس رضی اللہ عنہ کی تو وہ محمول ہے اکثر اور اغلب اوقات پر حضرت ﷺ کے حال سے یعنی اکثر اوقات نہیں کیا کبھی کیا اور البتہ روایت کی مسلم وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ نہ تھے حضرت ﷺ کے سر اور داڑھی میں مگر چند سفید بال جب تیل لگاتے تو ان کو تیل چھپا ڈالتا سو احتمال ہے کہ جن لوگوں نے خضاب ثابت کیا ہے انہوں نے سفید بال دیکھے ہوں پھر جب تیل نے ان کو چھپایا تو انہوں نے گمان کیا کہ حضرت ﷺ نے ان کو خضاب کیا ہے، واللہ اعلم۔ (فتح)

وَ قَالَ لَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا نُصَيْرُ بْنُ أَبِي الْأَشْعَثِ عَنِ ابْنِ مَوْهَبٍ أَنَّ أُمَّ سَلَمَةَ أَرَتْهُ شَعَرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْمَرَ

ابن موہب سے روایت ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اس کو حضرت ﷺ کے بال سرخ دکھلائے۔

بَابُ الْخِضَابِ.

باب ہے خضاب کرنے کے بیان میں یعنی سر اور داڑھی کے سفید بالوں کا رنگ بدلنا۔

٥٤٤٨ - حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ

۵۴۴۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا الزُّهْرِیُّ عَنْ أَبِیْ سَلَمَةَ وَسُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی لَا يَصْبُغُوْنَ فَخَالِفُوْهُمْ.

حضرت ﷺ نے فرمایا بے شک یہود اور نصاریٰ خضاب نہیں کرتے سوتم ان کی مخالفت کرو۔

فائدہ: یہ روایت مطلق ہے اور واسطے احمد رحمہ اللہ کے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضرت ﷺ انصار کے بوڑھوں پر نکلے جن کی داڑھی سفید تھی سو فرمایا کہ اے گروہ انصار! سرخ خضاب کرو یا زرد کرو اور اہل کتاب کی مخالف کرو اور روایت کی طبرانی نے عتبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت ﷺ حکم کرتے تھے ساتھ بدلنے بالوں کے واسطے مخالفت عجمیوں کے اور البتہ تمسک کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جس نے جائز رکھا ہے خضاب کرنے کو ساتھ سیاہ چیز کے یعنی سیاہ خضاب جائز ہے اور پہلے گزر چکا ہے ذکر بنی اسرائیل میں استثناء خضاب کا واسطے حدیث جابر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اور یہ کہ بعض علماء نے رخصت دی ہے اس میں واسطے جہاد کے اور بعض نے اس میں مطلق رخصت دی ہے اور یہ کہ اولیٰ کراہت اس کی ہے اور مائل کی ہے نووی رحمہ اللہ نے طرف کراہت تحریم کے یعنی یہ کراہت تحریمی ہے اور رخصت دی ہے اس میں ایک گروہ نے سلف میں سے ان میں سے ہیں سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اور عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ اور جریر رضی اللہ عنہ اور غیر واحد اور اختیار کیا ہے اس کو ابن ابی عاصم نے کتاب الخضاب میں اور جواب دیا ہے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے کہ اخیر زمانے میں ایک قوم پیدا ہوگی کہ خضاب کریں گے سیاہ چیزوں سے نہ پائیں گے وہ بو بہشت کی ساتھ اس کے کہ نہیں ہے دلالت اس میں کہ سیاہ چیز سے خضاب کرنا مکروہ ہے بلکہ اس میں اخبار ہے ایک قوم سے کہ یہ صفت ہے ان کی اور جواب دیا ہے اس نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ بچو سیاہ خضاب سے ساتھ اس کے کہ وہ اس کے حق میں ہے جس کا سارا سر سفید ہو جائے اور نہیں مطرد ہے یہ ہر شخص کے حق میں اور جو اس نے کہا خلاف اس چیز کا کہ متبادر ہے دونوں حدیثوں کے سیاق سے ہاں شہادت دیتی ہے واسطے اس کے وہ چیز جو روایت کی ابن شہاب سے کہ ہم خضاب کرتے تھے سیاہ چیز سے یعنی سیاہ خضاب کرتے تھے جب کہ منہ جدید ہوتا سو جب ہم نے منہ اور دانتوں کو ضعیف پایا تو ہم نے اس کو چھوڑ دیا اور روایت کی طبرانی نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ جو سیاہ خضاب کرے اللہ اس کے منہ کو قیامت کے دن سیاہ کرے گا اور اس کی سند لین ہے اور بعض نے مرد اور عورت کے درمیان فرق کیا ہے کہ عورت کے واسطے جائز ہے یعنی سیاہ خضاب کرنا اور مرد کے واسطے جائز نہیں اور اختیار کیا ہے اس کو حلیمی نے اور لیکن رنگنا ہاتھ اور پاؤں کا مردوں کو سو نہیں جائز ہے مگر واسطے دوا کے اور یہ جو فرمایا کہ ان کی مخالفت کرو تو نسائی نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے تغیر کرو بڑھاپے کو یعنی سفید بالوں کو اور نہ مشابہت کرو ساتھ یہود کے اور واسطے اصحاب سنن کے ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ترمذی نے ابوذر رضی اللہ عنہ کی

حدیث سے کہ خوب تر چیز جس کے ساتھ تم سفید بالوں کو تبدیل کرو مہندی اور کتم ہے اور اس میں احتمال ہے کہ ایک دوسرے کے پیچھے لگائے یعنی اول وسمہ پیچھے مہندی یا برعکس اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ دونوں کو اکٹھا کر کے لگائے اور روایت کی مسلم نے انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ خضاب کیا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ساتھ مہندی اور وسمہ کے اور خضاب کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ساتھ خالص مہندی کے اور یہ مشعر ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہمیشہ مہندی اور وسمہ دونوں سے ملا کر خضاب کرتے تھے اور کتم ایک گھاس ہے جو یمن میں ہوتی ہے اس کا خضاب سیاہ ہوتا ہے مائل بسرخی اور مہندی کا خضاب سرخ ہوتا ہے اور اگر دونوں سے ملا کر خضاب کیا جائے تو اس کا رنگ سرخی اور سیاہی کے درمیان نکلتا ہے اور استنباط کیا ہے ابن ابی حاتم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول سے کہ بچو سیاہی سے کہ سیاہ خضاب ان کی عادت تھی اور پہلے پہل سیاہ خضاب فرعون نے کیا ہے اور اختلاف ہے خضاب کرنے میں اور نہ کرنے میں سو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ وغیرہ نے خضاب کیا اور ترک کیا خضاب کو علی رضی اللہ عنہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ اور سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ اور انس رضی اللہ عنہ اور ایک جماعت نے اور تطبیق دی ہے طبری نے کہ جن کو سفید بال برے معلوم ہوتے تھے انہوں نے خضاب کیا اور جن کو برے معلوم نہیں ہوتے تھے انہوں نے نہ کیا اور اسی پر محمول ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ابو قحافہ کے حق میں جس جگہ کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب کہ اس کا سر دیکھا کہ وہ سفید ہے مانند ثغامہ کے کہ نام ہے ایک گھاس کا کہ سفید ہوتی ہے کہ اس کو بدل ڈالو اور بچو سیاہی سے کہا سو جو ہو بیچ مثل حال ابو قحافہ کے اس کو مستحب ہے خضاب کرنا اس واسطے کہ نہیں حاصل ہوتا ہے واسطے کسی کے غرور ساتھ اس کے اور جو اس کے برخلاف ہو اس کے حق میں خضاب کرنا مستحب نہیں ہے لیکن خضاب مطلق اولیٰ ہے اس واسطے کہ اس میں بجا لانا امر کا ہے بیچ مخالفت اہل کتاب کے اور اس میں نگہبانی بالوں کی ہے تعلق غبار سے مگر یہ کہ شہر والوں کی عادت نہ خضاب کرنا ہو اور یہ اکیلا ہو ساتھ اس کے سوائے ان کے کہ ہو جاتا ہے وہ بیچ مقام شہرت کے سو ترک کرنا خضاب کا اس کے حق میں اولیٰ ہے اور نقل کیا ہے طبری نے اس کے بعد کہ روایت کی حدیث عمر بن شعیب کی کہ جو بوڑھا ہو بوڑھا ہونا تو وہ اس کے واسطے نور ہے یہاں تک کہ اس کو اکھاڑے یا خضاب کرے اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس خصلتوں کو مکروہ جانتے تھے سو بیان کیا ان میں سے بڑھاپے کے بدلنے کو کہ بعض کا یہ مذہب ہے کہ یہ کراہت مستحب ہے ساتھ حدیث باب کے پھر ذکر کی تطبیق اور کہا کہ دعویٰ نسخ پر کوئی دلیل نہیں میں کہتا ہوں اور مائل کی ہے طرف نسخ کی طحاوی نے اور تمسک کیا ہے اس نے ساتھ حدیث کے جو قریب آتی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوست رکھتے تھے اہل کتاب کی موافقت کو اس چیز میں جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نہ اتری پھر ہو گئے ان کی مخالفت کرنے والے اور رغبت دلاتے ان کی مخالفت پر کما سیاتی تقریرہ فی باب الفرق انشاء اللہ تعالیٰ کہا ابن عربی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ منع کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سفید بال اکھاڑنے سے سوائے خضاب کرنے کے اس واسطے کہ اس میں

تبدیل کرنا ہے اصل پیدائش کا برخلاف خضاب کے کہ وہ اصلی پیدائش کو تبدیل نہیں کرتا اور نہ جو اس کی طرف دیکھے اس کو اصلی پیدائش میں تغیر معلوم ہوتا ہے اور احمد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ خضاب کرنا واجب ہے اگرچہ ایک بار ہو اور ایک روایت میں اس سے ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ کوئی خضاب ترک کرے اور اہل کتاب کے ساتھ مشابہت کرے اور سیاہ خضاب میں اس سے دو روایتیں ہیں مانند شافعیہ کی مشہور یہ روایت ہے کہ مکروہ ہے اور بعض نے کہا کہ حرام ہے اور مؤکد ہوتی ہے منع واسطے اس کے کہ فریب کھایا جائے اس کے ساتھ۔ (فتح)

بَابُ الْجَعْدِ.

باب ہے بیچ بیان گھنگریالے بالوں کے۔

۵۴۴۹ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ رَبِيْعَةَ بْنِ أَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ سَمِعَهُ يَقُوْلُ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ وَلَيْسَ بِالْأَبْيَضِ الْأَمْهَقِ وَلَيْسَ بِالْأٰدَمِ وَلَيْسَ بِالْجَعْدِ الْقَطَطِ وَلَا بِالسَّبْطِ بَعَثَهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً فَأَقَامَ بِمَكَّةَ عَشْرَ سِنِيْنَ وَبِالْمَدِيْنَةِ عَشْرَ سِنِيْنَ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ عَلٰى رَأْسِ سِتِّيْنَ سَنَةً وَلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ عِشْرُوْنَ شَعَرَةً بَيْضَاءَ.

۵۴۴۹۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ نہایت لمبے تھے اور نہ نہایت پست قد اور نہ نہایت سفید رنگ تھے اور نہ گندم گوں اور نہ نہایت گھنگریالے بالوں والے تھے اور نہ مطلق سیدھے بالوں والے اللہ تعالیٰ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چالیس برس پر پیغمبر کر کے بھیجا سو ٹھہرے آپ مکے میں دس برس اور پھر مدینے میں دس برس پھر اللہ نے ساٹھ برس پر آپ کی روح قبض کی اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں بیس سفید بال نہ تھے۔

فائدہ: اور مقصود اس جگہ یہ قول اس کا ہے کہ نہ تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت گھنگریالے بالوں والے اور نہ سیدھے بالوں والے یعنی بلکہ آپ کے بال جعودت اور سبوطت کے درمیان تھے اور پہلے گزر چکا ہے بیان اس کا مناقب میں اور یہ کہ بال جعد وہ ہیں جو گھنگریالے ہوں جیسے حبشیوں کے بال ہوتے ہیں اور یہ کہ سبط وہ بال ہیں جو سیدھے چھوڑے ہوئے ہوں اور نہ خم ہو ان سے کوئی چیز جیسے ہندوالوں کے بال ہیں اور یہ جو کہا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور داڑھی میں بیس بال نہ تھے یعنی بلکہ بیس سے کم تھے اور ایک روایت میں ہے کہ تیس بال تھے اور یہ روایت ضعیف ہے اور معتمد پہلی بات ہے کہ بیس سے کم تھے۔ (فتح)

۵۴۵۰ ـ حَدَّثَنَا مَالِكُ بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيْلُ عَنْ أَبِيْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ

۵۴۵۰۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نہیں دیکھا میں نے کسی کو کہ زیادہ تر خوبصورت ہو سرخ جوڑے میں

يَقُولُ مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ فِيْ حُلَّةٍ حَمْرَآءَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَعْضُ أَصْحَابِيْ عَنْ مَّالِكٍ إِنَّ جُمَّتَهٗ لَتَضْرِبُ قَرِيْبًا مِّنْ مَّنْكِبَيْهِ قَالَ أَبُوْ إِسْحَاقَ سَمِعْتُهٗ يُحَدِّثُهٗ غَيْرَ مَرَّةٍ مَا حَدَّثَ بِهٖ قَطُّ إِلَّا ضَحِكَ قَالَ شُعْبَةُ شَعَرُهٗ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.

حضرت ﷺ سے کہا میرے بعض ساتھیوں نے مالک رحمہ اللہ سے کہ بے شک حضرت ﷺ کے بال قریب مونڈھوں کے پہنچتے تھے، کہا ابو اسحاق نے سنا میں نے اس کو بیان کرتا تھا حدیث کو کئی بار نہیں حدیث بیان کی اس نے کبھی مگر کہ ہنسا کہا شعبہ نے اور حضرت ﷺ کے بال آپ کی جمہ کان تک پہنچتے تھے۔

فائدہ: جمہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو مونڈھوں کے قریب پہنچیں اور وفرہ وہ بال ہیں جو لوؤں تک ہوں اور لمہ وہ بال ہیں جو مونڈھوں تک ہوں اور مناقب میں گزر چکا ہے کہ یوسف بن اسحاق کی روایت میں وہ چیز ہے جو جمع کرتی ہے دونوں روایتوں کو اور اس کا لفظ یہ ہے له شعر يبلغ شحمة اذنيه الى منكبيه اور حاصل اس کا یہ ہے کہ جو ان میں دراز بال تھے وہ مونڈھوں تک پہنچتے تھے اور جو ان کے سوا تھے وہ لوؤں تک پہنچتے تھے اور مراد اس کی ساتھ بعض کے یعقوب بن سفیان ہے۔ (فتح)

٥٤٥١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ نَّافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أُرَانِي اللَّيْلَةَ عِنْدَ الْكَعْبَةِ فَرَأَيْتُ رَجُلًا اٰدَمَ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنْ أُدْمِ الرِّجَالِ لَهٗ لِمَّةٌ كَأَحْسَنِ مَا أَنْتَ رَآءٍ مِّنَ اللِّمَمِ قَدْ رَجَّلَهَا فَهِيَ تَقْطُرُ مَآءً مُتَّكِئًا عَلٰى رَجُلَيْنِ أَوْ عَلٰى عَوَاتِقِ رَجُلَيْنِ يَطُوْفُ بِالْبَيْتِ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ جَعْدٍ قَطَطٍ أَعْوَرِ الْعَيْنِ الْيُمْنٰى كَأَنَّهَا عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ فَسَأَلْتُ مَنْ هٰذَا فَقِيْلَ الْمَسِيْحُ الدَّجَّالُ.

۵۴۵۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھ کو ایک رات خواب میں معلوم ہوا کہ میں خانے کعبے کے پاس ہوں تو میں نے ایک مرد کو دیکھا گندمی رنگ جیسے کہ تو نے بہت اچھے گندمی رنگ کے مرد دیکھے ہوں اس کے بال مونڈھوں تک ہیں جیسے کہ تو نے بہت اچھے مونڈھوں تک بال دیکھے ہوں سو البتہ اس مرد نے ان بالوں میں کنگھی کی ہے تو ان سے پانی ٹپکتا ہے دو مردوں پر تکیہ دے یا یوں فرمایا کہ دو مردوں کے مونڈھوں پر تکیہ دے وہی شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ تو کسی نے کہا کہ یہ مسیح ہے مریم کا بیٹا پھر میں نے اچانک ایک اور مرد دیکھا نہایت گھنگریالے بالوں والا دائیں آنکھ کا کانا اس کی کانی آنکھ جیسے پھولا انگور سو میں نے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے؟ کسی نے کہا کہ یہ مسیح دجال ہے۔

فائدہ: اس حدیث میں ہے عیسیٰ علیہ السلام کی صفت میں کہ ان کے بال مونڈھوں تک ہیں اور دجال کی صفت میں کہ اس

کے بال گھنگریالے ہیں اور اس حدیث کی شرح احادیث الانبیاء میں گزر چکی ہے اور غلطی کی اس نے جس نے استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ دجال داخل ہوگا کے یا مدینے میں اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے جو اس کو خواب میں کے میں دیکھا تو اس سے لازم نہیں آتا کہ وہ حقیقۃً کے میں داخل ہوا ہو اور اگر مانا جائے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے زمانے میں کے میں دیکھا تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ داخل ہو اس میں دجال اس کے بعد جب کہ اخیر زمانے میں نکلے گا اور البتہ استدلال کیا تھا ابن صیاد نے اس پر کہ وہ دجال موجود نہیں ساتھ اس کے کہ وہ مدینے میں رہا اور باوجود اس کے پس عمر رضی اللہ عنہ اور جابر رضی اللہ عنہ قسم کھاتے تھے کہ یہی ہے دجال کما سیاتی فی آخر الفتن۔ (فتح)

۵۴۵۲ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا حِبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسٌ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُهُ مَنْكِبَيْهِ.

۵۴۵۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

۵۴۵۳ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَ يَضْرِبُ شَعَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْكِبَيْهِ.

۵۴۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے بال مونڈھوں تک پہنچتے تھے۔

۵۴۵٤ ـ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيْرٍ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنْ شَعَرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَانَ شَعَرُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلًا لَيْسَ بِالسَّبِطِ وَلَا الْجَعْدِ بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ.

۵۴۵۴۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ کو حضرت ﷺ کے بالوں سے پوچھا کہ کس طرح تھے؟ کہا کہ حضرت ﷺ کے بالوں میں تھوڑا خم تھا نہ بہت سیدھے تھے نہ بہت گھنگریالے حضرت ﷺ کے دونوں کان اور مونڈھوں کے درمیان تھے۔

فائدہ: اس حدیث کا جواب بھی وہی ہے جو پہلے گزرا کہ جو بال ان میں لمبے تھے وہ مونڈھوں تک تھے اور باقی کانوں اور مونڈھوں کے درمیان اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ کے بال وفرہ سے زیادہ تھے اور جمہ سے کم۔

۵۴۵۵ ـ حَدَّثَنَا مُسْلِمٌ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ

۵۴۵۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے دونوں ہاتھ پر گوشت اور فربہ تھے میں نے حضرت ﷺ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ شَعَرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجِلًا لَا جَعْدَ وَلَا سَبِطَ.

کے بعد ویسا کوئی نہیں دیکھا اور حضرت ﷺ کے بال میانہ تھے نہ بہت گھنگریالے تھے اور نہ بہت سیدھے۔

٥٤٥٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا جَرِيْرُ بْنُ حَازِمٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْيَدَيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ وَلَا قَبْلَهُ مِثْلَهُ وَكَانَ بَسِطَ الْكَفَّيْنِ.

۵۴۵۶۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کا سر اور دونوں قدم پر گوشت اور فربہ تھے میں نے ویسا کوئی نہیں دیکھا نہ حضرت ﷺ سے پہلے نہ پیچھے اور حضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

٥٤٥٧ ـ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هَانِءٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَوْ عَنْ رَجُلٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْقَدَمَيْنِ حَسَنَ الْوَجْهِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ مِثْلَهُ وَقَالَ هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَثْنَ الْقَدَمَيْنِ وَالْكَفَّيْنِ وَقَالَ أَبُو هِلَالٍ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ أَوْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَخْمَ الْكَفَّيْنِ وَالْقَدَمَيْنِ لَمْ أَرَ بَعْدَهُ شَبَهًا لَهُ.

۵۴۵۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ یا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے دونوں قدم گوشت سے بھرے ہوئے تھے خوبصورت تھے میں نے حضرت ﷺ کے بعد ویسا کوئی نہیں دیکھا اور کہا ہشام نے معمر سے اس نے روایت کی قتادہ سے اس نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت ﷺ کے دونوں قدم اور دونوں ہتھیلیاں گوشت سے پر تھیں یعنی خوب فربہ تھیں اور کہا ابو ہلال نے حدیث بیان کی ہم سے قتادہ رحمہ اللہ نے انس رضی اللہ عنہ سے یا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے کہ حضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں اور دونوں قدم پر گوشت تھے میں نے آپ کے بعد آپ کی مانند کوئی نہیں دیکھا۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ حضرت ﷺ کی ہتھیلیاں گوشت سے پر تھیں لیکن باوجود موٹے ہونے کے نرم تھے یعنی جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں پہلے گزر چکا ہے کہ میں نے نہیں چھوا ریشم کو نرم تر حضرت ﷺ کی ہتھیلی سے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ کی دونوں ہتھیلیاں کشادہ تھیں تو مراد اس سے حضرت ﷺ کے جسم مبارک کی وصف کرنا ہے اور تفسیر کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ اس کے کہ حضرت ﷺ بہت سخی تھے اور یہ اگرچہ واقع میں صحیح ہے لیکن اس جگہ مراد نہیں اور یہ جو کہا کہ ابو ہلال نے الخ تو شاید بخاری رحمہ اللہ کی مراد ساتھ بیان کرنے ان طریقوں کے بیان کرنا اختلاف کا ہے اس میں قتادہ رحمہ اللہ پر اور یہ کہ نہیں تاثیر ہے واسطے اس کے اور نہیں قدح کرتا ہے یہ حدیث کی صحت

میں اور پوشیدہ رہی ہے مراد بخاری رحمہ اللہ کی بعض لوگوں پر سو کہا انہوں نے کہ یہ روایتیں جو وارد ہیں بیچ صفت ہتھیلیوں اور قدموں کے نہیں ہے واسطے ان کے تعلق ساتھ ترجمہ کے اور جواب اس کا یہ ہے کہ یہ سب روایتیں ایک حدیث ہے اختلاف کیا ہے اس کے راویوں نے ساتھ زیادتی اور نقصان کے بیچ اس کے اور اصلی مراد اس سے صفت بالوں کی ہے اور جو اس کے سوائے ہے وہ بالتبع مذکور ہے، واللہ اعلم اور وہ چیز کہ دلالت کی اس پر حدیث نے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مونڈھوں کے قریب تھے یہ اکثر اوقات کا ذکر ہے اور کبھی کبھی دراز ہو جاتے تھے یہاں تک کہ ہو جاتے گیسو اور پکڑتے اس سے زلفیں جیسا کہ ابو داؤد نے ام ہانی رضی اللہ عنہا کی حدیث سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہوئے اور آپ کے واسطے چار گیسو تھے اور حاصل حدیث کا یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال دراز ہوئے یہاں تک کہ ہو گئے گیسو تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو گوند کر چار زلفیں بنایا اور یہ محمول ہے اس حال پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس میں بہت دن بالوں کی خبر گیری نہ کر سکتے تھے اور وہ حالت شغل کی ہے ساتھ سفر وغیرہ کے۔ (فتح)

٥٤٥٨ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِيْ ابْنُ أَبِيْ عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَذَكَرُوا الدَّجَّالَ فَقَالَ إِنَّهُ مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كَافِرٌ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لَمْ أَسْمَعْهُ قَالَ ذَاكَ وَلٰكِنَّهُ قَالَ أَمَّا إِبْرَاهِيْمُ فَانْظُرُوْا إِلٰى صَاحِبِكُمْ وَأَمَّا مُوْسٰى فَرَجُلٌ اٰدَمُ جَعْدٌ عَلٰى جَمَلٍ أَحْمَرَ مَخْطُوْمٍ بِخُلْبَةٍ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلَيْهِ إِذِ انْحَدَرَ فِي الْوَادِيْ يُلَبِّيْ.

۵۴۵۸۔ حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھے سو لوگوں نے دجال کا ذکر کیا تو ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ بے شک شان یہ ہے کہ اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوا ہے کافر کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ یہ کہا ہو لیکن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہر حال ابراہیم علیہ السلام سو اپنے ساتھی کو دیکھو یعنی مجھ کو یعنی ابراہیم علیہ السلام مجھ سے بہت مشابہ تھے شکل وصورت میں اور بہر حال موسیٰ علیہ السلام سو ایک مرد ہے گندم گوں گھنگریالے بالوں والا سرخ اونٹ پر سوار نکیل ڈالا گیا پوست کھجور کی رسی سے جیسے میں اس کی طرف دیکھتا ہوں کہ جب نالے میں اترتا ہے تو لبیک کہتا ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الانبیاء میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے یہ قول اس کا ہے کہ بہر حال موسیٰ علیہ السلام سو مرد ہے گندم گوں گھنگریالے بالوں والا اور مراد صاحبکم سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود ذات مبارک ہے۔ (فتح)

بَابُ التَّلْبِيْدِ.

باب ہے تلبید کے بیان میں۔

فائدہ: تلبید کے معنی ہیں سر کے بالوں کو گوند وغیرہ سے جمانا تا کہ غبار وغیرہ سے محفوظ رہیں اور احرام میں جوئیں نہ پڑھیں۔

٥٤٥٩ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَقُوْلُ مَنْ ضَفَّرَ فَلْيَحْلِقْ وَلَا تَشَبَّهُوْا بِالتَّلْبِيْدِ وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يَقُوْلُ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُلَبِّدًا.

۵۴۵۹۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ عنہ سے سنا کہتے تھے کہ جو سر کے بال گوندے تو چاہیے کہ بالوں کو مونڈھ ڈالے اور نہ مشابہت کرو ساتھ تلبید کے یعنی جو حج میں ہوتی ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہما کہتے تھے کہ البتہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تلبید کیے ہوئے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ سر کے بال گوندے تو چاہیے کہ مونڈھ ڈالے اور حمل کیا ہے اس کو ابن بطال نے اس پر کہ مراد یہ ہے کہ جو ارادہ کرے احرام کا سو بالوں کو گوندے تا کہ منع کرے ان کو غبار سے تو نہیں جائز ہے واسطے اس کے کترنا بالوں کا اس واسطے کہ وہ فعل اس کا ہے جو مشابہ ہے تلبید کی جس میں شارع نے سر مونڈھنے کو واجب کہا ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے یہ تھی کہ جو احرام مین اپنے سر کے بال جمائے متعین ہے اس پر مونڈھنا بالوں کا اور قربانی کرنا اور نہیں کافی ہے واسطے اس کے کترنے بالوں کا سو تشبیہ دی اس نے جو سر کے بال گوندے ساتھ اس کے جو سر کے بال جمادے اسی واسطے حکم کیا کہ جو بال گوندے وہ مونڈھ ڈالے اور احتمال ہے کہ مراد عمر رضی اللہ عنہ کی مونڈھنا بالوں کا وقت احرام کے ہوتا کہ محتاج نہ ہو طرف تلبید کی اور نہ طرف گوندنے کی یعنی جو ارادہ کرے کہ بال جمائے یا گوندے تو چاہیے کہ مونڈھ ڈالے کہ مونڈھنا اولیٰ ہے گوندنے سے اور تلبید کرنے سے پھر جب ارادہ کرے اس کے بعد کترنے کا تو نہ پہنچے طرف لینے کی سر کی باقی طرفوں سے جیسے کہ سنت ہے اور لیکن ابن عمر رضی اللہ عنہما کا سو ظاہر اس کا یہ ہے کہ اس نے سمجھا اپنے باپ سے کہ ان کی رائے یہ ہے کہ تلبید کا ترک کرنا اولیٰ ہے سو خبر دی کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تلبید کیے دیکھا۔

٥٤٦٠ ـ حَدَّثَنِي حِبَّانُ بْنُ مُوْسٰى وَأَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا يُوْنُسُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُهِلُّ مُلَبِّدًا يَقُوْلُ لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَا يَزِيْدُ عَلٰى هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ.

۵۴۶۰۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تلبیہ کہتے تھے اس حال میں کہ تلبید کیے ہوئے تھے کہتے تھے حاضر ہوں تیری خدمت میں الٰہی! حاضر ہوں تیری خدمت میں حاضر ہوں تیری خدمت میں تیرا کوئی شریک نہیں حاضر ہوں تیری خدمت میں بے شک حمد اور سب نعمت تیرے واسطے ہے اور ملک نہیں ہے کوئی شریک تیرا نہ زیادتی کرتے ان کلموں پر۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح حج میں گزر چکی ہے۔

٥٤٦١ ـ حَدَّثَنِيْ إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا شَأْنُ النَّاسِ حَلُّوْا بِعُمْرَةٍ وَلَمْ تَحْلِلْ أَنْتَ مِنْ عُمْرَتِكَ قَالَ إِنِّيْ لَبَّدْتُ رَأْسِيْ وَقَلَّدْتُ هَدْيِيْ فَلَا أَحِلُّ حَتّٰى أَنْحَرَ.

۵۴۶۱۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کیا حال ہے لوگوں کا کہ عمرہ کر کے حلال ہو گئے یعنی احرام اتار ڈالا اور آپ نے عمرہ کر کے احرام نہیں اتارا؟ فرمایا کہ میں نے اپنے سر کے بالوں کو گوند وغیرہ سے جمایا اور اپنی قربانی کی گلے میں جوجوتیوں کا ہار ڈالا یعنی میں قربانی ساتھ لایا ہوں سو نہیں حلال ہوں گا یہاں تک کہ قربانی ذبح کروں یعنی قربانی والا محرم بغیر قربانی کیے کیونکر حلال ہو اور قربانی ذبح کرنا ذبیحہ کی دسویں تاریخ سے پہلے جائز نہیں اس واسطے کہ میں احرام کو نہیں توڑ سکتا۔

بَابُ الْفَرْقِ.

باب ہے بیچ بیان فرق کے۔

فائدہ: اور وہ بانٹنا بالوں کا ہے بیچ درمیان سر کے کہ آدھے بال ایک طرف جمع کرے اور آدھے ایک طرف یعنی مانگ نکالنا۔

٥٤٦٢ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ مُوَافَقَةَ أَهْلِ الْكِتَابِ فِيْمَا لَمْ يُؤْمَرْ فِيْهِ وَكَانَ أَهْلُ الْكِتَابِ يَسْدِلُوْنَ أَشْعَارَهُمْ وَكَانَ الْمُشْرِكُوْنَ يَفْرُقُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ فَسَدَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاصِيَتَهٗ ثُمَّ فَرَقَ بَعْدُ.

۵۴۶۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکھتے تھے جس میں آپ کو کوئی حکم نہ ہوتا اور اہل کتاب کا دستور تھا کہ اپنے بالوں کو چھوڑتے تھے یعنی ان میں مانگ نہیں نکالتے تھے اور مشرکین اپنے سر میں مانگ نکالتے تھے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیشانی کے بال چھوڑے یعنی مانند اہل کتاب کی پھر ان میں مانگ نکالنا شروع کیا۔

فائدہ: اور راز اس میں یہ ہے کہ بت پرست لوگ بعید تر ہیں اہل کتاب سے ایمان میں اور اس واسطے کہ اہل کتاب فی الجملہ شریعت کے ساتھ تمسک کرتے ہیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کی موافقت کو دوست رکھتے تھے تا کہ ان سے لگاوٹ کریں اگرچہ نوبت پہنچائے موافقت ان کی طرف مخالفت بت پرستوں کے پھر جب بت پرست لوگ مسلمان ہوئے

جو حضرت ﷺ کے ساتھ تھے اور جو آپ کے گرد تھے اور اہل کتاب بدستور رہے اپنے کفر پر تو صرف اہل کتاب کی مخالفت باقی رہی اور کہا عیاض نے کہ سدل کے معنی ہیں بالوں کا چھوڑنا گرد سر کے اور ان کے جوانب کو جمع نہ کرنا اور سر میں مانگ نکالنا سنت ہے اس واسطے کہ یہی ہے جس پر حال قرار پایا تھا آخر امر میں اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ واقع ہوا تھا یہ ساتھ وحی کے واسطے قول راوی کے حدیث کے اول میں کہ دوست رکھتے تھے اہل کتاب کی موافقت کو جس میں آپ کو کچھ حکم نہ ہوتا پس ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے اللہ کے حکم سے مانگ نکالی یہاں تک کہ بعض نے اس میں نسخ کا دعویٰ کیا ہے اور منع کیا ہے سدل کو اور محکی ہے یہ عمر بن عبدالعزیز سے اور تعاقب کیا ہے اس کا قرطبی نے ساتھ اس کے کہ ظاہر یہ ہے کہ حضرت ﷺ اہل کتاب کی الفت کے واسطے یہ کام کیا کرتے تھے سو جب یہ مقصود حاصل نہ ہوا تو ان کی مخالفت کو دوست رکھا سو مانگ نکالنا مستحب ہوگا نہ واجب اور قول راوی کا اس میں کہ جس میں حضرت ﷺ کو کوئی حکم نہ ہوتا یعنی نہ طلب کیا جاتا آپ سے اور طلب شامل ہے وجوب اور ندب کو اور بہرحال وہم کرنا نسخ کا سو کچھ چیز نہیں واسطے ممکن ہونے تطبیق کے بلکہ احتمال ہے کہ موافقت اور مخالفت حکم شرعی نہ ہو مصلحت کے واسطے کیا ہو اور اگر سدل یعنی چھوڑنا بالوں کا بغیر مانگ کے نکالنے کے منسوخ ہوتا تو البتہ پھرتے طرف اس کی اصحاب یا اکثر اور منقول ان سے یہ ہے کہ ان میں سے بعض مانگ نکالتے تھے اور بعض نہیں نکالتے تھے اور کسی نے دوسرے پر عیب نہیں کیا پس صحیح یہ ہے کہ مانگ نکالنا مستحب ہے واجب نہیں اور یہ قول مالک رحمہ اللہ اور جمہور کا ہے اور البتہ جزم کیا ہے حازمی نے ساتھ اس کے کہ سدل منسوخ ہے ساتھ فرق کے اور استدلال کیا ہے ساتھ روایت معمر کے جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے کہ آخر امر مانگ نکالنا تھا اور یہ ظاہر ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ صحیح یہ ہے کہ مانگ نکالنا اور نہ نکالنا دونوں طور سے جائز ہے اور یہ جو کہا کہ حضرت ﷺ اہل کتاب کی موافقت کو دوست رکھتے تھے تو اس کے معنی میں اختلاف ہے سو بعض نے کہا کہ واسطے الفت دلانے کے اور بعض نے کہا کہ حضرت ﷺ کو حکم تھا کہ اگلے پیغمبروں کی شریعتوں کا اتباع کریں جس میں آپ کو کچھ وحی نہ ہوئی ہو اور نہ معلوم ہو کہ انہوں نے اس کو بدل ڈالا اور استدلال کیا ہے ساتھ اس کے بعض نے کہ پہلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے یہاں تک کہ وارد ہو ہماری شرع میں جو اس کے مخالف ہو اور عکس کیا ہے اس کا بعض نے سو استدلال کیا ہے اس نے کہ پہلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع نہیں اس واسطے کہ اگر اگلی شریعتوں کا اتباع لازم ہوتا تو یہ نہ کہتے کہ دوست رکھتے تھے بلکہ اس کی پیروی واجب ہو جاتی اور حق یہ ہے کہ نہیں ہے دلیل اس میں اس مسئلے پر اس واسطے کہ جو اس کا قائل ہے وہ اس کو قصر کرتا ہے اس چیز پر کہ وارد ہوئی ہو ہماری شرع میں کہ یہ ان کی شرع ہے نہ جو ان سے لیا جائے اس واسطے کہ نہیں اعتماد ہے ساتھ نقل ان کی کے اور جس کے ساتھ قرطبی نے جزم کیا ہے یہ ہے کہ حضرت ﷺ دوست رکھتے تھے اہل کتاب کی موافقت کو واسطے مصلحت تالیف کے محتمل ہے اور احتمال ہے کہ جو حالت کہ دو امروں

کے درمیان دائر ہو جن کا کوئی تیسرا نہ ہو جب اس میں حضرت ﷺ پر کوئی چیز نہ اترتی تو عمل کرتے اس میں ساتھ موافقت اہل کتاب کے اس واسطے کہ وہ صاحب شرع تھے برخلاف بت پرستوں کے کہ وہ کسی شرع پر نہ تھے پھر جب بت پرست لوگ مسلمان ہو گئے تو خالص ہوئی مخالف اہل کتاب کی سو حکم کیا حضرت ﷺ نے ساتھ مخالفت ان کی کے اور میں نے جمع کیا ہے ان مسئلوں کو کہ وارد ہوئی ہیں ان میں حدیثیں ساتھ مخالفت کرنے اہل کتاب کے سو زیادہ ہوئیں تیس حکموں سے اور البتہ اس سے لیا جاتا ہے کہ پہلے پیغمبروں کی شرع ہمارے واسطے شرع ہے جب تک کہ نہ وارد ہو ناسخ۔ (فتح)

٥٤٦٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ وَعَبْدُ اللهِ بْنُ رَجَآءٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَأَنِّيْ أَنْظُرُ إِلٰى وَبِيْصِ الطِّيْبِ فِيْ مَفَارِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ قَالَ عَبْدُ اللهِ فِيْ مَفْرِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۴۶۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جیسے میں دیکھتی ہوں خوشبو کی چمک کی طرف حضرت ﷺ کی مانگ میں احرام کی حالت میں کہا عبداللہ نے حضرت ﷺ کی مانگ میں یعنی پہلی روایت میں جمع کا لفظ ہے اور دوسری میں مفرد کا لفظ ہے۔

فائدہ: اور شاید کہ واقع ہوا ہے لفظ جمع کا باعتبار تعدد انقسام بالوں کے۔ (فتح)

بَابُ الذَّوَآئِبِ.
باب ہے بیچ بیان گیسوؤں کے

فائدہ: ذوائب جمع ہے ذوابہ کی اور ذوابہ ان بالوں کو کہتے ہیں جو سر سے نیچے لٹکتے ہوں۔

٥٤٦٤ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ عَنْبَسَةَ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ بِتُّ لَيْلَةً عِنْدَ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ خَالَتِيْ وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَهَا فِيْ لَيْلَتِهَا قَالَ فَقَامَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ مِنَ اللَّيْلِ فَقُمْتُ عَنْ يَسَارِهٖ.

۵۴۶۴۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے پاس ایک رات کاٹی اور حضرت ﷺ اس کے پاس تھے اس کی باری کی رات میں سو حضرت ﷺ کچھ رات سے تہجد کی نماز پڑھنے کو کھڑے ہوئے سو میں حضرت ﷺ کی بائیں طرف کھڑا ہوا حضرت ﷺ نے میرے گیسو پکڑے اور مجھ کو اپنی دائیں طرف کیا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول حضرت ﷺ کا ہے کہ حضرت ﷺ نے میرے گیسو پکڑے کہ اس میں تقریر ہے حضرت ﷺ کی اوپر پکڑنے گیسو کے۔ (فتح)

قَالَ فَأَخَذَ بِذُؤَابَتِيْ فَجَعَلَنِيْ عَنْ يَمِيْنِهِ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بِشْرٍ بِهٰذَا وَقَالَ بِذُؤَابَتِيْ أَوْ بِرَأْسِيْ.

ترجمہ اس کا وہی ہے اور اس میں شک ہے کہ گیسو کہے یا کہا کہ میرا سر۔

بَابُ الْقَزَعِ.

باب ہے بیان قزع کے۔

فائدہ: قزع کے معنی ہیں کچھ سر کے بالوں کا مونڈھ ڈالنا اور کچھ بالوں کا رکھنا۔

٥٤٦٥ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مَخْلَدٌ قَالَ أَخْبَرَنِيْ ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللهِ بْنُ حَفْصٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ نَافِعٍ أَخْبَرَهُ عَنْ نَافِعٍ مَوْلٰى عَبْدِ اللهِ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنِ الْقَزَعِ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ قُلْتُ وَمَا الْقَزَعُ فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ إِذَا حَلَقَ الصَّبِيَّ وَتَرَكَ هَا هُنَا شَعَرَةً وَّهَا هُنَا وَهَا هُنَا فَأَشَارَ لَنَا عُبَيْدُ اللهِ إِلٰى نَاصِيَتِهِ وَجَانِبَيْ رَأْسِهِ قِيْلَ لِعُبَيْدِاللّٰهِ فَالْجَارِيَةُ وَالْغُلَامُ قَالَ لَا أَدْرِيْ هٰكَذَا قَالَ الصَّبِيُّ قَالَ عُبَيْدُ اللهِ وَعَاوَدْتُهُ فَقَالَ أَمَّا الْقُصَّةُ وَالْقَفَا لِلْغُلَامِ فَلَا بَأْسَ بِهِمَا وَلٰكِنَّ الْقَزَعَ أَنْ يُّتْرَكَ بِنَاصِيَتِهِ شَعَرٌ وَّلَيْسَ فِيْ رَأْسِهِ غَيْرُهُ وَكَذٰلِكَ شَقُّ رَأْسِهِ هٰذَا وَهٰذَا.

٥٤٦٥۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ﷺ سے سنا کہ منع کرتے تھے قزع سے کہا عبیداللہ نے میں نے کہا اور کیا ہے قزع؟ سو اشارہ کیا طرف ہماری عبیداللہ نے کہا کہ جب لڑکے کا سر مونڈھا جائے تو چھوڑے جائیں کچھ بال اس جگہ اور کچھ اس جگہ سو اشارہ کیا ہمارے واسطے عبداللہ نے طرف پیشانی اپنی کی اور دونوں جانب سر اپنے کے کہا گیا واسطے عبیداللہ کے لڑکی اور لڑکا یعنی دونوں کا یہی حکم ہے؟ کہا میں نہیں جانتا اسی طرح کہا ہے لڑکا کہا عبیداللہ نے اور میں نے اس کو دوہرایا سو کہا نہیں مضائقہ ہے قصہ اور قفا واسطے لڑکی کے لیکن قزع یہ ہے کہ اس کی پیشانی میں کچھ بال چھوڑے جائیں کہ اس کے سر میں اس کے سوائے اور بال نہ ہوں اور اسی طرح اس کے سر کے دونوں جانب میں۔

فائدہ: قول اس کا کہا عبیداللہ نے میں نے نافع سے پوچھا کہ قزع کیا ہے؟ تو نافع رحمہ اللہ نے کہا کہ قزع کے معنی یہ ہیں کہ کچھ سر کے بال مونڈھے جائیں اور کچھ چھوڑے جائیں اور یہ جو کہا کہ عبیداللہ نے ہماری طرف اشارہ کیا تو یہ

قول ابن جریج کا ہے اور احتمال ہے کہ قیل لعبید اللہ میں بھی سائل ابن جریج ہو اور یہ جو عبید اللہ نے کہا کہ میں نے اس کو دوہرایا تو شاید عبید اللہ نے جب سائل کو جواب دیا ساتھ قول اپنے کے کہ میں نہیں جانتا تو اپنے استاذ سے پھر اس کا سوال کیا اور یہ مشعر ہے کہ حدیث بیان کی اس نے ساتھ اس کے اپنے استاذ کی زندگی میں اور روایت کی ابوداؤد اور نسائی نے جو دلالت کرتی ہے کہ تفسیر قزع کی مرفوع ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک لڑکا دیکھا کہ اس کا کچھ سر مونڈھا گیا تھا اور کچھ چھوڑا گیا تھا سو حضرت ﷺ نے اس سے منع فرمایا کہ سب سر مونڈھ ڈالو یا سب رہنے دو کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ صحیح تر یہ ہے کہ قزع وہ چیز ہے کہ تفسیر کی ہے ساتھ اس کے نافع رحمۃ اللہ علیہ نے اور وہ مونڈھنا ہے کچھ سر لڑکے کا مطلق اور بعض نے کہا کہ وہ مونڈھنا ہے متفرق جگہوں کا سر سے اور صحیح اول تفسیر ہے اور وہ نہیں ہے مخالف کے پس واجب ہے عمل کرنا ساتھ اس کے میں کہتا ہوں لیکن خاص کرنا اس کا لڑکے کو نہیں ہے قید یعنی بلکہ لڑکی کا بھی یہی حکم ہے اور کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اجماع ہے اس کے مکروہ ہونے پر جب کہ ہو متفرق جگہوں میں مگر واسطے مرادات کے اور مانند اس کی کے اور وہ کراہت تنزیہی ہے اور نہیں فرق ہے درمیان مرد اور عورت کے ہو اور مکروہ رکھا ہے اس کو مالک رحمۃ اللہ علیہ نے لڑکے اور غلام میں اور مذہب ہمارا کراہت ہے مطلق میں کہتا ہوں اور اس کی حجت ظاہر ہے اس واسطے کہ وہ تفسیر راوی کی ہے اور اختلاف ہے نہی کی علت میں سو کہا گیا واسطے ہونے اس کے کہ اس سے شکل خراب معلوم ہوتی ہے اور یا اس واسطے کہ وہ شکل ہے یہودیوں کی اور یا اس واسطے کہ وہ شکل ہے شیطان کی اور مراد قصہ سے وہ ہیں جو دونوں کن پٹی پر ہوں اور مراد قفا سے بال قفا کے ہیں یعنی جو سر کے پچھلی طرف ہیں اور حاصل یہ ہے کہ قزع مخصوص ہے ساتھ بالوں سر کے اور کن پٹی اور قفا کے بال سر سے نہیں ہیں بلکہ وہ سر سے خارج ہیں اور کبھی بولا جاتا ہے قصہ ان بالوں پر جو اکٹھے کر کے کان پر رکھے جاتے ہیں بغیر اس کے کہ جوڑے جائیں اس میں بال سر کے اور نہیں وہ مراد اس جگہ اور البتہ روایت کی ہے ابوداؤد نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ میرے واسطے گیسو تھے سو میری ماں نے کہا کہ میں اس کو نہیں کاٹوں گی اس واسطے کہ حضرت ﷺ ان کو پکڑتے تھے اور کھینچتے تھے اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ رکھنا ان گیسو کا جائز ہے جو الگ کیا جائے بالوں سے اور جو بال کہ اس کے سوائے ہوں ان کو جمع کیا جائے ساتھ گوندنے وغیرہ کے اور منع یہ ہے کہ سب سر کو مونڈھا جائے اور جو بال سر کے بیچ میں ہیں ان کو چھوڑا جائے پھر ان سے گیسو بنائے جائیں۔ (فتح)

٥٤٦٦ - حَدَّثَنَا مُسْلِمُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُثَنّٰى بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۴۶۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے قزع سے منع کیا۔

نَهٰى عَنِ الْقَزَعِ.

بَابُ تَطْيِيبِ الْمَرْأَةِ زَوْجَهَا بِيَدَيْهَا. جائز ہے واسطے عورت کے یہ کہ خوشبو لگائے اپنے خاوند کو اپنے دونوں ہاتھوں سے۔

فائدہ: شاید کہ غرض اس ترجمہ کی جہت اشارت کرنی ہے طرف حدیث کی جو وارد ہے بیچ فرق کرنے کے درمیان خوشبو مرد اور عورت کے کہ مرد کی خوشبو وہ ہے جس کی بو ظاہر ہو اور رنگ پوشیدہ ہو اور عورت کی خوشبو اس کے برعکس ہے سو اگر یہ حدیث ثابت ہوتی تو البتہ منع ہوتا واسطے عورت کے کہ اپنے خاوند کو اس کی خوشبو لگائے واسطے اس کے کہ معلق ہوتی ہے خوشبو اس کے ہاتھ اور بدن میں وقت خوشبو لگانے اس کے کی خاوند کو اور مرد کو کافی ہوتا کہ خود اپنے آپ کو خوشبو لگائے سو استدلال کیا بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کے جو مطابق ہے واسطے ترجمہ کے اور وہ ظاہر ہے اس چیز میں کہ ترجمہ باندھا ہے واسطے اس کے بخاری رحمہ اللہ نے اور حدیث جس کی طرف بخاری رحمہ اللہ نے اشارہ کیا ہے روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور صحیح کہا ہے اس کو حاکم نے اور وجہ فرق کی یہ ہے کہ عورت کو حکم ہے ساتھ پردے کے وقت نکلنے اس کے کی اپنی جگہ سے اور اگر جائز رکھی جائے واسطے اس کے وہ خوشبو جس کے واسطے بو ہو تو البتہ ہوگی اس میں زیادتی فتنے کی ساتھ اس کے اور جب حدیث ثابت ہو تو اس کی اور باب کی حدیث کے درمیان تطبیق یہ ہے کہ ضروری ہے واسطے اس کے یہ کہ دھو ڈالے اس کے اثر کو جب کہ ارادہ کرے نکلنے کا گھر سے اس واسطے کہ منع کرنا اس کا خاص ہے ساتھ نکلنے کے گھر سے اور الحاق کیا ہے بعض علماء نے ساتھ اس کے جوتی رنگ دار کو جس پر لوگوں کی نظر پڑے وقت نکلنے کے۔ (فتح)

٥٤٦٧ ـ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِيْ لِحُرْمِهٖ وَطَيَّبْتُهٗ بِمِنًى قَبْلَ أَنْ يُّفِيضَ.

٥٤٦٧۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی واسطے احرام آپ کے کی اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی منیٰ میں طواف زیارت سے پہلے۔

بَابُ الطِّيبِ فِي الرَّأْسِ وَاللِّحْيَةِ. سر اور داڑھی میں خوشبو لگانا۔

فائدہ: اگر ہو لفظ باب کا ساتھ تنوین کے تو ظاہر ترجمہ کا حصر ہے بیچ اس کے اور اگر ہو ساتھ اضافت کے تو تقدیر یہ ہے کہ باب ہے حکم خوشبو کا یا مشروع ہونے خوشبو کا۔ (فتح)

٥٤٦٨ ـ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ نَصْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ اٰدَمَ حَدَّثَنَا إِسْرَآئِيلُ عَنْ أَبِي

٥٤٦٨۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگاتی ساتھ نہایت عمدہ خوشبو کے کہ پاتی

إِسْحَاقَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ حَتّٰى أَجِدَ وَبِيْصَ الطِّيْبِ فِيْ رَأْسِهٖ وَلِحْيَتِهٖ.

یہاں تک کہ میں خوشبو کی چمک حضرت ﷺ کے سر اور داڑھی میں پاتی۔

فائدہ: یہ جو کہا ساتھ نہایت عمدہ خوشبو کے کہ پاتی یہ تائید کرتی ہے اس کو جو میں نے پہلے باب میں ذکر کیا اور شاید یہ اشارہ ہے طرف حدیث کی جو مذکور ہے تفرقہ میں درمیان مرد اور عورت کے کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس سے کہ مرد کی خوشبو منہ میں نہ لگائی جائے برخلاف عورتوں کی خوشبو کے اس واسطے کہ عورتیں اپنے منہ کو خوشبو لگاتی ہیں اور اس کے ساتھ زینت کرتی ہیں برخلاف مردوں کے کہ ان کو منہ میں خوشبو لگانا جائز نہیں ہے اس واسطے کہ اس کو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرنی منع ہے۔ (فتح)

بَابُ الْإِمْتِشَاطِ.

باب ہے بیچ بیان کنگھی کرنے کے۔

فائدہ: اور البتہ روایت کی نسائی نے ساتھ سند صحیح کے حمید بن عبدالرحمٰن سے کہ میں ایک صحابی سے ملا کہا اس نے کہ حضرت ﷺ نے ہم کو منع کیا کہ آدمی ہر روز کنگھی کرے اور عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع کیا کنگھی کرنے سے مگر ایک روز بیچ دے کر اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے ایک مرد کو پریشان بال دیکھا سو اشارہ کیا اس کی طرف ساتھ درست کرنے سر اور داڑھی کے اور میں ذکر کروں گا تطبیق درمیان ان حدیثوں کے جو کنگھی کے باب میں وارد ہوئی ہیں۔ (فتح)

٥٤٦٩ ۔ حَدَّثَنَا اٰدَمُ بْنُ أَبِيْ إِيَاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَجُلًا اطَّلَعَ مِنْ جُحْرٍ فِيْ دَارِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحُكُّ رَأْسَهٗ بِالْمِدْرٰى فَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ أَنَّكَ تَنْظُرُ لَطَعَنْتُ بِهَا فِيْ عَيْنِكَ إِنَّمَا جُعِلَ الْإِذْنُ مِنْ قِبَلِ الْأَبْصَارِ.

٥٤٦٩۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سوراخ سے حضرت ﷺ کے گھر میں جھانکا اور حضرت ﷺ پشت کار سے اپنے سر میں کنگھی کرتے تھے سو فرمایا کہ اگر میں جانتا کہ تو جھانکتا ہے تو البتہ اس سے تیری آنکھ پھوڑ ڈالتا سوائے اس کے کچھ نہیں کہ آنے کی اجازت مانگنا تو نظر ہی کے سبب سے ٹھہرائی گئی ہے۔

فائدہ: یعنی شرع میں جو حکم ہے گھر میں داخل ہونے کے اجازت مانگنے کا تو صرف اسی واسطے ہے کہ آدمی کی نظر نامحرم پر نہ پڑے اور جب تو نے جھانکا تو اجازت مانگنے کا کیا فائدہ اور مدری ایک لکڑی ہے کہ عورت اس کو اپنے سر کے بالوں میں داخل کرتی ہے تاکہ بعض بالوں کو بعض کے ساتھ جوڑے مشابہ ہوتی ہے مسلہ کو اور بعض نے کہا کہ وہ

کنگھی ہے کہ اس کے دانت تھوڑے ہوتے ہیں اور کہا اصمعی اور ابوعبیداللہ نے کہ وہ کنگھی ہے اور کہا جوہری نے کہ اصل مدرا سینگ ہے اور بعض نے کہا کہ وہ لکڑی ہے یا لوہا مانند خلال کی اس کے سرے میں لوہا لگا ہوا ہوتا ہے اور بعض نے کہا کہ وہ لکڑی ہے اوپر شکل کنگھی کے اور واسطے اس کے بازو ہے جاری ہوئی ہے عادت کبیر کے یہ کہ خارش کرے ساتھ اس کے جس جگہ اس کا ہاتھ پہنچ نہ سکے اس کے بدن سے اور البتہ وارد ہو چکی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں وہ چیز ہے جو دلالت کرتی ہے کہ مدر جدا ہے کنگھی سے روایت کیا ہے اس کو خطیب نے اس سے کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ پانچ چیزیں تھیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے نہ سفر میں نہ حضر میں شیشہ اور سرمہ دانی اور کنگھی اور پشت خار اور مسواک اور اس کی سند میں ابوامیہ ہے اور وہ ضعیف ہے۔ (فتح)

بَابُ تَرْجِيْلِ الْحَآئِضِ زَوْجَهَا.

حیض والی عورت کو اپنے خاوند کے سر میں کنگھی کرنا جائز ہے۔

٥٤٧٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُرَجِّلُ رَأْسَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا حَائِضٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ يُوْسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ مِثْلَهُ.

٥٤٧٠۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کنگھی کیا کرتی تھی اور حالانکہ مجھ کو حیض ہوتا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سر دھوتیں اور حالانکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں اعتکاف بیٹھے ہوتے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کو حیض ہوتا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سر عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف نکالتے روایت کیا ہے اس کو دارقطنی نے۔ (فتح)

بَابُ التَّرْجِيْلِ وَالتَّيَمُّنِ.

باب ہے کنگھی کرنے کے بیان میں۔

٥٤٧١ - حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَشْعَثَ بْنِ سُلَيْمٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ مَسْرُوْقٍ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ كَانَ يُعْجِبُهُ التَّيَمُّنُ مَا اسْتَطَاعَ فِيْ تَرَجُّلِهِ وَوُضُوْئِهِ.

٥٤٧١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آتا تھا دائیں طرف سے شروع کرنا یہاں تک کہ ہو سکے کنگھی کرنے میں اور وضو کرنے میں۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارت میں گزر چکی ہے اور کنگھی کرنے میں تیمن یہ ہے کہ اول دائیں طرف

سے کنگھی کرنا شروع کرے اور یہ کہ دائیں ہاتھ سے کنگھی کرے کہا ابن بطال نے کہ ترجیل کے معنی ہیں سر اور داڑھی کے بالوں کو کنگھی کرنا اور تیل لگانا اور وہ ستھرائی سے ہے اور شرع نے اس کو مستحب کہا ہے اور البتہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ﴿خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ﴾ یعنی لو زینت اپنی نزدیک ہر مسجد کے اور بہر حال جو حدیث کہ وراد ہوئی ہے بیچ نہی کے کنگھی کرنے سے مگر ایک روز درمیان دے کر تو مراد اس سے یہ ہے کہ آسودگی اور زینت میں مبالغہ نہ کرے اور البتہ روایت کی ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے مرفوع حدیث کہ ترک کرنا زینت کا ایمان سے ہے اور یہ حدیث ہے صحیح روایت کیا ہے اس کو ابوداؤد نے اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ ترک کرنا زینت کا ہے اور تکلف کا ہے لباس میں اور تواضع کرنا باوجود قدرت کے نہ بسبب انکار کرنے کے اللہ تعالیٰ کی نعمت سے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ منع کرتے تھے بہت آسودگی اور چین سے اور قید کیا ہے اس کو حدیث میں واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ میانہ روی اس سے مذموم نہیں ہے اور ساتھ اس کے حاصل ہو گی تطبیق سب حدیثوں میں اور ابوداؤد نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کی ہے کہ جس کے بال ہوں تو چاہیے کہ ان کی خدمت کرے۔ (فتح)

بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الْمِسْكِ.

جو ذکر کیا جاتا ہے مشک میں۔

٥٤٧٢ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ لَهٗ إِلَّا الصَّوْمَ فَإِنَّهٗ لِيْ وَأَنَا أَجْزِيْ بِهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ عِنْدَ اللهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ.

۵۴۷۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آدمی کا ہر عمل اس کے واسطے ہے مگر روزہ کہ وہ خاص میرے ہی واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور روزے دار کی بو اللہ کے نزدیک زیادہ تر خوشبودار ہے مشک کی خوشبو سے۔

فائدہ: اور قول اس کا اس جگہ کہ وہ خاص میرے ہی واسطے ہے تو یہ اللہ کا کلام ہے جیسا کہ دوسری حدیثوں میں آچکا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ آدمی کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے ثواب اس کا سات سو گنا تک مگر روزہ کہ وہ خاص میرے ہی واسطے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا اور پہلے گزر چکی ہے پوری شرح اس حدیث کی کتاب الصیام میں اور ذکر کیا ہے میں نے علماء کے اقوال کو اس کے معنی میں کہ اللہ نے روزے کو اپنی طرف کیوں منسوب کیا اور میں نے طالقال سے نقل کیا تھا کہ اس نے کہا کہ میں نے اس کے پچاس جواب دیئے ہیں اور میں نے اس کی کلام میں غور کیا تو نہ پائی میں نے زیادتی دس جوابوں پر جن کو میں نے وہاں ذکر کیا سو منجملہ اس کے یہ قول اس کا ہے اس واسطے کہ وہ عبادت ہے خالی ہے سعی سے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ ترک محض ہے اور یہ قول اس کا کہ مراد یہ ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ

وہ واسطے میرے ہے سو نہ باز رکھے تجھ کو وہ چیز کہ تیرے واسطے ہے اس سے کہ میرے واسطے ہے اور یہ قول اس کا یہ کہ جس کو مشغول کرے مال میرا مجھ سے میں اس سے منہ پھیرتا ہوں نہیں تو ہوتا ہوں واسطے اس کے بدلہ کل سے اور یہ قول اس کا کہ نہ قطع کرے تجھ کو مال میرا مجھ سے اور قول اس کا کہ نہ باز رکھے تجھ کو مالک سے اور قول اس کا کہ نہ طلب کرے سوائے میرے کسی کو اور قول اس کا کہ جس نے اذا کیا مال میرا اور وہ نفس اس کا ہے صحیح ہوئی بیع اور قول اس کا کہ نسبت کیا اس کو اللہ تعالیٰ نے طرف نفس اپنے کی اس واسطے کہ یاد کرتا ہے ساتھ اس کے بندہ اللہ کی نعمت کو اور اپنے پیٹ بھرنے میں اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں مقدم کرنا ہے اللہ کی رضا مندی کا اپنے نفس کی خواہش پر اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں تمیز ہے درمیان روزے دار مطیع کے اور کھانے والے بے فرمان کے اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں قرآن اترا اور قول اس کا اس واسطے کہ ابتدا اس کی مشاہدے پر ہے اور انتہاء بھی مشاہدے پر واسطے اس حدیث کے کہ چاند کو دیکھ کر روزہ رکھو اور اس کو دیکھ کر کھولو اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں ریاضت نفس کی ہے ساتھ ترک کرنے مرغوب چیزوں کے اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں بچانا جوارح کا ہے مخالف چیزوں سے اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں قطع کرنا شہوتوں کا ہے اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں مخالفت نفس کی ہے ساتھ ترک کرنے محبوب چیزوں اس کی کے اور بیچ مخالفت نفس کے موافقت حق کی ہے اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں خوشی ہے ملنے کی اور قول اس کا اس واسطے کہ اس میں مشاہدہ ہے آمر کا ساتھ اس کے اور قول اس کا کہ اس میں مجمع ہے عبادتوں کا اس واسطے کہ مدار اس کی صبر اور شکر پر ہے اور وہ دونوں اس میں حاصل ہیں اور قول اس کا اس واسطے کہ اس کے معنی میں ہیں کہ روزے دار میرے واسطے ہے اس واسطے کہ روزہ صفت ہے روزے دار کی ہے اور قول اس کا معنی اضافت کے اشارہ ہے طرف حمایت کی تا کہ نہ طمع کرے شیطان اس کے توڑنے میں اور قول اس کا اس واسطے کہ وہ عبادت ہے کہ برابر ہے اس میں آزاد اور غلام اور مرد اور عورت۔ (فتح)

بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ مِنَ الطِّيْبِ. جو مستحب ہے خوشبو سے۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ مستحب ہے استعمال کرنا نہایت اعلیٰ خوشبو کا کہ پائی جائے اور نہ عدول کیا جائے طرف ادنیٰ کی باوجود اعلیٰ کے اور احتمال ہے کہ ہو یہ اشارہ طرف فرق کرنے کے درمیان مردوں اور عورتوں کے خوشبو لگانے میں جیسے کہ پہلے گزر چکا ہے اشارہ طرف اس کی قریب۔ (فتح)

٥٤٧٣ - حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ

٥٤٧٣۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشبو لگائی وقت احرام باندھنے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اعلیٰ خوشبو کے کہ پائی۔

إِحْرَامِهِ بِأَطْيَبِ مَا أَجِدُ.

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ میں نے حضرت ﷺ کو خوشبو لگائی احرام باندھنے سے پہلے اور طواف زیارت سے پہلے ساتھ خوشبو کے کہ اس میں مشک تھی اور غرض اس سے اس جگہ یہ ہے کہ مراد طیب الطیب یعنی اعلیٰ خوشبو سے مشک ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَرُدَّ الطِّيْبَ. جو خوشبو لگانے کو رد نہیں کرتا۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ نہی رد کرنے کی اس سے نہیں ہے تحریم پر اور البتہ وارد ہو چکا ہے حدیث باب کے بعض طریقوں میں۔ (فتح)

٥٤٧٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ الْأَنْصَارِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي ثُمَامَةُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ وَزَعَمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا يَرُدُّ الطِّيْبَ.

۵۴۷۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ خوشبو کو نہ پھیرتے تھے اور کہا انس رضی اللہ عنہ نے کہ حضرت ﷺ خوشبو کو نہیں پھیرتے تھے۔

فائدہ: اور روایت کیا ہے اس کو بزار نے انس رضی اللہ عنہ سے ساتھ اس لفظ کے کہ نہیں سامنے لائی گئی حضرت ﷺ کے خوشبو کبھی کہ اس کو پھیر دیا ہو اور اس کی سند حسن ہے اور اسماعیلی کی روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ جب کسی کو خوشبو دی جائے تو اس کو نہ پھیرے اور ابوداؤد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جس کے سامنے خوشبو لائی جائے تو چاہیے کہ اس کو نہ پھیرے اس واسطے کہ اس کی خوشبو اچھی ہے اور اس کا احسان کم ہے اور ایک روایت میں ریحان کا لفظ واقع ہوا ہے بدل طیب کے اور ریحان کہتے ہیں ہر گھاس کو کہ خوشبودار ہو اور احتمال ہے کہ مراد ریحان سے ہر قسم کی خوشبو ہو میں کہتا ہوں اکثر روایتوں میں طیب کا لفظ واقع ہوا ہے پس یہی اولیٰ ہے اور شاید جس نے اس کو ساتھ لفظ ریحان کے روایت کیا ہے مراد اس کی عام کرنا ہے تا کہ نہ خاص ہو ساتھ مصنوعی خوشبو کے ہاں روایت کی ترمذی نے ابی عثمان سے کہ جب کوئی کسی کو خوشبو دار پھول دے تو اس کو نہ پھیرے اس واسطے کہ وہ بہشت سے نکلا کہا ابن عربی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہ پھیرتے تھے خوشبو کو واسطے محبت حضرت ﷺ کی کے بیچ اس کے اور واسطے حاجت آپ کی کے طرف اس کی اکثر غیر اس کے سے یعنی حضرت ﷺ کو بہ نسبت اور چیزوں کے خوشبو کی طرف زیادہ حاجت تھی اس واسطے کہ حضرت ﷺ سرگوشی کرتے تھے اس سے جس سے تو سرگوشی نہیں کرتا اور یہ حضرت ﷺ نے خوشبو کے رد کرنے سے منع فرمایا تو یہ محمول ہے اس چیز پر کہ جائز ہے لینا اس کا نہ اس چیز پر کہ نہیں جائز ہے لینا اس کا اس واسطے کہ وہ مردود ہے ساتھ اصل شرع کے۔ (فتح)

بَابُ الذَّرِيْرَةِ.

باب ہے بیچ بیان ذریرہ کے۔

فائدہ: ایک قسم کی خوشبو ہے مرکب۔

٥٤٧٥ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ الْهَيْثَمِ أَوْ مُحَمَّدٌ عَنْهُ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُرْوَةَ سَمِعَ عُرْوَةَ وَالْقَاسِمَ يُخْبِرَانِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ طَيَّبْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيَّ بِذَرِيْرَةٍ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ لِلْحِلِّ وَالْإِحْرَامِ.

۵۴۷۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاتھ سے خوشبو لگائی حجۃ الوداع میں واسطے احرام باندھنے کے اور احرام اتارنے کے۔

فائدہ: شاید کہ اس خوشبو میں مشک تھی۔

بَابُ الْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ.

باب ہے بیچ بیان ان عورتوں کے کہ فرق کرتی ہیں اپنے دانتوں میں واسطے حسن اور خوبصورتی کے۔

فائدہ: جس عورت کے دانتوں میں فرق ہو اور ایک دوسرے سے الگ معلوم ہوں وہ خوبصورت معلوم ہوتی ہے اس واسطے جس عورت کے دانت آپس میں ملے ہوئے ہوں وہ ان میں بتکلف فرجہ اور فرق کرتی ہے تا کہ خوبصورت معلوم ہو اور چھوٹی عمر کی عورت ہو تو اس کے دانتوں میں اکثر فرق ہوتا ہے اور جب بوڑھی ہو جائے تو اس کے دانتوں میں فرق نہیں رہتا آپس میں مل جاتے ہیں سو ان میں بتکلف فرق کرتی ہے تا کہ جوان معلوم ہو سو وارد ہوئی نہی اس سے اس واسطے کہ اس میں اصلی پیدائش کا بدلنا لازم آتا ہے۔ (فتح)

٥٤٧٦ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ عَبْدُ اللهِ لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ تَعَالَى مَالِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللهِ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾.

۵۴۷۶۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ لعنت کرے ان عورتوں پر جو دوسری عورتوں کا بدن کھودیں اور اس میں نیل بھریں اور ان عورتوں پر جو اپنا بدن گودوائیں اور ان عورتوں پر جو اپنے منہ پر سے بال چنوائیں اور ان عورتوں پر جو بتکلف اپنے دانتوں میں فرق کریں بسبب خوبصورتی کے جو تغیر کرنے والی ہیں اللہ کی پیدائش کو کیا ہے واسطے میرے کہ میں لعنت نہ کروں جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور حالانکہ وہ اللہ کی کتاب میں ہے کہ جو تم کو پیغمبر دے سو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔

فائدہ: واشمہ اس عورت کو کہتے ہیں جو دوسری عورت کا بدن گودے اور کہا اہل لغت نے کہ وشم یہ ہے کہ کسی عضو میں سوئی یا کچھ اور چبھوئے یہاں تک کہ اس سے خون جاری ہو پھر نورے وغیرہ سے بھرا جائے پس سبز ہو جائے اور کبھی اس میں سرمہ وغیرہ بھرا جاتا ہے اور یہ گودنا کبھی منہ میں ہوتا ہے کبھی مسوڑوں میں اور کبھی ہاتھ میں اور کبھی اور جگہ میں بدن سے اور کبھی کیا جاتا ہے یہ نقش اور کبھی لکھا جاتا ہے اس میں نام محبوب کا اور یہ فعل کرنا اور کروانا حرام ہے ساتھ دلالت لعن کے جیسا کہ باب کی حدیث میں ہے اور ہو جاتی ہے وہ جگہ گودی گئی ناپاک اس واسطے کہ خون اس میں بند ہو جاتا ہے سو واجب ہے دور کرنا اس کا اگر ہو سکے اگرچہ زخم سے ہو مگر یہ کہ خوف کرے اس سے تلف کا یا فوت منفعت عضو کا پس جائز ہے باقی رکھنا اس کا اور کفایت کرتی ہے توبہ بیچ ساقط ہونے گناہ کے اور برابر ہے اس میں مرد اور عورت اور یہ جو کہا کہ بہ سبب خوبصورتی کے تو اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ مذموم وہ ہے کہ حسن کے واسطے کرے اور اگر مثلاً دوا کے واسطے اس کی حاجت ہو تو جائز ہے اور قول اس کا جو پیدائش الٰہی کو تبدیل کرتے ہیں تو یہ صفت ہے لازم واسطے سب عورتوں کے کہ مذکور ہیں حدیث میں اور یہ جو کہا گیا ہے کیا ہے واسطے میرے کہ میں نہ لعنت کروں تو یہ حدیث یہاں مختصر ہے اور پوری یہ حدیث اس طور سے ہے کہ یہ خبر ایک عورت کو اسد کے قبیلے سے پہنچی جس کا نام ام یعقوب تھا اور وہ قرآن پڑھتی تھی سو عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہا کہ مجھ کو تجھ سے بات پہنچی کہ تو لعنت کرتا ہے گودنے والیوں کو آخر تک تو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کیا ہے مجھ کو کہ نہ لعنت کروں الخ اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا اس نے کہ میں نے تمام قرآن پڑھا سو میں نے اس کو قرآن میں نہیں پایا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو اس کو پڑھتی تو اس کو اس میں پاتی اور یہ جو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بدن گودنے والیوں کو لعنت کی مطلق قرآن کی طرف منسوب کیا اور ام یعقوب نے اس کا معارضہ کیا کہ وہ قرآن میں نہیں ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کو جواب دیا جو جواب دیا تو اس میں دلالت ہے کہ جائز ہے نسبت کرنا طرف قرآن کی اور حدیث کی اس چیز کو جو قرآن اور حدیث سے ساتھ استنباط کے معلوم ہو نسبت قولی پس جس طرح کہ جائز ہے نسبت کرنا واشمہ کی لعن کو طرف ہونے اس کے کہ وہ قرآن میں ہے واسطے عموم قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ﴾ الخ باوجود ثابت ہونے لعن کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے حق میں تو اسی طرح جائز ہے نسبت فعل امر کی کہ حدیث نبوی کے عموم میں درج ہو جو دلالت کرے اس کے منع ہونے پر طرف قرآن کی جیسے مثلاً کوئی کہے کہ اللہ لعنت کرے اس پر جو زمین کے مناروں کو بدل ڈالے کہ یہ لعن قرآن میں ہے اور استدلال کرے ساتھ اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے فاعل پر لعنت کی ہے۔ (فتح)

بَابُ الْوَصْلِ فِي الشَّعْرِ. اپنے بالوں میں دوسرے کے بالوں کو جوڑنا یعنی ان میں غیر کے بالوں سے زیادتی کرنا۔

٥٤٧٧ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ أَنَّهُ سَمِعَ مُعَاوِيَةَ بْنَ أَبِي سُفْيَانَ عَامَ حَجَّ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ وَتَنَاوَلَ قُصَّةً مِّنْ شَعَرٍ كَانَتْ بِيَدِ حَرَسِيٍّ أَيْنَ عُلَمَآؤُكُمْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْهٰى عَنْ مِثْلِ هٰذِهٖ وَيَقُولُ إِنَّمَا هَلَكَتْ بَنُوْ إِسْرَآئِيلَ حِيْنَ اتَّخَذَ هٰذِهٖ نِسَآؤُهُمْ. وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا فُلَيْحٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَآءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۵۴۷۷۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے معاویہ رضی اللہ عنہ سے سنا جس سال اس نے حج کیا اور حالانکہ وہ منبر پر کہتا تھا اور اس نے بالوں کا ایک جوڑا لیا جو غلام کے ہاتھ میں تھا کہاں ہیں تمہارے علماء؟ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ایسے جوڑے سے منع کرتے تھے فرماتے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہلاک ہوئے بنی اسرائیل جب کہ ان کی عورتوں نے یہ جوڑا پکڑا اور روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے روایت کی ہے کہ لعنت کی اللہ نے اس عورت پر جو بالوں میں اور بال جوڑے یعنی خواہ اپنے بالوں میں یا دوسری عورت کے بالوں میں اور اس عورت پر جو اپنے بالوں میں اور بال جڑوائے۔

فائدہ: یہ جو معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کہاں ہیں علماء تمہارے؟ تو یہ اشارہ ہے اس کی طرف کہ اس دن مدینے میں علماء کم تھے اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے حاضر کرنا ان کا ہوتا کہ مدد لے ساتھ ان کے اس چیز پر کہ ارادہ کیا انکار کرنے اس کے سے یا اس واسطے کہ ان پر انکار کرے کہ انہوں نے اس کے انکار سے سکوت کیوں کیا ہے اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام زور رکھا یعنی دھوکہ یعنی جس کے ساتھ عورتیں اپنے بالوں کو بہت کرتی ہیں اور یہ حدیث حجت ہے واسطے جمہور کے کہ اپنے بالوں میں اور چیز کو جوڑنا جائز نہیں برابر ہے کہ بال ہوں یا کچھ چیز روایت کیا ہے اس کو مسلم نے اور مذہب لیث اور بہت فقہاء کا یہ ہے کہ منع صرف بال کا جوڑنا ہے اپنے بالوں میں اور اگر اپنے بالوں میں اور کوئی چیز جوڑے سوائے بالوں کے مانند دھجی اور دھاگے وغیرہ کے تو یہ نہی میں داخل نہیں ہے اور روایت کی ابوداؤد نے ساتھ سند صحیح کے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے کہ اس نے کہا کہ نہیں مضائقہ ہے ساتھ قرامل کے اور مراد ساتھ اس کے اس جگہ دھاگے ہیں ریشمی اور پشمی کہ گوندے جاتے ہیں جوڑتی ہے عورت ساتھ اس کے اپنے سر کے ۔ اس کو اور تفصیل کی ہے بعض نے کہ اگر ہو وہ چیز کہ جوڑی جاتی ہے ساتھ بالوں کے چھپی ہوئی بعد گرہ دینے کے ساتھ بالوں کے اس طور سے کہ گمان کیا جائے کہ وہ بال ہیں تو فقط اس کو ایک قوم نے

منع کیا ہے اس واسطے کہ اس میں دغا اور فریب ہے اور اگر ظاہر ہو تو منع نہیں اور یہ قول قوی ہے اور بعض نے کہا کہ جوڑنا مطلق جائز ہے برابر ہے کہ بال ہوں یا کچھ اور جب کہ خاوند کے علم اور اجازت سے ہو اور باب کی حدیثیں حجت ہیں اوپر ان کے اور مستفاد ہوتا ہے زیادتی سے جو قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ منع ہے بہت کرنا بالوں کا ساتھ دھجیوں کے تا کہ گمان ہو کہ وہ بال ہیں اور روایت کی مسلم نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اور اس میں ہے کہ بہت عورتیں ہیں کہ بظاہر لباس پہنتی ہیں اور در حقیقت ننگی ہیں ان کے سر جیسے اونٹوں کے کوہان کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے یعنی بڑا کرتی ہیں اپنے سروں کو ساتھ لپیٹنے پگڑی یا پٹی وغیرہ کے اور حدیث میں مذمت ہے اس کی اور تشبیہ دی ان کے سروں کو ساتھ کوہانوں کے واسطے اس کے کہ اونچا کرتی ہیں اپنے سر کے زلفوں کو اپنے سر کے بیچ میں واسطے زینت کے اور کبھی یہ کثرت بالوں کے واسطے کرتی ہیں۔

تنبیہ: جس طرح کہ حرام ہے عورت پر جوڑنا اور چیز کا بالوں میں اسی طرح حرام ہے عورت پر منڈانا اپنے سر کے بالوں کا بغیر ضرورت کے اور حدیث میں آیا ہے کہ نہیں عورت پر سر کا منڈانا اس پر تو بالوں کا کترنا ہے یعنی حج میں اور یہ جو کہا کہ اللہ تعالیٰ نے لعنت کی تو یہ صریح ہے بیچ حکایت اس کی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اگر ہو خبر پس بے پرواہی ہوگی ابن مسعود کے استنباط سے اور احتمال ہے کہ ہو بد دعا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے فاعل پر۔ (فتح)

٥٤٧٨ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ الْحَسَنَ بْنَ مُسْلِمِ بْنِ يَنَّاقٍ يُحَدِّثُ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ شَيْبَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّ جَارِيَةً مِنَ الْأَنْصَارِ تَزَوَّجَتْ وَأَنَّهَا مَرِضَتْ فَتَمَعَّطَ شَعَرُهَا فَأَرَادُوْا أَنْ يَّصِلُوْهَا فَسَأَلُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ تَابَعَهُ ابْنُ إِسْحَاقَ عَنْ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ صَفِيَّةَ عَنْ عَائِشَةَ.

۵۴۷۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انصار کی ایک لڑکی نے نکاح کیا اور بے شک وہ بیمار ہوئی سو اس کے سر کے بال گر پڑے تو انہوں نے چاہا کہ اس کے بالوں میں اور بال ملائیں سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یعنی حکم اس کا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ لعنت کرے اس عورت پر کہ بال میں بال جوڑے یعنی خواہ اپنے بالوں میں یا کسی اور کے بالوں میں اور اس عورت پر جو اپنے بالوں میں اور بال جڑوائے متابعت کی ہے اس کی اسحاق نے ابان سے حسن سے صفیہ سے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ بغیر بیماری کے تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو بغیر قصد کے گودے مثلا دوا کے واسطے گودے اور اس سے وشم پیدا ہو تو نہیں داخل ہے یہ زجر میں۔ (فتح)

٥٤٧٩ ـ حَدَّثَنِيْ أَحْمَدُ بْنُ الْمِقْدَامِ حَدَّثَنَا

۵۴۷۹۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے

فُضَيْلُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا مَنْصُوْرُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ حَدَّثَتْنِيْ أُمِّيْ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ امْرَأَةً جَآئَتْ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ إِنِّيْ أَنْكَحْتُ ابْنَتِيْ ثُمَّ أَصَابَهَا شَكْوٰى فَتَمَرَّقَ رَأْسُهَا وَزَوْجُهَا يَسْتَحِثُّنِيْ بِهَا أَفَأَصِلُ رَأْسَهَا فَسَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.

روایت ہے کہ ایک عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیٹی کا نکاح کیا تھا پھر وہ بیمار ہوئی سو اس کے سر کے بال گر پڑے اور اس کا خاوند مجھ کو رغبت کرتا ہے کہ میں اس کے بالوں میں بال جوڑوں سو میں اس کے سر میں بال جوڑوں؟ سو حضرت ﷺ نے لعنت کی اس عورت کو جو بالوں میں بال جوڑے اور اس عورت کو جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے۔

۵۴۸۰ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنِ امْرَأَتِهِ فَاطِمَةَ عَنْ أَسْمَآءَ بِنْتِ أَبِيْ بَكْرٍ قَالَتْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ.

۵۴۸۰۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہا کہ حضرت ﷺ نے لعنت کی اس عورت کو جو بالوں میں بال جوڑے اور اس کو جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے۔

فائدہ: ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ کہا راوی نے کہ میں نے اسماء رضی اللہ عنہا کا ہاتھ گودا ہوا دیکھا کہا طبری نے شاید اس کو نہی سے پہلے کیا ہوگا سو بدستور رہا اس کے ہاتھ میں اور نہیں گمان کیا جاتا کہ کیا ہو اس نے اس کو نہی کے بعد واسطے ثابت ہونے نہی کے اس سے میں کہتا ہوں سو احتمال ہے کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے اس کو نہ سنا ہو یا اس کے ہاتھ میں زخم تھا سو اس نے اس کی دوا کی تو اس کا نشان اس کے ہاتھ میں باقی رہا مثل وشم کی نہ یہ کہ وشم تھا۔ (فتح)

۵۴۸۱ - حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ. وَقَالَ نَافِعٌ الْوَشْمُ فِي اللِّثَةِ.

۵۴۸۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا اللہ لعنت کرے اس عورت پر جو بالوں میں بال جوڑے اور اس پر جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے اور اس عورت پر جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل بھرے اور اس عورت پر جو اپنا بدن گودوائے کہا نافع رحمہ اللہ نے کہ وشم مسوڑوں میں ہوتا ہے۔

فائدہ: لثہ وہ گوشت ہے جو دانتوں پر ہوتا ہے اور نہیں مراد ہے نافع رحمہ اللہ کی حصر کرنا وشم کا مسوڑوں میں کہ اور جگہ نہیں ہوتا بلکہ اس کی مراد یہ ہے کہ کبھی مسوڑوں میں ہوتا ہے اور ان حدیثوں میں حجت ہے واسطے اس کے جو قائل ہے کہ حرام ہے جوڑنا بالوں کا اور گودنا اور منہ سے بال چنوانا فاعل پر اور مفعول پر اور یہ حجت ہے اس پر جو حمل کرتا

ہے نہی کو اس میں تنزیہ پر اس واسطے کہ دلالت لعن کا تحریم پر قوی ہے سب دلالتوں سے بلکہ وہ بعض کے نزدیک کبیرہ گناہ کی علامت ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ جو عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ بالوں میں بال جوڑنے جائز ہیں تو یہ روایت باطل ہے اور وارد کیا ہے اس کو طبری نے اور باطل کی ا ہے اس کو ساتھ اس چیز کے کہ آئی ہے عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیچ قصے اس عورت کے جو مذکور ہے باب میں اور معاویہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں طہارت آدمی کے بالوں کی ہے واسطے عدم استفصال کے اور واقع کرنے منع کے اوپر فعل واصل کے نہ اوپر ہونے بالوں کے ناپاک اور اس میں نظر ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے باقی رکھنا بالوں کا اور نہیں واجب ہے دبانا ان کا اور اس حدیث میں قیام امام کا ہے منبر پر ساتھ نہی کے خاص کر جب کہ دیکھے اس کو پھیلی ہوئی سو پھیلا دے اس کے انکار کو تا کہ خوف کیا جائے اس سے اور اس میں ڈرانا ہے اس شخص کو جو گناہ کرے ساتھ واقع ہونے ہلاک کے اس کے حق میں جس نے اس سے پہلے کیا جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں ہے وہ ظالموں سے بعید اور اس میں لینا کسی چیز کا ہے خطبے میں یعنی جائز ہے لینا ہاتھ میں کسی چیز کا خطبے میں تا کہ دیکھے جس نے اس کو نہ سیکھا ہو واسطے مصلحت دینی کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے بیان کرنا حدیث کا بنی اسرائیل سے اور اسی طرح غیروں سے واسطے ڈرانے کے اس چیز سے کہ انہوں نے اس میں نافرمانی کی۔ (فتح)

٥٤٨٢ - حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ سَمِعْتُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ قَالَ قَدِمَ مُعَاوِيَةُ الْمَدِيْنَةَ آخِرَ قَدْمَةٍ قَدِمَهَا فَخَطَبَنَا فَأَخْرَجَ كُبَّةً مِنْ شَعَرٍ قَالَ مَا كُنْتُ أُرٰى أَحَدًا يَفْعَلُ هٰذَا غَيْرَ الْيَهُوْدِ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمَّاهُ الزُّوْرَ يَعْنِي الْوَاصِلَةَ فِي الشَّعَرِ.

۵۴۸۲۔ حضرت سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ معاویہ رضی اللہ عنہ مدینے میں آیا اخیر آنا جو اس میں آیا سو اس نے ہم پر خطبہ پڑھا تو اس نے بالوں کا ایک گچھا نکالا اور کہا کہ نہ تھا گمان کرتا میں کسی کو کہ یہ فعل کرتا ہو سوائے یہودیوں کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام زور رکھا مراد وہ ہے جو بالوں میں بال جوڑے۔

بَابُ الْمُتَنَمِّصَاتِ.

باب ہے بیچ ان عورتوں کے جو اپنے منہ پر سے بال چنوائیں۔

فائدہ: اور کہا ابوداود نے کہ نامصہ وہ ہے جو اپنے رخساروں پر نقش کرے۔ (فتح)

٥٤٨٣ - حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ قَالَ لَعَنَ عَبْدُ اللّٰهِ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ

۵۴۸۳۔ حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ لعنت کی اللہ نے ان عورتوں کو جو دوسری عورتوں کا بدن گودیں اور ان میں نیل بھریں اور ان عورتوں کو جو اپنے منہ پر سے بال چنوائیں

وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ فَقَالَتْ أُمُّ يَعْقُوْبَ مَا هٰذَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَمَا لِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَفِيْ كِتَابِ اللّٰهِ قَالَتْ وَاللّٰهِ لَقَدْ قَرَأْتُ مَا بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ فَمَا وَجَدْتُهٗ قَالَ وَاللّٰهِ لَئِنْ قَرَأْتِيْهِ لَقَدْ وَجَدْتِيْهِ ﴿وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾.

اور ان عورتوں کو جو اپنے دانتوں میں بتکلف فرق کریں واسطے خوبصورتی کے جو تغیر کرنے والی ہیں پیدائش الٰہی کو سو ام یعقوب نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ کہا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کیا ہے واسطے میرے کہ نہ لعنت کروں جس کو حضرت ﷺ نے لعنت کی اور اللہ کی کتاب میں ہے اس عورت نے کہا قسم ہے اللہ کی البتہ میں نے تمام قرآن پڑھا سو میں نے اس کو قرآن میں نہیں پایا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا قسم ہے اللہ کی اگر تو قرآن کو پڑھتی تو اس کو پاتی وہ یہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے جو پیغمبر تم کو دے اس کو لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔

فائدہ: کہا طبری نے کہ نہیں جائز ہے واسطے عورت کے تغیر کرنا کسی چیز کا پیدائش الٰہی سے جس پر اللہ نے اس کو پیدا کیا ہے ساتھ زیادتی کے یا نقصان کے واسطے طلب کرنے خوبصورتی کے نہ واسطے خاوند کے اور نہ واسطے غیر اس کے مثل اس عورت کے جس کے دونوں رخسار ملے ہوئے ہوں سو دور کرے جو ان کے درمیان ہے واسطے وہم بلج کے یا عکس اس کے اور مثل اس کی جس کا دانت زیادہ ہو سو اس کو اکھاڑے یا دراز ہو سو اس کو کاٹے یا داڑھی ہو یا مونچھ یا بال بیچ کنارے منہ کے سو دور کرے ان کو ساتھ اکھاڑنے کے اور مثل اس عورت کی کہ اس کے بال چھوٹے ہوں یا حقیر سو دراز کرے ان کو یا اس میں غیر کے بال جوڑے پس سب یہ داخل ہیں نہی میں اور اس میں تغیر کرنا ہے پیدائش الٰہی کا اور مستثنیٰ ہے اس سے وہ چیز کہ حاصل ہو ساتھ اس کے ضرر اور ایذا جیسے وہ عورت جس کا کوئی دانت زائد ہو یا دراز مانع ہو اس کو کھانے میں یا انگلی زائدہ کہ ایذا دیتی ہو اس کو یا درد دیتی ہے اس کو پس جائز ہے یہ اور مرد اس اخیر میں مانند عورت کی ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور مستثنیٰ ہے بال چننے سے وہ جب کہ عورت کو داڑھی یا مونچھ اُگے کہ نہیں حرام ہے اس پر دور کرنا اس کا بلکہ مستحب ہے میں کہتا ہوں اور اطلاق اس کا مقید ہے ساتھ اجازت خاوند کے اور علم اس کے کی کہ اس کو اس کا علم ہو ورنہ جب اس سے خالی ہو تو منع ہے واسطے دغا کے اور کہا بعض حنابلہ نے کہ اگر بالوں کا چنوانا بدکار عورتوں کا شعار ہو تو منع ہے نہیں تو مکروہ تنزیہ ہے اور ایک روایت میں جائز ہے ساتھ اجازت خاوند کے مگر یہ کہ واقع ہو ساتھ اس کے تدلیس پس حرام ہے کہا اس نے اور جائز ہے حف اور تحمیر اور نقش اور تطریف جب کہ ہو ساتھ اجازت خاوند کے اس واسطے کہ وہ زینت سے ہے۔ (فتح)

بَابُ الْمَوْصُوْلَةِ.

باب ہے بیچ بیان اس عورت کے جس کے بالوں میں اور کے بال جوڑے گئے ہوں۔

٥٤٨٤ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۵۴۸۴۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اس عورت کو جو بال میں بال جوڑے اور اس عورت کو جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے اور اس عورت کو جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل بھرے اور اس کو جو اپنا بدن گدوائے۔

فائدہ: مستوصلہ اس عورت کو کہتے ہیں جو اپنے بالوں میں اور کے بال جوڑنے چاہے۔

٥٤٨٥ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامٌ أَنَّهُ سَمِعَ فَاطِمَةَ بِنْتَ الْمُنْذِرِ تَقُوْلُ سَمِعْتُ أَسْمَآءَ قَالَتْ سَأَلَتِ امْرَأَةٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ ابْنَتِيْ أَصَابَتْهَا الْحَصْبَةُ فَامَّرَقَ شَعَرُهَا وَإِنِّيْ زَوَّجْتُهَا أَفَأَصِلُ فِيْهِ فَقَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُوْلَةَ.

۵۴۸۵۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا سو اس نے کہا یا حضرت! بے شک میری بیٹی کو چیچک کی بیماری پہنچی سو اس کے سر کے بال گر گئے اور میں نے اس کا نکاح کر دیا ہے سو میں اس کے سر میں بال جوڑوں؟ تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے لعنت کی اس عورت پر جو بالوں میں بال جوڑے اور اس پر جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے۔

٥٤٨٦ ـ حَدَّثَنِيْ يُوْسُفُ بْنُ مُوْسٰى حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا صَخْرُ بْنُ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةُ وَالْمُوْتَشِمَةُ وَالْوَاصِلَةُ وَالْمُسْتَوْصِلَةُ يَعْنِيْ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

۵۴۸۶۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے لعنت کی اس عورت کو جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل بھرے اور اس کو جو اپنا بدن گدوائے اور اس عورت کو جو بالوں میں بال جوڑے اور اس کو جو اپنے بالوں میں اور کے بال جڑوائے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی۔

فائدہ: نہیں باوجہ ہے یہ تفسیر مگر مراد یہ ہو کہ لعنت کی اللہ نے اپنے پیغمبر کی زبان پر یا لعنت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اللہ کی لعنت ہے۔ (فتح)

٥٤٨٧ ـ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ مُقَاتِلٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ

۵۴۸۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ لعنت کرے واشمات پر اور ان عورتوں کو جو اپنا بدن گودوائیں اور ان عورتوں کو جو اپنے منہ سے بال چنوائیں اور

اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ لَعَنَ اللّٰهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰهِ مَا لِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللّٰهِ.

ان کو جو اپنے دانتوں میں فرق کریں واسطے حسن کے جو تغیر کرنے والی ہیں خلقت الٰہی کو کیا ہے واسطے میرے کہ نہ لعنت کروں میں جس کو حضرت ﷺ نے لعنت کی اور وہ اللہ کی کتاب میں ہے۔

بَابُ الْوَاشِمَةِ.

باب ہے اس عورت کے بیان میں جو دوسری عورت کا بدن گودے اور اس میں نیل بھرے۔

٥٤٨٨ ـ حَدَّثَنِيْ يَحْيٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ هَمَّامٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَيْنُ حَقٌّ وَّنَهٰى عَنِ الْوَشْمِ.

۵۴۸۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ آنکھ کی تاثیر سچ ہے اور منع کیا بدن گودنے سے۔

حَدَّثَنِيْ ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ ذَكَرْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَابِسٍ حَدِيْثَ مَنْصُوْرٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فَقَالَ سَمِعْتُهُ مِنْ أُمِّ يَعْقُوْبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ مِثْلَ حَدِيْثِ مَنْصُوْرٍ.

فائدہ: یہ حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے وارد کیا ہے اس کو مختصر دو طریقوں سے اور اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

٥٤٨٩ ـ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِيْ جُحَيْفَةَ قَالَ رَأَيْتُ أَبِيْ فَقَالَ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَهٰى عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَآكِلِ الرِّبَا وَمُوْكِلِهِ وَالْوَاشِمَةِ وَالْمُسْتَوْشِمَةِ.

۵۴۸۹۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے منع کیا خون کی قیمت سے اور کتے کی قیمت سے اور بیاج کھانے والے اور کھلانے والے کے فعل سے اور بدن گودنے والی اور گودوانے والی کے فعل سے۔

بَابُ الْمُسْتَوْشِمَةِ.

باب ہے اس عورت کے بیان میں جو اپنا بدن گودوائے۔

٥٤٩٠ ـ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ

۵۴۹۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو بدن گودتی تھی سو

هُرَيْرَةَ قَالَ أُتِيَ عُمَرُ بِامْرَأَةٍ تَشِمُ فَقَامَ فَقَالَ أَنْشُدُكُمْ بِاللهِ مَنْ سَمِعَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْوَشْمِ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَقُمْتُ فَقُلْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنَا سَمِعْتُ قَالَ مَا سَمِعْتَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا تَشِمْنَ وَلَا تَسْتَوْشِمْنَ.

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سو کہا کہ میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کس نے سنا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وشم میں؟ کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سو میں کھڑا ہوا تو میں نے کہا کہ اے سردار مسلمانوں کے! میں نے سنا ہے کہا تو نے کیا سنا ہے؟ میں نے کہا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ اے عورتو! نہ بدن گودو اور نہ گودواؤ۔

فائدہ: میں تم کو قسم دیتا ہوں احتمال ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس زجر کو سنا ہو سو ارادہ کیا ہو زیادہ ثبوت طلب کرنے کا بیچ اس کے یا اس کو بھول گئے ہوں سو ارادہ کیا ہو کہ یاد کریں یا پہنچی ہو اس کو یہ حدیث اس شخص سے جس نے سماع کے ساتھ تصریح نہ کی ہو سو اس نے چاہا کہ سنیں اس کو اس سے جس نے اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہو۔

٥٤٩١ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَعَنَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ.

۵۴۹۱۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اس عورت پر جو بالوں میں بال جوڑے اور جو اپنے بالوں میں اور کے بال جوڑوائے اور جو دوسری عورت کا بدن گودے اور جو اپنا بدن گودوائے۔

٥٤٩٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيْمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ لَعَنَ اللهُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللهِ مَا لِيْ لَا أَلْعَنُ مَنْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ فِيْ كِتَابِ اللهِ.

۵۴۹۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ نے لعنت کی ان عورتوں پر جو دوسری عورتوں کا بدن گودیں اور جو اپنا بدن گودوائیں اور جو اپنے منہ سے بال چنوائیں اور جو اپنے دانتوں میں فرق کریں واسطے حسن کے جو تغیر کرنے والی ہیں پیدائش الٰہی کو کیا ہے واسطے میرے کہ نہ لعنت کروں جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور وہ اللہ کی کتاب میں ہے۔

فائدہ: کہا خطابی نے کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وارد ہوئی ہے وعید ان چیزوں کے حق میں واسطے اس چیز کے کہ اس میں ہے دغا اور فریب سے اور اگر رخصت دیتے بیچ کسی چیز کے اس سے تو البتہ ہوتا یہ وسیلہ واسطے جائز رکھنے اور اقسام دغا کے واسطے اس کے کہ اس میں تغیر کرنا پیدائش الٰہی کا ہے اور اس کی طرف اشارہ ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی

حدیث میں جو تغیر کرنے والی ہیں خلقت الٰہی کو، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ التَّصَاوِيْرِ. باب ہے بیچ بیان تصویروں کے۔

فائدہ: تصویر کہتے ہیں مورت کو اور مراد بیان کرنا حکم ان کے کا ہے ان کے بنانے کی جہت سے پھر ان کے استعمال کرنے کی جہت سے۔

٥٤٩٣ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَّلَا تَصَاوِيْرُ وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِيْ يُوْنُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِيْ عُبَيْدُ اللّٰهِ سَمِعَ ابْنَ عَبَّاسٍ سَمِعْتُ أَبَا طَلْحَةَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٥٤٩٣۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں اندر نہیں جاتے جس میں کتا اور جاندار کی تصویر ہو اور کہا لیث نے کہ حدیث بیان کی مجھ سے یونس نے الخ یعنی ثابت ہے تحدیث زہری کی اور جو اس سے اوپر ہے اپنے استادوں سے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے تو ظاہر اس کا عموم ہے یعنی کوئی فرشتہ داخل نہیں ہوتا اور بعض نے کہا کہ مستثنیٰ ہیں اس سے وہ فرشتے جو آدمی کے واسطے نگہبان ہیں اس واسطے کہ وہ نہیں جدا ہوتے آدمی سے کسی حال میں اور ساتھ اس کے جزم کیا ہے خطابی وغیرہ نے کہا قرطبی نے اسی طرح کہا ہے ہمارے بعض علماء نے اور ظاہر عموم ہے اور مخصص یعنی جو چیز دلالت کرتی ہے اس پر کہ نگہبانی کرنے والے فرشتے ان میں داخل نہیں بلکہ وہ گھر میں داخل ہوتے ہیں نص نہیں ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ نہیں جائز ہے یہ کہ اطلاع دے ان کو اللہ ساتھ عمل بندے کے اور سنائے ان کو قول اس کا اور حالانکہ وہ گھر کے دروازے پر ہوں جس میں وہ آدمی ہے مثلا اور مقابل ہے تعمیم کے قول کو قول اس کا جو خاص کرتا ہے فرشتوں کو ساتھ فرشتوں وحی کے اور یہ قول اس شخص کا ہے جو دعویٰ کرتا ہے کہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ تھا اور یہ جو کہا کہ گھر میں تو مراد ساتھ گھر کے وہ مکان ہے جس میں آدمی قرار گیر ہو برابر ہے کہ بنا ہو مٹی سے یا خیمہ یا کچھ اور نیز یہ حدیث عام ہے ہر کتے میں اس واسطے کہ وہ نکرہ ہے بیچ سیاق نفی کے اور خطابی اور ایک گروہ کا یہ مذہب ہے کہ مستثنیٰ ہے اس سے وہ کتا جس کے رکھنے کی اجازت دی گئی ہے اور وہ کتا کھیتی کا ہے اور شکار کا اور مواشی کا اور مائل کی ہے قرطبی نے طرف عموم کی اور اسی طرح کہا ہے نووی رحمہ اللہ نے اور استدلال کیا ہے ساتھ اس حدیث کے جس میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں بے خبر کتے کا ایک بچہ داخل ہوا تو جبریل علیہ السلام گھر

میں داخل نہ ہوئے اور احتمال ہے کہ کہا جائے کہ کتے کا علم ہونا یا نہ ہونا جو کتے غیر ماذون میں برابر ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ یہی حکم ہو اس کتے کا جس کے رکھنے کی اجازت ہے کہا قرطبی نے اختلاف ہے اس میں کہ اس کی علت کیا ہے بعض نے کہا اس واسطے کہ کتا نجس العین ہے اور تائید کرتا ہے اس کی یہ کہ حضرت ﷺ نے کتے کی جگہ میں پانی چھڑکنے کا حکم دیا اور بعض نے کہا اس واسطے کہ وہ شیطانوں سے ہے اور بعض نے کہا بسبب نجاست کے کہ معلق ہوتی ہے ساتھ اس کے اس واسطے کہ وہ اکثر گندگی کھاتا ہے اور گندگی سے آلودہ رہتا ہے پس پلید ہو جاتی ہے وہ چیز کہ لگے اس کو گندگی اور اس پر محمول کرتا ہے اس کو جو قائل ہے کہ کتا نجس نہیں اس کی جگہ میں احتیاطاً پانی چھڑکا جائے اور اختلاف ہے فرشتوں میں سو بعض نے کہا عموم پر ہے اور تائید کی ہے اس کی نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ساتھ قصے جبریل علیہ السلام کے جس کا ذکر آگے آئے گا اور بعض نے کہا کہ مستثنیٰ ہیں اس سے وہ فرشتے کہ محافظ ہیں اور جواب دیا ہے پہلے نے کہ جائز ہے کہ نہ داخل ہوں باوجود بدستور رہنے کتابت اعمال کے اس طور سے کہ گھر کے دروازے پر ہوں اور بعض نے کہا کہ مراد فرشتے رحمت کے ہیں اور یہ جو کہا کہ نہ تصویر تو فائدہ حرف نفی کے دوہرانے کا احتراز ہے تو ہم قصر سے بیچ عدم دخول کے اوپر اجتماع دونوں قسم کے سو نہیں منع ہے داخل ہونا فرشتوں کا باوجود ایک کے دونوں سے سو جب دوہرایا گیا حرف نفی کا تو ہو گئی تقدیر اس طور سے اور نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویر ہو اور کہا خطابی نے کہ مراد اس سے اس چیز کی صورت ہے کہ حرام ہے رکھنا اس کا اور وہ جاندار کی تصویر ہے جس کا سر نہ کاٹا گیا ہو یا ان کو پامال نہ کیا جائے اور مشکل ہے یہ حدیث ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذکر سلیمان علیہ السلام کے ﴿يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ﴾ اور کہا مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ وہ تصویریں تھیں تانبے سے اور جواب یہ ہے کہ یہ اس شریعت میں جائز تھا اور وہ لوگ پیغمبروں اور ولیوں کی تصویریں بناتے تھے ان کی اس شکل پر جو عبادت کرنے کے وقت ہوتی تا کہ عبادت کریں مانند عبادت ان کی کے اور کہا ابو العالیہ نے کہ یہ ان کی شریعت میں حرام نہ تھا پھر وارد ہوئی ہماری شرع میں نہی اس سے اور احتمال ہے کہ وہ تصویریں جاندار کی نہ ہوں صرف غیر جاندار چیزوں کے نقوش ہوں مانند درختوں وغیرہ کی اور جب لفظ محتمل ہے تو نہیں متعین ہے حمل کرنا مشکل معنی پر اور ثابت ہو چکا ہے بخاری اور مسلم میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے اس عبادت خانے کے قصے میں جو انہوں نے حبش کی زمین میں دیکھا تھا جس میں تصویریں تھیں کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا دستور تھا کہ جب ان میں کوئی نیک مرد مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد بناتے اور اس میں یہ تصویریں کھینچتے یہ لوگ اللہ کے نزدیک سب خلقت سے بدتر ہیں سو حدیث مشعر ہے کہ اگر یہ فعل شرع میں جائز ہوتا تو حضرت ﷺ مطلق یوں نہ فرماتے کہ یہ لوگ بدتر ہیں سب مخلوق میں سو دلالت کی اس نے کہ جاندار چیز کی تصویر بنانی نیا کام ہے جس کو بت پرستوں نے نکالا، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ عَذَابِ الْمُصَوِّرِيْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

باب ہے بیچ بیان عذاب تصویر بنانے والوں کے قیامت

کے دن۔

٥٤٩٤ ۔ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ مُسْلِمٍ قَالَ كُنَّا مَعَ مَسْرُوْقٍ فِيْ دَارِ يَسَارِ بْنِ نُمَيْرٍ فَرَاٰى فِيْ صُفَّتِهٖ تَمَاثِيْلَ فَقَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَذَابًا عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الْمُصَوِّرُوْنَ.

۵۴۹۴۔ مسلم سے روایت ہے کہ ہم مسروق رحمہ اللہ کے ساتھ یسار کے گھر میں تھے مسروق رحمہ اللہ نے اس کے لان یا صحن میں تصویریں دیکھیں سو اس نے کہا کہ سنا میں نے عبداللہ رضی اللہ عنہ سے کہا سنا میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ بے شک سب آدمیوں سے سخت تر عذاب میں اللہ کے نزدیک قیامت کے دن وہ لوگ ہیں جو تصویریں بناتے ہیں۔

فائدہ: یہ جو کہا تصویر بنانے والے کو سب آدمیوں سے سخت تر عذاب ہوگا تو یہ مشکل ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اَدْخِلُوْا آلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ﴾ یعنی داخل کرو فرعون کی آل کو سخت تر عذاب میں اس واسطے کہ یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ تصویر بنانے والے کو فرعون کی آل سے بھی زیادہ تر سخت عذاب ہو اور جواب دیا ہے طبری نے ساتھ اس کے کہ مراد تصویر اس چیز کی ہے جو پوجی جاتی ہے سوائے اللہ کے اور حالانکہ وہ اس کو پہنچانتا ہو اس کا قصد کرنے والا ہو کہ وہ اس کے ساتھ کافر ہو جاتا ہے سو نہیں بعید ہے کہ داخل ہو اس عذاب میں جس میں فرعون کی قوم داخل ہوئی اور بہر حال جس شخص کا یہ قصد نہ ہو تو وہ اس کی تصویر بنانے میں صرف عاصی ہوگا اور جواب دیا ہے اس کے غیر نے کہ روایت ساتھ اثبات من کے ثابت ہے اور جس میں محذوف ہے وہ محمول ہے اوپر اس کے تو معنی یہ ہوں گے کہ تصویر بنانے والا ان لوگوں میں سے ہے جن کو قیامت کے دن سخت تر عذاب ہوگا سو ہوگا مشترک ساتھ غیر اپنے کے سخت تر عذاب میں اور نہیں ہے آیت میں وہ چیز جو چاہے کہ اشد عذاب فرعون کی آل کے ساتھ خاص ہے بلکہ معنی یہ ہیں کہ وہ اشد عذاب میں ہیں تو اسی طرح جائز ہے کہ ان کے غیر بھی اشد عذاب میں ہوں اور قوی کیا ہے اس کو طحاوی نے اور کہا ابو ولید نے جس کا حاصل یہ ہے کہ وعید ساتھ اس لفظ کے اگر ہو وارد کافر کے حق میں تو اس میں کوئی اشکال نہیں اس واسطے کہ ہوگا وہ مشترک اس میں ساتھ قوم فرعون کے اور اگر ہوگی اس میں دلالت اوپر بڑے ہونے کفر اس کے جو مذکور ہے اور اگر وارد ہو عاصی کے حق میں تو ہوگا اشد عذاب میں اور گنہگاروں سے اور ہوگا یہ دلالت کرنے والا اوپر بڑے ہونے گناہ مذکور کے اور جواب دیا ہے قرطبی نے مفہم میں ساتھ اس کے کہ وہ لوگ جن کی طرف اشد مضاف ہے وہ لوگ ہیں سب مراد نہیں بلکہ ان میں بعض مراد ہیں اور وہ لوگ وہ ہیں جو شریک ہیں معنی میں ان لوگوں کو کہ وارد ہوئی ہے وعید ان کے حق میں ساتھ عذاب کے سو فرعون اشد ہے عذاب میں ان لوگوں سے جنہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا اور جو پیروی کرتا ہے اس کے ساتھ کفر میں وہ اشد عذاب میں ہے اس سے جو

پیروی کرتا ہے اس کی اس فسق میں اور جو تصویر بنائے جاندار کی واسطے عبادت کے اشد عذاب میں ہے اس سے جو اس کی تصویر بنائے لیکن نہ واسطے عبادت کے اور نیز مشکل ہے ظاہر حدیث کا ساتھ ابلیس کے اور ساتھ بیٹے آدم کے جس نے خون کرنے کی راہ نکالی اور جواب یہ ہے کہ یہ ابلیس کے حق میں واضح ہے اور جواب دیا جاتا ہے کہ ناس سے مراد وہ لوگ ہیں جو آدم علیہ السلام کی طرف منسوب ہیں اور بہرحال آدم علیہ السلام کے بیٹے کے حق میں سو ثابت اس کے حق میں یہ ہے کہ اس پر ہے گناہ برابر اس کے جو ظلم سے کسی کو قتل کرے اور نہیں منع ہے کہ شریک ہو اس کو بیچ مثل تعذیب اس کی کے ابتداز نا سے مثلاً کہ اس پر ہے گناہ برابر اس کے جو اس کے بعد زنا کرے اس واسطے کہ پہلے پہل اسی نے یہ راہ نکالی اور شاید عدد زانیوں کا اکثر ہے قاتلوں کے عدد سے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ کہا علماء نے کہ جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے سخت حرام ہونا اور وہ کبیرے گناہوں میں سے ہے اس واسطے وارد ہوئی ہے اس کے حق میں یہ وعید شدید برابر ہے کہ بنائے اس کو واسطے اس کے کہ پامال کی جائے یا واسطے غیر اس کے کی سو بنانا اس کا حرام ہے ہر حال میں اور برابر ہے کہ کپڑے میں ہو یا فرش میں یا درہم میں یا دینار میں یا پیسے میں یا برتن میں یا دیوار میں اور بہرحال غیر جاندار کی تصویر بنانی سو نہیں ہے حرام میں کہتا ہوں اور تائید کرتی ہے نعیم کی اس چیز میں کہ اس کے واسطے سایہ ہے اور اس چیز کی جس کے واسطے سایہ نہیں وہ چیز جو روایت کی احمد نے علی رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کون ایسا ہے کہ مدینے کی طرف نکلے سو نہ چھوڑے کوئی بت مگر کہ اس کو توڑ ڈالے اور نہ کوئی تصویر مگر کہ اس کو مٹا ڈالے اور اس میں یہ بھی ہے کہ جو کوئی پھر ایسی چیز بنائے تو اس نے کفر کیا ساتھ اس چیز کے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اتاری گئی کہا خطابی نے کہ مصور کا گناہ اس واسطے بڑا ہے کہ تصویروں کو لوگ پوجتے تھے سوائے اللہ کے کہا اس نے اور مراد ساتھ تصویروں کے اس جگہ جاندار چیزوں کی تصویریں ہیں اور خاص کیا ہے بعض نے وعید کو ساتھ اس کے جو صورت بنائے اس نیت سے کہ پیدائش الٰہی کی مشابہت کرے کہ وہ اس نیت سے کافر ہو جاتا ہے اور جو اس کے سوائے ہے سو حرام ہے اس پر بنانا صورت کا اور گنہگار ہوتا ہے لیکن پہلے کے گناہ سے کم میں کہتا ہوں اور اشد اس سے وہ شخص ہے جو تصویر بنائے جو اللہ کے سوا پوجی جائے اور ذکر کیا ہے قرطبی نے کہ جاہلیت کے لوگ ہر چیز سے بت بنایا کرتے تھے یہاں کہ بعض کھجور سے بت بناتے جب بھوک لگتی تو اس کو کھا لیتے۔ (فتح)

۵۴۹۵ ـ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الَّذِيْنَ يَصْنَعُوْنَ هٰذِهِ الصُّوَرَ يُعَذَّبُوْنَ

۵۴۹۵۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک جو لوگ یہ تصویریں بناتے ہیں ان کو عذاب ہوگا قیامت کے دن ان سے کہا جائے گا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا۔

يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ.

فائدہ: یہ امر تعجیز کا ہے یعنی عاجز کرنے کا اور مستفاد ہوتا ہے اس سے بیان عذاب مصور کا اور وہ یہ ہے کہ اس کو تکلیف دی جائے گی کہ روح پھونکے اس تصویر میں جو اس نے بنائی اور وہ اس پر قادر نہ ہوگا بدستور اس کو عذاب ہوتا رہے گا۔ (فتح)

بَابُ نَقْضِ الصُّوَرِ.

باب ہے بیچ توڑنے تصویروں کے۔

٥٤٩٦ - حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ فَضَالَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ يَحْيٰى عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حِطَّانَ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا حَدَّثَتْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَتْرُكُ فِيْ بَيْتِهِ شَيْئًا فِيْهِ تَصَالِيْبُ إِلَّا نَقَضَهُ.

٥٤٩٦۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ کسی چیز کو گھر میں نہ چھوڑتے جس میں سولی کی تصویریں ہوتیں مگر کہ اس کو توڑ ڈالتے۔

فائدہ: اور اکثر روایتوں میں تصلیب کا لفظ واقع ہوا ہے اور شاید نام رکھا تھا انہوں نے سولی کی تصویر کا تصلیب نام کا رکھنا ساتھ مصدر کے بنا بر اس کے پس نہیں ہے حدیث مطابق واسطے ترجمہ کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ استنباط کیا ہے نجدی نے توڑنے صلیب کے سے توڑنا صورت کا جو شریک ہے ساتھ صلیب کے معنی میں اور وہ پوجنا ان کا ہے سوائے اللہ کے پس ہوگی مراد ساتھ تصویروں کے خاص وہ تصویریں جو جاندار کی ہوں بلکہ خاص تر اس سے اور نقض کے معنی توڑنا تصویر کا ہے باوجود باقی رکھنے کپڑے کے اپنے حال پر کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں دلالت ہے اس پر کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر صورت کو توڑ ڈالتے تھے برابر ہے کہ اس کا سایہ تھا یا نہ ہوتا اور برابر ہے کہ پامال کی جاتی یا نہ کی جاتی اور برابر ہے کہ کپڑے میں ہوتی یا دیوار میں یا فرش میں یا پتوں وغیرہ میں میں کہتا ہوں اور یہ مبنی ہے اوپر ثابت ہونے روایت کے ساتھ لفظ تصاویر کے اور بہر حال ساتھ لفظ تصالیب کے پس اس واسطے کہ اس میں معنی ہیں زائد مطلق صورت پر اس واسطے کہ صلیب اس قسم سے ہے جو پوجی گئی ہے سوائے اللہ کے برخلاف صورتوں کے کہ وہ سب پوجی نہیں جاتیں بلکہ بعض ان میں سے سو نہیں ہے اس میں حجت واسطے اس کے جو فرق کرتا ہے کہ جاندار کی تصویر منع ہے اور غیر جاندار کی تصویر منع نہیں اور جب مراد ساتھ نقض کے دور کرنا اس کا ہے تو داخل ہوگا مٹانا اس کا اس چیز میں اگر ہو نقش دیوار میں یا کھرچ ڈالنا اس کا یا آلودہ کرنا اس کا ساتھ اس چیز کے کہ تغیر کرے اس کی شکل کو۔ (فتح)

٥٤٩٧ - حَدَّثَنَا مُوْسٰى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ قَالَ دَخَلْتُ مَعَ أَبِيْ هُرَيْرَةَ دَارًا بِالْمَدِيْنَةِ فَرَاٰى أَعْلَاهَا

٥٤٩٧۔ حضرت ابو زرعہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینے میں ایک گھر میں داخل ہوا سو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کی چھت میں ایک مصور دیکھا جو

مُصَوِّرًا يُصَوِّرُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوْا حَبَّةً وَّلْيَخْلُقُوْا ذَرَّةً ثُمَّ دَعَا بِتَوْرٍ مِّنْ مَّآءٍ فَغَسَلَ يَدَيْهِ حَتّٰى بَلَغَ إِبْطَهٗ فَقُلْتُ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَشَيْءٌ سَمِعْتَهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُنْتَهَى الْحِلْيَةِ.

تصویریں بناتا تھا کہا میں نے حضرت ﷺ سے سنا فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس سے بڑا ظالم کون ہے جو قصد کرے یہ کہ بنائے تصویر میری طرح سو چاہیے کہ ایک دانہ پیدا کریں یا ایک ذرہ بنائیں پھر ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک لگن پانی کا منگوایا سو اپنے دونوں ہاتھ بغلوں تک دھوئے میں نے کہا اے ابوہریرہ! کیا یہ چیز ہے کہ تو نے اس کو حضرت ﷺ سے سنا ہے؟ کہا کہ یہ جگہ زیور پہنچنے کی ہے۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میری طرح یعنی جیسے میں نے بنایا تو یہ صرف تشبیہ ہے صورت کے بنانے میں نہ ہر وجہ سے کہا ابن بطال نے کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سمجھا کہ تصویر شامل ہے ہر چیز کو خواہ اس کا سایہ ہو یا نہ ہو اسی واسطے انکار کیا اس نے دیوار پر تصویر بنانے سے میں کہتا ہوں اور یہ ظاہر ہے عموم لفظ سے اور احتمال ہے کہ قصر کیا جائے اس چیز پر کہ اس کے واسطے سایہ نہ ہو اللہ کے اس قول کی جہت سے جیسا میں نے پیدا کیا اس واسطے کہ مخلوق اس کی جس کو اس نے پیدا کیا نہیں ہے وہ صورت دیوار کی بلکہ وہ خلقت تام یعنی پوری پیدائش ہے لیکن باقی حدیث تقاضا کرتی ہے زجر کے عام کرنے کو ہر چیز کی تصویر بنانے سے یعنی حدیث چاہتی ہے کہ چیز کی تصویر بنانا حرام ہے اور وہ قول اس کا ہے سو چاہیے کہ ایک دانہ پیدا کریں یا ایک ذرہ پیدا کریں اور جواب دیا جاتا ہے اس سے کہ مراد پیدا کرنا دانے کا ہے حقیقۃً یعنی حقیقۃً دانہ پیدا نہ کریں نہ تصویر اس کی اور ایک روایت میں واقع ہوا ہے کہ چاہیے کہ ایک جو پیدا کریں اور مراد ساتھ دانے کے دانہ گندم کا ہے ساتھ قرینے ذکر جو کے یا دانہ عام تر ہے اور مراد ساتھ ذرہ کے چیونٹی ہے اور غرض عاجز کرنا ان کا ہے ساتھ اس کے کہ کبھی تو ان کو تکلیف دی جائے گی کہ جاندار چیز پیدا کریں یعنی جو انہوں نے بنایا اس میں جان ڈالیں اور کبھی ان کو تکلیف دی جائے گی کہ بے جان چیز کو پیدا کریں اور حالانکہ وہ آسان تر ہے جاندار سے اور باوجود اس کے کہ نہیں ہے ان کو قدرت اوپر اس کے یعنی جاندار چیز کی صورت بنانے والے پیدا کرنے میں اللہ کے ساتھ مشابہت کرتے ہیں حالانکہ ایسے عاجز ہیں کہ جاندار تو ایک طرف رہا ذرہ یا جو کے برابر بے جان حقیر چیز کو بھی نہیں بنا سکتے اور یہ جو کہا کہ یہ جگہ پہنچنے زیور کی ہے یعنی جہاں تک وضو کا پانی پہنچے وہاں تک قیامت کے دن آدمی کے ہاتھ پاؤں روشن ہوں گے اور شاید یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جو طہارت میں گزر چکی ہے کہ قیامت کے دن میری امت کے ہاتھ پاؤں وضو کے سبب سے روشن ہوں گے۔ (فتح)

بَابُ مَا وُطِئَ مِنَ التَّصَاوِيْرِ.

جو چیز کہ روندی جائے تصویروں سے۔

فائدہ: یعنی جو چیز کہ پاؤں میں روندی جائے اس کی رخصت ہے یا نہیں؟۔

٥٤٩٨ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ الْقَاسِمِ وَمَا بِالْمَدِيْنَةِ يَوْمَئِذٍ أَفْضَلُ مِنْهُ قَالَ سَمِعْتُ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَقَدْ سَتَرْتُ بِقِرَامٍ لِّيْ عَلٰى سَهْوَةٍ لِّيْ فِيْهَا تَمَاثِيْلُ فَلَمَّا رَآهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَتَكَهُ وَقَالَ أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ الَّذِيْنَ يُضَاهُوْنَ بِخَلْقِ اللّٰهِ قَالَتْ فَجَعَلْنَاهُ وِسَادَةً أَوْ وِسَادَتَيْنِ.

۵۴۹۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے تشریف لائے اور میرے پاس ایک پردہ تھا جس میں تصویریں تھیں میں نے اس کو بطور پردے کے گھر کے دروازے پر لٹکایا تھا سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو اس کو پھاڑ ڈالا یا اتار ڈالا اور فرمایا کہ سب لوگوں سے زیادہ تر سخت عذاب ان لوگوں کو ہوگا جو پیدائش الٰہی کی مشابہت کرتے ہیں عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ سو ہم نے پھاڑ کر ایک یا دو تکیے بنائے۔

فائدہ: یعنی اللہ کی مخلوق کی طرح تصویریں بناتے ہیں اور ان کو اللہ کی پیدائش کے ساتھ مشابہ ٹھہراتے ہیں اور یہ جو کہا کہ دو تکیے بنائے تو یہ ایک روایت میں ہے سو وہ دونوں گھر میں تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان پر بیٹھا کرتے تھے۔

٥٤٩٩ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دَاوُدَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ سَفَرٍ وَعَلَّقْتُ دُرْنُوْكًا فِيْهِ تَمَاثِيْلُ فَأَمَرَنِيْ أَنْ أَنْزِعَهُ فَنَزَعْتُهُ وَكُنْتُ أَغْتَسِلُ أَنَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ إِنَاءٍ وَاحِدٍ.

۵۴۹۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے آئے اور میں نے دروازے پر ایک پردہ لٹکایا جس میں تصویریں تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو حکم کیا کہ میں اس کو دور کروں سو میں نے اس کو دور کیا اور میں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دونوں ایک برتن سے نہایا کرتے تھے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ اس میں پردار گھوڑوں کی شکلیں تھیں اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس حدیث کے اس پر کہ جائز ہے بنانا تصویروں کا جب کہ ان کے واسطے سایہ نہ ہو اور وہ باوجود اس کے اس قسم سے ہوں کہ روندی جاتی ہوں یا بے عزت کی جاتی ہوں ساتھ استعمال کے مانند گدیلوں اور تکیوں کے کہا نووی رحمہ اللہ نے اور یہ قول جمہور علماء کا ہے اصحاب اور تابعین سے اور یہی قول مالک رحمہ اللہ اور ثوری رحمہ اللہ اور ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور شافعی رحمہ اللہ کا ہے اور نہیں فرق ہے اس میں کہ اس کے واسطے سایہ ہو یا نہ ہو سو اگر ہو معلق دیوار پر یا لباس ہو یا عمامہ یا مانند اس کی اس قسم سے کہ نہیں گنا جاتا ہے بے عزت تو وہ حرام ہے میں کہتا ہوں اور اس چیز میں کہ اس نے نقل کی کئی مؤاخذے ہیں ایک

یہ کہ ابن عربی نے مالکیہ میں سے نقل کیا ہے کہ جب تصویر کے واسطے سایہ ہو تو حرام ہے بالاجماع برابر ہے کہ اس کی بے عزتی کی جاتی ہو یا نہ اور یہ اجماع محل اس کا گڑیوں کے سوائے ہے جو لڑکیاں کھیلنے کے واسطے بناتی ہیں اور صحیح کہا ہے ابن عربی نے اس کو کہ جس تصویر کے واسطے سایہ نہ ہو جب اپنی شکل وصورت پر باقی رکھی جائے تو حرام ہے برابر ہے کہ بے عزت کی جائے یا نہیں اور اگر اس کا سر کاٹا جائے یا اس کی شکل ٹکڑے ٹکڑے کی جائے تو جائز ہے اور یہ مذہب منقول ہے زہری سے اور قوی کیا ہے اس کو نووی رحمہ اللہ نے اور شاہد ہے واسطے اس کے حدیث پردے کی جو مذکور ہے باب میں اور یہ کہ امام الحرمین نے ایک وجہ نقل کی ہے کہ جس تصویر میں رخصت دی گئی اس قسم سے کہ اس کے واسطے سایہ نہیں وہ تصویر ہے کہ ہو پردے پر یا تکیے پر اور بہر حال جو دیوار یا چھت پر ہو وہ منع ہے اور اس کا سبب یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ اونچی ہو جاتی ہے سو خارج ہوتی ہے بے عزتی کی شکل سے برخلاف کپڑے کے در پے اس کے ہے کہ بے عزت کیا جائے اور نقل کیا ہے رافعی نے جمہور سے کہ جب صورت کا سر کاٹا جائے تو دور ہوتا ہے مانع اور ایک یہ کہ مذہب حنابلہ کا یہ ہے کہ کپڑے میں صورت کا ہونا جائز ہے اگرچہ ہو معلق بنا بر اس کے کہ ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے لیکن اگر پردہ کرے ساتھ اس کے دیوار کو تو منع ہے نزدیک ان کے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ بعض سلف کا یہ مذہب ہے کہ ممنوع وہ تصویر ہے جس کے واسطے سایہ ہو اور جس کے واسطے کوئی سایہ نہ ہو اس کا کوئی مضائقہ نہیں مطلق اور یہ مذہب باطل ہے اس واسطے کہ جس پردے سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا تھا تھی صورت اس میں بغیر سائے کے بلاشک یعنی اس واسطے کہ جو تصویر کہ کپڑے میں ہو اس کا کوئی سایہ نہیں ہوتا اور باوجود اس کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دور کرنے کا حکم کیا اور حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مذہب مرجوح ہے اور جس تصویر میں رخصت ہے وہ تصویر وہ ہے کہ بے عزت کی جاتی ہو نہ وہ جو کھڑی ہو اور عکرمہ سے روایت ہے کہ تھے مکروہ رکھتے ان تصویروں کو جو کھڑی کی جائیں کھڑا کرنا اور نہیں دیکھتے تھے ڈر ساتھ اس تصویر کے کہ روندیں اس کو پاؤں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَرِهَ الْقُعُوْدَ عَلَى الصُّوْرَةِ.

جو مکروہ رکھتا ہے بیٹھنے کو صورتوں پر یعنی اگرچہ ہو اس قسم سے کہ روندی جائیں۔

۵۵۰۰ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَقُلْتُ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ مِمَّا أَذْنَبْتُ قَالَ مَا هٰذِهِ النُّمْرُقَةُ قُلْتُ

۵۵۰۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک پردہ خریدا جس میں تصویریں تھیں سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دروازے پر کھڑے رہے اندر نہ آئے سو میں نے کہا کہ میں اللہ کی طرف توبہ کرتی ہوں اس چیز سے جو میں نے گناہ کیا فرمایا کہ یہ پردہ کیسا ہے؟ میں نے کہا کہ میں نے یہ خریدا ہے آپ کے بیٹھنے اور تکیہ کرنے کو فرمایا کہ بے شک ان تصویروں

لِتَجْلِسَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا قَالَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ الصُّوْرَةُ.

کے بنانے والوں پر عذاب ہوگا قیامت کے دن ان کو حکم ہوگا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا اور یہ کہ فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویریں ہوں۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ میں توبہ کرتی ہوں تو مستفاد ہوتا ہے اس سے جواز توبہ کا سب گناہوں سے اجمالاً اگرچہ تائب کو خاص وہ گناہ یاد نہ ہو جس کے ساتھ اس کو مؤاخذہ واقعہ ہوا اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے اس کو خریدا ہے تا کہ حضرت ﷺ اس پر بیٹھیں اور یہ جو کہا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں کو عذاب ہوگا اور اس میں ہے کہ فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویریں ہوں اور جملہ دوسرا وہ مطابق ہے واسطے منع ہونے حضرت ﷺ کے داخل ہونے سے گھر میں اور سواری اس کے کچھ نہیں کہ مقدم کیا پہلے جملے کو اوپر اس کے واسطے اہتمام کے ساتھ زجر کرنے کے تصویروں کے بنانے سے اس واسطے کہ وعید جب حاصل ہو واسطے بنانے والے اس کے تو وہ حاصل ہے واسطے استعمال کرنے والے اس کے کی اس واسطے کہ وہ نہیں بناتا مگر تا کہ استعمال کی جائے سو بنانے والا سبب ہے اور استعمال کرنے والا مباشر ہے پس اولیٰ ہوگا ساتھ وعید کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ نہیں فرق ہے بیچ حرام ہونے تصویر کے درمیان اس کے کہ اس کے واسطے سایہ ہو یا نہ اور درمیان اس کے کہ مدھون یا یا منقوش یا منقور یا منسوج برخلاف اس کے کہ استثناء کرتا ہے بننے کو اور دعویٰ کیا کہ نہیں ہے وہ تصویر جو کپڑے میں بنی ہوئی ہو اور ظاہر عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث میں اور جو اس سے پہلے ہے تعارض ہے اس واسطے کہ پہلی حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے استعمال کیا اس پردے کو جس میں تصویریں تھیں اس کے بعد کہ کاٹا گیا اور اس سے تکیہ بنایا گیا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو بالکل استعمال نہیں کیا اور البتہ اشارہ کیا ہے بخاری رحمہ اللہ نے طرف تطبیق کی دونوں حدیثوں میں ساتھ اس طور کے کہ جب عائشہ رضی اللہ عنہا نے پردہ کاٹا تو واقع ہوا کاٹنا صورت کا بیچ میں یعنی صورت بیچ میں سے کٹ گئی سو نکل گئی اپنی شکل سے اسی واسطے اس کو تکیہ بنایا اور اس سے آرام پکڑنے لگے اور دعویٰ کیا ہے داؤدی نے کہ حدیث باب کی ناسخ ہے واسطے تمام حدیثوں کے جو دلالت کرتی ہیں رخصت پر اور حجت پکڑی ہے اس نے ساتھ اس کے کہ وہ خبر ہے اور خبر میں نسخ داخل نہیں ہوتا میں نے کہا اور نسخ احتمال سے ثابت نہیں ہوتا۔ (فتح)

٥٥٠١ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ عَنْ أَبِيْ طَلْحَةَ صَاحِبِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى

٥٥٠١۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ حضرت ﷺ کے ساتھی سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں تصویر ہو کہا بسر راوی نے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَا تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ الصُّوْرَةُ قَالَ بُسْرٌ ثُمَّ اشْتَكٰى زَيْدٌ فَعُدْنَاهُ فَإِذَا عَلٰى بَابِهٖ سِتْرٌ فِيْهِ صُوْرَةٌ فَقُلْتُ لِعُبَيْدِاللّٰهِ رَبِيْبِ مَيْمُوْنَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَمْ يُخْبِرْنَا زَيْدٌ عَنِ الصُّوَرِ يَوْمَ الْأَوَّلِ فَقَالَ عُبَيْدُ اللّٰهِ أَلَمْ تَسْمَعْهُ حِيْنَ قَالَ إِلَّا رَقْمًا فِيْ ثَوْبٍ وَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا عَمْرٌو هُوَ ابْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَهٗ بُكَيْرٌ حَدَّثَهٗ بُسْرٌ حَدَّثَهٗ زَيْدٌ حَدَّثَهٗ أَبُوْ طَلْحَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

پھر زید رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے سو ہم اس کی بیمار پرسی کو گئے سو اچانک ہم نے دیکھا کہ اس کے دروازے پر پردہ لٹکا ہے جس میں تصویریں ہیں سو کہا میں نے عبیداللہ سے جو پروردہ ہے میمونہ رضی اللہ عنہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی کا کیا نہیں خبر دی تھی ہم کو زید رضی اللہ عنہ نے تصویروں سے پہلے دن تو عبیداللہ نے کہا کہ کیا تو نے اس سے نہیں سنا جب کہ اس نے کہا کہ مگر نقش کپڑے میں اور کہا ابن وہب نے خبر دی ہم کو عمرو نے الخ یعنی ثابت ہے تحدیث راویوں کی ایک دوسرے سے جو پہلی اسناد میں نہیں ہے۔

فائدہ: میں نے عبیداللہ سے کہا یعنی اس وقت اس کے ساتھ تھا اور ایک روایت میں ہے کہ اس نے کہا کہ مگر نقش کپڑے میں کیا تو نے اس سے نہیں سنا میں نے کہا کہ نہیں کہا کیوں نہیں بلکہ اس نے اس کو ذکر کیا ہے کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ تطبیق دی جاتی ہے حدیثوں میں ساتھ اس کے کہ مراد ساتھ استثناء رقم کے کپڑے میں وہ ہے کہ اس میں جاندار کی صورت نہ ہو بلکہ بے جان چیز کی صورت ہو مانند صورت درخت کی اور مانند اس کی کے اور احتمال ہے کہ ہو نہی سے پہلے جیسے کہ دلالت کرتی ہے اس پر حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو روایت کی ہے اصحاب سنن نے اور میں اس کے آئندہ باب میں ذکر کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ کہا ابن عربی نے کہ حاصل اس کا جو تصویروں کے بنانے میں ہے یہ ہے کہ اگر جاندار چیز کی صورت ہو تو حرام ہے بالاجماع اور اگر بے جان چیز کی صورت ہو تو اس میں چار قول ہیں اول یہ کہ جائز ہے مطلق بنا بر ظاہر قول اس کے کہ مگر نقش کپڑے میں دوسرا یہ کہ منع ہے مطلق یہاں تک کہ بے جان چیز کی صورت بھی تیسرا یہ کہ اگر صورت باقی ہو تو حرام ہے اور اگر اس کا سر کاٹا گیا ہو یا ٹکڑے ٹکڑے کی گئی ہو تو جائز ہے اور صحیح تر ہے چوتھا قول یہ ہے کہ اگر ہو اس قسم سے کہ بے عزت کی جاتی ہے تو جائز ہے اور اگر معلق لٹکی ہوئی ہو تو نہیں جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ كَرَاهِيَةِ الصَّلَاةِ فِي التَّصَاوِيْرِ.

باب ہے بیچ مکروہ ہونے نماز کے اس کپڑے میں جس میں تصویریں ہوں۔

۵۵۰۲ ۔ حَدَّثَنَا عِمْرَانُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ صُهَيْبٍ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ قِرَامٌ لِعَائِشَةَ سَتَرَتْ بِهِ جَانِبَ بَيْتِهَا فَقَالَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمِيطِي عَنِّي فَإِنَّهُ لَا تَزَالُ تَصَاوِيرُهُ تَعْرِضُ لِي فِي صَلَاتِي.

۵۵۰۲۔ حضرت انس رٹائٹ سے روایت ہے کہ عائشہ ریا کے پاس ایک پردہ تھا جس سے اس نے گھر کی جانب کو پردہ کیا تھا تو حضرت مٹی لیا ہم نے فرمایا کہ دور کر اپنے نقش دار پردے کو ہمارے آگے سے اس واسطے کہ اس کی تصویریں ہمیشہ میرے سامنے آیا کرتی ہیں میری نماز میں۔

فائدہ: میرے سامنے آیا کرتی ہیں یعنی میری نظران پر پڑتی ہے تو میرا خیال اس طرف لگ جاتا ہے اور وجہ نکالنے ترجمہ کی اس حدیث سے یہ ہے کہ تصویر جب نمازی کو غافل کرے اور وہ سامنے ہو تو اسی طرح غافل کرتی ہے اس کو اور حالانکہ وہ اس کو پہننے والا ہو بلکہ پہننے کی حالت سخت تر ہے سامنے کی حالت سے اور احتمال ہے کہ ہو فی ساتھ معنی الی کے پس حاصل ہوئی مطابقت اور یہی لائق ہے ساتھ مراد اس کی کے اس واسطے کہ مسئلہ میں اختلاف ہے سو حنفیہ سے منقول ہے کہ نہیں مکروہ ہے نماز طرف اس جہت کی جس میں صورت ہو جب کہ چھوٹی ہو یا اس کا سر کٹا ہوا ہو اور البتہ مشکل جانی گئی ہے تطبیق درمیان اس حدیث کے اور حدیث عائشہ رٹانا کے پردے میں اس واسطے کہ عائشہ رٹانا کی حدیث دلالت کرتی ہے کہ نہیں داخل ہوئے حضرت مٹی لیا ہم اس گھر میں جس کے دروازے پر پردہ لٹکایا گیا تھا جس میں تصویریں تھیں یہاں تک کہ اس کو دور کیا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ حضرت مٹی لیا ہم نے اس کو برقرار رکھا اور نماز پڑھی اور حالانکہ وہ حضرت مٹی لیا ہم کے سامنے کھڑا کیا گیا تھا یہاں تک کہ اس کے دور کرنے کا حکم کیا بہ سبب اس چیز کے کہ ذکر کی دیکھنے صورت کے سے نماز کی حالت میں اور نہیں تعرض کیا واسطے خصوص ہونے اس کے صورت یعنی حکم کیا ساتھ دور کرنے اس کے کی اس وجہ سے کہ اس کی تصویریں حضرت مٹی لیا ہم کے سامنے آتی ہیں نماز میں نہ خاص کر اس وجہ سے کہ وہ صورت ہے نہیں تو اس علت کے کوئی معنی نہ تھے کہ وہ نماز میں میرے سامنے آیا کرتی ہیں اور ممکن ہے تطبیق ساتھ اس کے کہ اول حدیث میں جاندار چیزوں کی تصویروں کا ذکر ہو اور اس حدیث میں بے جان چیزوں کی تصویروں کا ذکر ہو جیسے کہ پہلے گزر چکی ہے تقریر اس کی زید بن خالد کی حدیث سے۔ (فتح)

بَابُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ.

فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں جاندار کی صورت ہو۔

فائدہ: صورت سے کیا مراد ہے اس کی بحث پہلے گزر چکی ہے اور کہا قرطبی نے مفہم میں کہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں داخل ہوتے فرشتے اس گھر میں جس میں صورت ہو اس واسطے کہ اس کا بنانے والا کفار کے ساتھ مشابہت کرتا ہے اس واسطے کہ وہ اپنے گھروں میں تصویریں بناتے ہیں اور ان کی تعظیم کرتے ہیں سو فرشتے اس کو مکروہ جانتے ہیں

سو نہیں داخل ہوتے اس کے گھر میں واسطے چھوڑنے اس کے اس وجہ سے۔ (فتح)

۵۵۰۳ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ حَدَّثَنِي عُمَرُ هُوَ ابْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ وَعَدَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِبْرِيْلُ فَرَاثَ عَلَيْهِ حَتَّى اشْتَدَّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَقِيَهُ فَشَكَا إِلَيْهِ مَا وَجَدَ فَقَالَ لَهُ إِنَّا لَا نَدْخُلُ بَيْتًا فِيهِ صُورَةٌ وَّلَا كَلْبٌ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللّٰهِ هُوَ عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ.

۵۵۰۳۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ساعت میں آنے کا وعدہ کیا سو جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر دیر کی یعنی وہ ساعت آئی اور جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس نہ آیا یہاں تک کہ یہ دیر اور انتظار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سخت گزری اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں یہ بھی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لاٹھی تھی اس کو ہاتھ سے پھینکا اور کہا کہ اللہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا اور نہ اس کے فرشتے سو صبح کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے سو باہر تشریف لائے سو جبریل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے سو شکوہ کیا اس کی طرف جو پایا یعنی دیر کرنے سے تو جبریل علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ ہم نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں صورت ہو یا کتا، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ وہ عمر بن محمد الخ۔

فائدہ: اس حدیث میں اختصار ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پوری ہے سو اس میں ہے کہ پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مڑ کر دیکھا تو اچانک دیکھا کہ چار پائی کے نیچے کتے کا بچہ ہے سو کہا اے عائشہ! یہ کب داخل ہوا تھا؟ کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے اور قسم ہے اللہ کی مجھ کو بھی معلوم نہیں کہ کب داخل ہوا پھر اس کے نکال دینے کا حکم کیا سو نکالا گیا اور ایک روایت میں ہے کہ کہا جبریل علیہ السلام نے کہ منع کیا مجھ کو آنے سے کتے نے جو آپ کے گھر میں تھا پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اس جگہ میں پانی چھڑکا پھر شام کو جبریل علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث جو سنن میں ہے اور صحیح کہا ہے اس کو ترمذی نے اس کی سیاق بہت پوری ہے اور اس کا لفظ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام میرے پاس آیا سو اس نے کہا کہ میں آج رات کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو نہ منع کیا مجھ کو گھر میں داخل ہونے سے مگر یہ کہ گھر کے دروازے پر تصویریں تھیں اور گھر میں ایک پردہ تھا اس میں تصویریں تھیں اور گھر میں کتا بھی تھا سو حکم کیجیے کہ جو تصویر گھر کے دروازے پر ہے اس کا سر کاٹا جائے سو ہو جائے مثل شکل درخت کی اور حکم کیجیے کہ پردہ کاٹا جائے اور اس سے دو تکیے بنائے جائیں جو روندے جائیں اور حکم کیجیے ساتھ نکالنے کتے کے سو چاہیے کہ نکالا جائے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا جو جبریل علیہ السلام نے کہا اور اس حدیث میں ترجیح ہے اس کے قول کو جس کا

مذہب یہ ہے کہ جس صورت کے ہونے کے سبب سے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے وہ وہی صورت ہے جو اپنی شکل پر باقی ہو بلند ہو نہ بے عزت کی گئی سو اگر بے عزت کی گئی ہو یا نہ بے عزت کی گئی ہو لیکن متغیر کی گئی ہو اپنی شکل صورت سے سَّات کاٹنے نصف دھڑ اس کے سے یا ساتھ ساتھ کاٹنے سر اس کے سے تو نہیں منع ہے اور کہا قرطبی نے کہ ظاہر حدیث زید بن خالد کا جو پہلے گزری یہ ہے کہ فرشتے نہیں داخل ہوتے اس گھر میں جس میں صورت ہو اگرچہ کپڑے میں تصویر ہو اور ظاہر حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کا منع ہے اور تطبیق دونوں کے درمیان یہ ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث محمول ہے کراہت پر اور زید بن خالد کی حدیث جواز پر اور وہ نہیں مخالف ہے کراہت کو اور یہ تطبیق بھی خوب ہے لیکن جس تطبیق پر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث دلالت کرتی ہے وہ اولیٰ ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّمْ يَدْخُلْ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ.

جو نہ داخل ہو اس گھر میں جس میں تصویر ہو۔

٥٥٠٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ عَنْ مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرُقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَآهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفَتْ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ وَإِلٰى رَسُوْلِهِ مَاذَا أَذْنَبْتُ قَالَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرُقَةِ فَقَالَتْ اشْتَرَيْتُهَا لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيُقَالُ لَهُمْ أَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ إِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلَائِكَةُ.

٥٥٠٤۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک پردہ خریدا جس میں تصویریں تھیں سو جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا تو دروازے پر کھڑے رہے اندر نہ آئے سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے میں کراہت دیکھی اور کہا یا حضرت! میں اللہ اور اس کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے؟ فرمایا کیا حال ہے اس پردے کا؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میں نے اس کو خریدا تا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بیٹھیں اور اس سے تکیہ کریں تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک ان تصویروں کے بنانے والوں کو عذاب ہو گا قیامت کے دن اور ان کو حکم ہو گا کہ زندہ کرو جو تم نے بنایا اور کہا کہ جس گھر میں تصویریں ہوں اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے کہا رافعی نے کہ جس گھر میں صورت ہو اس میں داخل ہونے میں دو وجہیں ہیں کہا اکثر نے کہ مکروہ ہے اور کہا ابو محمد نے کہ حرام ہے سو اگر ہو صورت بیچ جگہ گزرنے گھر کے نہ اندر گھر کے جیسے کہ ظاہر حمام پر یا اس کی دہلیز پر ہوتی ہے تو نہیں منع ہے داخل ہونا اور شاید کہ سبب اس میں یہ ہے کہ گزرنے کی

جگہ میں بے عزت کی گئی ہے اور بیٹھنے کی جگہ میں اکرام کی گئی ہے۔ (فتح)

بَابُ مَنْ لَّعَنَ الْمُصَوِّرَ.

جو لعنت کرتا ہے تصویر بنانے والے کو۔

٥٥٠٥ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى قَالَ حَدَّثَنِیْ غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَوْنِ بْنِ أَبِیْ جُحَیْفَةَ عَنْ أَبِیْهِ أَنَّهُ اشْتَرٰی غُلَامًا حَجَّامًا فَقَالَ إِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی عَنْ ثَمَنِ الدَّمِ وَثَمَنِ الْكَلْبِ وَكَسْبِ الْبَغِیِّ وَلَعَنَ آكِلَ الرِّبَا وَمُوْكِلَهٗ وَالْوَاشِمَةَ وَالْمُسْتَوْشِمَةَ وَالْمُصَوِّرَ.

۵۵۰۵۔ حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا خون کی قیمت سے اور کتے کی قیمت سے اور حرام کار عورتوں کے خرچے سے اور لعنت کی بیاج کھانے والے کو اور کھلانے والے کو اور اس عورت کو جو اپنا بدن گودوائے اور تصویر بنانے والے کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً كُلِّفَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَنْ یَّنْفُخَ فِیْهَا الرُّوْحَ وَلَیْسَ بِنَافِخٍ.

باب ہے جس نے کوئی تصویر بنائی اسے قیامت کے دن مکلّف بنایا جائے گا کہ وہ اس میں روح پھونکے حالانکہ وہ اس میں روح نہیں پھونک سکے گا۔

فائدہ: یہ باب بعض روایتوں میں نہیں ہے اور اسی پر چلا ہے ابن بطال اور نقل کی اس نے ابن مہلب سے توجیہ ادخال حدیث باب کی پہلے باب میں سو کہا کہ لعنت کے معنی ہیں دور کرنا اللہ کی رحمت سے اور جو تکلیف دیا جائے یہ کہ پھونکے روح اور حالانکہ وہ نہیں پھونک سکے گا تو وہ دور ہوا رحمت الٰہی سے۔ (فتح)

٥٥٠٦ ـ حَدَّثَنَا عَیَّاشُ بْنُ الْوَلِیْدِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰی حَدَّثَنَا سَعِیْدٌ قَالَ سَمِعْتُ النَّضْرَ بْنَ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ یُحَدِّثُ قَتَادَةَ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُمْ یَسْأَلُوْنَهٗ وَلَا یَذْكُرُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰی سُئِلَ فَقَالَ سَمِعْتُ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ مَنْ صَوَّرَ صُوْرَةً فِی الدُّنْیَا كُلِّفَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ أَنْ یَّنْفُخَ فِیْهَا الرُّوْحَ وَلَیْسَ بِنَافِخٍ.

۵۵۰۶۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس تھا اور حالانکہ لوگ ان سے مسئلے پوچھتے تھے اور نہ ذکر کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی جواب دیتے تھے ان کو جو پوچھتے تھے ساتھ فتویٰ کے بغیر اس کے کہ ذکر کریں دلیل کو حدیث سے یہاں تک کہ پوچھے گئے سو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جو دنیا میں کوئی تصویر بنائے تو اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس میں جان ڈالے اور حالانکہ وہ اس میں جان نہیں ڈال سکے گا۔

فائدہ: یہ جو کہا یہاں تک کہ پوچھے گئے اسی طرح مبہم چھوڑا ہے اس نے مسئلے کو کہ اس نے کیا پوچھا تھا اور بیان کیا ہے اس کو ابن عدی نے اپنی روایت میں سو اس کی روایت میں ہے کہ ایک مرد اہل عراق سے ان کے پاس آیا میں گمان کرتا ہوں کہ وہ نجار تھا سو کہا اس نے کہ میں یہ تصویر بناتا ہوں اور یہی سبب ہے میری معاش کا سو مجھ کو کیا حکم ہے؟ اور یہ جو کہا کہ جو کوئی صورت بنائے تو ظاہر اس کا عام کرنا ہے سو بے جان چیز کی صورت کو بھی شامل ہوگا لیکن جو سمجھا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے باقی حدیث سے تخصیص کرنا ہے ساتھ صورت جاندار چیز کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول سے کہ اس کو تکلیف دی جائے گی کہ اس میں جان ڈالے سو مستثنیٰ ہے اس سے صورت بے جان چیز کی مانند درخت کی اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ اس کو عذاب کرے گا یہاں تک کہ اس میں جان ڈالے اور اس میں جان نہ ڈال سکے گا کبھی کہا کرمانی نے کہ ظاہر یہ ہے کہ یہ تکلیف مالا یطاق ہے اور حالانکہ اس طرح نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قصد طور تعذیب اس کے کا ہے اور اظہار عجز اس کے کا اس چیز سے کہ اس کا معاملہ کرتا تھا اور مبالغہ کرنا ہے اس کی توبیخ سے اور بیان قباحت فعل اس کے کا اور قول اس کا لیس بنافخ یعنی نہیں ممکن ہوگا واسطے اس کے یہ کہ اس میں جان ڈالے پس ہوگا معذب ہمیشہ اور مشکل جانی گئی ہے یہ حدیث مسلمان کے حق میں اس واسطے کہ وعید قاتل عمد کی قطع ہوتی ہے نزدیک اہل سنت کے باوجود وارد ہونے تخلید کے اس کے حق میں ساتھ حمل کرنے تخلید کے مدت دراز پر اور یہ وعید اشد ہے اس سے اس واسطے کہ وہ معلق ہے ساتھ اس چیز کے کہ ممکن نہیں اور وہ ڈالنا جان کا ہے سو نہیں صحیح ہے کہ حمل کیا جائے اس کو اس پر کہ مراد یہ ہے کہ عذاب ہوگا اس کو دراز مدت پھر خلاص ہوگا اور جواب یہ ہے کہ متعین ہے تاویل حدیث کی اس پر کہ مراد ساتھ اس کے زجر شدید ہے ساتھ وعید کے ساتھ عقاب کافر کے سو ہوگا ابلغ بیچ باز رہنے کے اور اس کا ظاہر مراد نہیں ہے اور یہ بیچ حق عاصی کے ہے اور جو اس کو حلال جان کر کرے سو نہیں ہے کوئی اشکال بیچ اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ افعال بندوں کے اللہ کے پیدا کیے ہوئے ہیں بسبب لاحق ہونے وعید کے ساتھ اس کے جو مشابہت کرے ساتھ خالق کے تو دلالت کی اس نے کہ نہیں ہے کوئی خالق حقیقۃً سوائے اللہ کے اور جواب دیا ہے بعض نے کہ وعید واقع ہوئی ہے اوپر پیدا کرنے جواہر کے اور رد کیا گیا ہے یہ جواب ساتھ اس کے کہ وعید لاحق ہے باعتبار شکل کے اور نہیں ہے وہ جوہر اور بہر حال استثناء کرنا بے جان چیز کی صورت کا سو وارد ہوا ہے بیچ جگہ رخصت کے کہا نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہر چیز کی تصویر بنانا حرام ہے اور مستثنیٰ ہے اس سے بنانا گڑیوں کا جس سے لڑکیاں کھیلتی ہیں۔ (فتح)

بَابُ الْإِرْتِدَافِ عَلَى الدَّابَّةِ. چوپائے پر آگے پیچھے سوار ہونا یا اس پر کسی کو اپنے پیچھے سوار کرنا۔

فائدہ: اور البتہ میں مشکل جانتا تھا ان تراجم کے داخل کرنے کو کتاب اللباس میں پھر مجھ کو ظاہر ہوا کہ اس کی وجہ یہ

ہے کہ جو سوار کے پیچھے سوار ہوتا ہے وہ نہیں نڈر ہوتا ہے گر پڑنے سے سو ننگا ہو جاتا ہے سو اشارہ کیا کہ احتمال سقوط کا نہیں منع کرتا ہے پیچھے سوار ہونے کو اس واسطے کہ اصل عدم اس کا ہے سو چاہیے کہ جو پیچھے سوار ہو گرنے سے بچے اور جب گر پڑے تو چاہیے کہ جلدی کرے طرف پردہ کرنے کی اور میں نے سمجھا ہے اس کو صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے جو آگے آتی ہے کہ حضرت ﷺ نے اس کو اپنے پیچھے سوار کیا اور کہا کرمانی نے کہ غرض بیٹھنا ہے اوپر لباس چوپائے کے اگرچہ متعدد ہوں سوار۔ (فتح)

٥٥٠٧ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا أَبُو صَفْوَانَ عَنْ يُوْنُسَ بْنِ يَزِيْدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَكِبَ عَلٰى حِمَارٍ عَلٰى إِكَافٍ عَلَيْهِ قَطِيْفَةٌ فَدَكِيَّةٌ وَأَرْدَفَ أُسَامَةَ وَرَآئَهُ.

٥٥٠٧۔ حضرت اُسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوار ہوئے حضرت ﷺ گدھے پر پالان پر جس پر فدکی چادر تھی اور اُسامہ رضی اللہ عنہ کو اپنے پیچھے سوار کیا۔

فائدہ: اور یہ حدیث ظاہر ہے بیچ اس کے کہ جائز ہے آگے پیچھے سوار ہونا ایک سواری پر اور فدک ایک گاؤں کا نام ہے۔

بَابُ الثَّلَاثَةِ عَلَى الدَّابَّةِ. سوار ہونا تین آدمیوں کا ایک چوپائے پر۔

فائدہ: شاید یہ اشارہ ہے اس زیادتی کی طرف جو اگلے باب کی حدیث میں ہے اور اصل اس میں وہ چیز ہے جو طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ﷺ نے منع فرمایا کہ تین آدمی ایک سواری پر سوار ہوں اور اس کی سند ضعیف ہے اور عکس اس کا ہے جو روایت کی ابن ابی شیبہ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ میں نہیں پرواہ کرتا کہ ہوں میں دسواں دس آدمیوں کا ایک سواری پر جب کہ اس کے اٹھانے کی طاقت رکھتی ہو اور ساتھ اس کے تطبیق ہوگی مختلف حدیثوں میں سو جو زجر میں وارد ہوئی ہے وہ محمول ہے اس پر جب کہ چوپایہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو مانند گدھے کی مثلا اور عکس اس کا اس کے عکس میں مانند اونٹنی اور خچر کے اور مذہب ہمارا اور تمام علماء کا یہ ہے کہ جائز ہے سوار ہونا تین آدمیوں کا ایک چوپائے پر جب کہ اس کی طاقت رکھتا ہو اور حکایت کی ہے عیاض نے بعض سے منع مطلق اور یہ فاسد ہے۔ (فتح)

٥٥٠٨ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ اسْتَقْبَلَهُ أُغَيْلِمَةُ بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا

٥٥٠٨۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت ﷺ مکے میں تشریف لائے یعنی فتح مکہ میں تو عبدالمطلب کی اولاد کے لڑکے حضرت ﷺ کو آگے جا ملے سو حضرت ﷺ نے ایک کو اپنے آگے چڑھایا اور ایک کو پیچھے۔

بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْآخَرَ خَلْفَهُ.

فائدہ: اور واقع ہوا ہے اور قصے میں کہ روایت کیا ہے اس کو مسلم نے عبداللہ بن جعفر سے کہ حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب سفر سے آتے تو میں اور حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ آپ کو آگے جا ملتے سو حضرت ﷺ ایک کو اپنے آگے اٹھاتے اور ایک کو پیچھے۔

بَابُ حَمْلِ صَاحِبِ الدَّابَّةِ غَيْرَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَالَ بَعْضُهُمْ صَاحِبُ الدَّابَّةِ أَحَقُّ بِصَدْرِ الدَّابَّةِ إِلَّا أَنْ يَأْذَنَ لَهُ.

اگر چوپائے والا اپنے غیر کو اپنے آگے سوار کرے تو کیا حکم ہے؟ اور کہا بعض نے کہ چوپائے والا زیادہ حق دار ہے ساتھ اگلی طرف چوپائے کے یعنی اگر دو یا زیادہ آدمی کسی چوپائے پر سوار ہونا چاہیں تو چوپائے والا آگے سوار ہو اور دوسرا اس کے پیچھے سوار ہو مگر یہ کہ مالک اس کو اجازت دے تو اس کو آگے سوار ہونا جائز ہے۔

فائدہ: اور مراد بعض کے شعبہ ہے اور البتہ یہ مرفوع بھی آیا ہے روایت کیا ہے اس کو ابوداود اور ترمذی نے بریدہ رضی اللہ عنہ سے کہ جس حالت میں کہ حضرت ﷺ چلتے تھے کہ اچانک ایک مرد آیا اور اس کے ساتھ گدھا تھا سو اس نے کہا یا حضرت! سوار ہو جایئے اور پیچھے ہٹا مرد حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو زیادہ تر حق دار ہے ساتھ اگلی طرف چوپائے اپنے کے مگر یہ کہ تو اس کو میرے واسطے ٹھہرائے اس نے کہا کہ میں نے اس کو آپ کے واسطے کیا سو حضرت ﷺ سوار ہوئے اور یہ مرد معاذ رضی اللہ عنہ ہیں کہا ابن بطال نے کہ شاید بخاری رحمہ اللہ اس کی سند سے راضی نہیں ہوا یعنی بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے سو داخل کی اس نے حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تا کہ دلالت کرے اس کے معنی پر میں کہتا ہوں کہ نہیں ہے وہ اس کی شرط پر اسی واسطے اقتصار کیا ہے اس نے اوپر اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہا ابن عربی نے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے مرد زیادہ تر حق دار ساتھ صدر چوپائے اپنے کے اس واسطے کہ وہ بزرگی ہے اور بزرگی حق ہے مالک کا اور اس واسطے کہ وہ پھیرتا ہے اس کو جدھر چاہتا ہے اور جس وجہ پر ارادہ کرتا ہے جلدی چلانے یا آہستہ چلانے سے اور درازی سے اور قصر سے بخلاف غیر مالک کے اور قول اس کا بریدہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں الا ان تجعله لی مراد سوار ہونا ہے چوپائے کی اگلی جانب میں یعنی طلب کیا اس سے کہ اس کو آپ کے واسطے صریحاً ٹھہرائے یا مراد تصرف کرنا ہے چوپائے میں بعد سوار ہونے کے جس طرح چاہیں۔ (فتح)

٥٥٠٩ ـ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ ذُكِرَ شَرُّ الثَّلَاثَةِ عِنْدَ عِكْرِمَةَ فَقَالَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ

٥٥٠٩۔ حضرت ایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ذکر کیا گیا بدتر تین میں نزدیک عکرمہ کے یعنی کسی نے ذکر کیا کہ تین آدمیوں کا ایک چوپائے پر سوار ہونا ظلم ہے اور ایک ان میں بدتر ہے

أَتَى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ حَمَلَ قُثَمَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَالْفَضْلَ خَلْفَهُ أَوْ قُثَمَ خَلْفَهُ وَالْفَضْلَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَيُّهُمْ شَرٌّ أَوْ أَيُّهُمْ خَيْرٌ.

اور عکرمہ نے اس بات سے انکار کیا کہ تین کا ایک جانور پر سوار ہونا منع نہیں اور استدلال کیا عکرمہ نے اس کے رد پر حضرت ﷺ کی اس حدیث سے سو کہا عکرمہ نے کہ کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہ حضرت ﷺ تشریف لائے اور حالانکہ قثم کو اپنے آگے سوار کیا تھا اور فضل کو اپنے پیچھے یا فضل کو آگے اور قثم کو پیچھے سو کون ان میں بدتر ہے اور کون بہتر؟۔

فائدہ: یہ کلام اخیر عکرمہ کا ہے رد کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اس پر جس نے ذکر کیا تھا واسطے اس کے کہ تین میں ایک بدتر ہے یعنی چونکہ یہ تینوں حضرات بہتر ہیں تو معلوم ہوا کہ تین آدمیوں کا ایک چوپائے پر سوار ہونا جائز ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی غیر کو اپنے چوپائے پر اپنے آگے سوار کرنا جائز ہے۔ (فتح)

بَابُ إِرْدَافِ الرَّجُلِ خَلْفَ الرَّجُلِ.

سوار کرنا مرد کا مرد کے پیچھے۔

۵۵۱۰ ـ حَدَّثَنَا هُدْبَةُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَا أَنَا رَدِيْفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُ إِلَّا أَخِرَةُ الرَّحْلِ فَقَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ قَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهِ أَنْ يَعْبُدُوْهُ وَلَا يُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا ثُمَّ سَارَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ يَا مُعَاذُ بْنَ جَبَلٍ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ وَسَعْدَيْكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرِيْ مَا حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ

۵۵۱۰۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس حالت میں کہ میں حضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھا میرے اور آپ کے درمیان کچھ چیز نہ تھی مگر کجاوے کی پچھلی لکڑی یعنی میں حضرت ﷺ سے نہایت قریب تھا سو حضرت ﷺ نے فرمایا اے معاذ! میں نے عرض کیا کہ حاضر ہوں خدمت میں یا حضرت اور حاضر ہوں اطاعت میں پھر ایک گھڑی چلے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں یا حضرت! پھر ایک گھڑی چلے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے کہا کہ حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں یا حضرت! فرمایا بھلا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے اللہ کا اپنے بندوں پر؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے، حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا حق تو بندوں پر یہ ہے کہ اس کی بندگی کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں پھر ایک گھڑی چلے پھر فرمایا اے معاذ! میں نے کہا حاضر ہوں خدمت اور اطاعت میں یا حضرت! فرمایا بھلا تو جانتا ہے کہ کیا

إِذَا فَعَلُوْهُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ حَقُّ الْعِبَادِ عَلَى اللّٰهِ أَنْ لَّا يُعَذِّبَهُمْ.

حق ہے بندوں کا اللہ پر جب کہ وہ اس کو کریں یعنی اس کی عبادت کریں لا شریک جان کر؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ تر دانا ہے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ ان کو عذاب نہ کرے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الرقاق میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ اور مقصود اس سے اس جگہ ایک دوسرے کے آگے پیچھے سوار ہونا ہے اور ردیف اس کو کہتے ہیں جو اصلی سوار کے پیچھے سوار ہو اور ابن مندہ نے شمار کیا ہے نام ان لوگوں کا جن کو حضرت ﷺ نے پیچھے سوار کیا سو ان کی تعداد اسی کو پہنچی۔ (فتح)

بَابُ إِرْدَافِ الْمَرْأَةِ خَلْفَ الرَّجُلِ.

سوار کرنا عورت کا پیچھے مرد کے۔

٥٥١١ ـ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ صَبَّاحٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ أَخْبَرَنِيْ يَحْيَى بْنُ أَبِيْ إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ أَقْبَلْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خَيْبَرَ وَإِنِّيْ لَرَدِيْفُ أَبِيْ طَلْحَةَ وَهُوَ يَسِيْرُ وَبَعْضُ نِسَآءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَدِيْفُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ عَثَرَتِ النَّاقَةُ فَقُلْتُ الْمَرْأَةَ فَنَزَلْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا أُمُّكُمْ فَشَدَدْتُ الرَّحْلَ وَرَكِبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَنَا أَوْ رَأَى الْمَدِيْنَةَ قَالَ آيِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ.

٥٥١١۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت ﷺ کے ساتھ خیبر سے آئے اور بے شک میں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار تھا اور وہ چلتے تھے اور حضرت ﷺ کی ایک بیوی حضرت ﷺ کے پیچھے سوار تھی کہ اچانک حضرت ﷺ کی اونٹنی کا پاؤں پھسلا میں نے کہا کہ عورت کو پکڑو سو میں اترا سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک وہ تمہاری ماں ہے یعنی اس کو سنبھالو اجنبی نہ جانو سو میں نے کجاوہ باندھا سو حضرت ﷺ مدینے سے قریب ہوئے یا مدینہ دیکھا تو فرمایا کہ ہم سفر سے پھرے تو بہ بندگی کرنے والے اپنے رب کے شکر گزار ہیں۔

فائدہ: ظاہر اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جس نے یہ کہا اور کیا وہ انس رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ حدیث اور طریق سے جہاد میں گزر چکی ہے اور اس میں ہے کہ یہ سب کام ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اور یہ جو کہا عورت کو پکڑو سو یہ خود حضرت ﷺ نے کہا تھا اور اس کا لفظ یہ ہے کہ وہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے یعنی خیبر سے اور حضرت ﷺ کے ساتھ

صفیہ رضی اللہ عنہا تھیں جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر کی بندیوں میں ہاتھ لگی تھیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے پیچھے سوار کیا تھا سو جب بعض راہ میں تھے تو اونٹنی کا پاؤں پھسلا سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عورت دونوں گر پڑے تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا حضرت! کیا آپ کو کچھ تکلیف پہنچی؟ فرمایا نہیں لیکن لازم جان اپنے اوپر خبر لینا عورت کا سو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنے منہ پر کپڑا ڈالا پھر اس کا قصد کیا سو عورت پر کپڑا ڈالا پھر صفیہ رضی اللہ عنہا کھڑی ہوئیں اور ان کے واسطے کجاوہ باندھا سو دونوں سوار ہوئے اور یہی قول معتمد ہے کہ یہ سب کام ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا سو البتہ دور ہوتا ہے اشکال ساتھ اس کے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نہیں ہے کوئی ڈر واسطے مرد کے یہ کہ سنبھالے اجنبی عورت کو جب کہ گر پڑے یا گرنے کے قریب ہو سو مدد کرے اس کی اوپر خلاص ہونے اس کے اس بلا سے کہ اس کا اس پر خوف ہو۔ (فتح)

بَابُ الْاِسْتِلْقَآءِ وَوَضْعِ الرِّجْلِ عَلَى الْاُخْرٰى.

باب ہے بیچ بیان چت لیٹنے کے اور رکھنے ایک پاؤں کے دوسرے پاؤں پر۔

فائدہ: وجہ داخل ہونے اس ترجمہ کی کتاب اللباس میں اس جہت سے ہے کہ جو شخص یہ کام کرتا ہے یعنی چت لیٹتا ہے وہ نہیں نڈر ہوتا ہے ننگے ہونے سے خاص کر چت لیٹنا سونے کو چاہتا ہے اور سونے والا نہیں محفوظ رہتا سو گویا کہ اشارہ کیا بخاری علیہ السلام نے طرف اس کی کہ جو یہ کام کرے اس کو چاہیے کہ اپنے بستر کو نگاہ رکھے تا کہ ننگا نہ ہو جائے۔ (فتح)

٥٥١٢ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنَا ابْنُ شِهَابٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيْمٍ عَنْ عَمِّهِ أَنَّهُ أَبْصَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَضْطَجِعُ فِي الْمَسْجِدِ رَافِعًا إِحْدٰى رِجْلَيْهِ عَلَى الْاُخْرٰى.

۵۵۱۲۔ حضرت عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے روایت کی اپنے چچا سے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں لیٹے دیکھا رکھنے والے اپنے ایک پاؤں کو دوسرے پر۔

فائدہ: اور اس حدیث میں ثبوت اس کا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل سے اور زیادہ کیا ہے اسماعیلی نے اپنی روایت میں کہ بے شک ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ بھی یہ کرتے تھے اور شاید کہ نہیں ثابت ہوئی نزدیک اس کے نہی اس سے اور وہ اس حدیث میں ہے کہ روایت کی مسلم نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مرفوع کہ تم میں سے کوئی چت نہ لیٹے پھر اپنا ایک پاؤں دوسرے پر رکھے یا ثابت ہوئی لیکن اس نے اس کو منسوخ جانا ہو۔ (فتح)

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

كِتَابُ الْأَدَبِ کتاب ہے ادب کے بیان میں

فائدہ: ادب استعمال کرنا چیز کا ہے کہ اس کی تعریف کی جائے قولا وفعلا اور تعبیر کیا ہے بعض نے اس سے ساتھ اس کے کہ وہ پکڑنا ہے نیک خو کو اور بعض نے کہا ہے کہ وہ تعظیم ہے اس کی جو آپ سے اوپر ہو اور نرمی کرنا ہے ساتھ اس کے جو آپ سے نیچے ہو۔

بَابُ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾.

باب ہے اس آیت کے بیان میں کہ وصیت کی ہم نے آدمی کو اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کی۔

فائدہ: ذکر کیا ہے اہل تفسیر نے کہ یہ آیت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حق میں اتری اور روایت کی مسلم نے مصعب بن سعد کے طریق سے کہ سعد رضی اللہ عنہ کی ماں نے قسم کھائی کے میں سعد سے کبھی کلام نہیں کروں گی یہاں تک کہ دین اسلام سے کافر ہو کہا اس عورت نے کہ اللہ نے تجھ کو وصیت کی ہے اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کی سو میں تیری ماں ہوں اور میں تجھ کو اس کا حکم کرتی ہوں سو یہ آیت اتری اور پھر یہ حکم اترا اگر دونوں تجھ سے لڑیں اس پر کہ تو شریک ٹھہرائے ساتھ اللہ کے جس کا تجھ کو علم نہیں تو نہ مان کہا ان کا اور ساتھ دے ان کا دنیا میں موافق دستور کے اور تقاضا کیا آیت نے وصیت کا ساتھ ماں باپ کے اور حکم کیا ساتھ اطاعت ان کی کے اگرچہ دونوں کافر ہوں مگر جب کہ حکم کریں ساتھ شرک کے کہ واجب ہے نافرمانی ان کی بیچ اس کے سو اس میں بیان ہے اس چیز کا کہ مجمل ہے اس کے غیر میں اور اسی طرح باب کی حدیث میں حکم ہے نیکی کرنے کا ساتھ ان کے۔ (فتح)

٥٥١٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ الْوَلِيْدُ بْنُ عَيْزَارٍ أَخْبَرَنِيْ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَمْرٍو الشَّيْبَانِيَّ يَقُوْلُ أَخْبَرَنَا صَاحِبُ هٰذِهِ الدَّارِ وَأَوْمَأَ بِيَدِهٖ إِلٰى دَارِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ قَالَ الصَّلَاةُ عَلٰى وَقْتِهَا قَالَ ثُمَّ أَيٌّ قَالَ بِرُّ الْوَالِدَيْنِ قَالَ ثُمَّ

٥٥١٣۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ نہایت پیارا اللہ کے نزدیک کون سا عمل ہے؟ فرمایا اپنے وقت پر نماز پڑھنا کہا پھر کون سا؟ فرمایا ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا کہا پھر کون سا؟ فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، کہا حدیث بیان کی مجھ سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ان کے اور اگر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادتی چاہتا تو زیادہ کرتے۔

أَيُّ قَالَ الْجِهَادُ فِي سَبِيْلِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ بِهِنَّ وَلَوِ اسْتَزَدْتُهُ لَزَادَنِيْ.

فائدہ: اور یہ جو ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے کو جہاد پر مقدم کیا ہے تو احتمال ہے کہ ہو یہ واسطے موقوف ہونے جہاد کے اوپر اس کے اس واسطے کہ جہاد میں ماں باپ سے اجازت لینی بھی بر میں داخل ہے واسطے ثابت ہونے نہی کے جہاد سے بغیر ان کی اجازت کے، کما یاتی قریبا انشاء اللہ تعالیٰ۔

بَابُ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ. کون ہے لائق تر سب لوگوں میں ساتھ نیک ساتھ دینے کے اور سلوک کرنے کے۔

٥٥١٤ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بْنِ شُبْرُمَةَ عَنْ أَبِيْ زُرْعَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللَّهِ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أَبُوْكَ وَقَالَ ابْنُ شُبْرُمَةَ وَيَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ حَدَّثَنَا أَبُوْ زُرْعَةَ مِثْلَهُ.

۵۵۱۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا سو کہا کہ یا حضرت! کون ہے ساتھ نیک ساتھ دینے میرے کے یعنی جس سے میں سلوک کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیری ماں کہا اس نے پھر کون؟ فرمایا تیری ماں کہا پھر کون؟ فرمایا تیری ماں، کہا پھر کون؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تیرا باپ اور کہا ابن شبرمہ اور یحییٰ نے حدیث بیان کی ہم سے ابو زرعہ نے مثل اس کی کہا ابو عبداللہ رحمہ اللہ نے کہ عمارہ ابن اخی عبداللہ کا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث چاہتی ہے کہ جو باپ کے ساتھ نیکی کرے اس کے تین گنا ماں کے ساتھ کرے اور شاید یہ واسطے سختی حمل کے ہے پھر جننے کے پھر دودھ پلانے کے کہ تنہا ہوتی ہے ساتھ اس کے ماں اور شریک ہوتی ہے باپ کو پرورش میں اور اس کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں ﴿حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ﴾ کہا قرطبی نے کہ مراد یہ ہے کہ ماں مستحق ہے اولاد پر بڑے حصے کو بھلائی سے اور مقدم ہے اس میں باپ کے حق پر وقت مزاحمت کے اور کہا عیاض نے کہ مذہب جمہور کا یہ ہے کہ ماں کو فضیلت ہے باپ پر اور بعض نے کہا کہ دونوں کے ساتھ برابر بھلائی کرے اور ٹھیک پہلا قول ہے اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے مقدم ماں باپ ہیں پھر بہن پھر بھائی پھر جو اس سے نیچے ہو اور کہا عیاض نے کہ اکثر کا قول یہ ہے کہ دادا مقدم ہے بھائی پر اور ساتھ اسی کے جزم کیا ہے شافعیہ نے کہ دادا مقدم ہے پھر بھائی پھر وہ مقدم ہے کہ جو قریب تر ہو ماں باپ سے پھر جو قریب ہو ایک سے پھر مقدم کیا جائے ذی رحم اور محارم کو غیر محرم پر مقدم کیا جائے پھر تمام عصبات کو پھر مصاہرہ

کو پھر ولاء کو اور اشارہ کیا ہے ابن بطال نے کہ ترتیب اس جگہ ہے جہاں ایک دفعہ تمام کے ساتھ احسان ممکن نہ ہو اور یہ واضح ہے اور آئی ہے وہ چیز جو دلالت کرتی ہے اوپر مقدم کرنے ماں کے سلوک کرنے میں مطلق اور نقل کیا ہے محاسبی نے اجماع اس پر کہ ماں مقدم ہے سلوک کرنے میں باپ پر۔ (فتح)

بَابُ لَا يُجَاهِدُ إِلَّا بِإِذْنِ الْأَبَوَيْنِ.

نہ جہاد کرے مگر ساتھ اجازت ماں باپ کے۔

٥٥١٥ ـ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَحْيٰى عَنْ سُفْيَانَ وَشُعْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا حَبِيْبٌ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ حَبِيْبٍ عَنْ أَبِي الْعَبَّاسِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُجَاهِدُ قَالَ لَكَ أَبَوَانِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَفِيْهِمَا فَجَاهِدْ.

٥٥١٥۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک مرد نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ میں جہاد کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے ماں باپ ہیں؟ کہا ہاں فرمایا سو انہیں میں جہاد کرو۔

فائدہ: یعنی اگر تیرے ماں باپ ہیں تو نہایت کوشش کر ان کے ساتھ سلوک اور احسان کرنے میں کہ تیرے واسطے قائم مقام جہاد کے ہے۔

بَابُ لَا يَسُبُّ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ.

نہ گالی دے مرد اپنے ماں باپ کو۔

فائدہ: یعنی اور نہ ایک کو یعنی اور نہ سبب ہو اس کی طرف۔ (فتح)

٥٥١٦ ـ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ يُوْنُسَ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ أَنْ يَلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ قَالَ يَسُبُّ الرَّجُلُ أَبَا الرَّجُلِ فَيَسُبُّ أَبَاهُ وَيَسُبُّ أُمَّهُ.

٥٥١٦۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرے گناہوں میں جو زیادہ تر بڑے ہیں ان میں سے یہ ہے کہ مرد اپنے ماں باپ کو لعنت کرے کسی نے کہا یا حضرت! مرد اپنے ماں باپ کو کس طرح لعنت کرتا ہے؟ یعنی بھلا کبھی ایسا بھی ہوا ہے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کسی کے باپ کو گالی دیتا ہے سو وہ اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور یہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

فائدہ: عنقریب آئے گا کہ ماں باپ کی نافرمانی بڑے کبیرے گناہوں میں ہے اور مذکور اس جگہ فرد ہے عقوق کے افراد سے اور اگرچہ ہے سبب ہونا ماں باپ کی لعنت کا زیادہ تر بڑے کبیرے گناہوں سے پس تصریح ساتھ لعنت اس کی

کے اشد ہے اور ترجمہ باندھا ہے ساتھ لفظ سبّ کے اور بیان کیا ہے حدیث کا ساتھ لفظ لعن کے واسطے اشارہ کرنے کے اس کی طرف کہ اس کے بعض طریقوں میں سبّ کا لفظ آ گیا ہے جیسا کہ ادب مفرد میں ہے اور یہ جو کہا اور مرد اپنے ماں باپ کو کس طرح گالی دیتا ہے تو یہ استبعاد ہے سائل سے اس واسطے کہ طبع مستقیم اس سے انکار کرتی ہے سو بیان کیا جواب میں کہ اگرچہ عادت میں کوئی آدمی خود اپنے ماں باپ کو گالی نہیں دیتا لیکن کبھی واقع ہوتا ہے سبب اس کا او روہ اس قسم سے ہے کہ ممکن ہے واقع ہونا اس کا بہت کہا ابن بطال نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ سد ذرائع کے اور اس سے لیا جاتا ہے کہ جس کا فعل حرام کام کی طرف رجوع کرے حرام ہوتا ہے اس پر کرنا اس فعل کا اگرچہ نہ قصد کرے اس چیز کی طرف کہ حرام ہے اور اصل اس حدیث میں قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ الآیہ اور استنباط کیا ہے اس سے ماوردی نے منع ہونا ریشمی کپڑے کی بیع کا اور اس شخص کے ہاتھ میں کہ ثابت ہو کہ وہ اس کو پہنتا ہے اور غلام بے ریش اس کے ہاتھ میں کہ ثابت ہو کہ وہ اس کے ساتھ حرام کاری کرتا ہے اور نچوڑ انگور کا اس کے ہاتھ کہ ثابت ہو کہ وہ اس سے شراب بناتا ہے اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی حمزہ نے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اس پر کہ ماں باپ کا حق بہت بڑا ہے اور اس میں عمل ہے ساتھ اکثر غالب کے اس واسطے کہ جو دوسرے کے باپ کو گالی دے جائز ہے کہ وہ اس کے باپ کو گالی دے اور جائز ہے کہ نہ کرے لیکن غالب یہ ہے کہ جواب دیتا ہے اس کو ساتھ مثل قول اس کے کی اور اس میں مراجعت طالب کی ہے واسطے شیخ اپنے کے اس چیز میں کہ مشکل ہو اور پر اس کے اور اس حدیث میں ثابت کرنا کبیرے گناہوں کا ہے وسیاتی بحثہ اور اس حدیث میں ہے کہ اصل کو فضیلت ہے فرع پر ساتھ اصل وضع کے اگرچہ فاضل ہو اس سے فرع ساتھ بعض صفات کے۔ (فتح)

بَابُ إِجَابَةِ دُعَآءِ مَنْ بَرَّ وَالِدَيْهِ.

قبول ہونا دعا اس شخص کے کا جو اپنے ماں باپ سے نیکی اور بھلائی کرے۔

فائدہ: ذکر کیا ہے اس میں قصہ ان تین آدمیوں کا جن پر غار کا منہ بند ہو گیا تھا سو انہوں نے اپنے نیک عملوں کو ذکر کیا سو اللہ نے ان پر اس غار کا منہ کشادہ کیا۔

۵۵۱۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ عُقْبَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشَوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا إِلٰى غَارٍ فِي الْجَبَلِ

۵۵۱۷۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ تین آدمی چلے جاتے تھے کہ ان کو مینہ نے پکڑا سو وہ پہاڑ کی ایک غار میں گھس گئے تو اس پہاڑ کا ایک پتھر ان کی غار کے منہ پر ڈھلک پڑا سو اس نے ان کو بند کر لیا تو بعض نے بعض سے کہا کہ دیکھو تو اپنے نیک عملوں کو جو اللہ کے واسطے کیے ہوں سو اللہ سے دعا مانگو ان

فانحطت على فم غارهم صخرة من
الجبل فأطبقت عليهم فقال بعضهم
لبعض انظروا أعمالا عملتموها لله
صالحة فادعوا الله بها لعله يفرجها فقال
أحدهم اللهم إنه كان لي والدان
شيخان كبيران ولي صبية صغار كنت
أرعى عليهم فإذا رحت عليهم فحلبت
بدأت بوالدي أسقيهما قبل ولدي وإنه
ناء بي الشجر فما أتيت حتى أمسيت
فوجدتهما قد ناما فحلبت كما كنت
أحلب فجئت بالحلاب فقمت عند
رؤوسهما أكره أن أوقظهما من نومهما
وأكره أن أبدأ بالصبية قبلهما والصبية
يتضاغون عند قدمي فلم يزل ذلك دأبي
ودأبهم حتى طلع الفجر فإن كنت تعلم
أني فعلت ذلك ابتغاء وجهك فافرج لنا
فرجة نرى منها السماء ففرج الله لهم
فرجة حتى يرون منها السماء وقال
الثاني اللهم إنه كانت لي ابنة عم أحبها
كأشد ما يحب الرجال النساء فطلبت
إليها نفسها فأبت حتى آتيها بمائة دينار
فسعيت حتى جمعت مائة دينار فلقيتها
بها فلما قعدت بين رجليها قالت يا عبد
الله اتق الله تفتح الخاتم فقمت
عنها اللهم فإن كنت تعلم أني قد فعلت

کے وسیلے سے امید ہے کہ اللہ اس پتھر کو تمہارے اوپر سے
کھول دے تو ان میں سے ایک نے کہا کہ الٰہی! ماجرا تو یہ ہے
کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے بڑی عمر والے اور میری
بیوی اور میرے چھوٹے چھوٹے لڑکے تھے اور میں ان کے
واسطے بھیڑ بکریاں چرایا کرتا تھا پھر جب میں شام کے قریب
چرا لاتا تھا تو ان کا دودھ دوہتا تھا سو اول ماں باپ سے شروع
کرتا تھا سو ان کو اپنے لڑکوں سے پہلے پلاتا تھا اور البتہ ایک
دن درخت نے مجھ کو دور ڈالا یعنی چارا بہت دور ملا سو میں گھر
میں نہ آیا یہاں تک کہ مجھ کو شام ہوگئی سو میں نے ماں باپ کو
سوتا پایا پھر میں نے دودھ دوہا جس طرح دوہا کرتا تھا سو میں
دودھ لایا اور میں ماں باپ کے سر کے پاس کھڑا ہوا مجھ کو برا
معلوم ہوا کہ میں ان کو نیند سے جگاؤں اور میں نے برا جانا کہ
ان سے پہلے لڑکوں کو پلاؤں اور لڑکے بھوک کے مارے شور
کرتے تھے میرے دونوں پاؤں کے پاس سو اسی طرح برابر
میرا اور ان کا حال رہا یہاں تک کہ صبح ہوئی یعنی ان کے
انتظار میں رات بھر دودھ لیے کھڑا رہا اور لڑکے روتے چلاتے
رہے نہ میں نے پیا نہ لڑکوں کو پلایا سو الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ
میں نے یہ کام تیری رضا مندی کے واسطے کیا تھا تو اس پتھر
سے ایک سوراخ کھول دے کہ ہم اس سے آسمان کو دیکھیں سو
اللہ نے اس سے ایک سوراخ کھول دیا تو اس سے انہوں نے
آسمان کو دیکھا سو بیان کیا حدیث کو پس ذکر کی حدیث کو ساتھ
درازی اپنی کے اور دوسرے نے کہا کہ الٰہی! البتہ ماجرا تو یہ
ہے کہ میری ایک چچا کی بیٹی تھی کہ میں اس سے محبت رکھتا تھا
جیسے نہایت محبت مرد عورتوں سے رکھتے ہیں یعنی میں اس کا
کمال عاشق تھا سو میں نے اس کی طرف مائل ہو کر اس کی

ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ الْآخَرُ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ كُنْتُ اسْتَأْجَرْتُ أَجِيْرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهُ فَتَرَكَهُ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ أَزْرَعُهُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَآءَنِيْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِيْ وَأَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَقُلْتُ اذْهَبْ إِلٰى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَأْ بِيْ فَقُلْتُ إِنِّيْ لَا أَهْزَأُ بِكَ فَخُذْ ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَأَخَذَهُ فَانْطَلَقَ بِهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

ذات کو چاہا یعنی حرام کاری کا ارادہ کیا سو اس نے نہ مانا یہاں تک کہ میں اس کو سو اشرفیاں دوں سو میں نے محنت اور کوشش کی یہاں تک کہ سو اشرفیاں جمع کیں سو میں ان کو اس کے پاس لایا پھر جب بدن اس کے دونوں پیروں اندر واقع ہوا تو اس عورت نے کہا اے اللہ کے بندے! ڈر اللہ سے اور نہ توڑ مہر کو مگر جس طرح کہ اس کا حق ہے یعنی بغیر نکاح شرعی کے ازالہ بکارت نہ کر تو میں اٹھ کھڑا ہوا اس کے اوپر سے سو الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میں نے تیری رضا مندی کے واسطے کیا تھا تو کھول دے ہمارے واسطے اس پتھر سے ایک سوراخ سو اللہ نے ان کے واسطے ایک سوراخ کھول دیا اور تیسرے آدمی نے کہا کہ الٰہی! میں نے ایک مزدور ٹھہرایا تھا سولہ رطل بھر چاولوں پر سو جب وہ اپنا کام کر چکا تو اس نے کہا کہ مجھ کو میرا حق دے تو اس کا حق میں نے اس کے آگے رکھا سو وہ اس کو چھوڑ گیا اور اس کی طرف سے منہ موڑا تو میں ہمیشہ اس کو بوتا رہا اور یہاں تک برکت ہوئی کہ میں نے اس مال سے گائے بیل اور غلام ان کے چرانے والے جمع کیے پھر وہ مزدور میرے پاس آیا سو کہنے لگا کہ اللہ سے ڈر اور میرا حق لے کر مجھ پر ظلم نہ کر میں نے کہا کہ جا ان گائے بیلوں اور ان کے چرانے والے غلاموں کی طرف سو ان کو لے لے تو اس نے کہا کہ اللہ سے ڈر اور مجھ سے مذاق نہ کر سو میں نے کہا کہ میں تجھ سے مذاق نہیں کرتا لے ان گائے بیلوں اور ان کے چرانے والے غلاموں کو یعنی یہ سچ مچ تیرا ہی مال ہے سو اس نے لیا اور اپنا سب مال لے کر چلا گیا سو الٰہی! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا مندی کے واسطے کیا تھا تو کھول دے جتنا باقی رہا سو اللہ نے باقی پتھر کو کھول دیا۔

فائدہ:اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کا حق اپنی جان، بیوی اور لڑکوں کے حق پر مقدم ہے اور جو ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے اس کی دعا قبول ہوتی ہے، وفیه المطابقة للترجمة۔

بَابُ عُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْكَبَآئِرِ قَالَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَمْرٍو عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ماں باپ کی نافرمانی کرنا کبیرے گناہوں سے ہے کہا ہے اس کو عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

فائدہ: کتاب الایمان میں یہ حدیث موصول بھی آئی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرے گناہ ہیں اللہ کے ساتھ شریک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور ناحق خون کرنا اور جھوٹی قسم کھانا اور عقوق مشتق ہے عق سے اور عق کے معنی ہیں قطع کرنا اور مراد ساتھ اس کے صادر ہونا اس چیز کا ہے کہ ایذا پائے ساتھ اس کے والد اپنی اولاد سے قول سے یا فعل سے مگر شرک میں یا گناہ میں جب تک کہ نہ سختی کرے والد اور ضبط کیا ہے ابن عطیہ نے ساتھ واجب ہونے فرمانبرداری ان کی کے مباح چیزوں میں فعل میں اور ترک میں اور مستحب ہونے اس کے کی مستحب چیزوں میں اور فرض کفایہ بھی اسی طرح اور اسی میں داخل ہے تقدیم ان کی وقت معارض ہونے دو امروں کے اور وہ مثل اس کی ہے جس کو اس کی ماں بلائے تا کہ اس کی بیمار داری کرے اس طور سے کہ فوت ہو اس سے فعل واجب کا اگر بدستور رہے نزدیک اس کے اور فوت ہو مقصود اس کی ماں کا کہ وہ بیمار داری اس کی ہے اور جو سوائے اس کے ہے۔ (فتح)

٥٥١٨ ـ حَدَّثَنَا سَعْدُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ مَّنْصُوْرٍ عَنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ وَرَّادٍ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوْقَ الْأُمَّهَاتِ وَمَنْعًا وَّهَاتِ وَوَأْدَ الْبَنَاتِ وَكَرِهَ لَكُمْ قِيْلَ وَقَالَ وَكَثْرَةَ السُّؤَالِ وَإِضَاعَةَ الْمَالِ.

٥٥١٨۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے حرام کیا ہے تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا اور بخیلی کرنا اور گدائی کرنا اور زندہ بیٹیوں کا زمین میں گاڑنا اور مکروہ رکھا ہے تمہارے واسطے قیل وقال کرنا اور بہت سوال کرنا اور مال کا بے جا ضائع کرنا۔

فائدہ: یہ جو کہا کہ بخیل کرنا اور گدائی کرنا تو حاصل نہی کا منع کرنا اس چیز کا ہے کہ حکم کیا گیا ہے ساتھ دینے اس کے اور طلب کرنا اس چیز کا کہ نہیں ہے مستحق اس کے لینے کا اور احتمال ہے کہ ہو نہی سوال سے مطلق کما سیاتی اور ہو گا ذکر اس جگہ ساتھ ضد اس کی کے پھر دوہرایا گیا ذکر اس کا واسطے تاکید نہی کے اس سے پھر احتمال ہے کہ داخل ہو نہی میں وہ چیز کہ ہو خطاب واسطے دو کے جیسا کہ منع کیا جاتا ہے طالب طلب کرنے اس چیز کے سے کہ نہیں مستحق ہے اس کے لینے کا اور منع کیا جائے مطلوب منہ دینے اس چیز کے سے کہ نہیں مستحق ہے اس کا طالب تا کہ نہ مدد کرے اس کو گناہ پر

اور یہ جو کہا کہ زندہ بیٹیوں کا گاڑنا تو اس کا بیان یوں ہے کہ تھے جاہلیت کے لوگ کرتے اس کو واسطے کرنے کے ان میں اور کہتے ہیں کہ پہلے پہل یہ کام قیس بن عاصم نے کیا تھا کہ اس کے بعض دشمنوں نے اس پر لوٹ کی تھی اور اس کی بیٹی کو قید کر کے لے گیا اور اس کو اپنی بیوی بنایا پھر ان کے درمیان صلح ہوئی تو اس نے اپنی بیٹی کو اختیار دیا تو اس نے اپنے خاوند کو اختیار کیا تو قیس نے قسم کھائی کہ اس کے گھر میں کوئی بیٹی پیدا نہ ہوگی مگر کہ اس کو زندہ زمین میں گاڑھے گا اور عرب نے اس کی پیروی کی اور عرب میں سے ایک فرقہ اور تھا جو اپنی اولاد کو قتل کرتے تھے یا واسطے خوف کم ہونے مال کے یا واسطے نہ ہونے اس چیز کے کہ خرچ کریں اوپر اس کے اور البتہ ذکر کیا ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں چند آیتوں میں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا بیٹیوں کو ساتھ ذکر کے اس واسطے کہ یہی غالب تھا ان کے فعل سے اس واسطے کہ مرد جگہ گمان قدرت کی ہے کسب کرنے پر اور زندہ بیٹیوں کو زمین میں گاڑھنا ان میں دو طور سے جاری تھا ایک یہ کہ مرد اپنی عورت کو حکم کرتا کہ جب جننے کا وقت قریب ہو تو گڑھے کے کنارے پر جنے اگر لڑکا ہو تو اس کو رہنے دے اور اگر لڑکی ہو تو اس کو گڑھے میں ڈال دے اور یہ لائق تر ہے ساتھ پہلے فریق کے اور بعض کا دستور تھا کہ جب چھٹی لڑکی پیدا ہوتی تو مرد اس کی ماں سے کہتا کہ پاک وصاف کر اس کو اور زینت کرتا کہ میں اس کے ساتھ اس کے اقارب کی زیارت کروں پھر اس کو جنگل میں دور لے جاتا یہاں تک کہ کسی کنوئیں پر آتا سو اس لڑکی سے کہتا کہ تو اس کنوئیں میں دیکھ وہ دیکھتی تو اس کو کنوئیں میں پیچھے سے دھکا دیتا اور یہ لائق ہے ساتھ فریق ثانی کے، واللہ اعلم۔ اور یہ جو کہا کہ مکروہ ہے قیل وقال تو اس میں تین قول ہیں اول یہ کہ مراد حدیث میں اشارہ ہے طرف کراہت کثر کلام کی یعنی بے فائدہ باتیں کرنا اس واسطے کہ اس کا انجام خطا ہے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ مکرر کیا ہے اس کو واسطے مبالغہ کے زجر اس کی سے دوسرا مراد حکایت کرنا لوگوں کا اقاویل کا ہے اور بحث کرنا اس سے تا کہ خبر دے اس سے سو کہے کہ فلانے نے یوں کہا اور یوں کہا گیا اور نہی اس سے واسطے زجر کے ہے استکثار اس کے سے اور یا واسطے کسی چیز مخصوص کے ہے اس سے اور جو مکروہ جانے محکی اس سے تیسرا یہ کہ یہ بیچ حکایت اختلاف کے ہے امور دین میں یعنی مراد اس سے حکایت کرنا اختلاف کا ہے امور دین میں مانند قول اس کے کی کہ فلاں نے یوں کہا اور فلاں نے یوں کہا اور یہ اس وقت مکروہ ہے کہ اس کی کثرت کرے اس طور سے کہ نہ نڈر ہو ساتھ اکثار کے ذلل سے اور یہ مخصوص ہے ساتھ اس کے جو نقل کرے اس کے بغیر ثبوت کے یعنی جو کسی سے سنے سو کہہ دے اور نہ احتیاط کرے اور نہ تحقیق کرے اس میں کہ سچ ہے یا جھوٹ اور تائید کرتی ہے اس کی یہ حدیث صحیح کہ کفایت کرنا آدمی کو گناہ ہونے میں یہ کہ بیان کرے جو سنے اور یہ جو کہا کہ کثر سوال سے تو گزر چکا ہے بیان اختلاف کا کہ اس سے کیا مراد ہے اور کیا وہ سوال مال کا ہے یا سوال مشکل مسئلوں کا یا عام تر اس سے اور یہ کہ اولیٰ حمل کرنا اس کا ہے عموم پر اور بعض علماء کا یہ مذہب ہے کہ مراد ساتھ اس کے بہت سوال کرنا ہے لوگوں کے اخبار اور زمانے کے واقعات اور نئے

حادثوں سے یا کثرت سوال کسی خاص آدمی کی ہے اپنے حال کی تفاصیل سے کہ یہ اس قسم سے ہے کہ مکروہ جانتا ہے اس کو مسئول اور البتہ ثابت ہو چکی ہے نہی اغلوطات سے اور ثابت ہو چکی ہے ایک جماعت سلف سے کراہت تکلف مسائل کی کہ محال ہو واقع ہوان اس کا عادۃً یا نہایت کم یاب ہو واقع ہونا اس کا اور یہ مکروہ ہے اس واسطے کہ اس میں گمان سے بات کہنا ہے اس واسطے کہ نہیں خالی رہتا وہ آدمی خطا سے اور یہ جو آیت میں ہے ﴿لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَ لَكُمْ تَسُؤْكُمْ﴾ تو یہ حکم خاص ہے ساتھ زمانے نزول وحی کے اور اشارہ کرتی ہے اس کی طرف یہ حدیث کہ سب لوگوں میں زیادہ تر مجرم اللہ کے نزدیک وہ شخص ہے کہ سوال کرے ایک چیز سے جو حرام نہ ہو سو اس کے سوال کے سبب سے حرام ہو جائے اور نیز ثابت ہو چکی ہے مذمت سوال کی واسطے مال کے اور مدح اس کی جو لپٹ کر نہ مانگے مانند قول اللہ تعالیٰ کے کی کہ نہیں مانگتے لوگوں سے لپٹ کر اور پہلے گزر چکا ہے کہ ہمیشہ آدمی سوال کرتا ہے لوگوں سے یہاں تک کہ قیامت میں آئے گا اور حالانکہ اس کے منہ میں گوشت کی بوٹی نہ ہو گی اور صحیح مسلم میں ہے کہ نہیں حلال ہے سوال کرنا مگر واسطے تین آدمیوں کے ایک واسطے نہایت محتاج کے دوسرا واسطے قرض دار کے تیسرا واسطے بھوکے کے اور البتہ اختلاف کیا ہے علماء نے بیچ اس کے سو مشہور نزدیک شافعیہ کے یہ ہے کہ سوال کرنا مباح ہے اس واسطے کہ وہ طلب کرنا ہے مباح کو سو مشابہ ہو گا عاریت کو اور حمل کیا ہے انہوں نے حدیثوں کو جو اس میں وارد ہیں اس کے حق میں جو سوال کرے زکوۃ واجبہ سے جس کا اس کو حق نہیں لیکن کہا نووی رحمہ اللہ نے صحیح مسلم کی شرح میں کہ اتفاق ہے علماء کا اوپر منع ہونے سوال کے بغیر ضرورت کے اور جو کسب کرنے پر قادر ہو اس کو سوال کرنا سو اس میں ہمارے اصحاب کے واسطے دو قول ہیں صحیح تر یہ قول ہے کہ اس کو سوال کرنا حرام ہے واسطے ظاہر حدیثوں کے دوسرا قول یہ ہے کہ جائز ہے ساتھ کراہت کے تین شرطوں سے ایک یہ کہ لپٹ کر نہ مانگے اور نہ ذلیل کرے اپنے نفس کو زیادہ اوپر ذلت نفس سوال کے اور نہ ایذا دے اس کو جس سے سوال کرتا ہے سو اگر کوئی شرط ان شرطوں سے فوت ہو تو حرام ہوتا ہے سوال، کہا فاکہانی نے تعجب ہے اس سے جو قائل ہے کہ سوال کرنا مطلق مکروہ ہے باوجود موجود ہونے سوال کے حضرت ﷺ کے زمانے میں پھر سلف صالحین کے بغیر انکار کے سو شارع نہیں برقرار رکھتا مکروہ پر میں کہتا ہوں اور شاید جس نے اس کو مکروہ رکھا ہے اس کی مراد یہ ہے کہ وہ خلاف اولیٰ ہے اور نہیں لازم آتا واقع ہونے اس کے سے یہ کہ متغیر ہو صفت اس کی اور اس کی تقریر سے بھی یہ لازم نہیں آتا اور لائق ہے حمل کرنا ان لوگوں کے حال کو میانہ روی پر اس واسطے کہ جو لوگ اس وقت سائل تھے نہیں سوال کرتے تھے وہ مگر وقت سخت حاجت کے اور یہ جو کہا بغیر انکار کے تو اس میں نظر ہے اس واسطے کہ بہت حدیثوں میں جو سوال کی مذمت میں وارد ہیں کفایت ہے اس کے انکار میں اور یہ سب بیان جو گزرا اس چیز میں ہے جو اپنے واسطے مانگے اور بہرحال اگر غیر کے واسطے مانگے تو ظاہر یہ ہے کہ یہ بھی مختلف ہے ساتھ اختلاف حال کے اور یہ جو فرمایا اور بے جا مال کا ضائع کرنا تو پہلے گزر چکا ہے استقراض

میں کہ اکثر علماء نے حمل کیا ہے اوپر اسراف کے خرچ کرنے میں اور مقید کیا ہے اس کو بعض نے ساتھ خرچ کرنے کے حرام میں اور قوی تر یہ ہے کہ وہ خرچ کرنا ہے اس وجہ میں کہ شرع نے اس کی اجازت نہ دی ہو برابر ہے کہ دینی ہو یا دنیاوی سو منع کیا اس سے اس واسطے کہ بے شک اللہ نے ٹھہرایا ہے مال کو وجہ قیام کی واسطے مصالح بندوں کے اور اس کے بے جا خرچ کرنے میں فوت کرنا ہے ان مصالح کا یا تو خود اسی کے حق میں جو اس کو ضائع کرتا ہے یا اس کے غیر کے حق میں اور مستثنٰی ہے اس سے بہت خرچ کرنا اس کا بیچ وجود نیکی کے تا کہ حاصل کرے ثواب آخرت کا جب تک کہ نہ فوت ہو حق اخروی جو اس سے مقدم ہو اور حاصل یہ ہے کہ بہت مال کے خرچ کرنے میں تین وجہ ہیں اول خرچ کرنا اس کا ہے ان وجھوں میں جو مذموم ہیں شرعا سو نہیں شک ہے اس کے منع ہونے میں اور دوسرا خرچ کرنا اس کا ہے نیک وجھوں میں جو شرع میں ہیں سو نہیں شک ہے اس کے مطلوب ہونے میں ساتھ شرط مذکور کے تیسرا خرچ کرنا اس کا ہے مباح چیزوں میں ساتھ اصالت کے مانند ملاذ نفس کی اور یہ دو قسم ہے ایک یہ کہ ہو ایسی وجہ پر کہ لائق ہو ساتھ حال خرچ کرنے والے کے اور بقدر مال اس کے کی سو یہ اسراف نہیں اور دوسرا وہ کہ نہ لائق ہو ساتھ اس کے باعتبار عرف کے اور وہ بھی دو قسم ہے ایک یہ کہ ہو واسطے دفع مفسدہ کے جو بالفعل موجود ہو یا اس کی توقع ہو سو نہیں ہے اسراف دوسری قسم وہ ہے کہ اس سے کوئی چیز نہ ہو سو جمہور کا یہ مذہب ہے کہ وہ اسراف ہے اور پہلے گزر چکی ہے زکوۃ میں بحث بیچ جائز ہونے خیرات کے ساتھ تمام مال کے اور یہ کہ جائز ہے یہ واسطے اس کے جو پہچانے اپنے نفس سے کہ تنگی پر صبر کر سکے گا اور جزم کیا ہے باجی نے مالکیہ سے کہ سب مال کا خیرات کرنا منع ہے کہا اس نے اور مکروہ ہے بہت خرچ کرنا اس کا بیچ مصالح دنیا کے اور نہیں ڈر ہے ساتھ اس کے جب کہ واقع ہو کبھی کبھی واسطے حادثہ کے کہ پیدا ہو مانند مہمان کی یا عید کی یا ولیمہ کی اور جس کے مکروہ ہونے میں خلاف نہیں حد سے بڑھنا ہے خرچ کرنے میں بنا پر یعنی گھر وغیرہ کے بنانے میں زیادہ حاجت سے خاص کر جب کہ مضاف ہو اس کی طرف مبالغہ زینت میں اور بہر حال ضائع کرنا مال کا گناہ میں سو نہیں خاص ہے ساتھ ارتکاب فواحش کے بلکہ داخل ہے اس میں سوء قیام رقیق پر اور چوپایوں پر تا کہ ہلاک ہوں اور کہا سبکی کبیر نے حلبیات میں کہ ضابطہ بیچ ضائع کرنے مال کے یہ ہے کہ نہ وہ واسطے غرض دینی کے اور نہ دنیاوی کے سو اگر دونوں نہ ہوں تو حرام ہے قطعا اور اگر ایک پایا جائے اور ہو انفاق لائق ساتھ حال کے اور نہ ہو بیچ اس کے گناہ تو جائز ہے قطعا اور دونوں مرتبوں کے درمیان بہت وسائط ہیں جو نہیں داخل ہوتے نیچے کسی ضابطہ کے پس لازم ہے مفتی پر یہ کہ دیکھے اس چیز میں کہ میسر ہو رائے اس کی اور بہر جو میسر نہ ہو تو اس کے واسطے تعرض کیا پس خرچ کرنا گناہ میں سب حرام ہے، واللہ اعلم کہا طیبی نے کہ یہ حدیث اصل ہے بیچ معرفت حسن خلق اور نیک عادت کے اور وہ تلاش کرنا تمام اخلاق حمیدہ اور خصائل جمیلہ کا ہے۔ (فتح)

۵۵۱۹ - حَدَّثَنِیْ إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ

۵۵۱۹۔ حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

الْوَاسِطِيُّ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَآئِرِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَجَلَسَ فَقَالَ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ أَلَا وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ فَمَا زَالَ يَقُوْلُهَا حَتّٰى قُلْتُ لَا يَسْكُتُ.

نے فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو کبیرے گناہوں میں جو بہت بڑے گناہ ہیں؟ ہم نے کہا کیوں نہیں، یا حضرت! فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور حضرت ﷺ تکیہ کیے بیٹھے تھے پھر سیدھے ہو کر بیٹھے سو فرمایا خبردار ہو اور جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی دوبار فرمایا پھر حضرت ﷺ ہمیشہ اس کو کہتے رہے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ حضرت ﷺ چپ نہیں ہوں گے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے تین بار فرمایا کہ کیا میں تم کو بڑے کبیرے گناہ نہ بتلاؤں؟ اور اختلاف کیا ہے سلف نے کبیرے گناہوں میں سو مذہب جمہور کا یہ ہے کہ گناہوں میں سے بعض کبیرے ہیں اور بعض صغیرے یعنی بعض بڑے ہیں اور بعض چھوٹے اور تنہا ہوا ہے ایک گروہ ان میں سے ہے استاذ ابو اسحاق سو کہا اس نے کہ گناہوں میں کوئی صغیرہ گناہ نہیں بلکہ ہر گناہ جس سے اللہ نے منع کیا کبیرہ ہے اور منقول ہے یہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور حکایت کیا ہے اس کو عیاض نے محققین سے اور ان کی حجت یہ ہے کہ ہر مخالفت اللہ کی بہ نسبت اس کے جلال کے کبیرہ ہے اور منسوب کیا ہے اس کو ابن بطال نے طرف اشعریہ کی سو کہا اس نے کہ منقسم ہونا گناہوں کا طرف کبیرے اور صغیرے کی یہ قول عام فقہاء کا ہے اور مخالف ہوا ہے ان کو اشعریہ سے ابو بکر بن طیب اور اصحاب اس کے سو کہا اس نے کہ گناہ سب کبیرے ہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ان کو صغیرہ کہا جاتا ہے بہ نسبت اس کے کہ اس سے اکبر ہے جیسے بوسہ حرام صغیرہ ہے بہ نسبت زنا کے اور سب کبیرے ہیں کہا انہوں نے اور نہیں ہے کوئی گناہ نزدیک ہمارے کہ بخشا جائے بطور وجوب کے بہ سبب پرہیز کرنے کے دوسرے گناہ سے بلکہ سب کبیرے ہیں اور مرتکب اس کا اللہ کی مشیت میں ہے سوائے کفر کے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ﴾ اور جواب دیا ہے انہوں نے اس آیت سے کہ حجت پکڑی ہے ساتھ اس کے جمہور نے اور وہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ﴾ یعنی اگر بچو تم کبیرے گناہوں سے جس سے تم منع کیے جاتے ہو تو اتاریں گے ہم تم سے گناہ تمہارے یعنی صغیرے کہ مراد ساتھ اس کے شرک ہے کہا انہوں نے اور جواز عقاب کا صغیرے پر مثل جائز ہونے اس کے ہے کبیرے پر کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ متظاہر ہیں دلائل کتاب اور سنت سے طرف قول اول کی کہ بعض گناہ کبیرے ہیں اور بعض صغیرے اور کہا غزالی نے کہ کبیرے اور صغیرے کے درمیان فرق نہ ماننا فقیہ کے ساتھ لائق نہیں اور کہا قرطبی نے کہ میں گمان نہیں کرتا کہ جو ابن

عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے صحیح ہو کہ ہر گناہ جس سے اللہ نے منع کیا ہے کبیرہ ہے اس واسطے کہ وہ مخالف ہے ظاہر قرآن کے جو فرق کرنے والا ہے درمیان صغیرے گناہوں اور کبیرے گناہوں کے بیچ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿إِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ﴾ سو اللہ نے منع چیزوں میں بعض کبیرے گناہ ٹھہرائے ہیں اور بعض صغیرے اور فرق کیا ہے ان کے ساتھ حکم کے اس واسطے کہ ٹھہرایا ہے آیت میں اتارنے گناہوں کا مشروط ساتھ پرہیز کرنے کے کبیرے گناہوں سے اور مستثنیٰ کیا لمم کو کبیرے گناہوں سے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اختلاف ہے کبیرے کے ضبط میں بہت اختلاف سو ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو گناہ کہ مہر کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر ساتھ آگ کے یا غضب کے یا لعنت کی یا عذاب کیا وہ کبیرہ ہے اور مثل اس کی مروی ہے حسن بصری رحمہ اللہ سے اور کہا اور لوگوں نے کہ کبیرہ گناہ وہ ہے کہ وعید کی ہے اس پر اللہ نے آخرت میں ساتھ آگ کے یا واجب کیا ہے اس میں حد کو دنیا میں اور کہا ابن عبدالسلام نے کہ نہیں واقف ہوا میں واسطے کسی کے علماء سے اوپر ضابطہ کبیرے کے کہ سالم ہو اعتراض سے اور اولیٰ ضبط کرنا اس کا ہے ساتھ تھاون مرتکب اس کے کی ساتھ دین اپنے کے سوائے ان کبیروں کے کہ نص وارد ہوئی ہے بیچ ان کے، میں کہتا ہوں اور یہ ضابطہ خوب ہے اور کہا قرطبی نے کہ راجح یہ ہے کہ ہر گناہ کہ نص کی گئی ہے اس کے بڑے ہونے پر یا عظیم ہونے پر یا وعدہ دیا گیا ہے اس پر ساتھ عقاب کے یا معلق کی گئی ہے اس پر حد یا سخت ہوا ہے انکار اوپر اس کے تو وہ کبیرہ ہے اور بعض کا یہ مذہب ہے کہ جن گناہوں کے کبیرہ ہونے پر نص وارد نہیں ہوئی باوجود ہونے ان کے کبیرہ تو ان کے واسطے کوئی ضابطہ نہیں ہے اور کہا واحدی نے کہ حکمت ان کے پوشیدہ کرنے میں یہ ہے کہ باز رہے آدمی واقع ہونے سے گناہ میں بخوف اس کے کہ ہو کبیرہ مانند پوشیدہ کرنے شب قدر کے اور ساعت جمعہ کے اور اسم اعظم کے اور اکبر الکبائر انہیں گناہوں میں بند نہیں ہیں بلکہ اور گناہوں کے حق میں بھی ثابت ہو چکا ہے کہ وہ اکبر الکبائر ہیں ایک ناحق خون کرنا ہے اور ایک اپنے ہمسائے کی عورت سے زنا کرنا ہے اور ایک جھوٹی قسم کھانا ہے اور ایک مسلمان کی آبرو میں زبان درازی کرنا ہے اور ایک حاجت سے زیادہ پانی سے منع کرنا ہے اور ایک بدگمانی کرنا ہے ساتھ اللہ کے اور کہا ابن دقیق العید نے کہ یہ جو کہا اکبر الکبائر تو اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ بعض گناہ کبیرے ہیں اور بعض اکبر اور مراد شرک سے مطلق کفر ہے اور خاص کرنا اس کا ساتھ ذکر کے واسطے غلبہ کا اس کے کی وجود میں خاص کر عرب کے شہروں میں سو ذکر کیا اس کو واسطے تنبیہ کرنے کے اوپر غیر اس کے کی اقسام کفر سے اور یہ جو فرمایا کہ جھوٹی گواہی تو کہا ابن دقیق العید نے کہ اہتمام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ جھوٹی گواہی کے احتمال ہے کہ اس واسطے ہو کہ وہ آسان تر ہے واقع ہونے میں لوگوں پر اور سستی اس کی اکثر ہے مفسدہ اس کا آسان ہے واقع ہونے میں اس واسطے کہ شرک سے مسلمان نفرت کرتا ہے اور ماں باپ کی نافرمانی سے طبع نفرت کرتی ہے اور بہر حال جھوٹی بات کہنا سو اس کے باعث بہت ہیں سو خوب ہوا اہتمام کرنا ساتھ اس کے اور نہیں ہے یہ تاکید واسطے

بڑے ہونے اس کے بہ نسبت ان گناہوں کے جو اس کے ساتھ مذکور ہیں اور بہر حال عطف شہادت کا قول پر سو لائق ہے کہ ہو تاکید واسطے شہادت کے اور اس کے غیر نے کہا کہ احتمال ہے کہ ہو عطف عام کا خاص پر اس واسطے کہ ہر جھوٹی گواہی جھوٹی بات ہے برخلاف عکس کے اور احتمال ہے کہ قول زور کوئی خاص قسم اس کی ہو اور کہا قرطبی نے کہ شہادت زور وہ گواہی دینا ہے ساتھ جھوٹ کے تاکہ پہنچے ساتھ اس کے طرف باطل کی نفس کے تلف کرنے سے یا مال کے لینے سے یا حلال کے حرام کرنے سے یا حرام کے حلال کرنے سے سو نہیں ہے کوئی چیز کبیرے گناہوں سے کہ زیادہ ہو ضرر اس کا جھوٹی گواہی سے شرک کے بعد۔ (فتح)

٥٥٢٠ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَبَائِرَ أَوْ سُئِلَ عَنِ الْكَبَائِرِ فَقَالَ الشِّرْكُ بِاللّٰهِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَعُقُوقُ الْوَالِدَيْنِ فَقَالَ أَلَا أُنَبِّئُكُمْ بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ قَالَ قَوْلُ الزُّوْرِ أَوْ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ قَالَ شُعْبَةُ وَأَكْثَرُ ظَنِّي أَنَّهُ قَالَ شَهَادَةُ الزُّوْرِ.

٥٥٢٠۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبیرے گناہوں کو ذکر کیا یا کبیرے گناہوں سے پوچھے گئے سو فرمایا کہ اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور ناحق خون کرنا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا پھر فرمایا کہ کیا نہ بتلاؤں میں تم کو کبیرے گناہوں میں جو بڑا گناہ ہے؟ فرمایا جھوٹی بات یا فرمایا جھوٹی گواہی، کہا شعبہ راوی نے کہ اکثر گمان میرا یہ ہے کہ اس نے کہا جھوٹی گواہی۔

فائدہ: اور ظاہر اس حدیث کا یہ ہے کہ اکبر کبائر خاص ہے ساتھ قول زور کے لیکن پہلی روایت جس کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے وہ خبر دیتی ہے کہ چار گناہ جو مذکور ہیں وہ بھی شریک ہیں ساتھ اس کے اور اس حدیث میں اور جو اس سے پہلے ہے مستحب ہونا ہے دوہرانا وعظ کا تین بار تاکہ سمجھ لے اس کو سننے والا اور یہ کہ جائز ہے واسطے واعظ کے جوش کرنا اپنے وعظ میں تاکہ ابلغ ہو بیچ یاد رکھنے کے اور زجر کرنا اس چیز کے فعل سے کہ منع کیا گیا ہے اس سے اور بہت برا ہونا جھوٹی گواہی کا واسطے اس کے کہ مرتب ہوتا ہے اس پر مفاسد سے اگرچہ اس کے مراتب جدا جدا ہیں اور ضابطہ زور کا بیان کرنا چیز کا برخلاف اس کے کہ وہ چیز اس کے ساتھ ہے اور کبھی مضاف ہوتا ہے طرف قول کی سو شامل ہوتا ہے کذب اور باطل کو اور کبھی مضاف ہوتا ہے طرف شہادت کی سو خاص ہوتا ہے ساتھ اس کے اور کبھی مضاف ہوتا ہے طرف فعل کی اور اسی قسم سے ہے لابس ثوبی زور اور اختلاف ہے کہ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ﴾ میں زور سے کیا مراد ہے اور راجح یہ ہے کہ مراد ساتھ اس کے آیت میں باطل ہے اور مراد یہ ہے کہ اس میں

حاضر نہیں ہوتے اور اس میں رغبت دلاتا ہے اوپر کنارہ کشی کے کبیرے گناہوں سے تا کہ حاصل ہو کفارہ صغیرے گناہوں کا ساتھ اس کے جیسا کہ وعدہ دیا ہے اللہ نے۔ (فتح)

بَابُ صِلَةِ الْوَالِدِ الْمُشْرِكِ.

باب ہے بیچ سلوک کرنے کے باپ کافر سے۔

٥٥٢١ ـ حَدَّثَنَا الْحُمَيْدِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ أَخْبَرَنِي أَبِي أَخْبَرَتْنِي أَسْمَآءُ بِنْتُ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَتْ أَتَتْنِي أُمِّي رَاغِبَةً فِي عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آصِلُهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ ابْنُ عُيَيْنَةَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى فِيهَا ﴿لَا يَنْهَاكُمُ اللهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ﴾.

۵۵۲۱۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری مشرک ماں میرے پاس آئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس حال میں کہ رغبت کرنے والی تھی میرے سلوک میں یعنی چاہتی تھی کہ میں اس سے سلوک کروں سو میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اس سے سلوک کروں اور اس کو کچھ دوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! کہا ابن عیینہ نے سو اللہ نے یہ آیت اتاری کہ نہیں منع کرتا تم کو اللہ ان لوگوں سے جو نہیں لڑے تم سے دین میں۔

فائدہ: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مشرک باپ سے سلوک کرنا جائز ہے اور حدیث میں ماں کا ذکر ہے اور باپ ملحق ہے ساتھ اس کے۔ (فتح)

بَابُ صِلَةِ الْمَرْأَةِ أُمَّهَا وَلَهَا زَوْجٌ.

سلوک کرنا عورت کا اپنی ماں سے اور اس کا خاوند ہو۔

وَقَالَ اللَّيْثُ حَدَّثَنِي هِشَامٌ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَسْمَآءَ قَالَتْ قَدِمَتْ أُمِّي وَهِيَ مُشْرِكَةٌ فِي عَهْدِ قُرَيْشٍ وَمُدَّتِهِمْ إِذْ عَاهَدُوا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ ابْنِهَا فَاسْتَفْتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ إِنَّ أُمِّي قَدِمَتْ وَهِيَ رَاغِبَةٌ أَفَأَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِي أُمَّكِ.

اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میری ماں میرے پاس آئی اور حالانکہ وہ مشرک تھی قریش کی صلح کے زمانے میں اور ان کی مدت میں جب کہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد و پیمان کیا تھا اس کے باپ کے ساتھ سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم پوچھا سو کہا کہ بے شک میری ماں آئی اور وہ چاہتی ہے کہ میں اس سے سلوک کروں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں! اپنی ماں سے سلوک کر۔

٥٥٢٢ ـ حَدَّثَنَا يَحْيٰى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُبَيْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا سُفْيَانَ أَخْبَرَهُ أَنَّ هِرَقْلَ أَرْسَلَ إِلَيْهِ فَقَالَ

۵۵۲۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابوسفیان نے اس کو خبر دی کہ ہرقل نے اس کو بلا بھیجا سو کہا یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو حکم کرتے ہیں نماز کا اور صدقہ کرنے کا اور حرام سے بچنے کا اور صلہ رحمی کا۔

يَعْنِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُنَا بِالصَّلَاةِ وَالصَّدَقَةِ وَالْعَفَافِ وَالصِّلَةِ.

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح اول کتاب میں گزر چکی ہے اور مراد اس سے ذکر صلہ کا ہے سو لیا جاتا ہے حکم ترجمہ کا اس کے عموم سے اور بہرحال حدیث اسماء رضی اللہ عنہا کی سو کہا ابن بطال نے کہ فقہ ترجمہ کی اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث سے یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء رضی اللہ عنہا کے واسطے مباح کیا کہ اپنی ماں کے ساتھ سلوک کرے اور نہ شرط کیا اس میں مشورہ اس کے خاوند کا اور اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو جائز رکھتا ہے واسطے عورت کے یہ کہ تصرف کرے اپنے مال میں بغیر اجازت خاوند کے اسی طرح کہا ہے اس نے اور نہیں پوشیدہ ہے کہ قائل ہونا ساتھ اشتراط کے اگر ثابت ہو اس میں کوئی دلیل خاص تو مقدم کی جائے گی اس چیز پر کہ دلالت کرتی ہے اس پر عدم تقیید اسماء رضی اللہ عنہا کی حدیث میں۔ (فتح)

بَابُ صِلَةِ الْأَخِ الْمُشْرِكِ. سلوک کرنا مشرک بھائی سے۔

٥٥٢٣ - حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ دِيْنَارٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا يَقُوْلُ رَاٰى عُمَرُ حُلَّةَ سِيَرَآءَ تُبَاعُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ابْتَعْ هٰذِهٖ وَالْبَسْهَا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَإِذَا جَآئَكَ الْوُفُوْدُ قَالَ إِنَّمَا يَلْبَسُ هٰذِهٖ مَنْ لَّا خَلَاقَ لَهٗ فَأُتِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهَا بِحُلَلٍ فَأَرْسَلَ إِلٰى عُمَرَ بِحُلَّةٍ فَقَالَ كَيْفَ أَلْبَسُهَا وَقَدْ قُلْتَ فِيْهَا مَا قُلْتَ قَالَ إِنِّيْ لَمْ أُعْطِكَهَا لِتَلْبَسَهَا وَلٰكِنْ تَبِيْعُهَا أَوْ تَكْسُوْهَا فَأَرْسَلَ بِهَا عُمَرُ إِلٰى أَخٍ لَّهٗ مِنْ أَهْلِ مَكَّةَ قَبْلَ أَنْ يُّسْلِمَ.

٥٥٢٣۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ریشمی جوڑا دیکھا جو بیچا جاتا تھا سو کہا یا حضرت! آپ اس کو خریدیں اور جمعہ کے دن پہنا کریں اور جب آپ کے پاس ایلچی آئیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو تو وہی پہنتا ہے جو بے نصیب ہو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ریشمی جوڑے لائے گئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جوڑا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس کو کس طرح پہنوں اور البتہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے حق میں کہا جو کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تجھ کو وہ جوڑا اس واسطے نہیں دیا تا کہ تو اس کو پہنے لیکن تا کہ تو اس کو بیچ ڈالے یا پہنا دے سو بھیجا اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے بھائی کی طرف اہل مکہ میں سے پہلے اس سے کہ مسلمان ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے اس سے معلوم ہوا کہ کافر بھائی کے ساتھ سلوک کرنا جائز ہے۔

بَابُ فَضْلِ صِلَةِ الرَّحِمِ. باب ہے بیچ بیان فضیلت سلوک کرنے کے برادری سے

فائدہ: رحم بولا جاتا ہے قرابتیوں پر اور وہ شخص وہ ہے کہ اس کے اور دوسرے کے درمیان رشتہ ہو برابر ہے کہ اس کا وارث ہو یا نہ ہو اور برابر ہے کہ محرم ہو یا نہ ہو اور بعض نے کہا کہ وہ محرم لوگ ہیں اور راجح پہلی بات ہے کہ عام ہے

کہ کوئی خاص رشتہ دار مراد نہیں ہے اس واسطے کہ دوسرا قول مستلزم ہے اس کو کہ خارج ہو اس سے اولاد چچوں اور ماموں کی ذوی الارحام سے اور حالانکہ اس طرح نہیں۔ (فتح)

۵۵۲۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِي ابْنُ عُثْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزُ بْنُ أَسَدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا ابْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَوْهَبٍ وَأَبُوهُ عُثْمَانُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُمَا سَمِعَا مُوسَى بْنَ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ فَقَالَ الْقَوْمُ مَا لَهُ مَا لَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَبٌ مَا لَهُ. فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِي الزَّكَاةَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ ذَرْهَا قَالَ كَأَنَّهُ كَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ.

۵۵۲۴۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرد نے کہا یا حضرت! مجھ کو ایسا عمل بتلایئے جو مجھ کو بہشت میں داخل کرے تو لوگوں نے کہا کہ کیا ہے واسطے اس کے کیا ہے واسطے اس کے؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو حاجت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اللہ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائے اور نماز کو قائم رکھے اور زکوۃ کو ادا کرے اور برادری سے سلوک کرے چھوڑ مہار اونٹ کی کہا مؤلف نے اور شاید وہ اپنی اونٹنی پر سوار تھا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اونٹنی پر سوار تھے اور اس نے اس کی مہار پکڑی تھی۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ إِثْمِ الْقَاطِعِ.

باب ہے بیچ بیان اس شخص کے جو برادری سے کاٹے۔

۵۵۲۵ ۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ إِنَّ جُبَيْرَ بْنَ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ.

۵۵۲۵۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ بہشت میں نہ جائے گا برادری کاٹنے والا یعنی جو برادری اور رشتہ داروں سے احسان اور سلوک نہ کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ نہیں داخل ہوگا بہشت میں جو ہمیشہ شراب کے نشہ میں مست رہے اور نہ جادو کو سچا جاننے والا اور نہ برادری سے توڑنے والا روایت کیا ہے اس کو ابن حبان نے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر جمعرات کی شام کو بندوں کے عمل اللہ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں سو نہیں قبول کیا جاتا عمل اس کا جو برادری سے توڑے روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں۔ (فتح)

بَابُ مَنْ بُسِطَ لَهُ فِي الرِّزْقِ بِصِلَةِ الرَّحِمِ.

جس کی روزی کشادہ ہو واسطے سلوک کرنے کے برادری سے یعنی بسبب سلوک کرنے اس کے برادری سے۔

٥٥٢٦ ـ حَدَّثَنِيْ إِبْرَاهِيْمُ بْنُ الْمُنْذِرِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَعْنٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ أَبِيْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ سَرَّهُ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهِ وَأَنْ يُنْسَأَ لَهُ فِيْ أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

٥٥٢٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ جس کو خوش لگے یہ بات کہ اس کی روزی کشادہ ہو اور اس کی زندگی بڑھائی جائے تو چاہیے کہ اپنی برادری سے سلوک کرے۔

فائدہ: ایک روایت میں ہے کہ برادری سے سلوک کرنا اور حسن خلق ملک کو آباد کرتے ہیں اور عمر کو زیادہ کرتے ہیں کہا ابن تین نے کہ ظاہر اس حدیث کا معارض ہے اس آیت کو ﴿فَإِذَا جَآءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ یعنی جب ان کی موت آئے تو نہ ایک گھڑی پیچھے ہوتے ہیں اور نہ آگے اور تطبیق ان دونوں کے درمیان دو وجہ سے ہے ایک یہ کہ یہ زیادتی کنایت ہے برکت سے عمر میں یعنی اس کی عمر میں برکت ہوتی ہے بسبب توفیق بندگی کے اور معمور ہونے اس کے وقت کے ساتھ اس چیز کے کہ فائدہ دے اس کو آخرت میں اور نگاہ رکھنے اس کے کہ ضائع کرنے اس کے سے اس کے غیر میں اور اس کا حاصل یہ ہے کہ صلہ رحم کا ہوتا ہے سبب واسطے توفیق بندگی کے اور بچانے اس کے گناہ سے سو مرنے کے بعد نیک نام رہتا ہے تو جیسے کہ وہ نہیں مرا اور منجملہ اس کے کہ حاصل ہوتی ہے واسطے اس کے توفیق سے علم ہے کہ نفع اٹھایا جائے اس کے ساتھ اس کے بعد اور صدقہ جاری اور فرزند نیک دوسرے یہ کہ زیادتی اپنی حقیقت پر ہے اور یہ بہ نسبت علم اس فرشتے کے ہے کہ مؤکل ہے ساتھ عمر کے اور بہر حال پہلی عمر جس پر آیت دلالت کرتی ہے سو بہ نسبت علم الٰہی کے ہے جیسے مثلاً فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ فلانے کی عمر مثلاً سو برس ہے اگر برادری سے سلوک کرے اور ساٹھ برس ہے اگر برادری سے توڑے اور البتہ علم الٰہی میں پہلے یہ بات ٹھہر چکی ہے کہ وہ جوڑے گا یا توڑے گا سو جو علم الٰہی میں ہے وہ ایک گھڑی آگے پیچھے نہیں ہوتا اور جو فرشتے کے علم میں ہے وہی ہے کہ ممکن ہے اس میں کمی بیشی اور پہلے کا نام قضا مبرم ہے اور دوسرے کا نام قضاء معلق اور وجہ اول لائق تر ساتھ لفظ حدیث

باب کے کہ مراد یہ ہے کہ آدمی مرنے کے بعد نیک نام رہتا ہے اور حاصل ہوتی ہے اس کے واسطے یہ سبب اس کے توفیق اس عمل کی کہ اس کے مرنے کے بعد اس کا ثواب اس کے حق میں جاری ہے مانند علم نافع کی اور صدقہ جاری کی اور نیک اولاد کی اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اس کی عقل اور اس کی فہم میں کوئی آفت نہیں پہنچتی اس کے حواس قائم رہتے ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ اس کی ہر چیز میں برکت ہوتی ہے۔ (فتح)

٥٥٢٧ ـ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ فِيْ رِزْقِهِ وَيُنْسَأَ لَهُ فِيْ أَثَرِهِ فَلْيَصِلْ رَحِمَهُ.

۵۵۲۷۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو چاہے کہ اس کی روزی کشادہ اور اس کی عمر بڑھائی جائے تو چاہیے کہ اپنی برادری سے جوڑے۔

بَابُ مَنْ وَصَلَ وَصَلَهُ اللّٰهُ.

جو جوڑے اللہ اس سے جوڑتا ہے یعنی جو اپنی برادری سے جوڑتا ہے۔

٥٥٢٨ ـ حَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ أَخْبَرَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ مُزَرِّدٍ قَالَ سَمِعْتُ عَمِّيْ سَعِيْدَ بْنَ يَسَارٍ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتّٰى إِذَا فَرَغَ مِنْ خَلْقِهِ قَالَتِ الرَّحِمُ هٰذَا مَقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ قَالَ نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلٰى يَا رَبِّ قَالَ فَهُوَ لَكِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا أَرْحَامَكُمْ﴾.

۵۵۲۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ نے خلقت کو پیدا کیا پھر جب ان کے پیدا کرنے سے فراغت پائی تو آدمیوں کا ناتہ اور رشتہ اللہ کے سامنے کھڑا ہو کر عرض کرنے لگا کہ یہ مقام اس کا ہے جو قطع برادری سے پناہ اور فریاد چاہے یعنی یہ میں تیری بارگاہ میں کھڑا ہو کر عرض کرتا ہوں کہ کوئی برادری نہ توڑے اللہ نے فرمایا ہاں کیا تو اس بات سے راضی نہیں کہ میں اس سے جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور اس سے توڑوں جو تجھ سے توڑے تو رشتے نے کہا کہ کیوں نہیں! اب راضی ہوں اے میرے رب فرمایا سو یہ حکم تیرے واسطے ہے ہمیشہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چاہو تو میری بات کی سند قرآن سے پڑھ لو اللہ منافقوں سے فرماتا ہے کہ اگر تم حاکم ہو تو زمین میں فساد کرو اور برادری سے توڑ ڈالو۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ جب اللہ خلقت کے پیدا کرنے سے فارغ ہوا تو فارغ ہونے کے معنی پہلے گزر چکے ہیں اور کہا ابن ابی جمرہ نے احتمال ہے کہ ہو مراد ساتھ خلق کے تمام مخلوقات اور احتمال ہے کہ مراد ساتھ اس کے مکلف لوگ ہوں اور یہ قول احتمال رکھتا ہے کہ ہو بعد پیدا کرنے زمین آسمان کے اور ظاہر کرنے اس کے وجود میں اور احتمال ہے کہ ہو بعد پیدا کرنے اس کے بطور لکھنے کے لوح محفوظ میں اور نہ ظاہر ہوا ہو وجود میں ابھی مگر لوح اور قلم اور احتمال ہے کہ ہو بعد پیدا کرنے ارواح بنی آدم کے وقت قول اپنے کے ﴿أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ﴾ جب نکالا ان کو آدم علیہ السلام کی پشت سے مثل چیونٹیوں کی اور یہ جو کہا کہ کھڑا ہوا ناتہ تو کہا ابن ابی جمرہ نے احتمال ہے کہ یہ گفتگو ناتے کی زبان حال سے ہو اور احتمال ہے کہ ہو زبان مقال سے یہ دونوں قول مشہور ہیں اور بنا بر دوسرے قول کے کیا کلام کرتا ہے ناتہ جیسا کہ ہے یا پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ واسطے اس کے وقت کلام کرنے اس کے زندگی اور عقل اور پہلی بات راجح تر ہے واسطے صلاحیت قدرت عامہ کے اس کے واسطے اور اس کے واسطے کہ پہلے دونوں احتمال میں خاص کرنا عموم لفظ قرآن اور حدیث کا بغیر دلیل کے اور واسطے اس کے کہ لازم آتا ہے اس سے بند کرنا قادر کی قدرت کا جس کو کوئی چیز بند نہیں کرتی اور حمل کیا ہے اس کو عیاض نے مجاز پر اور یہ کہ بیان کرنا ایک مثال کا ہے اور احتمال ہے کہ جس کی طرف یہ قول منسوب ہے فرشتہ ہو جو ناتے کی زبان سے کلام کرے اور یہ جو فرمایا کہ میں جوڑوں جو تجھ سے جوڑے اور توڑوں جو تجھ سے توڑے تو کہا ابن ابی جمرہ نے کہ مراد اللہ کے جوڑنے سے یہ ہے کہ وہ اس پر بڑا احسان کرتا ہے اس واسطے کہ وصل سے مراد ہے قرب اور یہ معنی اللہ کے حق میں محال ہیں اور اسی طرح قول ہے توڑنے میں کہ مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ اللہ اس پر احسان نہیں کرتا اور اس کو احسان سے محروم رکھتا ہے اور مقصود اس کلام سے یہ ہے کہ ناتے کے جوڑنے اور برادری سے احسان کرنے کی نہایت بڑی تاکید ہے اور یہ کہ اللہ نے اس کو اتارا ہے بجائے اس کے جو اللہ سے پناہ چاہے اور اللہ اس کو پناہ دے اور اپنی حمایت میں داخل کرے اور جب اس طرح ہو تو جو اللہ کی پناہ میں ہو اس کو ذلیل کرنا جائز نہیں۔ (فتح)

٥٥٢٩ ـ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ دِيْنَارٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرَّحِمَ شُجْنَةٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللهُ مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهُ.

٥٥٢٩۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم کا لفظ رحمٰن کے لفظ سے نکلا ہے یعنی جو لفظ رحم میں ہے وہی رحمٰن میں ہے یعنی اور اس نے کہا کہ یہ مقام ہے اس کا جو برادری کے توڑنے سے فریاد چاہے سو اللہ نے فرمایا کہ جو تجھ سے جوڑے میں اس سے جوڑوں اور جو تجھ سے توڑے میں اس سے توڑوں۔

فائدہ: اور اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اثر ہے آثار رحمت سے ملا ہوا ہے ساتھ اس کے مثل قینچی کے سو جو اس سے

توڑے وہ اللہ کی رحمت سے دور پڑا اور کہا اسماعیلی نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ مشتق ہے اسم رحم کا رحمٰن کے نام سے سو اس کے اس کے ساتھ علاقہ ہے اور اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ اللہ کی ذات میں سے ہے اللہ بلند ہے اس سے کہا قرطبی نے کہ رحم جس کے جوڑنے کا حکم ہے وہ دو قسم پر ہے ایک عام ہے اور ایک خاص سو عام رحم دین کا ہے اور واجب ہے جوڑنا اس کا ساتھ باہم دوستی رکھنے کے اور خیر خواہی کرنے کے اور عدل اور انصاف کرنے کے اور قائم ہونے ساتھ حقوق واجبہ اور مستحبہ کے اور بہر حال رحم خاص سو زیادہ ہوتا ہے نفقہ اوپر قریب کے اور خبر گیری کرنا ان کے احوال کی اور غفلت کرنا ان کی لغزشوں سے اور جدا جدا ہیں مراتب استحقاق ان کے بیچ اس کے جیسا کہ حدیث میں ہے **الاقرب فالاقرب** کہا ابن جمرہ نے کہ صلہ رحم کا ہوتا ہے ساتھ مال کے اور مدد کرنے کے حاجت پر اور ساتھ دفع کرنے ضرر کے اس سے اور ساتھ کشادہ پیشانی کے اور ساتھ دعا کے اور معنی جامع اس کے پہنچانا اس چیز کا ہے کہ ممکن ہو خیر سے اور دفع کرنا اس چیز کا کہ ممکن ہو شر سے موافق طاقت کے اور یہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ بدستور رہتا ہے جب کہ رشتہ دار اہل استقامت ہوں سو اگر کافر ہو فاجر ہوں تو ان سے اللہ کے واسطے توڑنا بھی ان کا جوڑنا ہے بشرط صرف کرنے کوشش کے ان کے وعظ میں پھر خبردار کرنا ان کا جب کہ اصرار کریں کہ یہ بسبب خلاف کرنے اس کے ہے حق سے اور نہیں ساقط ہوتا ہے باوجود اس کے صلہ کرنا ان کا ساتھ دعا کے پس پشت ان کی یہ کہ پھریں سیدھی راہ کی طرف۔ (فتح)

۵۵۳۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ مَرْيَمَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِيْ مُزَرِّدٍ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ رُوْمَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الرَّحِمُ شِجْنَةٌ فَمَنْ وَصَلَهَا وَصَلْتُهُ وَمَنْ قَطَعَهَا قَطَعْتُهُ.

۵۵۳۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم مشتق ہے رحمٰن سے سو جو اس کو جوڑے میں اس کو جوڑوں اور جو اس کو توڑے میں اس کو توڑوں۔

فائدہ: اور ان تین حدیثوں میں تعظیم امر رحم کی ہے اور یہ کہ جوڑنا اس کا مستحب ہے اس میں رغبت دلائی گئی ہے اور یہ کہ اس کا توڑنا کبیرے گناہوں سے ہے واسطے وارد ہونے وعید شدید کے بیچ اس کے اور استدلال کیا گیا ہے ساتھ اس کے اس پر کہ اللہ کے نام توفیقی ہیں یعنی ان میں قیاس کو دخل نہیں ہے اور اوپر راجح ہونے اس قول کے کہ مراد ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ﴾ نام سب چیزوں کے ہیں برابر ہیں کہ ذاتوں سے ہوں یا صفات سے، واللہ اعلم۔ (فتح)

بَابُ تُبَلُّ الرَّحِمُ بِبَلَالِهَا.

ترکیا جائے ناتے کو اس کی تراوت سے یا تر کرے مکلف ناتے کو اس کی تراوٹ سے۔

۵۵۳۱ ـ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ أَنَّ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ يَقُولُ إِنَّ آلَ أَبِي قَالَ عَمْرٌو فِي كِتَابِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ بَيَاضٌ لَيْسُوا بِأَوْلِيَائِي إِنَّمَا وَلِيِّيَ اللَّهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِينَ زَادَ عَنْبَسَةُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ عَنْ بَيَانٍ عَنْ قَيْسٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ لَهُمْ رَحِمٌ أَبُلُّهَا بِبَلَاهَا يَعْنِي أَصِلُهَا بِصِلَتِهَا قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ بِبَلَاهَا كَذَا وَقَعَ وَبِبَلَالِهَا أَجْوَدُ وَأَصَحُّ وَبِبَلَاهَا لَا أَعْرِفُ لَهُ وَجْهًا.

۵۵۳۱۔ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کھلے نہ چھپے فرماتے تھے (خبردار ہو) کہ ابی فلاں کی اولاد میری دوست اور مددگار نہیں میرا مددگار تو اللہ ہے اور مسلمانوں میں جو نیک ہے۔ زیادہ کیا ہے عنبسہ نے بیان سے اس نے روایت کی قیس سے اس نے عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا لیکن ان کو میرے ساتھ قرابت ہے میں اس کو تروتازہ کرتا رہوں گا یعنی برادری کا حق ادا کروں گا۔

فائدہ: یہ جو فرمایا چھپے یعنی تھا سموع بیچ حالت جہر کے اور قول اس کا کہا عمرو نے یعنی اور کہا عمرو نے کہ محمد بن جعفر کی کتاب میں بیاض یعنی فلاں کے لفظ اس میں نہیں بلکہ اس میں اس کی جگہ سفیدی چھوڑی گئی ہے اور بعض روایتوں میں فلاں کے لفظ واقع ہوئے ہیں اور کہا بعض نے کہ مراد ابی فلاں سے حکم بن ابی عاص ہے اور بعض نے کہا کہ آل ابی طالب مراد ہے اور بعض نے کچھ اور کہا ابن تین نے کہ حذف کیا نام کو تا کہ نہ ایذا پائیں مسلمان لوگ ساتھ اس کے اپنے بیٹوں سے اور یہ جو کہا کہ میرے دوست نہیں تو مراد ساتھ اس نفی کے وہ شخص ہے جو نہ مسلمان ہوا ان سے یعنی اطلاق کل کا ہے اور ارادہ بعض کا اور منفی اس پر مجموع ہے نہ جمیع اور کہا خطابی نے کہ مراد ولایت اور اختصاص کی ہے نہ ولایت دین کی اور راجح اول معنی ہیں اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ معنی حدیث کے یہ ہیں کہ میرا دوست وہ ہے جو نیک ہو اگرچہ رشتہ میں مجھ سے بعید ہو اور نہیں مددگار میرا وہ شخص جو نیک نہ ہو اگرچہ رشتہ میں مجھ سے قریب ہو اور کہا قرطبی نے فائدہ حدیث کا یہ ہے کہ مسلمان اور کافر کے درمیان دینی دوستی نہیں ہے اگرچہ قریبی رشتہ ہو اور کہا ابن بطال نے

کہ واجب کیا ہے اس حدیث میں دوستی کو ساتھ دین کے اور نفی کے اس کے قرابت والوں سے اگر نہ ہوں اہل دین سے سو دلالت کی اس نے کہ نسب محتاج ہے طرف اس روایت کے کہ قطع ہو ساتھ اس کے باہم وارث ہونا درمیان دو رشتہ داروں کے اور یہ کہ قرابت والے اگر ایک دین پر نہ ہوں تو نہیں ہوتا ہے درمیان ان کے باہم وارث ہونا اور نہ ولایت اور مستفاد ہوتا ہے اس سے کہ جس قرابت کے جوڑنے کا حکم ہے اور جس کے توڑنے پر عذاب کا وعدہ دیا گیا ہے وہ وہی ہے کہ مشروع ہے واسطے اس کے یہ اور بہرحال جو توڑے اس کو بسبب دین کے تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے اور نہیں ملحق ہے ساتھ وعید کے جو اس کو توڑے اس واسطے کہ قطع کیا ہے اس نے اس سے جس سے اس کو اللہ نے توڑنے کا حکم دیا لیکن اگر سلوک کرے ساتھ اس کے ساتھ اس چیز کے کہ مباح کیا گیا ہے واسطے اس کے امر دنیا سے تو ہوگا فضل جیسے کہ دعا کی حضرت ﷺ نے واسطے قریش کے اس کے بعد کہ انہوں نے حضرت ﷺ کو جھٹلایا اور حضرت ﷺ نے ان پر قحط کے ساتھ بد دعا کی پھر انہوں نے حضرت ﷺ سے سفارش چاہی حضرت ﷺ نے ان کے واسطے دعا کی میں کہتا ہوں اور اس کی کلام میں دو جگہ پر تعقب ہے ایک یہ کہ مشارک ہے اس کو بیچ اس کے کلام اس کے غیر کا اور وہ قصر کرنا اس کا نفی کو ہے اس شخص پر کہ نہیں ہے دین پر یعنی حضرت ﷺ کی دوستی کی نفی بند ہے اس شخص پر جو بے دین ہو اور ظاہر حدیث کا یہ ہے کہ جو دین کے عملوں میں نیک نہ ہو وہ بھی نفی میں داخل ہے واسطے قید کرنے حضرت ﷺ کے ولایت کو ساتھ قول اپنے کے اور جو مسلمانوں میں نیک ہے اور دوسرا تعقب یہ ہے کہ سلوک کرنا ساتھ کافر کے لائق ہے قید کرنا اس کا ساتھ اس کے جب کہ ناامید ہو واسطے رجوع کرنے اس کے کی کفر سے یا امیدوار ہو کہ اس کی پشت سے مسلمان پیدا ہو جیسا کہ اس صورت میں ہے کہ استدلال کیا ہے اس نے ساتھ اس کے اور وہ دعا کرنا حضرت ﷺ کا ہے واسطے قریش کے ساتھ ارزانی کے سو محتاج ہے جو رخصت لے بیچ صلہ رحمی کافر کے یہ کہ قصد کرے طرف کسی چیز کی اس سے اور بہرحال جو شخص کہ دین پر ہو لیکن عملوں میں مثلاً قصور کرنے والا ہو تو نہیں شریک ہے اس کو کافر بیچ اس کے اور واقع ہوا ہے شرح مشکوٰۃ میں کہ معنی یہ ہیں کہ میں نہیں دوست رکھتا کسی کو ساتھ قرابت کے لیکن میں دوست رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ کو واسطے اس چیز کے کہ اس کے واسطے ہے حق واجب سے بندوں پر اور میں دوست رکھتا ہوں نیک مسلمانوں کو محض واسطے اللہ کے اور میں دوست رکھتا ہوں جس کو دوست رکھتا ہوں ساتھ ایمان اور نیکوکاری کے برابر ہے کہ ذی رحم ہو یا نہ ہو لیکن میں رعایت کرتا ہوں واسطے ذی رحم کے ان کے حق کے ساتھ سلوک کرنے کے اور مراد صالح المؤمنین سے پیغمبر لوگ ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد اصحاب ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد بہتر مسلمان ہیں اور بعض نے کہا کہ مراد ساتھ اس کے خاص حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں سو اگر ثابت ہو تو اس میں دفع کرنا ہے وہم اس شخص کے کا جو گمان کرتا ہے کہ حدیث میں نقص ہے علی رضی اللہ عنہ پر اور ہوگا منفی ابو طالب اور جو مر گیا اس کی آل سے کفر

کی حالت میں اور مثبت وہ لوگ ہیں جو ان میں سے ایمان دار ہیں اور بہر حال عمرو بن عاص اگرچہ اس کے اور علی رضی اللہ عنہ کے درمیان تھا جو تھا لیکن اللہ کی پناہ کہ وہ متہم ہو اور واسطے حدیث کے محمل صحیح ہے نہیں مستلزم ہے نقص کو ان لوگوں پر جو ابو طالب کی اولاد میں مسلمان ہیں اور وہ یہ کہ مراد ساتھ نفی کے مجموع ہے جس میں مسلمان اور کافر داخل ہیں نہ تمام کما تقدم اور احتمال ہے کہ مراد ابو طالب کی اولاد سے خود ابو طالب ہو۔ (فتح) کہا ابو عبداللہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی طرح واقع ہوا ہے ببلائھا اور اجود اور صحیح تر ببلالھا ہے اور یہ جو ببلائھا آیا ہے تو میں اس کی کوئی وجہ نہیں پہچانتا اور یہ جو کہا کہ میں اس کو تر و تازہ کروں گا یعنی برادری کا حق ادا کروں گا۔ (فتح)

بَابٌ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ. نہیں جوڑنے والا برادری سے جو احسان کے عوض احسان کرے۔

٥٥٣٢ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْأَعْمَشِ وَالْحَسَنِ بْنِ عَمْرٍو وَفِطْرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ سُفْيَانُ لَمْ يَرْفَعْهُ الْأَعْمَشُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفَعَهُ حَسَنٌ وَفِطْرٌ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ وَلٰكِنَّ الْوَاصِلُ الَّذِي إِذَا قُطِعَتْ رَحِمُهُ وَصَلَهَا.

٥٥٣٢۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں برادری کا حق ادا کرنے والا وہ شخص جو احسان کے عوض احسان کرے لیکن برادری کا حق ادا کرنے والا وہ ہے کہ جب کوئی اس سے برادری توڑے تو وہ اس سے جوڑے۔

فائدہ: مکافی یعنی جو اپنے غیر کو دے مثل اس کی کہ وہ غیر اس کو دے اور عبدالرزاق نے عمر رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کی۔ ہے کہ برادری کا حق ادا کرنا یہ نہیں کہ تو جوڑے جو تجھ سے جوڑے یہ بدلہ ہے لیکن برادری کا حق ادا کرنا یہ ہے کہ تو جوڑے جو تجھ سے توڑے کہا طیبی نے کہ نہیں حقیقت برادری کے حق ادا کرنے والے کی اور جو اعتبار کیا جائے ساتھ صلہ اس کے کی جو اپنے ساتھی پر احسان کا بدلہ احسان کرے لیکن جو اپنے ساتھی پر انعام کرے اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ مراد ساتھ واصل کے اس حدیث میں کامل ہے اس واسطے کہ احسان کا بدلہ احسان کرنا بھی قسم ہے برادری کے حق ادا کرنے سے برخلاف اس کے کہ جب کوئی قرابتی اپنے قرابتی سے احسان کرے تو دوسرا اس کے عوض اس کے ساتھ احسان نہ کرے اس لیے کہ اس میں قطع کرنا ہے برادری سے ساتھ اعراض کرنے اس کے کی اس سے اور میں کہتا ہوں کہ نہیں لازم آتا نفی وصل سے ثبوت قطع کا سو اس کے تین درجے ہیں مواصل اور مکافی اور قاطع یعنی جوڑنے والا اور احسان کے عوض احسان کرنے والا اور توڑنے والا سو واصل تو وہ ہے کہ جو احسان

کرے اور نہ احسان کیا جائے اوپر اس کے اور مکافی وہ ہے کہ جتنا لے اتنا دے زیادہ نہ دے اور قاطع وہ ہے کہ اس پر احسان کیا جائے اور وہ احسان نہ کرے اور جس طرح کہ واقع ہوتی ہے مکافات ساتھ جوڑنے کے دونوں کی طرف سے اسی طرح واقع ہوتی ہے قطعیت دونوں جانب سے سو جو پہلے احسان کرے وہی ہے برادری کا حق ادا کرنے والا اور جوڑنے والا پھر اگر اس کا بدلہ دیا جائے تو نام رکھا جاتا ہے بدلہ دینے والا کا مکافی۔ (فتح)

بَابُ مَنْ وَصَلَ رَحِمَهُ فِي الشِّرْكِ ثُمَّ أَسْلَمَ.

جو شرک کی حالت میں اپنی برادری کے ساتھ سلوک اور احسان کرے پھر اسلام لائے۔

فائدہ: یعنی کیا اس کے واسطے ثواب ہوتا ہے یا نہیں اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ نہیں جزم کیا بخاری رحمہ اللہ نے ساتھ حکم کے واسطے وجود اختلاف کے بیچ اس کے اور اس کی بحث کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔ (فتح)

٥٥٣٣ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ حَكِيمَ بْنَ حِزَامٍ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ أُمُورًا كُنْتُ أَتَحَنَّثُ بِهَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ مِنْ صِلَةٍ وَعَتَاقَةٍ وَصَدَقَةٍ هَلْ لِي فِيهَا مِنْ أَجْرٍ قَالَ حَكِيمٌ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَسْلَمْتَ عَلٰى مَا سَلَفَ مِنْ خَيْرٍ وَيُقَالُ أَيْضًا عَنْ أَبِي الْيَمَانِ أَتَحَنَّتُ وَقَالَ مَعْمَرٌ وَصَالِحٌ وَابْنُ الْمُسَافِرِ أَتَحَنَّثُ وَقَالَ ابْنُ إِسْحَاقَ التَّحَنُّثُ التَّبَرُّرُ وَتَابَعَهُمْ هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ.

٥٥٣٣۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! بھلا بتلاؤ تو حکم ان کاموں کا جن کے ساتھ کفر کی حالت میں میں عبادت کیا کرتا تھا یعنی جو نیکیاں میں نے حالت کفر میں کی ہیں جیسے برادری سے احسان کرنا، آزاد کرنا خیرات کرنا کیا ان کا بھی مجھ کو ثواب ملے گا؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو مسلمان ہوا اس نیکی پر جو تجھ سے پہلے ہوئی اور کہا بخاری رحمہ اللہ نے کہ اتحنث کے لفظ دونوں طور سے آئے ہیں ت کے ساتھ بھی اور ث کے ساتھ بھی اور اس کے معنی ہیں عبادت کرنا۔

بَابُ مَنْ تَرَكَ صَبِيَّةَ غَيْرِهِ حَتّٰى تَلْعَبَ بِهِ أَوْ قَبَّلَهَا أَوْ مَازَحَهَا.

جو چھوڑے غیر کی لڑکی کو تا کہ اس کے ساتھ کھیلے یعنی ساتھ بعض بدن اس کے یا اس کا بوسہ لے یا اس کے ساتھ مزاح کرے۔

فائدہ: کہا ابن تین نے کہ نہیں حدیث میں جو باب میں مذکور ہے ذکر بوسہ لینے کا سو احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس کو اپنے بدن کے ساتھ چھونے سے منع نہ کیا تو ہو گیا مانند بوسہ لینے کے اور طرف اس کی اشارہ کیا ہے ابن بطال نے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ ذکر مزاح کا بعد تقبیل کے ذکر عام کا ہے بعد خاص کے اور سوائے اس کے کچھ

نہیں کہ مزاح ساتھ قول اور فعل کے ساتھ چھوٹی لڑکی کے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ قصد کیا جاتا ہے ساتھ اس کے دل لگی کا اور بوسہ لینا بھی منجملہ اس کے ہے۔ (فتح)

٥٥٣٤ ـ حَدَّثَنَا حِبَّانُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ عَنْ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أُمِّ خَالِدٍ بِنْتِ خَالِدِ بْنِ سَعِيْدٍ قَالَتْ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَبِيْ وَعَلَيَّ قَمِيْصٌ أَصْفَرُ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَنَهْ سَنَهْ قَالَ عَبْدُ اللهِ وَهِيَ بِالْحَبَشِيَّةِ حَسَنَةٌ قَالَتْ فَذَهَبْتُ أَلْعَبُ بِخَاتَمِ النُّبُوَّةِ فَزَبَرَنِيْ أَبِيْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهَا ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ ثُمَّ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ ثُمَّ أَبْلِيْ وَأَخْلِقِيْ قَالَ عَبْدُ اللهِ فَبَقِيَتْ حَتّٰى ذَكَرَ يَعْنِيْ مِنْ بَقَآئِهَا.

۵۵۳۴۔ حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور مجھ پر زرد کرتہ تھا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خوب خوب ، کہا ابو عبداللہ بخاری رحمہ اللہ نے کہ سنہ کے معنی ہیں حبش کی زبان میں خوب اس نے کہا سو میں مہر نبوت سے کھیلنے لگی تو میرے باپ نے مجھ کو جھڑکا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ اس کو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کرے تو کپڑے پہن کر پرانے کرے اللہ کرے تو کپڑے پہن کر پرانے کرے اللہ کرے تو کپڑے پہن کر پرانے کرے اور پھاڑے تین بار فرمایا یعنی تیری زندگی دراز ہو سو وہ زندہ رہی یہاں تک کہ ذکر کیا راوی نے زمانہ دراز۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح پہلے گزر چکی ہے۔

بَابُ رَحْمَةِ الْوَلَدِ وَتَقْبِيْلِهٖ وَمُعَانَقَتِهٖ.

رحم کرنا ساتھ لڑکے کے اور بوسہ لینا اور گلے لگانا اس کو۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ جائز ہے بوسہ لینا چھوٹے لڑکے کا اس کے ہر عضو میں اور اسی طرح بڑے کا نزدیک اکثر علماء کے جب تک کہ ستر نہ ہو اور پہلے گزر چکا ہے فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کا بوسہ لیتے تھے اور اسی طرح ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی اپنی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا کا بوسہ لیتے تھے۔ (فتح)

وَقَالَ ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَخَذَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِبْرَاهِيْمَ فَقَبَّلَهٗ وَشَمَّهٗ.

اور کہا ثابت نے انس رضی اللہ عنہ سے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ابراہیم رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کو لیا سو اس کو چوما اور سونگھا۔

٥٥٣٥ ـ حَدَّثَنَا مُوْسَى بْنُ إِسْمَاعِيْلَ حَدَّثَنَا مَهْدِيٌّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ يَعْقُوْبَ عَنِ ابْنِ أَبِيْ نُعْمٍ قَالَ كُنْتُ شَاهِدًا لِابْنِ عُمَرَ وَسَأَلَهٗ

۵۵۳۵۔ حضرت ابن ابی نعم سے روایت ہے کہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس حاضر تھا اور ایک مرد نے ان سے مچھر کے مارنے کا حکم پوچھا یعنی حالت احرام میں کہ کیا اس پر اس کا

رَجُلٌ عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ فَقَالَ مِمَّنْ أَنْتَ فَقَالَ مِنْ أَهْلِ الْعِرَاقِ قَالَ انْظُرُوْا إِلَى هٰذَا يَسْأَلُنِي عَنْ دَمِ الْبَعُوضِ وَقَدْ قَتَلُوا ابْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ هُمَا رَيْحَانَتَايَ مِنَ الدُّنْيَا.

کفارہ آتا ہے یا نہیں؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا کہ تو کن لوگوں میں سے ہے؟ اس نے کہا عراق والوں سے کہا اس کو دیکھو مجھ سے مچھر کے خون کا حکم پوچھتا ہے اور حالانکہ انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو قتل کیا اور میں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے کہ وہ دونوں میرے خوشبو دار پھول ہیں دنیا سے۔

فائدہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے کو یعنی حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو قتل کیا اور مراد ساتھ ریحان کے اس جگہ رزق ہے یعنی وہ اللہ کے رزق سے ہیں جو اللہ نے مجھ کو روزی دی اور احتمال ہے کہ مراد ریحان سے مشموم ہے یعنی پھول سونگھا گیا اور معنی اس کے یہ ہیں کہ وہ دونوں اس چیز سے ہیں کہ اللہ نے مجھ کو اس کے ساتھ اکرام کیا اس واسطے کہ اولاد کو سونگھتے ہیں اور چومتے ہیں اور یہ جو فرمایا دنیا سے یعنی نصیب میرا ریحان دنیاوی سے کہا ابن بطال نے کہ لیا جاتا ہے اس حدیث سے کہ واجب ہے مقدم کرنا اس چیز کا کہ مؤکد ہو آدمی پہلے دین کے کام سے واسطے انکار کرنے ابی عمر کے اس شخص پر جس نے ان سے مچھر کے مارنے کا حکم پوچھا تھا باوجود ترک کرنے اس کے استغفار کو کبیرے گناہ سے کہ ارتکاب کیا تھا اس کو ساتھ مدد کرنے کے اوپر قتل حسین رضی اللہ عنہ کے سو تنبیہ کی اس کو ساتھ اس کے اور سوائے اس کے کچھ نہیں کہ خاص کیا حسین رضی اللہ عنہ کو ساتھ ذکر کے واسطے بڑے ہونے قدر حسین رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جو ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ نہیں قصد کیا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ساتھ اس کے خاص اس کو بلکہ ارادہ کیا تنبیہ کرنے کا اوپر ظلم اہل عراق کے اور غالب ہونے جہل کے اوپر ان کے بہ نسبت اہل حجاز کے اور نہیں ہے کوئی مانع کہ فتویٰ دیا ہو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سائل کو اس کے بعد خاص اس چیز سے کہ اسے نے سوال کیا۔ (فتح)

٥٥٣٦ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ قَالَتْ جَاءَتْنِي امْرَأَةٌ مَعَهَا ابْنَتَانِ تَسْأَلُنِي فَلَمْ تَجِدْ عِنْدِي غَيْرَ تَمْرَةٍ وَاحِدَةٍ فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ

٥٥٣٦ـ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت میرے پاس سوال کرتی آئی اور اس کے ساتھ دو بیٹیاں تھیں اس وقت میرے پاس ایک کھجور کے سوائے کچھ موجود نہ تھا میں نے وہ کھجور اس کو دی اس نے اس کو دو ٹکڑے کر کے بیٹیوں میں بانٹا یعنی اور اس نے آپ نہ کھائی پھر اٹھ کر چلی گئی پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لائے میں نے یہ حال حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو جانچا جائے ان بیٹیوں سے کسی چیز میں پھر ان کے ساتھ

فَأَعْطَيْتُهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهُ فَقَالَ مَنْ يَلِي مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ شَيْئًا فَأَحْسَنَ إِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهُ سِتْرًا مِنَ النَّارِ.

احسان اور بھلائی کرے تو بیٹیاں قیامت میں اس کی آڑ ہو جائیں گی اس کو دوزخ سے بچائیں گی۔

فائدہ: مراد ابتلا سے نفس وجود ان کا ہے یا جانچا جائے ساتھ اس چیز کے کہ ان سے صادر ہو اور اسی طرح کیا مراد عام بیٹیاں ہیں یا مراد وہ بیٹیاں ہیں جو متصف ہوں ان سے ساتھ حاجت کے طرف اس چیز کی کہ کی جائے ساتھ ان کے اور مراد احسان سے یہ ہے کہ ان کو پرورش کرے اور ادب سکھلائے اور نکاح کر دے اور اختلاف ہے کہ احسان سے کیا مراد ہے قدر واجب یا جو اس سے زیادہ ہو اور ظاہر دوسرے معنی مراد ہیں اس واسطے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس عورت کو کھجور دی سو اختیار کیا اس نے ساتھ اس کے اپنی بیٹیوں کو سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو احسان کے ساتھ وصف کیا یعنی ساتھ اس احسان کے کہ اشارہ کیا طرف اس کی حکم مذکور سے سو دلالت کی اس نے اس پر کہ جو نیک کام کرے جو اس پر نہ ہو یا زیادہ کرے اس سے جو واجب ہو اور اس کے تو گنا جاتا ہے احسان کرنے والا اور جو صرف اتنا ہی خرچ کرے جو اس پر واجب ہو وہ بھی اگرچہ محسن گنا جاتا ہے لیکن مراد صف مذکور سے قدر زائد ہے اور شرط احسان کی یہ ہے کہ شرع کے موافق ہو مخالف نہ ہو اور ظاہر یہ ہے کہ ثواب مذکور تو اس وقت حاصل ہوتا ہے جب کہ بدستور ان کی خدمت کرتا رہے یہاں تک کہ بے پرواہ ہو جائیں ساتھ خاوند کے یا غیر اس کے جیسا کہ اشارہ کیا گیا ہے طرف اس کی حدیث کے بعض طریقوں میں اور احسان کرنا ساتھ ہر ایک کے موافق اس کے حال کے ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو فقط ایک بیٹی کے ساتھ احسان کرے اس کے واسطے بھی ثواب مذکور حاصل ہوتا ہے اور اس حدیث میں تاکید ہے بیٹیوں کے حق کی اس واسطے کہ وہ بسبب ضعف کے غالبًا اپنی جان کی کارساز نہیں ہو سکتیں اور نہ اپنی بھلائیوں کے ساتھ قائم ہو سکتی ہیں برخلاف مردوں کے کہ ان میں قوت بدن کی ہے اور زیادتی رائے کی اور قدرت تصرف کی بیچ ان کاموں کے کہ حاجت پڑتی ہے طرف ان کی اکثر احوال میں کہا ابن بطال نے کہ اس میں جواز سوال محتاج کا ہے یعنی محتاج کو سوال کرنا جائز ہے اور سخاوت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس واسطے کہ ان کے پاس صرف ایک کھجور موجود تھی سو انہوں نے اختیار کیا اس کو ساتھ اس کے اپنی جان پر اور یہ کہ نہیں منع ہے خیرات کرنا ساتھ تھوڑی چیز کے واسطے حقیر ہونے اس کے بلکہ لائق ہے خیرات کرنے والے کو کہ خیرات کرے جو میسر ہو تھوڑا ہو یا بہت اور اس میں جواز ذکر معروف کا ہے اگر نہ ہو بطور فخر کے اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں احتمال ہے کہ معنی ابتلاء کے اس جگہ آزمانا ہو یعنی جو جانچا جائے ساتھ کسی چیز کے ان بیٹیوں سے تاکہ دیکھا جائے کیا کرتا ہے ان کے ساتھ بھلائی کرتا ہے یا برائی اسی واسطے مقید کیا ہے اس کو ابو سعید رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ساتھ تقویٰ کے اس

واسطے کہ جو اللہ سے نہ ڈرے نہیں امن میں ہے یہ کہ فریاد میں لائے اس کو جس کو اللہ نے اس کے سپرد کیا ہے یا قصور کرے اس میں جو اس کو حکم ہوا یا اپنے فعل سے اللہ کے حکم کا بجا لانا مقصود نہ ہو۔ (فتح)

۵۵۳۷ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ سُلَيْمٍ حَدَّثَنَا أَبُو قَتَادَةَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأُمَامَةُ بِنْتُ أَبِي الْعَاصِ عَلٰى عَاتِقِهٖ فَصَلّٰى فَإِذَا رَكَعَ وَضَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَفَعَهَا.

۵۵۳۷۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نکلے اور امامہ رضی اللہ عنہا ابو عاص رضی اللہ عنہ کی بیٹی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مونڈھے پر تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی سو جب رکوع کرتے تو اس کو رکھتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو اس کو اٹھاتے۔

فائدہ: اس حدیث کی پوری شرح نماز میں گزر چکی ہے اور واقع ہوئی ہے اس جگہ یہ حدیث ساتھ لفظ رکوع کے اور اس جگہ ساتھ لفظ سجود کے اور نہیں مخالفت ہے درمیان ان کے بلکہ محمول ہے اس پر کہ رکوع اور سجدے دونوں میں ایسا کرتے تھے اور ساتھ اس کے ظاہر ہوگی مناسبت حدیث کی ساتھ ترجمہ کے اور وہ رحم کرنا ہے اولاد پر اور اولاد کی اولاد پر اور لیا جاتا ہے یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت اور مہربانی سے واسطے امامہ رضی اللہ عنہا کے کہ جب رکوع کرتے یا سجدہ کرتے تو ڈرتے کہ گر پڑے سو اس کو زمین پر رکھتے اور شاید وہ لڑکی تعلق کے سبب سے جو اس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زمین پر صبر نہیں کرتی تھی سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی سے بے چین ہوتی تھی سو حاجت ہوتی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ اس کو اٹھائیں جب کہ کھڑے ہوں اور استنباط کیا ہے اس سے بعض نے کہ اولاد پر رحم کرنے کی بری قدر ہے اور بڑا درجہ اس واسطے کہ معارض ہوا اس وقت مبالغہ کرنا خشوع میں اور حفاظت کرنا اوپر رعایت خاطر اولاد کے سو مقدم کیا گیا امر ثانی یعنی خاطر اولاد کی رعایت پر حفاظت کرنا اور احتمال ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو واسطے بیان جواز کے کیا ہو۔ (فتح)

۵۵۳۸ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَبَّلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَعِنْدَهُ الْأَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ التَّمِيْمِيُّ جَالِسًا فَقَالَ الْأَقْرَعُ إِنَّ لِيْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ أَحَدًا فَنَظَرَ إِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ

۵۵۳۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حسین بن علی رضی اللہ عنہ کو چوما اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ بیٹھا تھا تو اقرع رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے دس بیٹے ہیں میں نے کبھی کسی کو ان میں سے نہیں چوما تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف نظر کی سو فرمایا کہ جو رحم نہ کرے اس پر رحم نہیں کیا جاتا یعنی جو یہ فعل کرے وہ رحم نہیں کیا جاتا۔

قَالَ مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.

فائدہ: حضرت ﷺ نے جو اقرع رضی اللہ عنہ کو جواب دیا تو اس میں اشارہ ہے طرف اس کی کہ بوسہ لینا اولاد کا اور جو سوائے ان کے ہیں اہل محارم وغیرہ اجنبیوں سے سوائے اس کے کچھ نہیں کہ ہوتا ہے واسطے شفقت اور مہربانی کے نہ واسطے لذت اور شہوت کے اور اسی طرح ضم کرنا اور سونگھنا اور معانقہ کرنا۔ (فتح)

٥٥٣٩ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ جَآءَ أَعْرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ تُقَبِّلُوْنَ الصِّبْيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُمْ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَأَمْلِكُ لَكَ أَنْ نَزَعَ اللّٰهُ مِنْ قَلْبِكَ الرَّحْمَةَ.

٥٥٣٩۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک گنوار حضرت ﷺ کے پاس آیا سو اس نے کہا کہ تم لڑکوں کو چومتے ہو اور ہم ان کو نہیں چومتے تو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بھلا میں مالک ہوں تیرے واسطے جب کہ اللہ نے تیرے دل سے رحمت کھینچی یعنی میں قادر نہیں کہ تیرے دل میں رحمت ڈالوں اس کے بعد کہ اللہ نے اس کو تیرے دل سے کھینچا۔

٥٥٤٠ ۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدِمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْيٌ فَإِذَا امْرَأَةٌ مِّنَ السَّبْيِ قَدْ تَحْلُبُ ثَدْيَهَا تَسْقِيْ إِذَا وَجَدَتْ صَبِيًّا فِي السَّبْيِ أَخَذَتْهُ فَأَلْصَقَتْهُ بِبَطْنِهَا وَأَرْضَعَتْهُ فَقَالَ لَنَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتُرَوْنَ هٰذِهٖ طَارِحَةً وَلَدَهَا فِي النَّارِ قُلْنَا لَا وَهِيَ تَقْدِرُ عَلٰى أَنْ لَّا تَطْرَحَهُ فَقَالَ لَلّٰهُ أَرْحَمُ بِعِبَادِهٖ مِنْ هٰذِهٖ بِوَلَدِهَا.

٥٥٤٠۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے پاس قیدی لائے گئے تو اچانک دیکھا کہ قیدیوں میں ایک عورت تیار ہے کہ اپنے پستان کو پلانے کے ساتھ دودھ کے یعنی اس کے پستان میں دودھ بھرا ہے تیار ہے کہ پائے سو اچانک اس نے قیدیوں میں اپنا بچہ پایا سو اس کو پکڑ کر اپنے پیٹ سے چمٹایا اور اس کو دودھ پلایا پھر حضرت ﷺ نے ہم کو فرمایا کہ کیا تم دیکھتے ہو کہ یہ عورت پھینکنے والی ہے اپنے لڑکے کو آگ میں؟ ہم نے کہا (قسم ہے اللہ کی) کہ ہرگز نہیں پھینکے گی اور حالانکہ وہ قادر ہے کہ اس کو کبھی نہ پھینکے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا رحم اپنے بندوں پر بہت زیادہ ہے اس عورت کے رحم سے اپنے بچے پر۔

فائدہ: اس حدیث میں بیان ہے وسعت رحمت الٰہی کا اس حدیث سے ارحم الراحمین کا مطلب ہوتا ہے اور اسماعیلی کی روایت میں ہے کہ اس عورت نے پہلے ایک اور بچے کو پکڑ کر دودھ پلایا تھا پھر اپنے لڑکے کو پایا سو اس کو اپنے پیٹ سے چمٹایا اور سیاق حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے اپنے لڑکے کو گم کیا تھا اور اس کے پستانوں میں دودھ

جمع ہوا تھا اس سے تنگ ہوئی تھی سو جب کوئی لڑکا پاتی تھی تو اس کو دودھ پلاتی تھی تا کہ دودھ ہلکا ہو پھر جب اس نے خاص اپنے لڑکے کو پایا تو اس کو اپنے پیٹ سے چمٹایا اور مراد بندوں سے اس حدیث میں وہ لوگ ہیں جو اسلام پر مر گئے اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں اللہ پھینکنے والا اپنے حبیب کو آگ میں سو تعبیر ساتھ حبیب کے خارج کرتی ہے کافر کو اور اسی طرح اللہ جس کو بہشت میں داخل کرنا چاہے گا ان لوگوں سے جنہوں نے توبہ نہیں کی کبیرے گناہ کرنے والوں سے کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ لفظ عباد کا عام ہے اور اس کے معنی خاص ہیں ساتھ ایمان داروں کے اور وہ مانند اس آیت کے ہے ﴿وَرَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ فَسَاَكْتُبُهَا لِلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ﴾ سو وہ عام ہے صلاحیت کی جہت سے خاص ہے ساتھ اس کے کہ لکھی گئی واسطے اس کے اور احتمال ہے کہ مراد یہ ہو کہ نہیں مشابہ ہے اللہ کی رحمت کو کوئی چیز جس کے واسطے اس سے پہلے حصہ لکھا گیا خواہ کوئی بندہ ہو یہاں تک کہ حیوانات بھی اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ لائق ہے واسطے آدمی کے کہ اپنے سب کاموں میں اپنا تعلق صرف اللہ ہی کے ساتھ رکھے اور جو شخص کہ فرض کیا جائے کہ اس میں کچھ رحمت کا حصہ ہے تو اللہ تعالیٰ زیادہ تر رحم کرنے والا ہے اس سے سو چاہیے کہ قصد کرے عاقل اپنی حاجت کے واسطے اس طرف اس کی جس کی رحمت سب سے زیادہ وسیع ہے کہا اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جائز ہے نظر کرنا قیدی عورتوں کی طرف اس واسطے کہ حضرت ﷺ نے اس عورت کی طرف سے نظر کرنے سے منع نہیں کیا بلکہ سیاق حدیث میں اجازت ہے واسطے نظر کرنے کے طرف اس کی اور اس حدیث میں ہے کہ کفار مخاطب ہیں ساتھ فروع شریعت کے اور کبھی استدلال کیا جاتا ہے ساتھ اس کے اور برعکس اس کے پہلا مسئلہ اس وجہ سے کہ اگر لڑکوں کو اس حالت میں دودھ پلانے کی حاجت نہ ہوتی تو حضرت ﷺ اس عورت کو نہ چھوڑتے کہ کسی کو دودھ پلائے اور دوسرا مسئلہ اس وجہ سے کہ برقرار رکھا حضرت ﷺ نے اس عورت کو ان کے دودھ پلانے پر پہلے اس سے کہ ظاہر ہو ضرورت اور یہی مسئلہ ثانی قوی تر ہے کہ کفار فروع شریعت کے ساتھ مخاطب نہیں ہیں۔ (فتح)

بَابُ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ.

اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے بنائے ہیں۔

٥٥٤١ ـ حَدَّثَنَا اَبُو الْيَمَانِ الْحَكَمُ بْنُ نَافِعٍ الْبَهْرَانِيُّ اَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنَا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ اَنَّ اَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ جَعَلَ اللّٰهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَاَمْسَكَ عِنْدَهٗ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ جُزْءًا وَاَنْزَلَ فِي الْاَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا فَمِنْ

٥٥٤١۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے رحمت کو سو حصہ کیا ہے سو ننانویں حصے رحمت کے اپنے پاس رکھے ہیں اور ایک حصہ زمین میں اتارا ہے سو اسی ایک حصے رحمت کے سبب سے تمام خلق آپس میں الفت اور محبت کرتی ہے یہاں تک کہ گھوڑا اپنے کھر کو اپنے بچے سے اٹھا لیتا ہے اس ڈر سے کہ اس کو تکلیف نہ پہنچے۔

ذٰلِكَ الْجُزْءِ يَتَرَاحَمُ الْخَلْقُ حَتّٰى تَرْفَعَ الْفَرَسُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ.

فائدہ: یعنی اللہ نے اپنی رحمت کو سو حصہ کیا ہے ایک حصہ تمام خلق کو دیا ہے اور ننانویں حصے اپنے پاس رکھے ہیں اسی ایک حصے کا یہ اثر ہے کہ جانور اپنے بچوں کو پالتے ہیں آپ بھوکے رہتے ہیں اور اسی کا اثر ہے کہ ماں باپ اپنی اولاد کو پالتے ہیں ان کی مصیبتیں اٹھاتے ہیں اور ننانویں حصے اللہ کی رحمت قیامت میں ظاہر ہوگی حضرت ﷺ کی شفاعت اور گنہگاروں کی بخشش اور بہشت کی بے حساب نعمتیں ان ہی رحمتوں کا اثر ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ کی رحمت کی کوئی حد نہیں اور ایک روایت میں اتنا زیادہ ہے کہ اس کا ایک حصہ زمین میں اتارا درمیان جنوں اور آدمیوں اور جانوروں کے کہا قرطبی نے یہ نص ہے اس میں کہ مراد ساتھ رحمت کے وہ چیز ہے کہ متعلق ہوتا ہے ساتھ اس کے ارادہ نہ نفس ارادے کا اور یہ کہ وہ راجع ہے طرف منافع اور نعمتوں کی کہا قرطبی نے کہ یہ حدیث تقاضا کرتی ہے کہ بے شک اللہ نے معلوم کیا کہ وہ نعمتیں جن کے ساتھ اللہ اپنی خلق پر انعام کرے گا سو قسمیں ہیں سو دنیا میں ان کو ایک قسم دی جس کے ساتھ ان کی بھلائیں منتظم ہوئیں اور ان کے آرام حاصل ہوئے سو جب قیامت کا دن ہوگا تو کامل کرے گا اپنے ایماندار بندوں کے واسطے جو باقی ہیں سو پہنچیں گی سو نعمت کو کہ حوالہ کیا ہے ان کو واسطے ایمانداروں کے اور اسی طرف اشارہ کیا ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا﴾ اس واسطے کہ رحیم مبالغہ کے صیغوں میں سے ہے جس سے اوپر کوئی چیز نہیں اور اس سے سمجھا جاتا ہے کہ کافروں کے واسطے کوئی حصہ رحمت کا باقی نہیں رہے گا نہ دنیا کی رحمتوں کی جنس سے اور نہ ان کے غیر سے جب کہ کامل کرے گا ہر وہ چیز کہ اللہ کے علم میں ہے رحمتوں سے واسطے ایمانداروں کے اور اسی کی طرف اشارہ ہے ساتھ قول اللہ تعالیٰ کے ﴿فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ﴾ اور کہا کرمانی نے کہ رحمت اس جگہ میں مراد ہے قدرت سے جو متعلق ہے ساتھ پہنچانے خیر کے اور قدرت کی کوئی انتہاء نہیں اور تعلق کی بھی کوئی انتہاء نہیں لیکن حصر کرنا اس کا سو جزء میں بطور تمثیل کے ہے تا کہ آسانی سے سمجھ میں آ جائے اور اس واسطے کہ جو خلق کے نزدیک ہے وہ قلیل ہے اور جو اللہ کے نزدیک ہے وہ بہت ہے کہا ابن جمرہ نے کہ آخرت کی آگ دنیا کی آگ سے گرمی میں انہتر ٦٩ حصے زیادہ ہے سو جب دونوں عدد کا مقابلہ کیا جائے تو رحمت اس سے تیں حصے زیادہ ہوتی ہے تو اس سے لیا جاتا ہے کہ اللہ کی رحمت قیامت میں اکثر ہے قسمت سے اور تائید کرتا ہے اس کے قول اس کا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے لیکن باقی رہے گا یہ کہ اس عدد کو کیا مناسبت ہے اور احتمال ہے کہ ہو مناسبت اس عدد خاص کی یہ کہ بہشت کے درجوں کی مقدار بھی اتنی ہے اور بہشت رحمت کا محل ہے تو ہوگی رحمت مقابلے ایک درجے کے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہر رحمت مقابلے ایک درجے کے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے کہ نہیں داخل ہوگا بہشت میں کوئی مگر اللہ کی رحمت سے سو جس شخص کو اس سے ایک رحمت پہنچی تو وہ ادنیٰ بہشتی ہوگا اور اعلیٰ درجے والا وہ

بہشتی ہوگا جس کے واسطے سب قسمیں رحمت کی حاصل ہوں گی کہا ابن ابی جمرہ نے کہ حدیث میں داخل کرنا خوشی کا ہے ایمانداروں پر اس واسطے کہ نفس بڑا خوش ہوتا ہے واسطے اس کے جو اس کو انعام ہو جب کہ ہو معلوم اس قسم سے کہ موعود ہو اور اس میں حث ہے ایمان پر اور فراخ کرنا امید کا اللہ کی رحمتوں میں جو جمع کی گئی ہیں اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ جو رحمت کہ خلق کے درمیان دنیا میں ہے قیامت کے دن بھی اس کے سبب سے آپس میں الفت کریں گے اور دوسرے سے اپنا حق معاف کریں گے۔ (فتح)

بَابُ قَتْلِ الْوَلَدِ خَشْيَةَ أَنْ يَّأْكُلَ مَعَهُ.

اولاد کو قتل کرنا اس خوف سے کہ اس کے ساتھ کھائے یعنی قتل کرنا مرد کا اپنی اولاد کو۔

٥٥٤٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيْرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِيْ وَآئِلٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُرَحْبِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَيُّ الذَّنْبِ أَعْظَمُ قَالَ أَنْ تَجْعَلَ لِلّٰهِ نِدًّا وَّهُوَ خَلَقَكَ قُلْتُ ثُمَّ أَيُّ قَالَ أَنْ تَقْتُلَ وَلَدَكَ خَشْيَةَ أَنْ يَّأْكُلَ مَعَكَ قَالَ ثُمَّ أَيُّ قَالَ أَنْ تُزَانِيَ حَلِيْلَةَ جَارِكَ وَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَصْدِيْقَ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ﴿وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ﴾ الْآيَةَ.

۵۵۴۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! کون سا گناہ بہت بڑا ہے؟ فرمایا یہ کہ تو کسی چیز کو اللہ کا شریک ٹھہرائے کہا پھر کون سا؟ فرمایا کہ تو اپنی اولاد کو مار ڈالے اس ڈر سے کہ تیرے ساتھ کھائے، کہا پھر کون سا؟ فرمایا یہ کہ تو اپنے ہمسائے کی عورت سے حرام کاری کرے سو اللہ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق کے واسطے یہ آیت اتاری کہ جو نہیں پکارتے ساتھ اللہ کے اور اللہ کو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب التوحید میں آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ۔ (فتح)

بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ فِي الْحِجْرِ.

لڑکے کو گود میں رکھنا۔

٥٥٤٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا يَحْيٰى بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ هِشَامٍ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبِيْ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَضَعَ صَبِيًّا فِيْ حَجْرِهٖ يُحَنِّكُهٗ فَبَالَ عَلَيْهِ فَدَعَا بِمَآءٍ فَأَتْبَعَهٗ.

۵۵۴۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لڑکے کو اپنی گود میں رکھا اور اس کے تالو میں شیرینی لگائی سو اس نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پیشاب کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی منگوایا اور اس کو اس کے اوپر بہایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے نرمی کرنا ساتھ لڑکوں کے اور صبر کرنا

اوپر اس کے جو پیدا ہوں اس سے اور نہ مؤاخذہ کرنا واسطے نہ مکلف ہونے ان کے۔ (فتح)

بَابُ وَضْعِ الصَّبِيِّ عَلَى الْفَخِذِ. لڑکے کو ران پر رکھنا۔

فائدہ: یہ ترجمہ خاص ہے پہلے ترجمہ سے۔

٥٥٤٤ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا عَارِمٌ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا تَمِيمَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ يُحَدِّثُهُ أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْخُذُنِي فَيُقْعِدُنِي عَلَى فَخِذِهِ وَيُقْعِدُ الْحَسَنَ عَلَى فَخِذِهِ الْأُخْرَى ثُمَّ يَضُمُّهُمَا ثُمَّ يَقُولُ اللّٰهُمَّ ارْحَمْهُمَا فَإِنِّي أَرْحَمُهُمَا وَعَنْ عَلِيٍّ قَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ التَّيْمِيُّ فَوَقَعَ فِي قَلْبِي مِنْهُ شَيْءٌ قُلْتُ حَدَّثْتُ بِهِ كَذَا وَكَذَا فَلَمْ أَسْمَعْهُ مِنْ أَبِي عُثْمَانَ فَنَظَرْتُ فَوَجَدْتُهُ عِنْدِي مَكْتُوبًا فِيمَا سَمِعْتُ.

۵۵۴۴۔ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو پکڑتے تھے اور اپنی ران پر بٹھلاتے تھے اور حسن رضی اللہ عنہ کو دوسری ران پر بٹھلاتے پھر دونوں رانوں کو جوڑتے پھر فرماتے الٰہی! ان دونوں پر رحم کر سو بے شک میں ان پر رحم کرتا ہوں اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حدیث بیان کی ہم سے یحییٰ نے اس نے کہا حدیث بیان کی ہم سے سلیمان نے ابی عثمان سے کہا تیمی نے یعنی ساتھ سند مذکور کے سو میرے دل میں اس سے کوئی چیز واقع ہوئی یعنی اس نے شک کیا کہ اس نے اس کو ابی عثمان سے بواسطہ ابو تمیمہ کے سنا ہے یا بغیر اس کے میں نے کہا کہ میں حدیث بیان کیا گیا ہوں ساتھ اس کے ایسے ایسے سو میں نے اس کو ابی عثمان سے نہیں سنا پھر میں نے نظر کی تو میں نے اس کو اپنے پاس لکھی ہوئی پایا جو میں نے ابو عثمان سے سنا یعنی شاید پہلے اس کو بالواسطہ سنا ہو عثمان سے پھر بلا واسطہ پس شک دور ہوا۔

فائدہ: احتمال ہے اُسامہ رضی اللہ عنہ اس وقت مراہق ہو اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ دو برس کے مثلا اور شاید اُسامہ رضی اللہ عنہ اس وقت بیمار ہوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے الفت کے واسطے اس کو اپنی ران پر بٹھلایا۔ (فتح)

بَابُ حُسْنُ الْعَهْدِ مِنَ الْإِيمَانِ. نیک عہد ایمان سے ہے۔

فائدہ: اور عہد اس جگہ رعایت حرمت کی ہے اور کہا عیاض نے کہ وہ ملازمت ہے واسطے شے کے اور کہا راغب نے کہ وہ نگاہ رکھنا چیز کا ہے اور اس کی رعایت کرنی حال بعد حال کے۔

٥٥٤٥ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا قَالَتْ مَا غِرْتُ عَلَى امْرَأَةٍ

۵۵۴۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھ کو کسی عورت پر رشک نہیں آیا جو مجھ کو خدیجہ رضی اللہ عنہا پر رشک آیا اور البتہ وہ میرے نکاح سے تین سال پہلے مرگئی تھیں اس واسطے

مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيْجَةَ وَلَقَدْ هَلَكَتْ قَبْلَ أَنْ يَتَزَوَّجَنِيْ بِثَلَاثِ سِنِيْنَ لِمَا كُنْتُ أَسْمَعُهُ يَذْكُرُهَا وَلَقَدْ أَمَرَهُ رَبُّهُ أَنْ يُبَشِّرَهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ وَإِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَذْبَحُ الشَّاةَ ثُمَّ يُهْدِيْ فِيْ خُلَّتِهَا مِنْهَا.

کہ میں سنتی تھی کہ حضرت ﷺ ان کو بہت یاد کرتے تھے اور البتہ اللہ نے حضرت ﷺ کو حکم کیا کہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بہشت میں ایک پولے موتی کے گھر کی بشارت دیں اور بے شک حضرت ﷺ بکری ذبح کرتے تھے پھر اس میں سے ان کے مصاحبوں اور ساتھ والوں میں تحفہ بھیجتے تھے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب المناقب میں گزر چکی ہے اور بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ﷺ کے پاس کوئی چیز لائی جاتی تھی تو فرماتے کہ اس کو فلانی عورت کے پاس لے جاؤ کہ وہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مصاحب ہے۔

تنبیہ: بخاری رحمہ اللہ نے اپنی عادت کے موافق اشارے پر کفایت کی ہے سوائے تصریح کے اس واسطے کہ لفظ ترجمہ کا وارد ہوا ہے ایک حدیث میں جو متعلق ہے ساتھ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے روایت کیا ہے اس کو حاکم اور بیہقی نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ ایک بوڑھی عورت حضرت ﷺ کے پاس آئی سو حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کس طرح ہو تم کیا حال ہے تمہارا؟ اس نے کہا میں خیر سے ہوں میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یا حضرت! پھر جب وہ چلی گئی تو میں نے کہا یا حضرت! آپ نے اس عورت کی طرف بہت توجہ کی ہے فرمایا اے عائشہ! یہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں ہمارے پاس آیا کرتی تھی اور خوب عہد ایمان سے ہے۔ (فتح)

بَابُ فَضْلِ مَنْ يَعُوْلُ يَتِيْمًا.

باب ہے اس کی فضیلت میں جو یتیم کی پرورش کرے اور اس پر خرچ کرے۔

٥٥٤٦ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ قَالَ حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ أَبِيْ حَازِمٍ قَالَ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا وَقَالَ بِإِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى.

۵۵۴۶۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی پرورش کرنے والا بہشت میں ایسے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں اور حضرت ﷺ نے اشارہ کیا کلمے کی انگلی اور بیچ کی انگلی کی طرف۔

فائدہ: یعنی یتیم کی پرورش کرنے والے کا بہشت میں اتنا درجہ بلند ہے کہ میرے درجے سے ایسا اتصال ہے جیسے آپس میں ان دو انگلیوں کو اور کافل کے معنی ہیں کارساز اس کے کام کا اور اس کی بہتریوں کا اور مراد یتیم سے عام

ہے قرابتی ہو یا کوئی غیر اور سبابہ کو سباحہ بھی کہتے ہیں اور سباحہ وہ انگلی ہے جو انگوٹھے کے ساتھ ہے نام رکھا گیا ہے اس کا سباحہ اس واسطے کہ تسبیح کہی جاتی ہے اس کے ساتھ نماز میں پس اشارہ کیا جاتا ہے اس کے ساتھ تشہد میں اسی کو واسطے اور اس کو سبابہ بھی کہا جاتا ہے اس واسطے کہ گالی دی جاتی ہے ساتھ اس کی شیطانوں کو کہا ابن بطال نے کہ جو یہ حدیث سنے اس پر حق ہے کہ اس کے ساتھ عمل کرے تا کہ بہشت میں حضرت ﷺ کا رفیق ہو اور آخرت میں کوئی مرتبہ اس سے افضل نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے دونوں انگلیوں کے درمیان کشادگی کی اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ حضرت ﷺ کے درجے اور کافل یتیم کے درجے میں کچھ قدرے فرق ہے اور کفایت کرتا ہے بیچ اثبات مرتبے کہ یہ کہ وسطی اور سبابہ کے درمیان اور انگلی نہیں اور احتمال ہے کہ مراد قریب ہونا مرتبے کا وقت داخل ہونے کے بہشت میں ہو اور احتمال ہے کہ دونوں امر مراد ہوں اور کہا ہمارے شیخ نے ترمذی کی شرح میں کہ شاید حکمت اس میں یہ ہے کہ نبی کی شان یہ ہے کہ وہ بھیجا جاتا ہے ان لوگوں کی طرف جو اپنے دین کو نہیں سمجھتے سو ہوتا ہے پرورش کرنے والا واسطے ان کے اور تعلیم کرنے والا اور ہادی اور اسی طرح یتیم کا پرورش کرنے والا قائم ہوتا ہے ساتھ پرورش کرنے اس شخص کے جو اپنے دین بلکہ دنیا کو بھی نہیں سمجھتا اور اس کو ہدایت کرتا ہے اور تعلیم کرتا ہے اور اس کو خوب ادب سکھاتا ہے پس ظاہر ہوئی مناسبت قریب ہونے اس کے مرتبہ کی حضرت ﷺ سے۔ (فتح)

بَابُ السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ.

بیوہ عورت کی حاجت روائی میں کوشش کرنے والے یعنی ان کی بہتریوں میں۔

۵۵٤٧ ـ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ بْنُ عَبْدِ اللهِ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ صَفْوَانَ بْنِ سُلَيْمٍ يَرْفَعُهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ أَوْ كَالَّذِيْ يَصُوْمُ النَّهَارَ وَيَقُوْمُ اللَّيْلَ.

۵۵٤٧۔ حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو بیوہ عورت اور محتاج آدمی کی حاجت روائی میں کوشش کرتا ہے وہ ثواب میں اس کے برابر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اس کے برابر ہے جو دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو کھڑا ہو کر تہجد کی نماز پڑھتا ہے۔

حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ قَالَ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيْلِيِّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ مَوْلَى ابْنِ مُطِيْعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَهُ.

یہ حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے مثل اس کی۔

بَابُ السَّاعِيْ عَلَى الْمِسْكِيْنِ.

محتاج آدمی کی حاجت روائی میں کوشش کرنے والا۔

٥٥٤٨ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّاعِيْ عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَأَحْسِبُهُ قَالَ يَشُكُّ الْقَعْنَبِيُّ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ.

۵۵۴۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بیوہ عورتوں اور محتاج آدمی کی حاجت روائی میں کوشش کرتا ہے وہ ثواب میں اس کے برابر ہے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور میں اس کو گمان کرتا ہوں یعنی مالک کو شک کرتا ہے قعنبی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ کوشش کرنے والا ثواب میں ایسا ہے جیسے تہجد کی نماز پڑھنے والا جس کی کبھی نماز نہ چھوٹے اور جیسے روزے رکھنے والا جس کا روزہ کبھی نہ ٹوٹے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب النفقات میں گزر چکی ہے۔

بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ.

رحم کرنا آدمیوں اور چوپایوں پر۔

فائدہ: یعنی صادر ہونا رحمت کا شخص سے واسطے غیر اپنے کے اور شاید یہ اشارہ کیا ہے طرف حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مرفوع کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں ایمان لائے تم یہاں تک کہ آپس میں رحم کرو اصحاب نے کہا کہ یا حضرت! ہم سب رحم کرنے والے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ رحمت مراد نہیں جو کوئی اپنے ساتھی سے کرے لیکن مراد رحم کرنا ہے لوگوں پر رحمت عام۔ (فتح)

٥٥٤٩ ۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنَا أَيُّوْبُ عَنْ أَبِيْ قِلَابَةَ عَنْ أَبِيْ سُلَيْمَانَ مَالِكِ بْنِ الْحُوَيْرِثِ قَالَ أَتَيْنَا النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ شَبَبَةٌ مُتَقَارِبُوْنَ فَأَقَمْنَا عِنْدَهُ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً فَظَنَّ أَنَّا اشْتَقْنَا أَهْلَنَا وَسَأَلَنَا عَمَّنْ تَرَكْنَا فِيْ أَهْلِنَا فَأَخْبَرْنَاهُ وَكَانَ رَفِيْقًا رَحِيْمًا فَقَالَ ارْجِعُوْا إِلٰى أَهْلِيْكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ وَمُرُوْهُمْ وَصَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ وَإِذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ ثُمَّ لِيَؤُمَّكُمْ أَكْبَرُكُمْ.

۵۵۴۹۔ حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور ہم نوجوان تھے آپس میں قریب العمر سو ہم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیس راتیں رہے سو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گمان کیا کہ ہم اپنے گھر والوں کے اشتیاق ہیں اور ہم سے ہمارے گھر والوں کا حال پوچھا سو ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نرم دل اور مہربان تھے سو فرمایا کہ اپنے گھر والوں کی طرف پلٹ جاؤ سو ان کو سکھاؤ اور حکم کرو اور نماز پڑھو جیسے تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا پھر جب نماز کا وقت آئے تو چاہیے کہ کوئی تم میں سے اذان کہے پھر چاہیے کہ جو تم میں بڑا ہو وہ امام ہو۔

فائدہ: اور اس حدیث کی شرح نماز میں گزر چکی ہے اور غرض اس سے اس جگہ یہ قول ہے اور حضرت ﷺ نرم دل اور مہربان تھے۔ (فتح)

۵۵۵۰ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ حَدَّثَنِيْ مَالِكٌ عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ عَنْ أَبِيْ صَالِحٍ السَّمَّانِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِيْ بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ فَقَالَ الرَّجُلُ لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ بَلَغَ بِيْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهٗ ثُمَّ أَمْسَكَهٗ بِفِيْهِ فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهٗ فَغَفَرَ لَهٗ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَإِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ أَجْرًا فَقَالَ نَعَمْ فِيْ كُلِّ ذَاتِ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ.

۵۵۵۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس حالت میں کہ ایک مرد راہ میں چلا جاتا تھا کہ اس کو پیاس کی شدت ہوئی تو اس نے ایک کنواں پایا تو وہ اس میں اترا سو اس نے پانی پیا پھر نکلا سو اچانک اس نے دیکھا کہ ایک کتا ہے زبان نکالے ہوئے پیاس کے مارے کیچڑ کھاتا ہے تو اس مرد نے کہا کہ البتہ اس کتے کو پیاس پہنچی جیسے مجھ کو پہنچی تھی سو وہ کنوئیں میں اترا سو اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا پھر اس کو اپنے منہ سے پکڑ رکھا اور کتے کو پلایا سو اللہ نے اس کی قدر دانی کی سو اس کو بخش دیا تو لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا ہم کو چارپایوں کے پانی پلانے میں بھی ثواب ملے گا؟ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ہر تشنہ جگر کے پانی پلانے میں ثواب ہے۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الشرب میں گزر چکی ہے اور رطوبت اس جگہ کنایت ہے زندگی سے اور بعض نے کہا کہ جگر کو جب پیاس ہو تو تر ہو جاتا ہے اس دلیل سے کہ جب وہ آگ میں ڈالا جائے تو اس سے تراوٹ ظاہر ہوتی ہے اور اسی طرح یہ قصہ ایک عورت کے ساتھ بھی واقع ہوا ہے اور محمول ہے تعدد پر۔ (فتح)

۵۵۵۱ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةٍ وَقُمْنَا مَعَهٗ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ وَهُوَ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۵۵۵۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ ایک نماز میں کھڑے ہوئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہوئے سو ایک گنوار نے کہا اور حالانکہ وہ نماز میں تھا کہ الٰہی! رحم کر مجھ پر اور محمد ﷺ پر اور ہمارے ساتھ اور کسی پر رحم نہ کر سو جب حضرت ﷺ نے نماز سے سلام پھیرا تو گنوار سے فرمایا کہ تو نے تنگ کیا کشادہ کو یعنی اللہ کی رحمت کو۔

عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ صَلَاةٍ وَقُمْنَا مَعَهُ فَقَالَ أَعْرَابِيٌّ وَّهُوَ فِي الصَّلَاةِ اللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ وَمُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا أَحَدًا فَلَمَّا سَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِلْأَعْرَابِيِّ لَقَدْ حَجَّرْتَ وَاسِعًا يُرِيْدُ رَحْمَةَ اللّٰهِ.

فائدہ: یعنی رحمت الٰہی میں بڑی وسعت ہے سارے جہان کے گنہگاروں کو کفایت کرتی ہے تو کیوں اس کو تنگ پکڑتا ہے اور پہلے گزر چکا ہے اشارہ اس کی طرف کتاب الوضوء میں اور یہ کہ یہ وہی گنوار ہے کہ جس نے مسجد کے ایک کنارے میں پیشاب کیا تھا اور وہ ذو الخویصرۃ الیمانی ہے اور کہا ابن بطال نے کہ انکار کیا حضرت ﷺ نے اس گنوار پر اس واسطے کہ بخل کیا اس نے ساتھ رحمت اللہ کے اس کے خلق پر اور البتہ اللہ تعالیٰ نے ثناء کی اس کی جس نے اس کا خلاف کیا جس جگہ کہا ﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْإِيْمَانِ﴾۔ (فتح)

۵۵۵۲ - حَدَّثَنَا أَبُوْ نُعَيْمٍ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّآءُ عَنْ عَامِرٍ قَالَ سَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيْرٍ يَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ إِذَا اشْتَكٰى عُضْوًا تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ جَسَدِهٖ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى.

۵۵۵۲۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ تو دیکھے مسلمانوں کو آپس میں رحم اور الفت اور مہربانی کرنے میں جیسے ایک بدن یعنی بہ نسبت اپنے تمام اعضاء کے کہ جب ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو شریک ہوتا ہے اس کو اور بے چین ہوتا ہے واسطے اس کے باقی بدن اس کا بے خوابی اور بخار سے۔

فائدہ: تداعی یعنی بلاتا ہے بعض اس کا بعض کو طرف شریک ہونے کی درد میں جو عضو خاص میں ہے اور اسی قبیل سے ہے تداعت الحیطان یعنی گر پڑیں یا گرنے کے قریب ہیں اور رحمت اور مودت اور عطوفت اگرچہ قریب المعنی ہیں لیکن ان کے درمیان فرق لطیف ہے لیکن تراحم سو مراد ساتھ اس کے یہ ہے کہ ایک دوسرے پر رحم کریں ساتھ برادری ایمانی کے نہ کسی اور سبب سے اور لیکن توادد سو مراد ساتھ اس کے تو اصل ہے جو جالب ہے واسطے محبت کے مانند ملاقات کرنے کے اور ہدیہ بھیجنے کے اور لیکن تعاطف سو مراد ساتھ اس کے اعانت بعض کی ہے بعض کو جیسے کہ موڑا جاتا ہے کپڑا

اوپر اس کے تا کہ اس کو قوی کرے اور وجہ تشبیہ کی موافق ہونا ہے آرام اور بے آرامی میں اور یہ جو کہا کہ بے خوابی اور بخار سے تو بے خوابی اس واسطے کہ درد منع کرتا ہے خواب کو اور لیکن بخار سو اس واسطے کہ بے خوابی اس کو جوش دلاتی ہے اور اہل حذق نے بخار کی یہ تعریف کی ہے کہ وہ حرارت ہے غریزی کہ جوش مارتی ہے دل میں پھر اس سے تمام بدن میں پھیل جاتی ہے سو شعلہ مارتی ہے شعلہ مارنا کہ ضرر دیتا ہے افعال طبعی کو کہا عیاض نے کہ تشبیہ ایمانداروں کی ساتھ ایک بدن کے مثال صحیح ہے اور س میں تقریب ہے واسطے فہم کے اور ظاہر کرنا معانی کا صورتوں میں جو دیکھی گئی ہیں یعنی معقول کا ساتھ محسوس کے اور اس میں تعظیم ہے مسلمانوں کے حقوق کی اور ترغیب ہے اس پر کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ ایک دوسرے کی مدد کریں اور ایک دوسرے سے مہربانی کریں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ تشبیہ دی حضرت ﷺ نے ایمان کو ساتھ بدن کے اور اس کے اہل کو ساتھ اعضاء کے اس واسطے کہ ایمان اصل ہے اور اس کی شاخیں تکالیف ہیں سو جب آدمی قصور کرے کسی چیز میں تکالیف سے تو یہ قصور اصل کو نقصان پہنچاتا ہے اور اسی طرح بدن اصل ہے مانند درخت کی اور اس کے اعضاء مانند شاخوں کی ہیں سو جب کوئی عضو بیمار ہو تو سب اعضاء بیمار ہو جاتے ہیں اور جب ایک شاخ اس کی شاخوں سے ماری جائے تو سب شاخیں اس کی جنبش میں آتی ہیں۔ (فتح)

۵۵۵۳ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ غَرَسَ غَرْسًا فَأَكَلَ مِنْهُ إِنْسَانٌ أَوْ دَابَّةٌ إِلَّا كَانَ لَهُ بِهِ صَدَقَةٌ.

۵۵۵۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ جو کسی درخت کو بوئے پھر اس سے کوئی آدمی یا چوپایہ کھائے مگر کہ مالک کے واسطے خیرات ہو گی۔

فائدہ: کہا ابن ابی جمرہ نے کہ داخل ہوتا ہے درخت بونے والے بیچ عموم قول اس کے کہ انسان اس واسطے کہ اللہ کا فضل واسع ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ایماندار کی بڑی شان ہے اور یہ کہ حاصل ہوتا ہے اس کو ثواب اگرچہ خاص اس کی طرف قصد نہ ہو اور اس میں ترغیب ہے تصرف میں اوپر زبان معلم کی اور ترغیب ہے اوپر التزام طریق اصلاح کرنے والوں کے اور اشارہ ہے طرف ترک قصد فاسد کی اور ترغیب ہے نیک قصد میں جو داعی ہے طرف تکثیر ثواب کی اور یہ کہ استعمال کرنا اسباب کا کہ تقاضا کیا ہے اس کو حکمت ربانی نے اس دنیا کے آباد کرنے سے نہیں منافی ہے عبادت کو اور نہ زہد اور توکل کے طریق کو اور اس میں ترغیب ہے اوپر سیکھنے سنت کے تا کہ آدمی کو معلوم ہو کہ اس کے واسطے کیا کیا نیکی ہے سو اس میں رغبت کرے اس واسطے کہ ایسی فضیلت جو کہ مذکور ہے درخت بونے میں نہیں معلوم ہوتی ہے مگر سنت کے طریق سے اور اس میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ کبھی پہنچتی ہے آدمی کی طرف بدی جس کو اس نے نہ کیا ہو اور نہ اس کا قصد کیا ہو سو خوف کرے اس سے اس واسطے کہ جب جائز ہے حاصل ہونا اس نیکی کا

ساتھ اس طریق کے تو اس کے مقابل کا حاصل ہونا بھی جائز ہے۔ (فتح)

٥٥٥٤ ـ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِیْ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِیْ زَيْدُ بْنُ وَهْبٍ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيْرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ لَّا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ.

۵۵۵۴۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رحم نہیں کرتا وہ رحم نہیں کیا جاتا۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اس پر اللہ رحم نہیں کرتا اور ایک روایت میں ہے کہ رحم کرو اے زمین والو رحم کرے تم پر آسمان والا کہا ابن بطال نے کہ اس میں ترغیب ہے اوپر استعمال رحمت کے واسطے سب خلق کے یعنی سب خلق پر رحم کرے سو داخل ہے اس میں ایماندار اور کافر اور چوپائے مملوک ہوں یا غیر مملوک اور داخل ہے رحمت میں خبر گیری کرنا ساتھ کھانا کھلانے کے اور پانی پلانے کے اور بوجھ میں تخفیف کرنے کے اور ترک کرنے تعدے کے ساتھ مارنے کے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ جو نہ رحم کرے غیر پر ساتھ کسی قسم احسان کے نہیں حاصل ہوتا ہے واسطے اس کے ثواب جیسا کہ اللہ نے فرمایا کہ نہیں بدلہ احسان کا مگر احسان اور احتمال ہے کہ اس کے معنی یہ ہوں کہ دنیا میں جس میں ایمان کی رحمت نہ ہو اس پر آخرت میں رحم نہ کیا جائے گا یا جو نہ رحم کرے اپنے نفس پر ساتھ بجالانے حکموں اللہ کے اور بچنے کے اس کی منع کی چیزوں سے تو اس پر اللہ رحم نہیں کرتا اس واسطے کہ نہیں ہے اس کے واسطے عہد نزدیک اللہ کے سو ہوگی مراد پہلی رحمت سے عمل کرنا اور دوسری سے بدلہ یعنی ثواب دیا جانا مگر جو نیک عمل کرے اور احتمال ہے کہ مراد پہلی رحمت سے صدقہ ہو اور دوسری سے بلاء یعنی نہیں سلامت رہتا بلا سے مگر جو خیرات کرے یا جو نہ رحم کرے ایسا رحم کرنا جس میں ایذا کا شائبہ نہ ہو تو اس پر مطلق رحم نہیں ہوتا یا نہیں نظر کرتا اللہ ساتھ نظر رحمت کے مگر اس کے واسطے جس کے دل میں رحمت ڈالی اگرچہ اس کا عمل نیک ہو سو آدمی کو لائق ہے کہ ان سب وجہوں میں غور کرے سو جس میں قصور اس کو نظر آئے اس میں اللہ سے مدد چاہے۔ (فتح)

بَابُ الْوَصَاةِ بِالْجَارِ.

ہمسائے کے واسطے وصیت کرنے۔

وَقَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ إِلٰى قَوْلِهٖ ﴿مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾.

اور اللہ نے فرمایا کہ فقط اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا۔

فائدہ: اور مراد اس آیت سے اس جگہ قول اللہ تعالیٰ کا ہے ﴿وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ﴾ یعنی ہمسایہ قریبی اور ہمسایہ دور کا اور ہمسائیہ قریبی وہ ہے کہ ان کے درمیان قرابت ہو اور ہمسایہ جنب وہ ہے کہ اس کے

برخلاف ہو یعنی ان کے درمیان قرابت نہ ہو اور یہ قول اکثر کا ہے اور روایت کیا ہے اِس کو طبری نے ساتھ سند حسن کے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور بعض نے کہا کہ جار قریب مسلمان ہے اور جار جنب غیر اس کا ہے اور بعض نے کہا کہ جار قریب عورت ہے اور جار جنب رفیق سفر کا ہے۔ (فتح)

۵۵۵۵ ۔ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ أَبِي أُوَيْسٍ قَالَ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا زَالَ يُوصِينِي جِبْرِيلُ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ.

۵۵۵۵ ۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھ کو ہمیشہ ہمسائے کے احسان کی وصیت کرتا ہے یہاں تک کہ مجھ کو گمان ہوا کہ جبریل علیہ السلام ہمسائے کو وارث کر دے گا۔

فائدہ: یعنی حکم کرے گا اللہ کی طرف سے ساتھ وارث کرنے ہمسائے کے ہمسائے سے اور اختلاف ہے اس میراث میں سو بعض نے کہا کہ اس کو اس کے مال میں شریک کر دے گا ساتھ مقرر کرنے حصے کے کہ اس کو قرابتیوں کے ساتھ ترکہ سے دیا جائے اور بعض نے کہا کہ اس کے ساتھ احسان اور سلوک کیا جائے جیسے وارث کے ساتھ اور اول معنی ظاہر تر ہیں اس واسطے کہ دوسرا حکم بدستور جاری تھا اور حدیث مشعر ہے کہ وارث ہونا واقع نہیں ہوا اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ میراث دو قسم ہے ایک حسی اور ایک معنوی اور مراد اس جگہ حسی ہے یعنی وارث ہونا مال متروکہ میں اور معنوی میراث علم کی ہے اور ممکن ہے کہ اس کا بھی یہاں لحاظ ہو یعنی ہمسائے کا ہمسائے پر حق ہے کہ اس کو علم سکھلائے جس کی اس کو حاجت ہو واللہ اعلم اور نام جار کا شامل ہے مسلمان کو اور کافر کو اور عابد کو اور فاسق کو اور صدیق کو اور دشمن کو اور مسافر کو اور شہری کو اور نافع کو اور ضار کو اور قریب کو اور اجنبی کو اور قریب گھر والے کو اور بعید کو اور اس کے واسطے کئی مرتبے ہیں بعض اعلیٰ ہیں بعض سے جس میں پہلی سب صفتیں جمع ہوں وہ سب سے اعلیٰ ہے پھر اکثر صفات اور اسی طرح لگا تار اور عکس اس کا ہے جس میں دوسری سب صفات جمع ہوں سو دیا جائے ہر ایک کو حق اس کا بحسب حال اس کے اور البتہ حمل کیا ہے اس حدیث کو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے جو اس کا راوی ہے عموم پر کہ اس نے جب بکری ذبح کی تو اس میں سے اپنے ہمسائے یہودی کو گوشت بھیجا روایت کیا ہے اس کو بخاری رحمہ اللہ نے ادب مفرد میں اور البتہ وارد ہوا ہے اشارہ اس چیز کی طرف کہ میں نے ذکر کی حدیث مرفوع میں روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ ہمسائے تین قسم پر ہیں ایک ہمسایہ وہ ہے کہ اس کے واسطے ایک حق ہے اور وہ مشرک ہے کہ اس کے واسطے صرف حق ہمسائگی کا ہے اور ایک ہمسایہ وہ ہے کہ اس کے واسطے دو حق ہیں اور وہ مسلمان ہیں کہ اس کے واسطے حق جوار کا اور حق اسلام کا ہے اور ایک ہمسایہ وہ ہے کہ اس کے واسطے تین حق ہیں اور وہ مسلمان قرابتی ہے کہ

اس کے واسطے حق ہے جوار کا اور اسلام کا اور قرابت کا اور کہا شیخ ابو محمد بن ابی جمرہ نے کہ نگاہ رکھنا ہمسائے کا کمال ایمان ہے اور حاصل ہوتا ہے بجا لانا وصیت کا ساتھ پہنچانے انواع احسان کے اس کی طرف بحسب طاقت کے جیسے اس کو تحفہ بھیجنا اور سلام کرنا اور ملاقات کے وقت کشادہ پیشانی کرنا اور اس کے حال کی خبر گیری کرنا اور اس کی مدد کرنا اس چیز میں جس کی اس کو حاجت ہو اور اسباب تکلیف کا اس سے دور کرنا حسی ہوں یا معنوی اور جدا ہوتا ہے اس میں حال بہ نسبت ہمسائے نیک اور غیر نیک کی اور جو شامل ہے سب کو ارادہ کرنا خیر کا ہے اس کے واسطے اور نصیحت کرنی اس کو ساتھ اچھی طرح کے اور دعا کرنی واسطے اس کے ساتھ ہدایت کے اور ترک کرنا ضرر کا اس سے مگر اس جگہ میں کہ واجب ہے اس کو ضرر دینا بیچ اس کے ساتھ قول کے یا فعل کے اور البتہ نفی کی حضرت ﷺ نے ایمان کی اس سے کہ اس کا ہمسایہ اس کی آفتوں سے نڈر نہ ہو اور یہ مبالغہ ہے خبر دیتا ہے کہ ہمسائے کا حق بہت بڑا ہے اور اس کو ضرر دینا کبیرے گناہوں سے ہے۔ (فتح)

٥٥٥٦ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهٗ سَيُوَرِّثُهٗ.

٥٥٥٦۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھ کو ہمیشہ ہمسائے کے حق کی وصیت کرتا ہے یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ وہ اس کو وارث کر دے گا۔

فائدہ: اور نہیں واقع ہوا حدیث کے کسی طریق میں بیان وصیت جبریل علیہ السلام کا مگر یہ کہ حدیث مشعر ہے کہ اس نے مبالغہ کیا بیچ تاکید حق ہمسائے کے کہا ابن ابی جمرہ نے مستفاد ہوتا ہے حدیث سے کہ جو بہت نیک عمل کرے تو امید کی جاتی ہے اس کے واسطے انتقال کی طرف اس عمل کی کہ اس سے اعلیٰ ہے اور یہ کہ گمان جب ہو نیکی کے طریق میں تو جائز ہے اگرچہ نہ واقع ہو وہ چیز جس کا گمان ہو برخلاف اس کے جب کہ بدی کی راہ میں ہو اور اس میں جواز طمع کا ہے فضیلت میں جب کہ پے در پے ہوں نعمتیں اور اس میں جواز بیان کرنا اس چیز کا ہے جو واقع ہو نفس میں عمل خیر سے۔ (فتح)

بَابُ إِثْمِ مَنْ لَّا يَأْمَنُ جَارُهٗ بَوَآئِقَهٗ.

گناہ اس کا جس کا ہمسایہ اس کی آفتوں اور بدیوں سے نڈر نہ ہو۔

﴿يُوْبِقْهُنَّ﴾ يُهْلِكْهُنَّ ﴿مَوْبِقًا﴾ مَهْلِكًا.

یعنی یوبقھن کے معنی ہیں کہ ان کو ہلاک کر ڈالے یعنی اللہ کے اس قول میں ﴿اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا﴾ اور موبقا کے معنی ہیں ہلاک ہونا یعنی اللہ کے اس قول میں

﴿وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا﴾.

فائدہ: بوائق جمع ہے بائقہ کی اور وہ آفت ہے اور ہلاک کرنے والی چیز ہے۔

۵۵۵۷ ـ حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ عَلِيّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ عَنْ سَعِيْدٍ عَنْ أَبِي شُرَيْحٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ وَاللّٰهِ لَا يُؤْمِنُ قِيْلَ وَمَنْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ تَابَعَهُ شَبَابَةُ وَأَسَدُ بْنُ مُوْسٰى وَقَالَ حُمَيْدُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَعُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ وَأَبُوْ بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ وَشُعَيْبُ بْنُ إِسْحَاقَ عَنِ ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ.

۵۵۵۷۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی نہیں ہے ایماندار قسم ہے اللہ کی نہیں ہے ایماندار قسم ہے اللہ کی نہیں ہے ایماندار کہا گیا کون ہے وہ یا حضرت! فرمایا وہ ہے جس کی بدیوں سے اس کا ہمسایہ نڈر نہ ہو، متابعت کی ہے اس کی شبابہ اور اسد نے الخ یعنی ابن ابی ذئب کے ساتھیوں نے اس پر اس حدیث کے صحابی میں اختلاف کیا ہے سو پہلے تینوں نے کہا کہ وہ ابو شریح سے ہے اور باقی چاروں نے اس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فائدہ: کہا ابن بطال نے کہ اس حدیث میں تاکید ہے حق ہمسائے کی اس واسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر قسم کھائی اور اس کو تین بار دہرایا اور اس میں نفی ایمان کی ہے اس شخص سے جو اپنے ہمسائے کو ایذا دے قول سے یا فعل سے اور مراد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایمان کامل ہے اور نہیں شک ہے اس میں کہ عاصی کامل ایمان دار نہیں ہے اور کہا نووی رحمہ اللہ نے کہ اس میں جو ایمان کی نفی کی ہے تو اس کے دو جواب ہیں ایک یہ کہ وہ حلال جاننے والے کے حق میں ہے اور دوسرا یہ کہ وہ مومن کامل نہیں کہا ابن ابی جمرہ نے کہ جب مؤکد کیا گیا حق ہمسائے کا باوجود حائل ہونے آڑ کے درمیان اس کے اور اس کے ہمسائے کے اور حکم کیا گیا ساتھ نگہبانی اس کی کے اور پہنچانے خیر کے اس کی طرف اور ہٹانے اسباب ضرر کے اس سے تو لائق ہے اس کو کہ رعایت کرے ان دو حافظوں کے حق کی کہ اس کے اور ان کے درمیان نہ کوئی دیوار ہے نہ آڑ یعنی دونوں فرشتے کراما کاتبین کی سو نہ ایذا دے ان کو ساتھ واقع کرنے مخالف چیزوں کے گھڑیوں کے گزرنے میں اس واسطے کہ آیا ہے کہ وہ خوش ہوتے ہیں ساتھ واقع ہونے نیکیوں کے اور غمناک ہوتے ہیں ساتھ واقع ہونے بدیوں کے سو لائق ہے رعایت کرنی ان کی جانب کی اور نگاہ رکھنا خاطر ان کی کا ساتھ تکثیر کے نیک عملوں سے اور مواظبت کے اوپر پرہیز کرنے کے گناہوں سے سو وہ اولیٰ ہیں ساتھ رعایت کے بہت ہمسائیوں سے۔ (فتح)

بَابُ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِّجَارَتِهَا. کوئی عورت اپنی ہمسائی عورت کو ناچیز اور ذلیل نہ جانے

فائدہ: حذف کیا ہے مفعول کو واسطے کفایت کرنے کے ساتھ شہرت حدیث کے۔

۵۵۵۸ ۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا سَعِيْدٌ هُوَ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ.

۵۵۵۸۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ اے مسلمان عورتو! کوئی عورت اپنی ہمسائی عورت کو ناچیز اور حقیر نہ جانے اگرچہ بکری کا کھر ہو۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الہبہ میں گزر چکی ہے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ اس حدیث میں اختصار ہے اس واسطے کہ مخاطبین اس کی مراد کو جانتے تھے یعنی کوئی عورت اپنی ہمسائی عورت کو ناچیز اور ذلیل نہ جانے یہ کہ اپنی ہمسائی عورت کو کچھ چیز تحفہ بھیجے اگرچہ وہ اس کو تحفہ بھیجے وہ چیز جو کہ نہ نفع اٹھایا جاتا ہو ساتھ اس کے غالب اوقات میں اور احتمال ہے کہ مراد اس سے محبت ہو یعنی چاہیے کہ دوستی کرے ہمسائی اپنی ہمسائی عورت سے ساتھ ہدیہ کے اگرچہ حقیر ہو پس مساوی ہوگا ذکر میں مالدار اور محتاج اور خاص کیا نہی کو ساتھ عورتوں کے اس واسطے کہ وہی ہیں جگہ وارد ہونے دوستی اور دشمنی کی اور اس واسطے کہ ان کو ان دونوں چیزوں میں جلدی تاثیر ہوتی ہے اور احتمال ہے کہ نہی واسطے دینے والی عورت کے ہو اور احتمال ہے کہ نہی اس کے واسطے ہو جس کو تحفہ دیا گیا یعنی کوئی عورت اپنی ہمسائی عورت کو تحفہ کوئی ناچیز اور ذلیل نہ جانے اگرچہ بکری کا کھر ہو یعنی جو دے اس کو قبول کرے اگرچہ حقیر اور قلیل چیز ہو۔ (فتح)

بَابُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ.

جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور دن قیامت کے تو نہ ایذا دے اپنے ہمسائے کو۔

۵۵۵۹ ۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ أَبِي حَصِيْنٍ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

۵۵۵۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایمان رکھتا ہو ساتھ اللہ کے اور پچھلے دن کے یعنی قیامت کے تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی آؤ بھگت کرے یعنی خندہ پیشانی سے اس کو ملے مکان میں اتارے عمدہ کھانے ہو سکے تو کھلا دے اس کا حال اچھی طرح سے پوچھے اور جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور قیامت کے تو اپنی ہمسائی یعنی پڑوسن کو ایذا اور رنج نہ دے اور جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور قیامت کے تو چاہیے کہ نیک بات کہے یا چپ رہے یعنی بے فائدہ باتوں میں اپنے اوقات کو ضائع نہ کرے۔

فائدہ: اور مراد ساتھ ایمان کے ایمان کامل ہے اور خاص کیا ہے اس کو ساتھ اللہ کے اور دن پچھلے کے واسطے اشارہ

کرنے کے طرف مبدء اور معاد کی یعنی جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے جس نے اس کو پیدا کیا اور ایمان رکھتا ہو ساتھ اس کے کہ وہ اس کو بدلہ دے گا اس کے عمل کا تو چاہیے کہ ان خصلتوں مذکورہ کو کرے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ چاہیے کہ اپنے ہمسائے کے ساتھ احسان کرے اور البتہ وارد ہوئی ہے تفسیر اکرام اور احسان کرنے کی واسطے ہمسائے کے اور ترک کرنا اس کی ایذا کا چند حدیثوں میں روایت کیا ہے ان کو طبرانی نے اور ابوالشیخ نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کہ لوگوں نے کہا یا حضرت! کیا حق ہے ہمسائے کا ہمسائے پر؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ تجھ سے قرض مانگے تو اس کو قرض دے اور اگر تجھ سے مدد مانگے تو اس کی مدد کرے اور اگر وہ بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی کرے اور اگر محتاج ہو تو اس کو دے اور اگر اس کو خیر پہنچے تو اس کو مبارک باد دے اور اگر اس کو مصیبت پہنچے تو اس کی تعزیت کرے اور اگر وہ مر جائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جائے اور نہ اونچا کرے تو اس اپنے گھر کی عمارت کو کہ اس سے ہوا کو بند کرے مگر اس کی اجازت سے اور اگر تو کوئی میوہ خریدے تو اس کو ہدیہ بھیجے اور اگر تو یہ نہ کرے تو اس کو اپنے گھر میں پوشیدہ لے آ کہ اس کو خبر نہ ہو اور اس کو تیرا فرزند لے کر باہر نہ نکلے تا کہ اس کے سبب سے اس کے فرزند کو رنج ہو اور نہ ایذا دے اس کو ساتھ اپنی ہانڈی کے دھوئے کے مگر یہ کہ کچھ اس میں سے اس کو بھی دے پھر اکرام کرنے کا حکم مختلف ہے ساتھ اختلاف اشخاص اور احوال کے سو کبھی تو فرض عین ہوتا ہے اور کبھی فرض کفایہ اور کبھی مستحب اور جمع کرتا ہے تمام کو یہ کہ وہ مکارم اخلاق سے ہے۔ (فتح)

۵۵۶۰۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ قَالَ حَدَّثَنِيْ سَعِيْدُ الْمَقْبُرِيُّ عَنْ أَبِيْ شُرَيْحِ الْعَدَوِيِّ قَالَ سَمِعَتْ أُذُنَايَ وَأَبْصَرَتْ عَيْنَايَ حِيْنَ تَكَلَّمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ جَائِزَتَهُ قَالَ وَمَا جَائِزَتُهُ يَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ وَالضِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ فَمَا كَانَ وَرَآءَ ذٰلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ عَلَيْهِ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ.

۵۵۶۰۔ حضرت ابو شریح عدوی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے دونوں کانوں نے سنا اور میری دونوں آنکھوں نے دیکھا جب کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کلام کیا سو فرمایا کہ جو ایمان لایا ہو ساتھ اللہ کے اور قیامت کے دن کے تو چاہیے کہ اپنے ہمسائے کی خاطر داری کرے یعنی اس کا کام کاج کر دے اس کو ناحق آزردہ نہ کرے اس کی دیوار پر لکڑیاں رکھنا چاہے تو منع نہ کرے اور جو اللہ اور قیامت کے ساتھ ایمان لایا ہو تو چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر داری کرے اس کو تکلف کا کھانا کھلائے کہا اور کیا ہے اس کا تکلف کا کھانا یا حضرت! فرمایا ایک دن رات اور ضیافت تین دن ہے اور جو اس کے سوائے ہو تو وہ خیرات ہے اوپر اس کے اور جو اللہ اور قیامت کے ساتھ ایمان رکھتا ہو تو چاہیے کہ نیک بات

کہے یا چپ رہے۔

فائدہ: یہ حدیث جامع کلمات سے ہے اس واسطے کہ قول سب یا خیر ہے یا شر یا انجام اس کا ایک کی طرف ہے سو داخل ہوئی خیر میں ہر مطلوب بات فرض بھی اور مستحب بھی سو اجازت دی اس کی بنا بر اختلاف انواع اس کی کے اور داخل ہوا اس میں جس کا انجام اس کی طرف ہے اور جو اس کے سوائے ہے وہ شر ہے اور انجام اس کا بدی کی طرف ہے سو حکم کیا وقت ارادے خوض کے بیچ اس کے ساتھ چپ رہنے کے اور شامل ہے حدیث باب کی تین امروں پر جو جامع ہیں مکارم اخلاق قولیہ اور فعلیہ کو پہلے دونوں تو فعلیہ سے ہیں اور اول ان کا راجع ہے طرف امر کی ساتھ خالی ہونے کے خسیس اور رذیل چیز سے اور دوسرا راجع ہے طرف امر کی ساتھ آراستہ ہونے کے ساتھ فضیلت کے اور اس کا حاصل یہ ہے کہ جو کامل ایمان ہو وہ متصف ہے ساتھ شفقت کرنے کے اللہ کی خلق پر ساتھ کہنے نیک بات کے اور چپ رہنے کے شر سے اور ساتھ کرنے اس چیز کے کہ نفع دے اور ترک کرنے اس چیز کے کہ ضرر کرے اور چپ رہنے کا حکم چند حدیثوں میں وارد ہوا ہے ایک حدیث یہ ہے کہ مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان بچیں روایت کیا ہے اس کو بخاری اور مسلم نے۔ (فتح)

بَابُ حَقِّ الْجِوَارِ فِيْ قُرْبِ الْأَبْوَابِ.

حق ہمسائیگی کا بیچ قریب ہونے دروازے کے۔

٥٥٦١ ـ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ أَبُوْ عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ طَلْحَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ لِيْ جَارَيْنِ فَإِلٰى أَيِّهِمَا أُهْدِيْ قَالَ إِلٰى أَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا.

٥٥٦١۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے کہا یا حضرت! میرے دو ہمسائے ہیں سو میں دونوں میں سے کس کو تحفہ بھیجوں؟ فرمایا جس کا دروازہ تجھ سے قریب تر ہے۔

فائدہ: اور حکمت اس میں یہ ہے کہ جو قریب تر ہو وہ دیکھتا ہے جو ہمسائے کے گھر کے اندر ہو ہدیہ وغیرہ سے سو خواہش کرتا ہے اس کے واسطے برخلاف اس کے جو دور ہو اور یہ کہ جو قریب ہو وہ بہت جلدی حاضر ہوتا ہے واسطے اس کے جو واقع ہو اس کے ہمسائے کو مہم چیزوں سے خاص کر غفلت کے وقت میں اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ قریب تر ہمسائے کو ہدیہ بھیجنا مستحب ہے اس واسطے کہ ہدیہ بھیجنا اصل میں واجب نہیں ہے سو نہ ہو گی ترتیب اس میں واجب اور لیا جاتا ہے حدیث سے کہ عمل کرنا ساتھ اعلیٰ چیز کے اولیٰ ہے اور اس میں مقدم کرنا علم کا ہے عمل پر اور اختلاف ہے جوار کی حد میں سو علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو آواز سنے وہ ہمسایہ ہے اور بعض نے کہا کہ جو مسجد میں صبح کی نماز تیرے ساتھ پڑھے وہ ہمسایہ ہے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حد جوار کی چالیس گھر ہیں ہر جانب سے اور اوزاعی سے مثل اس کی ہے اور طبرانی نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے موفوع روایت کی ہے کہ چالیس گھر تک ہمسایہ ہے

اور ابن شہاب سے روایت ہے کہ چالیس گھر میں دائیں طرف سے اور بائیں طرف سے اور اس کے پیچھے سے اور آگے سے اور احتمال ہے کہ مراد تنویع ہو سو ہر جانب سے دس گھر ہوں گے۔ (فتح)

بَابٌ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ.

ہر معروف بات صدقہ ہے۔

٥٥٦٢ ـ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَيَّاشٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ غَسَّانَ قَالَ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُنْكَدِرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَةٌ.

٥٥٦٢۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نیک بات خیرات ہے۔

فائدہ: اور ایک روایت میں ہے کہ جو خرچ کرے آدمی اپنے اہل پر اس کے واسطے اس کے بدلے صدقہ لکھا جاتا ہے اور جس کے ساتھ آدمی اپنی آبرو کو بچائے وہ اس کے واسطے صدقہ ہے اور اپنے بھائی کو خندہ پیشانی سے ملنا صدقہ ہے کہا ابن بطال نے کہ دلالت کی حدیث نے اس پر کہ جو نیک بات کہتا ہے اس کے لیے اس کے بدلے صدقہ لکھا جاتا ہے اور البتہ تفسیر کیا گیا ہے یہ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو باب میں ہے اور کہا راغب نے کہ معروف اسم ہے ہر فعل کا جو پہچانی جائے خوبی اس کی شرع اور عقل دونوں سے اور میانہ روی کو بھی کہتے ہیں واسطے ثابت ہونے نہی کے اسراف سے اور کہا ابن ابی جمرہ نے کہ بولا جاتا ہے اسم معروف کا ہر اس چیز پر کہ پہچانی گئی شرع کی دلیلوں سے کہ وہ نیکی کے عملوں سے ہے برابر ہے کہ اس کے ساتھ عادت جاری ہو یا نہ ہو کہا اس نے اور مراد ساتھ صدقہ کے ثواب ہے سو اگر اس کے ساتھ نیت شامل ہو تو اس کو یقیناً ثواب ملتا ہے نہیں تو اس میں احتمال ہے کہا اور اس کلام میں اشارہ ہے اس کی طرف کہ صدقہ نہیں بند ہے محسوس چیز میں پس نہیں خاص ہے ساتھ مالدار کے مثلاً بلکہ ہر شخص قادر ہے اس کے کرنے پر اکثر احوال میں بغیر مشقت کے اور یہ جو دوسری حدیث میں فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ ہے یعنی نیک خو اور اچھی عادتوں میں اور یہ بالاجماع فرض نہیں ہے کہا ابن بطال نے اور اصل صدقہ کی یہ ہے کہ نکالے اس کو آدمی اپنے مال میں سے بطور نفل کے اور کبھی واجب پر بولا جاتا ہے۔ (فتح)

٥٥٦٣ ـ حَدَّثَنَا اٰدَمُ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا سَعِيْدُ بْنُ أَبِيْ بُرْدَةَ بْنِ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ

٥٥٦٣۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر صدقہ ہے لوگوں نے عرض کیا اور اگر نہ پائے یعنی جس کے ساتھ خیرات کرے فرمایا اپنے دونوں ہاتھوں سے عمل کرے یعنی کسب کرے سو اپنی جان کو فائدہ پہنچائے اور صدقہ کرے اصحاب رضی اللہ عنہم نے

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ قَالَ فَيَعْمَلُ بِيَدَيْهِ فَيَنْفَعُ نَفْسَهُ وَيَتَصَدَّقُ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ أَوْ لَمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُعِيْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْهُوْفَ قَالُوْا فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيَأْمُرُ بِالْخَيْرِ أَوْ قَالَ بِالْمَعْرُوْفِ قَالَ فَإِنْ لَّمْ يَفْعَلْ قَالَ فَيُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ فَإِنَّهُ لَهُ صَدَقَةٌ.

عرض کیا کہ اگر یہ بھی نہ ہو سکے یا نہ کرے؟ (یہ شک ہے راوی کو) فرمایا چاہیے کہ محتاج مظلوم کی مدد کرے لوگوں نے کہا کہ اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ فرمایا کہ حکم کرے ساتھ نیک بات کے یا فرمایا معروف کے کہا اگر یہ بھی نہ کر سکے؟ فرمایا پس چاہیے کہ باز رہے بدی سے کہ یہی اس کے واسطے صدقہ ہے۔

فائدہ: یہ جو فرمایا کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے عمل کرے کہا ابن بطال نے کہ اس میں تنبیہ ہے عمل اور کسب کرنے پر تا کہ پائے آدمی جو خرچ کرے اپنی جان پر اور خیرات کرے ساتھ اس کے اور بے پرواہ کرے اس کو سوال کی ذلت سے اور اس میں ترغیب ہے اوپر فعل خیر کے یہاں تک کہ ہو سکے اور یہ کہ جو قصد کرے اس سے کسی چیز کو سو دشوار ہو اوپر اس کے تو انتقال کرے اس کے غیر کی طرف اور یہ جو فرمایا کہ محتاج مظلوم کی مدد کرے یعنی قول سے یا فعل یا دونوں سے اور اگر یہ بھی نہ کر سکے یعنی عجز سے یا سستی سے اور یہ جو فرمایا کہ چاہیے کہ باز رہے بدی سے تو کہا ابن بطال نے کہ اس میں حجت ہے واسطے اس کے جو ٹھہراتا ہے ترک کو عمل واسطے بندے کے برخلاف اس کے جو قائل ہے متکلمین سے کہ ترک عمل نہیں اور نقل کیا ہے مہلب سے کہ اس نے دوسری حدیث کی مثال دی ہے کہ جو بدی کا قصد کرے سو اس کو نہ کرے تو اس کے واسطے نیکی لکھی جاتی ہے جب کہ قصد کرے ساتھ ترک اس کے اللہ تعالیٰ کو پس اس وقت رجوع کرے گا طرف عمل دل کی اور وہ فعل ہے دل کا اور اس کی شرح کتاب الزکوۃ میں گزر چکی ہے اور استدلال کیا ہے ساتھ ظاہر حدیث کے کعبی نے کہ شرع میں کوئی چیز مباح نہیں بلکہ یا اجر ہے یا گناہ سو جو باز رہے ساتھ کسی چیز کے گناہ سے تو وہ ماجور ہے کہا ابن تین نے اور جماعت اس کے برخلاف ہے اور انہوں نے اس کو الزام دیا ہے کہ زانی کو بھی ماجور ٹھہرانا چاہیے اس واسطے کہ وہ باز رہتا ہے ساتھ اس کے اور گناہ سے میں کہتا ہوں اور نہیں وارد ہوتا اوپر اس کے اس واسطے کہ مراد اس کی باز رہنا ہے ساتھ غیر گناہ کے یا باز رہنا ہے ساتھ اس چیز کے کہ نہیں وارد ہوئی ہے اس کے حرام ہونے میں کوئی نص۔ (فتح)

بَابُ طِيْبِ الْكَلَامِ. عمدہ اور میٹھی بات بولنا۔

فائدہ: اصل طیب کا وہ چیز ہے جس سے حواس کو لذت آئے اور مختلف ہے ساتھ اختلاف متعلق اپنے کے کہا ابن بطال نے کہ عمدہ کلام برا نیک عمل ہے واسطے قول اللہ تعالیٰ کے ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ﴾۔

وَقَالَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

اور کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ﷺ سے کہ اچھی بات

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ. کہنا صدقہ ہے۔

فائدہ: یہ ایک ٹکڑا ہے حدیث کا پوری حدیث کتاب الجہاد میں گزر چکی ہے اور اس کی شرح بھی کہا ابن بطال نے کہ عمدہ اور شیریں کلام کا صدقہ ہونا اس وجہ سے ہے کہ مال کے دینے سے آدمی کا دل خوش ہوتا ہے اور جو اس کے دل میں ہو جاتا رہتا ہے اور اس طرح شیریں کلام بھی۔

٥٥٦٤ ـ حَدَّثَنَا أَبُو الْوَلِيْدِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ أَخْبَرَنِيْ عَمْرٌو عَنْ خَيْثَمَةَ عَنْ عَدِيِّ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ ذَكَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهٖ ثُمَّ ذَكَرَ النَّارَ فَتَعَوَّذَ مِنْهَا وَأَشَاحَ بِوَجْهِهٖ قَالَ شُعْبَةُ أَمَّا مَرَّتَيْنِ فَلَا أَشُكُّ ثُمَّ قَالَ اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَإِنْ لَّمْ تَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ.

۵۵۶۴۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ کو ذکر کیا سو اس سے پناہ مانگی اور منہ پھیرا پھر دوزخ کو ذکر کیا اور اس سے پناہ مانگی اور اپنا منہ پھیرا کہا شعبہ راوی نے کہ دو بار میں تو مجھ کو شک نہیں پھر فرمایا کہ بچو آگ سے اگرچہ کھجور کی پھانک ہی دے کر سہی اور اگر یہ تیرے پاس موجود نہ ہو تو نیک بات اور شیریں کلام سے۔

بَابُ الرِّفْقِ فِي الْأَمْرِ كُلِّهٖ. ہر کام میں نرمی کرنا۔

فائدہ: رفق کے معنی ہیں نرم جانب قول سے ہو یا فعل سے اور لینا آسان بات کو اور وہ ضد ہے عنف کی۔

٥٥٦٥ ـ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ دَخَلَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوا السَّامُ عَلَيْكُمْ قَالَتْ عَائِشَةُ فَفَهِمْتُهَا فَقُلْتُ وَعَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ قَالَتْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْلًا يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْأَمْرِ كُلِّهٖ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ أَوَلَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ

۵۵۶۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی سو انہوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے السلام علیک کے بدلے السام علیک کہا یعنی تم پر موت پڑے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا سو میں سمجھ گئی سو میں نے کہا کہ تم پر اللہ کی مار اور لعنت پڑے تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ! اپنے اوپر نرمی اختیار کر بے شک اللہ نرمی کو پسند رکھتا ہے ہر کام میں میں نے کہا یا حضرت! کیا آپ نے نہیں سنا جو انہوں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا البتہ میں نے کہا علیکم یعنی موت تم پر ہی پڑے۔

قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ.

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الاستیذان میں آئے گی اور مسلم کی روایت میں ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ نرمی پیدا کرنے والا ہے نرمی کو چاہتا ہے اور جو نرمی پر دیتا ہے سختی پر نہیں دیتا اور ایک روایت میں ہے کہ نہیں ہوتی ہے نرمی کسی چیز میں مگر کہ اس کو زینت دار کرتی ہے اور نہیں ہوتی ہے سختی کسی چیز میں مگر کہ اس کو ناقص کر دیتی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو نرمی سے حصہ دیا گیا وہ خیر سے حصہ دیا گیا روایت کیا ہے اس کو ترمذی نے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جو نرمی سے محروم ہوا وہ سب نیکی سے محروم ہوا۔ (فتح)

٥٥٦٦ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ أَعْرَابِيًّا بَالَ فِي الْمَسْجِدِ فَقَامُوْا إِلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُزْرِمُوْهُ ثُمَّ دَعَا بِدَلْوٍ مِّنْ مَّاءٍ فَصُبَّ عَلَيْهِ.

٥٥٦٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گنوار نے مسجد میں پیشاب کیا سو لوگ اس کی طرف اٹھے اور اس کو ڈانٹا حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پیشاب کو بند نہ کرو پھر حضرت ﷺ نے پانی کا ڈول منگوایا اور اس پر بہایا۔

فائدہ: اس حدیث کی شرح کتاب الطہارۃ میں گزر چکی ہے۔

بَابُ تَعَاوُنِ الْمُؤْمِنِيْنَ بَعْضِهِمْ بَعْضًا.

مسلمانوں کا آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنا۔

٥٥٦٧ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوْسُفَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ بُرَيْدِ بْنِ أَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ أَخْبَرَنِيْ جَدِّيْ أَبُوْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْهِ أَبِيْ مُوْسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهٗ بَعْضًا ثُمَّ شَبَّكَ بَيْنَ أَصَابِعِهٖ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا إِذْ جَآءَ رَجُلٌ يَسْأَلُ أَوْ طَالِبُ حَاجَةٍ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ فَقَالَ اشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَلْيَقْضِ اللهُ عَلٰى لِسَانِ نَبِيِّهٖ مَا شَآءَ.

٥٥٦٧۔ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ ایک ایماندار دوسرے ایماندار کے حق میں ایسا ہے جیسے عمارت کی بنیاد کہ ایک اس کا دوسرے کو مضبوط کیے رہتا ہے پھر اپنی انگلیوں کو آپس میں ڈالا مانند قینچی کی اور حضرت ﷺ کا دستور تھا کہ جب کوئی سائل یا حاجت والا آپ کے پاس آتا تو اس پر اپنے منہ سے متوجہ ہوتے سو فرماتے سفارش کرو اجر دیئے جاؤ گے اور البتہ حکم کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہے۔

فائدہ: یعنی جیسے عمارت میں مضبوطی ایک اینٹ کی دوسری اینٹ سے ہوتی ہے اسی طرح ایک ایماندار کو لازم ہے کہ

دوسرے ایماندار کا مددگار ہے اور کہا ابن بطال نے کہ ایک دوسرے کی مدد کرنا آخرت کے کاموں میں اور اسی طرح مباح کاموں میں بھی مندوب ہے اور البتہ ثابت ہو چکا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کہ اللہ تعالیٰ بندے کی مدد میں ہے جب تک کہ بندہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد میں رہے اور یہ جو کہا کہ اپنی انگلیوں کو آپس میں ڈالا تو یہ بھی بیان ہے واسطے وجہ تشبیہ کے یعنی مضبوط کرتا ہے بعض بعض کو مانند اس مضبوطی کے اور اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ جو ارادہ کرے مبالغہ کا بیچ بیان اقوال اپنے کے تو اس کو مثال دی ساتھ حرکتوں اس کی کے تا کہ ہو زیادہ تر واقع ہونے والا نفس میں اور کہا طیبی نے کہ فا اور لام دونوں زائد ہیں واسطے تاکید کے یعنی جب کوئی محتاج اپنی حاجت کو میرے پیش کرے تو میرے پاس اس کی سفارش کرو گے تو تم کو ثواب حاصل ہو گا برابر ہے کہ تمہاری سفارش قبول ہو یا نہ ہو اور جاری کرتا ہے اللہ اپنے پیغمبر کی زبان پر جو چاہے یعنی قضائے حاجت کے موجبات سے یا نہ اقتضاء ہونے اس کے یعنی اگر میں اس کی حاجت روائی کروں یا نہ کروں سو وہ اللہ کی تقدیر سے ہے اور اس کے حکم سے ہے۔

تنبیہ: اور واقع ہوا ہے ابن عباس کی حدیث میں ساتھ سند ضعیف کے کہ جو اپنے بھائی مسلمان کے واسطے کوشش کرے اس کی حاجت میں تو وہ بخشا جاتا ہے خواہ اس کی حاجت روائی ہو یا نہ ہو اور اس حدیث میں ترغیب ہے خیر پر ساتھ فعل کے اور ساتھ سبب ہونے کے طرف اس کی ہر وجہ سے اور سفارش کرنا طرف بڑے آدمی کی اس کی مشکل کے آسان ہونے میں اور ضعیف کی مدد کرنا اس واسطے کہ ہر ایک رئیس کے پاس نہیں پہنچ سکتا اور نہ اس پر داخل ہو سکتا ہے یا ظاہر کرے اس کے واسطے اس کی مراد کو تا کہ وہ اس کا اصل حال پہچانے نہیں تو حضرت ﷺ بندش نہیں کرتے تھے کہا عیاض نے کہ نہیں مستثنیٰ ہیں ان وجہوں سے جن میں سفارش مستحب ہے مگر حدود والا جس چیز میں حد نہیں اس میں سفارش جائز ہے خاص کر جس سے ہفوہ واقع ہو یا اہل ستر اور عفاف سے اور بہر حال جو لوگ کہ اپنے فساد پر مصر ہیں اور اپنے باطل میں مشہور ہیں ان کی سفارش نہ کی جائے تا کہ اس سے باز رہیں۔

❀......❀......❀

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست مضامین

کتاب الطب

کتاب اللباس

کتاب الادب